علامہ لاہوتی پُراسراری

علامہ لاہوتی پراسراری

جنات کا قرآن وحدیث سے وجود، سچے واقعات، علماء ومحدثین، اولیاء کرام اور صالحین کے ساتھ بیتے عجیب وغریب واقعات' جنات کی انوکھی زندگی' سائنس اور عصر حاضر میں جنات اور روحوں کیساتھ بیتے ایسے مشاہدات جو ناقابل یقین ہیں۔

خاص طور پر علامہ لاہوتی پراسراری کی سچی
جنات کے ساتھ بیتی زندگی کا پراسرار سفر

نام کتاب: جنات کا پیدائشی دوست (قسط وار سلسلہ، جلد اول)

ناشر: عبقری پبلی کیشنز

سن اشاعت: 2012ء

قیمت : Rs:300

خط و کتابت کا پتہ: دفتر ماہنامہ عبقری، مرکز روحانیت و امن 78/3، مزنگ چونگی، نزد گوگا نیلام گھر عبقری سٹریٹ، مزنگ چونگی، لاہور

فون،فیکس 042-37552384,37597605,37586453

E-mail: contact@ubqari.org

لاکھوں لوگ انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

www.ubqari.org

www.facebook.com/ubqari

www.twitter.com/ubqari

انتساب

(چند بزرگ ہستیوں کے نام)

میں اپنی اس ناچیز مساعی کا انتساب اس پاکباز اور برگزیدہ ہستی کی طرف کرنے کی جسارت کرتا ہوں، جن کے چشمہ فیضان سے چودہ صدیوں سے جنات اور انسان سیراب ہو رہے ہیں۔ اور وہ ان مبارک لوگوں میں سے ہیں...! جنھوں نے بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے حالت ایمان میں دیکھا اور رسالت کی گواہی دی اور یہی خوش بختی آپ کو تمام اولیاء کی صفوں میں ممتاز مقام دلاتی ہے

"ذالك فضل الله يوتيه من يشاء"

میری مراد وہ بزرگ ہستی ہیں، جو عالم جنات میں صحابی بابا کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

(۲) ان تمام جنات کے نام جو تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہمہ تن اس حدیث پاک پر عمل کی فکر میں رہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں" اسی لیے وہ جنات انسانوں کو تکلیف پہنچانے سے خود بھی بچتے ہیں اور شریر جنات کو روکتے اور ارتکاب پر سزا دیتے ہیں۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

(علامہ لاہوتی پراسراری عفی اللہ عنہ)

فہرست

حال دل

''الحمدللہ رب العالمین'' بلاشک وشبہ اللہ عالمین کا رب ہے۔ اس نے بے شمار مخلوق پیدا فرمائی جن کی گنتی وہی جانتا ہے۔ فرشتوں کو نور سے بنایا' جنات کو آگ سے' انسانوں اور اس دنیا پر بسنے والی تمام مخلوق کو خاک سے۔ فرشتے غیر مرئی ہیں' جن ہماری نظروں سے اوجھل ہیں ہم ان کو تبھی دیکھ سکتے ہیں جب وہ بحکم خدا کوئی شکل اختیار کریں۔

جنات چاہے نیک ہوں یا شیطان، ہماری اس انسانی بستی کی ایسی جیتی جاگتی مخلوق ہے جو ہمارے ساتھ ہی رہتی اور بستی ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر ان سے ہمارا واسطہ پڑا ہوا ہے۔ وہ ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ وہ بھی ہمارے اندر آباد ہیں، ہمارے نفس پر سوار، دماغوں اور خیالات میں رچے بسے، کھانوں میں شریک، معاملات میں دخیل، بیوی اور بچوں میں حائل' کہیں رہنما کی شکل میں کہیں دشمنوں کی فوج میں' غرض اس انسانی بستی میں جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ہیں۔ مسجد سے میخانے تک اور بازار سے تختِ سرکار تک انسانوں کے دوش بدوش کارزار حیات میں برسرِ پیکار ہیں۔

اسی طرح انسان اور جنات میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ لیکن جن آگ سے بنی ایسی لطیف مخلوق ہے جسے عموماً انسانی نگاہیں دیکھ نہیں پاتیں۔ اس کے باوجود کہ یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں ہم انہیں ان کی اپنی حقیقی شکل وصورت میں دیکھ نہیں پاتے لیکن یہ شکلیں بدل کر ہمارے ساتھ رہتے ہیں کبھی یہ سانپ بن کر رینگتے ہیں کبھی کتے بن کر بھونکتے ہیں' کبھی گدھے بن کر چلتے ہیں اور کبھی انتہائی خونخوار ظالم اور بے رحم قاتل کی شکل میں آتے ہیں......!

ویسے ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی......! کتنے ان میں تہجد گزار' عالم باعمل اور پابند شریعت ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو بلاوجہ مسافروں کو بھٹکاتے ہیں'

عورتوں کو چھیڑتے ہیں' میاں بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا' عوام میں فساد برپا کرنا' حتیٰ کہ تاریخ میں جنات کی بداعمالیوں اور شعبدہ بازیوں کے عجیب وغریب واقعات موجود ہیں جن سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں ایک مادیت زدہ طبقہ بہرحال موجود ہے جو جنات کے وجود کا منکر ہے۔یورپ کے اس مادہ پرستانہ فلسفہ وسائنس سے مرعوب بہت سے مسلمان بھی جنات کا انکار کرتے ہیں اور ان آیات کی مضحکہ خیز تاویل کرتے ہیں جن میں جنات کا ذکر آیا ہے اور انکار جنات کی بنیاد صرف ان کا نظر نہ آنا ہے حالانکہ خود سائنس اس بنیاد کو مسترد کر چکی ہے اور اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ کائنات کی ان دیکھی چیزیں ان چیزوں سے کئی زائد ہیں جو ہماری نگاہوں سے دکھائی پڑ رہی ہے۔

اس کتاب میں قرآن واحادیث کے ان حوالہ جات کو ذکر کیا گیا ہے جن میں جنات وشیاطین کا تذکرہ ہے۔اسی طرح صحابہ کرام علیھم الرضوان' سلفِ صالحین' اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے سچے واقعات کا ذکر ہے۔جن کو پڑھ کر جہاں اس پراسرار دنیا کے حالات کا علم ہوتا ہے وہیں اس عجیب وغریب مخلوق کے حملے اور فتنے سے بچنے کی تدابیر بھی معلوم ہوتی ہیں۔

یہ رازوں کی دنیا ہے اور یہ کائنات رازوں سے بھری ہوئی ہے یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے یا اللہ جس بندے پر یہ راز کھول دے وہی جان سکتا ہے۔اور ہم ماہنامہ عبقری پر کرم فرما، واقف اسرار الٰہی علامہ لاہوتی پراسراری کے بہت ممنون ہیں، جو بر تعمیل آیت قرآنی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے اوپر عطائے ربانی کا ہم ناآشناؤں پر اظہار کرتے ہیں، اور جن کی بدولت یہ کاوش منظر عام پر آئی۔

خواستگار اخلاص وعمل

حکیم محمد طارق محمود عفی اللہ عنہ

قرطبہ چوک مزنگ چونگی عبقری اسٹریٹ لاہور 042.37552384

جنات کا پیدائشی دوست

قوم جنات

قرآن وحدیث اورشریعت کی نظرمیں

آگ سے بنی ہوئی لطیف مخلوق جسے عموماً انسانی نگاہیں دیکھ نہیں پاتیں اور جس کے بارے میں لوگوں میں متضاد نظریات پائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اس موضوع پر ملنے والی معلومات اور ہدایات اس بارے میں کیا کہتے ہیں......؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنات کیا ہیں؟

انسان اور فرشتوں کے علاوہ ایک دوسری دنیا کا نام ہے، جنات اور انسانوں میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں سمجھ بوجھ کی صفت رکھتے ہیں، دونوں میں اچھے اور برے راستہ کو منتخب کرنے کی صلاحیت موجود ہے، جنات انسانوں سے چند چیزوں میں مختلف ہیں ان میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جن کی حقیقت انسان کی حقیقت سے مختلف ہے۔

جن کو جن اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ (اعراف ۲۷)

جنات کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں، چنانچہ فرمایا: اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔ (الحجر ۲۷)

سورہ رحمٰن میں فرمایا: اور جن کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔ (رحمٰن ۱۵)

ابن عباسؓ، عکرمہ، مجاہد اور حسن وغیرہ نے کہا کہ ''مارج من نار'' سے شعلہ کا کنارہ مراد ہے، ایک روایت میں ہے کہ خالص اور عمدہ آگ سے پیدا کیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ا ص ۵۹)

جنات کی تخلیق کب ہوئی؟

اس میں شک نہیں کہ جنات کی تخلیق انسانوں کی تخلیق سے قبل ہوئی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔ (الحجر ۲۶، ۲۷)

عبداللہ بن عمر بن العاصؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو انسان سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا، ابن عباسؓ نے کہا کہ جنات زمین کے باشندے تھے اور فرشتے آسمان کے، فرشتوں نے ہی آسمان کو آباد کیا، ہر آسمان میں کچھ فرشتے رہتے ہیں، اور ہر آسمان کے باشندے نماز، تسبیح اور دعا کرتے ہیں، ہر اوپر آسمان والے نیچے آسمان والوں سے زیادہ عبادت، دعا، تسبیح اور ذکرواذکار کرتے ہیں، اس طرح فرشتوں نے آسمان کو آباد کیا اور جنات نے زمین کو آباد کیا۔

''سومیا'' ابوالجن کا اللہ سے کلام

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے باپ ''سومیا'' کو پیدا کیا اور اس سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو دیکھیں لیکن لوگ ہمیں نہ دیکھ سکیں ہمیں زمین میں دفن کیا جائے ہم لوگوں میں بوڑھا دوبارہ جوان ہو جائے چنانچہ اس کی یہ خواہش پوری کردی گئی اب وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے جب وہ مرتے ہیں تو زمین میں مدفون ہوتے ہیں ان میں کوئی بوڑھا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک دوبارہ جوان نہ ہو جائے یعنی بالکل بچہ کی طرح ابن عباس نے فرمایا پھر اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو آدم نے کہا پہاڑ (یا شاید جنت کہا) چنانچہ آدم کو پہاڑ (یا جنت) دے دیا گیا۔

فساد فی الارض والے جنات کے ساتھ معاملہ

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے جویبر اور عثمان نے سند کے ساتھ یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کر کے انہیں زمین کو آباد کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے، ایک عرصہ دراز کے بعد انھوں نے اللہ کی نافرمانی اور آپس میں

کشت وخون ریزی شروع کردی، ان میں ایک بادشاہ تھا جس کو یوسف کہا جاتا تھا، جنات نے اس بادشاہ کوقتل کر دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دنیا سے فرشتوں کی فوج بھیجی، اس فوج کو جن کہا جاتا تھا انہی میں ابلیس بھی تھا جو چار ہزار فوج کا کمانڈر تھا۔ فوج زمین پر اتری، اور جنات کی اولاد کو تباہ کر دیا اور ان کہ زمین سے جلا وطن کر کے سمندر کے جزیروں میں منتقل کر دیا۔ ابلیس اور جو فوج اس کے ساتھ تھی اس نے زمین میں بود وباش اختیار کر لی۔ ان کے لیے کام کرنا آسان ہو گیا اور انھوں نے زمین ہی میں رہنا اچھا سمجھا۔

محمد بن اسحاق نے حبیب بن ثابت وغیرہ سے بیان کیا کہ ابلیس اور اس کی فوج آدم کی پیدائش سے پہلے چالیس برس تک زمین میں قیام پزیر رہی۔

عربی زبان میں جنات کے نام

ابن عبدالبر نے کہا کہ اہل علم وزبان کے نزدیک جنات کی چند قسمیں ہیں:

۱) اصلی جن کو ''جنی'' کہتے ہیں۔

۲) جو جن جو لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اسے ''عامر'' کہتے ہیں، اس کی جمع عُمّار ہے۔

۳) جو جن بچوں کو پریشان کرتا ہے اسے ''ارواح'' کہتے ہیں۔

۴) سب سے زیادہ خبیث اور پریشان کرنے والے جن کو ''شیطان'' کہتے ہیں۔

۵) جس جن کی شرارت حد سے زیادہ بڑھ جائے اور اس کی گرفت مضبوط ہو جائے اسے عفریت کہتے ہیں۔

جنات کی قسمیں

اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنات کی تین قسمیں ہیں:

ا: ایک قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتی ہے۔

۲: ایک قسم وہ ہے جو سانپ اور کتوں کی شکل میں ہوتی ہے۔

۳: وہ ہے جو سفر اور قیام کرتی ہے یعنی بھوت وغیرہ

اس کو طبرانی، حاکم اور بیہقی نے ''اسماء والصفات'' میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا۔(صحیح الجامع ج۳ص ۸۵)

ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں ابودرداءؓ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا :اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے جن پیدا کیے۔

۱۔ ایک قسم سانپ، بچھو اور کیڑوں مکوڑوں کی ہے۔

۲۔ دوسری ہوا کی مانند۔

۳۔ تیسری وہ جو حساب و کتاب اور جزاء وسزا کی مکلف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی تین قسموں میں پیدا کیا۔

۱۔ ایک قسم چوپایوں کی ہے ان کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

(ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں۔(الاعراف 179)

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جس کا جسم بنی آدم کی طرح ہے لیکن روح شیطان کی۔

۳۔ تیسری قسم وہ ہے جو بروز قیامت زیر سایہ الٰہی ہوں گے جبکہ وہاں کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔

زمخشری کہتے ہیں کہ میں نے دیہاتیوں کے ہاں جنوں کے بارے میں ایسی عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

کہتے ہیں کہ جنوں میں ایک جنس ایسی بھی ہے جس کی نصف شکل انسان کی شکل کی سی ہوتی ہے۔اس کا نام ''شق'' ہے۔ یہ مسافر کو تنہا دیکھ کر پریشان کرتا بلکہ بسا اوقات مار ڈالتا ہے۔

جنات کی دنیا ایک نا قابل انکار حقیقت

کچھ لوگوں نے جنوں کے وجود کا بالکل انکار کیا ہے، بعض مشرکین کا خیال ہے کہ جن سے وہ شیاطین مراد ہیں جو ستاروں کی شکل میں ہوتے ہیں۔

(مجموع الفتاوی 280/24)

فلاسفہ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ جنات سے مراد وہ برے خیالات اور خبیث طاقتیں ہیں جو نفس انسانی میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح فرشتوں سے مراد وہ اچھے رجحانات و خیالات ہیں جو انسان میں موجود ہوتے ہیں (مجموع الفتاوی 346/24)

متاخرین کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جنات وہ جراثیم اور مائیکروب ہیں جن کو جدید سائنس نے دریافت کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد البہی نے سورہ جن کی تفسیر میں کہا کہ جنات سے مراد فرشتے ہیں، ان کے نزدیک جنات اور فرشتے ایک چیز ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ فرشتے لوگوں سے اوجھل ہوتے ہیں البتہ انہوں نے جنات میں ان لوگوں کو شامل کیا ہے جو اپنے ایمان و کفر اور خیر و شر کے معاملہ میں انسانوں کی دنیا سے اوجھل ہوتے ہیں۔

(تفسیر سورہ جن ص 8)

جنوں کے وجود کا انکار کرنے والوں کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ انہیں ان کے وجود کا علم نہیں، لیکن لاعلمی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ عقل مند کیلئے یہ معیوب بات ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس کا انکار کر بیٹھے، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تردید کی اور فرمایا:

”اصل یہ ہے کہ جو چیز ان کے علم کی گرفت میں نہیں آئی اس کو انہوں نے (خواہ مخواہ اٹکل پچو) جھٹلایا (یونس 39)“

یہ نو ایجاد چیزیں جن کا آج کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر سینکڑوں برس پہلے کوئی سچا

انسان ان کے معرض وجود میں آنے کی خبر دیتا تو کیا اس وقت کے انسان کا اس حقیقت کو جھٹلانا صحیح ہوتا؟ کائنات کے گوشہ گوشہ میں گونجنے والی آوازیں جو ہمیں سنائی نہیں دے رہی ہیں کیا ہمارا نہ سننا ان کے نہ ہونے کی دلیل بن سکتی تھی اور آج ریڈیو کی ایجاد سے سنائی نہ دینے والی چیزیں گرفت میں آگئی ہیں تو ہم اس کی تصدیق کر رہے ہیں!!؟

حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ فرشتوں اور انسانوں کے علاوہ بھی جنوں کی ایک تیسری دنیا ہے۔ بلکہ سمجھ بوجھ اور احساس وادراک رکھنے والی ایک مخلوق ہے، وہ بھی شریعت کے مکلف اور امر ونہی کے پابند ہیں۔

جنات کے حقیقی ہونے پر دلائل

ا:۔ ان کی تخلیق اور وجود تواتر سے ثابت ہے، اس بارے میں مسلسل حکایات اور آثار وارد ہیں۔

(مجموعہ فتاویٰ ۱۹\۱۰) میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جنات کے وجود کے سلسلہ میں مسلمانوں میں سے کسی جماعت نے مخالفت نہیں کی، اور نہ اس سلسلہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اکثر کافر جماعتیں بھی جنوں کی وجود کو تسلیم کرتی ہے۔ یہود ونصاریٰ جنات کے بارے میں اسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کے مسلمان، البتہ ان میں کچھ لوگ اس کے منکر ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ جمہور ائمہ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔''

جنات کے وجود کو تسلیم کرنے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس سلسلہ میں انبیاء کرام علیہم السلام سے بتواتر واقعات منقول ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ومشہور ہیں۔ اور یہ بھی

بدیہی طور پر معلوم ہے کہ جنات عقل وفہم رکھنے والی مخلوق ہیں، اور جو بھی کام وہ کرتے ہیں اپنے ارادہ سے کرتے ہیں بلکہ وہ امرونہی کے بھی مکلف ہوتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کی تمام جماعتیں جنات کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں، اسی طرح تمام کفار اور عام اہل کتاب بھی، اسی طرح مشرکین عرب میں اولاد حام، اہل کنعان و یونان میں اولاد یافث غرض جملہ فرقے اور جماعتیں جنات کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں۔''

۲۔قرآن وحدیث کے نصوص

مثلا اللہ نے فرمایا: اے نبیؐ! کہو، میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔ (الجن:۱)

دوسری جگہ فرمایا: اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے، اس طرح انہوں نے جنات کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔ (الجن:۶)

اس کے علاوہ اور بھی کئی آیات اور احادیث ہیں، جو جنات کی تخلیق اور وجود پر دلیل کی صورت میں موجود ہیں۔

۳:۔مشاہدہ اور معائنہ

آج اور آج سے پہلے بہتیرے لوگوں ان میں سے کچھ چیزوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے، یہ اور بات ہے کہ جو لوگ اس کا مشاہدہ کرتے اور سنتے ہیں ان میں سے اکثر نہیں جانتے کہ وہی جن ہیں کیونکہ ان کے تصور میں پہلے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ یا تو روحیں ہیں یا غیبی اور فضائی مخلوق۔

عہد قدیم و جدید میں معتمد لوگوں نے اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم المرتبت عالم گزرے ہیں، وہ کہتے ہیں:

ہمارے پاس شام کے وقت ایک جن نکل کر آیا، میں نے کہا: تمہاری پسندیدہ غذا کیا ہے؟ اس نے کہا: چاول۔ ہم نے اس کو چاول پیش کیا، میں دیکھ رہا تھا کہ لقمے اوپر اٹھتے ہیں مگر کوئی وجود نظر نہیں آتا، میں نے کہا: یہ خواہشات جو ہم میں پائی جاتی ہیں کیا تم میں بھی پائی جاتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں!! میں نے کہا: تم لوگوں میں روافض کون ہیں؟ اس نے کہا: ہم میں جو سب سے برا ہے۔ اس قصہ کو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔

حافظ ابن عساکر نے عباس بن احمد دمشقی کی سوانح حیات میں بیان کیا کہ عباس بن احمد نے کہا کہ ایک رات جب میں اپنے گھر میں تھا ایک جن کو یہ شعر گنگناتے سنا:

قلوب براها الحب حتیٰ تعلقت
مذاهبها فی کل غرب وّ شارق
تهیم بحب الله والله ربها
معلّقه بالله دون الخلائق

یہ دل جس کو محبت نے زخمی کر دیا ہے، اور اس کی کرچیاں مغرب و مشرق مین بکھر گئی ہیں، یہ دل اللہ کی محبت میں دیوانہ اور اسی کا اسیر ہے نہ کہ مخلوق کا، کہ اللہ ہی رب ہے۔ (علامہ ابن کثیر)

۴:۔ جنات کی اصلیت اور ماہیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فرشتے نور سے سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (الحدیث)

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حقیقتوں کے درمیان فرق ملحوظ رکھا، اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو جنات اور فرشتوں میں فرق نہیں مانتے۔

بعض جاندار جنات کو دیکھتے ہیں

اگرچہ جنات ہمیں نظر نہیں آتے مگر بعض جاندار مثلاً گدھے اور کتے ان کو دیکھتے ہیں، مسند احمد اور ابوداؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے:

''اگر تمہیں رات میں کتے یا گدھے کی آواز سنائی دے تو اللہ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو، اس لیے کہ گدھے اور کتے ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔''

اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ سائنسدانوں نے یہ تحقیق کی ہے کہ بعض جانداروں میں ایسی چیزوں کو دیکھنے کی صلاحیت ہے جن کو ہم نہیں دیکھ سکتے، چنانچہ شہد کی مکھی بنفشی اوٹ کے اوپر بھی شعاعوں کو دیکھ سکتی ہے، اسی لیے وہ سورج کو بدلی کی حالت میں بھی دیکھ لیتی ہے، اور اُلّو رات کی گھٹاٹوپ تاریکی میں چوہے کو دیکھ لیتا ہے۔

جنات اور شیطان میں فرق

شیطان جس کے متعلق اللہ نے قرآن میں کئی جگہ آیات نازل کی ہیں، اس کا تعلق جنات کی دنیا سے ہے۔ اس نے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ سکونت اختیار کی، جنت میں داخل ہوا، پھر جب اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کا حکم دیا تو تکبر، گھمنڈ اور حسد کی وجہ سے تعمیل حکم نہ کیا، چنانچہ اللہ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

عربی زبان میں شیطان ہر سرکش اور متکبر کو کہا جاتا ہے۔ شیطان کو شیطان اس لیے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے رب سے سرکشی کی۔

شیطان بھی مخلوق ہے....!

شیطان کے متعلق قرآن وحدیث میں وارد شدہ مضامین کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان ایک ایسی مخلوق ہے جو سمجھ بوجھ، عقل وادراک اور حرکت وارادہ کی صلاحیت رکھتی ہے۔

"وہ جیسا کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ شر پسند روح نہیں جو انسان کے اندر حیوانی جبلّت کی شکل میں موجود ہے اور اپنی گرفت مضبوط ہونے پر انسان کو پاکیزہ اقدار و روایات سے موڑ دیتی ہے۔" (جدید انسائیکلوپیڈیا ص ۳۵۷)

کیا شیطان بابائے جنات ہے.....؟

اس سلسلے میں ہمارے پاس صریح دلائل تو موجود نہیں کہ آیا شیطان جنات کا اصل یعنی باوا جنات ہے یا اُنہی میں سے ایک فرد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ: "مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ جنات میں سے تھا" (الکھف:۵۰)

یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصل نہیں بس اُنھی میں سے تھا۔ اور اسی طرح ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بابائے جنات "سومیا جن" تھا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل اور بنیاد ہیں، اسی طرح شیطان بھی جنات کی اصل اور بنیاد ہے۔ (مجموع الفتاویٰ صفحہ ۲۲۵، ۲۴۶ جلد ۴)

کیا جنات غذا کھاتے ہیں....؟

جنات کے کھانے اور پینے کے سلسلے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

۱) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تمام قسم کے جنات نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں یہ غیر معتبر قول ہے۔

۲) دوسرا قول یہ ہے کہ جنات کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے دوسری نہیں کھاتی پیتی۔

۳) تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جنات سونگھ کر کھاتے پیتے ہیں، اس قول کی کوئی دلیل نہیں۔

۴) آخری اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ تمام جنات چبا کر اور نگل کر کھاتے پیتے ہیں۔ اس قول کی شہادت صحیح احادیث اور نصوص سے ملتی ہے۔

ہڈی اور گوبر جنات کی غذا

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو استنجاء کے لیے پتھر لانے کا حکم دیا اور کہا کہ ''ہڈی اور گوبر نہ لانا'' اس کے بعد جب ابوہریرۃؓ نے آپ ﷺ سے ہڈی و گوبر نہ لانے کا راز دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں جنات کی غذا ہیں، میرے پاس نصیبین کا ایک وفد جو جنات پر مشتمل تھا آیا اور مجھ سے کھانے کے لیے توشہ طلب کیا۔ میں نے ان کے لیے اللہ سے دعا کی کہ جس ہڈی اور گوبر سے بھی ان کا گذر ہو اس پر ان کی غذا موجود ہو۔ (صحیح بخاری)

ترمذی میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ''گوبر اور ہڈی'' سے استنجاء نہ کرو، اس لیے کہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جنات کی غذا ہوتی ہے، اور وہ کھاتے پیتے بھی ہیں۔ (صحیح الجامع جلد۲ صفحہ ۱۵۴)

ابن مسعودؓ کی جن سے ملاقات اور گفتگو

صحیح مسلم میں عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھے ایک جن نے دعوت دی، میں اس کے ساتھ گیا، ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، وہ جن ہم کو ایک جگہ لے گیا اور جنات کے مکانات اور آگ کے نشانات دکھائے۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ سے کھانا مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہوگا گوشت بن جائیگی، اور جانوروں کی مینگنی تمہارے مویشیوں کے لیے چارہ ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لہٰذا تم لوگ ان چیزوں سے استنجاء نہ کرو اس لیے کہ یہ تمہارے بھائیوں کی غذا ہے۔''

جنات میں شادی بیاہ کا رواج

جنات میں شادی بیاہ کا رواج بھی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اہل جنت کی بیویوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''(وہ حوریں ایسی ہونگی) جنھیں ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہیں چھوا ہوگا۔'' (الرحمن:٥٦)

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے کہ ''اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس (شیطان) کو اور اس کی ذرّیت کو اپنا سر پرست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔'' (الکہف:٥٠)

پہلی آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنات میں جنسی عمل ہوتا ہے، اور دوسری آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد اور ذرّیت کی خاطر جنات آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں۔

''لوامع الانوار البھیۃ'' کے مصنف نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے کہ ''جس طرح آدم کی اولاد میں پیدائش کا عمل جاری ہے اسی طرح جنات میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے''۔ (ابن ابی حاتم وابوالشیخ بروایت قتادہ)

کیا انسان و جنات کا آپس میں نکاح ممکن ہے؟

اکثر سننے میں آتا ہے کی فلاں آدمی نے جن عورت سے شادی کرلی، یا انسانوں میں سے کسی عورت کو جن نے پیغامِ نکاح بھیجا، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سلف سے بہت سے ایسے واقعات نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا کہ انسان اور جنات کا آپس میں شادی بیاہ ممکن ہے۔

(١) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے، اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اس کی بیوی سے مجامعت کرتا ہے۔

(٢) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر آدمی حالت حیض میں اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے تو شیطان اسکی بیوی سے جماع کرنے میں سبقت کر جاتا ہے بیوی حاملہ ہو جاتی ہے پھر ہیجڑا بچہ پیدا کرتی ہے۔''

(٣) مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک جن ہمارے ہاں کی ایک

لڑکی کو شادی کا پیغام دے رہا ہے، اس کی خواہش ہے کہ وہ حلال طریقہ سے کرے...!!

(۴) مالک بن انسؒ نے فرمایا: ''شریعت کے نکتہ نظر سے میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مگر مجھے پسند نہیں کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا شوہر کون ہے؟ اور وہ یہ جواب دے کہ ایک جن، اور پھر اسلام میں فساد برپا ہو۔

(۵) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: ''کبھی کبھی انسان اور جنات آپس میں نکاح کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی ہوتی ہے، یہ چیز بہت عام اور مشہور ہے۔'' (مجموع الفتاوی ج۲۹)

فائدہ

معلوم ہوا کہ انسان اور جنات کا آپس میں شادی کرنا ممکن ہے جبھی نبی کریم ﷺ نے جنات سے شادی کرنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح فقہاء کا یہ کہنا کہ جنات اور انسانوں کا آپس میں نکاح جائز نہیں، اسی طرح تابعین کا اس کو مکروہ سمجھنا یہ سب اس بات کی دلیل ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو شریعت میں اس کے جواز اور عدم جواز کا فتویٰ نہیں لگایا جاتا۔

جنات وانسان کی شادی بیاہ کے واقعات

۱) دارمی اپنی کتاب ''اتباع السنن و آثار'' قبیلہ بجیل کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ:

'' ایک جن ہماری لڑکی پر عاشق ہو گیا اور ہمارے پاس اس کی شادی کا پیغام بھیجا اور اس نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ میں اسے حرام طریقہ پر استعمال کروں، چنانچہ ہم نے اسے بیاہ دیا، اس کے بعد وہ ہم سے روبرو گفتگو کرنے لگا، ہم نے پوچھا کہ: تم لوگ کیا چیز ہو؟ اس نے کہا: تم جیسی مخلوق ہیں، تمہاری طرح ہم میں بھی قبیلے ہیں۔ ہم نے کہا کیا تمہارے ہاں بھی یہ مذہبی اختلافات ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! ہم میں بھی ہر طرح کے لوگ ہیں، قدریہ بھی، جبریہ بھی اور مرجیہ بھی۔ ہم نے کہا: تمہارا کس جماعت سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: مرجیہ سے...!!

۲۔ احمد بن سلیمان النجاد اپنی کتاب ''الامالی'' میں اعمش سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ:

ایک جن نے ہماری کسی لڑکی سے شادی کا پیغام دیا۔ میں نے اس سے کہا: تمہاری پسندیدہ غذا کیا ہے؟ اس نے کہا چاول: میں نے اس کو چاول دیا، میں دیکھ رہا تھا کہ لقمہ اوپر اٹھتا ہے مگر کوئی نظر نہیں آتا میں نے کہا، کیا تم لوگوں میں بھی ہماری طرح جماعتیں ہیں؟ اس نے کہا: ہاں جو سب سے برے ہیں۔

۳۔ ابو یوسف السروجی سے مروی ہے کہ:

مدینہ میں ایک عورت ایک آدمی کے پاس آئی اور اس سے کہا: ہم لوگوں نے تمہارے قریب پڑاؤ ڈالا ہے تم مجھ سے شادی کر لو۔ راوی کہتے ہیں کہ آدمی نے اس سے شادی کر لی، پھر وہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی، تم مجھ سے شادی کر لو۔ راوی

کہتے ہیں کہ آدمی نے اس سے شادی کر لی۔ پھر وہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اب ہم جارہے ہیں تم مجھے طلاق دیدو، وہ روزانہ رات کو اس کے پاس عورت کے روپ میں آتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی مدینہ کے کسی راستہ سے گزر رہا تھا اچانک اس نے دیکھا کہ یہ عورت وہ غلہ اٹھا کر کھا رہی ہے جو غلہ والوں کی بوریوں میں سے گر گیا تھا، آدمی نے اس سے کہا: کیا یہ تمہیں پسند ہے! عورت نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور آدمی کی طرف آنکھ اٹھا کر کہا: تم نے مجھے کس آنکھ سے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: اس آنکھ سے عورت نے اپنی انگلی کا اشارہ کیا اور آدمی کی آنکھ بہہ پڑی۔

۴۔ قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی (اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے) کہتے ہیں کہ:

مشرق سے اپنے گھر والوں کو لانے کے لئے میرے والد نے سفر کیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد ہم لوگوں کو بارش کی وجہ سے ایک غار میں سونا پڑا۔ میرے ساتھ پوری ایک جماعت تھی۔ ابھی میں سویا ہی تھا کہ کسی کے اٹھانے کی آواز آئی۔ میں بیدار ہوا تو وہاں ایک عورت تھی جس کے ایک آنکھ تھی اور وہ لمبائی میں پھٹی ہوئی تھی۔ میں سہم گیا، عورت نے کہا: گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، میں اس لئے آئی ہوں کہ تم میری ایک چاند جیسی لڑکی سے شادی کر لو۔ میں سہا ہوا تھا ہی میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اختیار پر ہے۔ پھر میں نے کچھ لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا وہ لوگ پہلی عورت کی طرح تھے ان کی آنکھیں لمبائی میں پھٹی ہوئی تھیں۔ ان میں کچھ قاضی اور کچھ گواہ تھے قاضی نے خطبہ نکاح پڑھ کر نکاح کر دیا اور میں نے قبول کر لیا۔ وہ لوگ چلے گئے پھر وہ عورت اپنے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی لے کر آئی مگر اس کی بھی آنکھ اس کی اپنی ماں کی طرح تھی اور اس کو میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی میرا خوف بڑھ گیا میں نے اپنے ساتھیوں کو بیدار کرنے کے لئے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے لیکن کوئی بھی اٹھنے کا نام نہ لیتا تھا آخر کار

میں اللہ سے دعاو گریہ وزاری کرنے لگا۔ پھر کوچ کرنے کا وقت ہوا اور ہم روانہ ہو گئے لیکن وہ لڑکی برابر میرے ساتھ لگی رہی اسی طرح تین دن گزر گئے، چوتھے دن وہ عورت آئی اور مجھ سے کہنے لگی، لگتا ہے تمہیں یہ لڑکی پسند نہیں۔ شاید تم اسے چھوڑنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! بخدا یہی بات ہے اس نے کہا: اسے طلاق دیدو۔ میں نے اسے طلاق دیدی اور وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے ان دونوں کو نہیں دیکھا۔

کیا جنات مرتے ہیں......؟

اس میں شک نہیں کہ جنات جنہیں شیاطین بھی شامل ہیں مرتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (الرحمن)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے!

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''میں تیری عزت کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کو فنا نہیں، جنات اور انسان سب فنا ہونے والے ہیں''۔

البتہ ان کی عمر کی مقدار کے بارے میں ہم صرف وہی جانتے ہیں جو اللہ نے ہمیں ابلیس لعین کے متعلق بتایا کہ وہ تا قیام قیامت زندہ رہے گا:

"قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ"

(شیطان نے کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے، فرمایا (اللہ نے) تجھے مہلت ہے۔(الاعراف،۱۴،۱۵)

ابلیس کے علاوہ ہمیں کسی کی عمر کی مقدار معلوم نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کی عمریں انسانوں سے کہیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔

یہ بات کہ وہ مرتے ہیں اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ (ایک درخت جسے اہل عرب پوجتے تھے) کے شیطان کو قتل کر دیا تھا، نیز ایک صحابی نے اس جن کو مار ڈالا تھا جو سانپ کی شکل میں آیا تھا۔

جنات کے مکانات اور ملنے کے اوقات

جنات اسی زمین پر بستے ہیں جس پر ہم لوگ رہ رہے ہیں زیادہ تر ویرانوں، چٹیل اور گندی جگہوں مثلاً غسل خانہ، بیت الخلاء، کوڑا خانہ اور قبرستان میں ہوتے ہیں۔ اسی لئے بقول علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جن لوگوں کو جنات لگ جاتے ہیں وہ زیادہ تر شیطان کے انہیں اڈوں میں پناہ لیتے ہیں۔ حدیث میں غسل خانہ کے اندر نماز پڑھنے کی ممانعت اسی لئے ہے کیونکہ اس میں گندگی ہوتی ہے اور وہ شیطان کا اڈہ ہے، قبرستان میں بھی ممانعت ہے... اس میں بھی شیاطین بھی پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ شیاطین ایسی جگہوں میں بھی زیادہ ہوتے ہیں جہاں وہ فتنہ وفساد کر سکتے ہوں مثلاً بازار وغیرہ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو یہ کہہ کر وصیت کی:

''جہاں تک ممکن ہو سب سے پہلے بازار میں نہ داخل ہو، نہ سب سے اخیر میں وہاں سے نکلو، اس لئے کہ بازار شیطان کا میدان جنگ ہے وہ وہاں اپنا جھنڈا گاڑتا ہے''

اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ بلال بن حارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ ڈالا۔ آپ قضاء حاجت کے لئے نکلے۔ آپ کی عادت تھی کہ قضاء حاجت کے لئے دور جایا کرتے تھے۔ میں نے آپ کو ایک لوٹا پانی دیا اور آپ نکل گئے، آپ کے پاس میں نے لڑنے جھگڑنے اور شور وشغب کی ایسی آوازیں سنیں، اس طرح کبھی نہیں سنی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا: مسلمان جنات اور مشرک جنات آپس میں لڑ رہے تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے رہنے کے لئے جگہ متعین کردوں چنانچہ میں نے مسلمانوں کے لئے بلند زمین اور مشرکوں کے لئے پست زمین متعین کردی۔

(۱) عبداللہ [illegible] راوی کہتے ہیں کہ میں نے کثیر سے پوچھا کہ: پست اور بلند زمین سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: بلند زمین سے دیہات اور پہاڑ مراد ہیں اور پست زمین سے وہ حصہ جو پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان ہوتا ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے دیکھا ہے جس شخص کا واسطہ بلند زمین سے پڑا وہ محفوظ رہا اور جس کا پست زمین سے وہ محفوظ نہیں رہ سکا۔

(۲) زمخشری نے "ربیع الابرار" میں کہا: دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک بڑی جماعت کے پاس پڑاؤ ڈالتے ہیں اور وہاں خیمے اور بہت سے لوگ موجود ہوتے ہیں لیکن وہ فوراً ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ دیہاتیوں کا خیال ہے کہ یہ جنات ہیں اور یہ ان کے خیمے ہوتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں روایت کیا کہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق جانا چاہا تو کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: امیر المؤمنین! وہاں نہ جایئے کیونکہ وہاں دس میں سے نو حصے جادو اور شر پایا جاتا ہے اور وہاں شر پسند جنات اور لاعلاج بیماریاں ہے۔

نیک مسلمان جنات سے گھر والوں کا فائدہ

ابو بکر بن عبید نے اپنی کتاب ''مکاید الشیطان'' میں یزید بن جابر سے روایت کیا کہ: ہر مسلمان کے گھر کی چھت پر کچھ مسلمان جنات ہوتے ہیں۔ جب ان کے لئے صبح کا کھانا رکھا جاتا ہے تو اتر کر گھر والوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور جب شام کا کھانا رکھا جاتا ہے تو اتر کر گھر والوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گھر والوں کی مصیبت دور کرتا ہے۔

شیاطین انہی گھروں میں رات گزارتے ہیں جن میں لوگ رہا کرتے ہیں۔ انہیں بھگانے کے لئے ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا۔ قرآن کی تلاوت خصوصاً سورۂ بقرہ اور آیت الکرسی کی تلاوت کرنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جب اندھیرا ہوتا ہے تو سارے شیاطین پھیل جا۔۔ ہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ایسے وقت میں بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اذان دینے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں ان میں اذان کی آواز سننے کی طاقت نہیں ہوتی۔ رمضان میں تمام شیاطین پابہ زنجیر کر دیئے جاتے ہیں۔

شیاطین کی بیٹھک

شیاطین دھوپ اور سائے میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوپ اور سائے میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے جو سنن وغیرہ میں مروی ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ انسان آدھا دھوپ میں ہو اور آدھا سایہ میں ہو۔

جنات کے چوپائے

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنات نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زادِ راہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا: ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا

ہوگا تمہارے ہاتھ میں گوشت ہو جائے گی، اور ہر مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں آپ نے بتایا کہ جنات جانور بھی رکھتے ہیں اور ان کے جانوروں کا چارہ انسانوں کے جانوروں کا پاخانہ ہے۔

جنات کی طاقت

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسی صلاحیتیں اور طاقتیں بخشی ہیں جو انسانوں کو بھی نہیں بخشیں۔ اللہ نے ان کی بعض طاقتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن میں سے ایک طاقت یہ ہے کہ وہ منٹوں سیکنڈوں میں ایک جگہ سے دوسری کہ پہنچ جاتے ہیں۔

چنانچہ جنات میں سے ایک عفریت نے اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ وہ ملک یمن کی ملکہ کا تخت بیت المقدس صرف اتنی دیر میں لاسکتا ہے کہ ایک بیٹھا ہوا انسان کھڑا ہو جائے۔ وہیں ایک جن جس کے پاس کتاب کا ایک علم تھا بول پڑا۔ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہے:

> ”جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا میں اسے حاضر کر دوں گا، قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں، میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں اس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں، جونہی کہ سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ وہ پکارا یہ میرے رب کا فضل ہے۔“ (النمل:۳۹،۴۰)

فضائی میدان میں جنات کی انسانوں سے سبقت

جنات زمانہ قدیم سے آسمانوں میں چڑھ کر وہاں کی خبروں کو چرایا کرتے تھے تاکہ

کوئی بھی واقعہ رونما ہونے سے پہلے ان کے علم میں آجائے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آسمان میں پہریداری سخت کر دی گئی۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہے:

''ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے۔ پہلے ہم سُن گُن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔'' (الجن،۸،۹)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنوں کے چوری چھپے سننے کی کیفیت بیان فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے تو تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری میں اپنے پر اس طرح بچھا دیتے ہیں جیسے چکنے پتھر پر زنجیر، ان کو گھبراہٹ لاحق ہو جاتی ہے، جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو آپس میں کہتے ہیں ''تمہارے رب نے کیا کہا؟'' وہ کہتے ہیں اس نے جو کہا حق کہا وہ بلند و برتر ہے''۔ اس بات کو سن گن لینے والے جنات سن لیتے ہیں پھر ان سے نیچے والے جنات اسی طرح دوسرے نیچے والے، سفیان نے اپنے ہاتھ سے اس کو واضح کر کے دکھلایا اس طرح کہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کر کے ایک کو دوسرے پر کھڑا کیا، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سننے والا جن اپنے دوسرے ساتھی کو سنی ہوئی بات نہیں پہنچا پاتا کہ ٹوٹا ہوا ستارہ اس کو پکڑ کر جلا دیتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پکڑ پاتا تو وہ اپنے ساتھی کو سنی ہوئی بات بتا دیتا ہے اور وہ اپنے نیچے والے ساتھی کو یہاں تک کہ وہ بات زمین تک پہنچ جاتی اور جادوگر کے منہ پر پھینک دی جاتی ہے، جادوگر اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے اس کی

تصدیق ہوتی ہے، لوگ کہتے ہیں کیا جادوگر نے ہمیں فلاں دن فلاں بات نہیں کہی تھی جو آج بالکل ویسی ہی صحیح ہوئی جیسی آسمان میں سنی گئی تھی؟ (بخاری)

جنات اور فن تعمیر وصنعت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں بتایا کہ اس نے اپنی نبی سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات کو مسخر کر دیا تھا وہ حضرت سلیمان کے بہت سے ایسے کام کرتے تھے جن میں اعلیٰ صلاحیت، دانشمندی اور فنی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے:

> ''اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا، اونچی عمارتیں تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی دیگیں۔'' (سبا:۱۲،۱۳)

شاید جن زمانہ قدیم میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو جیسی چیز دریافت کر چکے تھے۔ ابن تیمیہ مجموعہ فتاویٰ (ج ۲، ص ۹۱۱) میں لکھتے ہیں کہ:

جنات سے تعلق رکھنے والے کسی بزرگ نے مجھے بتایا کہ جنات اس کو ایک چیز دکھاتے ہیں جو پانی اور شیشہ کی طرح چمکدار ہوتی ہے اور جنات اس کو اس شیشے میں وہ تمام خبریں ہو بہو پیش کر دیتے ہیں جو اس سے پوچھی جاتی ہیں، بزرگ نے کہا: پھر میں لوگوں کو خبریں بتا دیتا ہوں۔ اور میرے جو دوست مجھ سے امداد طلب کرتے ہیں ان کی بات بھی یہ جنات مجھ تک پہنچا دیتے ہیں اور میں جو جواب دیتا ہوں تو میرا جواب بھی ان تک پہنچا دیتے ہیں۔

جنات میں بھیس بدل لینے کی صلاحیت

جنات میں انسان وحیوان کے بھیس بدلنے کی قوت وصلاحیت موجود ہے، وہ سانپ، بچھو، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے، کتے اور پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی انسان کا روپ بھی دھار لیتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر کے دن شیطان مشرکین کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور ان سے مدد کا وعدہ کیا، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ:

> ''ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان لوگوں کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' (الانفال:۴۸)

لیکن جب دونوں فوجوں کی ٹکر ہوئی اور شیطان نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا تو دم دبا کر بھاگ گیا۔

ابو ہریرہؓ اور شریر چور جن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عجیب واقعہ ہوا جسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے، ''ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ کی نگرانی پر مامور فرمایا، رات کو ایک شخص آیا اور زکوٰۃ کے غلہ سے مٹھیاں بھر بھر کر لینے لگا، میں نے اسے پکڑا اور کہا: بخدا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: میں محتاج ہوں، میرے بال بچے ہیں، مجھے سخت ضرورت ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے سخت

ضرورت اور اپنے بال بچوں کا رونا رویا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا، وہ پھر آئیگا۔ نبی کریم ﷺ کے کہنے کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ وہ پھر آئیگا، میں اس کی گھات میں بیٹھا رہا، وہ پھر آیا، زکوٰۃ کے غلہ سے مُٹھیاں بھر بھر کر لینے لگا، میں نے اسے پکڑ کر کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں، اس نے کہا ایسا مت کرو، میں غریب ہوں، میرے بال بچے ہیں، اب دوبارہ نہیں آؤنگا۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے سخت ضرورت اور اپنے بال بچوں کا رونا رویا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا، وہ پھر آئیگا۔ نبی کریم ﷺ کے کہنے کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ وہ پھر آئیگا، میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں بیٹھ گیا، وہ پھر آیا، زکوٰۃ کے غلہ سے مُٹھیاں بھر بھر کر لینے لگا، میں نے اسے پکڑ کر کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤنگا، یہ تیسری اور آخری مرتبہ ہے، تم ہمیشہ کہتے ہو کہ تم نہیں آؤ گے مگر پھر آجاتے ہو...!!! اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمھیں ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ دیگا۔

میں نے کہا: وہ کونسے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب بستر پر سونے چلو تو آیت الکرسی پوری پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کریگا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا، چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے کہا: میں تمھیں ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ دیگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کونسے کلمات

ہیں؟ اس نے کہا: جب بستر پر سونے چلو تو آیت الکرسی پوری پڑھ لیا کرو، اس نے یہ بھی کہا کہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کریگا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا۔ چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اچھی چیزوں کی بہت خواہش ہوا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تھا تو وہ جھوٹا، مگر اس نے سچ کہا، ابوہریرہؓ تمہیں معلوم ہے تین راتوں سے تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟ ابوہریرہؓ نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ شیطان انسان کی شکل میں آیا تھا۔

چہرہ اور رنگ بدل لینے والے جنات

ابوبکر بن ابی الدنیا نے "مکاید الشیطان" میں یسیر بن عمرو سے روایت کیا کہ: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے مختلف رنگ بدلنے والے جنات کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا: کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ نے اسے جس شکل میں پیدا کیا ہو اور وہ اس سے بدل جائے، لیکن جس طرح تم میں جادوگر ہوتے ہیں ان میں بھی ہوتے ہیں اگر تمہیں ایسی چیز نظر آئے تو اذان دیدو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ان جنات کے بارے میں دریافت فرمایا جو مختلف رنگ بدلتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ جادوگر جن ہوتے ہیں"

سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رنگ بدلنے والے شیاطین کو دیکھنے پر ہمیں اذان کا حکم دیا گیا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا شیطان میرے سامنے ابن عباسؓ کی شکل میں نمودار ہوتا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباسؓ کی بات یاد آئی میں نے اپنے پاس ایک چاقو رکھ لیا، جب شیطان میرے سامنے

نمودار ہوا تو میں نے اس پر ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر دھڑام سے زمین پر گر پڑا پھر وہ مجھے نظر نہیں آیا۔

عتبی کہتے ہیں کہ ابن زبیرؓ نے ایک آدمی دیکھا جس کی لمبائی کوئی دو بالشت رہی ہو گی اس کے جسم پر پالان کے نیچے والا کمبل تھا، ابن زبیرؓ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: اِزبّ، ابن زبیرؓ نے کہا: ازب کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: جنوں میں سے ایک شخص ابن زبیرؓ نے اس کے سر پر ایک لاٹھی رسید کی اور وہ غائب ہو گیا۔

گھروں میں رہنے والے جنات

جنات سانپ کی شکل بدل کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں اسی لیے نبی ﷺ نے گھروں میں رہنے والے جنات کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مقتول کوئی مسلمان جن ہو صحیح مسلم میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> "مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ہے جو مسلمان ہو چکی ہے جو شخص ان میں سے کسی کو دیکھے تین مرتبے اسے نکلنے کے لیے کہے اگر اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔"

ایک صحابی نے گھروں میں رہنے والے کسی سانپ کو قتل کر دیا تھا اسی میں ان کی موت ہو گئی مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کہا کہ: ابو سائب ابو سعید خدریؓ سے ملاقات کے لیے ان کے گھر آئے۔ اس وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو سائب کہتے ہیں کہ میں اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ وہ نماز ختم کر لیں۔ اتنے میں مجھے گھر کے ایک گوشہ میں رکھی کھجور کی سوکھی شاخوں میں حرکت محسوس ہوئی دیکھا تو وہاں

ایک سانپ تھا میں اس کو مارنے کے لیے بڑھا تو ابو سعید خدریؓ نے اشارہ سے بیٹھ رہنے کے لیے کہا میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: اس کمرہ کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا: اس میں ایک جوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔

ابو سعید خدریؓ نے کہا ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودنے نکلے وہ نوجوان روزانہ دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر جاتا تھا، ایک دن اس نے اجازت لی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اپنا ہتھیار ساتھ میں رکھ لو میں تمہارے سلسلے میں بنو قریظہ سے مطمئن نہیں ہوں۔

جوان نے اپنا ہتھیار ساتھ لے لیا پھر گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دو دروازوں کے بیچ میں کھڑی ہے جوان کو غیرت آئی اور وہ اپنی بیوی کو مار ڈالنے کے لیے نیزہ لے کر لپکا عورت نے کہا: نیزہ مت نکالو پہلے گھر میں جا کر دیکھو میں کیوں نکلی ہوں؟ وہ گھر میں گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا ہے اس نے سانپ پر نیزہ سے حملہ کیا اور اسے نیزہ میں لپیٹ کر باہر لے آیا اسی میں سانپ نے جوان کو ڈس لیا، معلوم نہیں دونوں میں سے پہلے کون مرا آیا سانپ یا وہ جوان...؟

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ ماجرا بیان کیا اور آپ سے درخواست کی کہ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ زندہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ پھر فرمایا: ''مدینہ کی کچھ جنات رہتے ہیں جو اسلام لا چکے ہیں اگر تم لوگ ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اُسے نکلنے کا کہو اس کے بعد نظر آئے تو مار ڈالو اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔''

ضروری تنبیہات

ا۔ یہ حکم یعنی ان حیوانات کو قتل کرنے کی ممانعت سانپ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے حیوان کے لیے نہیں۔

۲۔ ہر سانپ کو مارنے کا حکم نہیں ہے بلکہ صرف گھروں میں نظر آنے والوں کو۔ گھر سے باہر جو سانپ نظر آئیں ان کو مار ڈالنے کا حکم ہے۔

۳۔ گھروں میں رہنے والے سانپ نظر آئیں تو ہم انھیں نکلنے کے لیے کہیں گے یعنی جوں کہیں: تمہیں اللہ کی قسم ہے اس گھر سے نکل جاؤ اور ہمیں اپنی شرارت سے محفوظ رکھو ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا۔ اگر وہ تین دن کے بعد نظر آئے تو مار ڈالنا چاہیے۔

۴۔ تین دن کے بعد اس کو مارنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ یقین ہو چکا ہوگا کہ وہ مسلمان جن نہیں ہے اگر وہ وہی ہوتا تو گھر چھوڑ دیتا۔ اگر وہ حقیقی اژدھایا کافر اور سرکش جن ہو تو قتل کا مستحق ہے اس لیے کہ گھر والوں کو اس نے تکلیف اور دہشت ہوتی ہے۔

۵۔ گھر میں رہنے والے سانپوں میں ایک قسم ایسی بھی ہے جن کو بغیر پوچھے قتل کر دیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں ابولبابہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

سانپوں کو قتل نہ کرو، مگر یہ چھوٹا ہو یا زہریلا ہو اسے مار ڈالو کیونکہ اس سے حمل ساقط اور بصارت ختم ہو جاتی ہے۔

کیا تمام سانپ جنات کی اقسام ہیں

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

جس طرح بندر اور سور بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔سانپ بھی جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے۔

اس کوطبرانی اور ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا، ملاحظہ ہو۔

(الاحادیث الصحیحہ ۱۰۴/۳)

ہمزاد کا حال خود انسان پر منحصر

ایک مسلمان کے اثرات اس کے اپنے ہمزاد پر پڑتے ہیں اور وہ بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند'' میں اور مسلم نے ''صحیح'' میں ابن مسعودؓ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر شخص کے ساتھ جنوں اور فرشتوں میں سے ایک ساتھی مقرر کر دیا گیا ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے میری اس کے خلاف مدد کی۔ وہ مجھے خیر ہی بجھاتا ہے۔

ابن عباسؓ کی روایت جس کو امام احمد نے صحیح بخاری کی مشروط سند کے ساتھ بیان کیا اس میں ہے۔''اللہ نے میری اس کے خلاف مدد کی وہ مسلمان ہو گیا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلم والی روایت میں ہے کہ میرے رب نے میری اس کے خلاف مدد کی وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی جنات پر حکومت

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے لیے جہاں بہت سی چیزیں مسخر کی تھیں وہیں جنات اور شیطانوں کو بھی آپ کے تابع کر دیا تھا وہ جو چاہتے ان سے

کرواتے ان میں سے جو نافرمانی کرتا اس کو سزا دیتے اور قید میں ڈال دیتے تھے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہے:

''تب ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا وہ شیاطین کو مسخر کر دیا ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔''

نیز سورہ سبا میں فرمایا:

''اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ وہ اس کے لیے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات کو اس طرح مسخر کرنا اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ تھا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ:

''اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو۔''

اسی دعا کی وجہ سے ہمارے نبی ﷺ نے اس جن کو نہیں باندھا تھا جو آپ کے چہرے پر پھینکنے کے لیے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔ صحیح مسلم میں ابو درداءؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں'' اور آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا جیسے کوئی چیز لے رہے ہوں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو نماز میں

کچھ کہتے ہوئے سنا جو اس سے پہلے نہیں سنا ہم نے آپ کو ہاتھ پھیلاتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس میرے چہرے پر پھینکنے کے لیے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔ میں نے تین مرتبہ اس سے اللہ کی پناہ چاہی پھر اس پر اللہ کی لعنت بھیجی پھر بھی وہ پیچھے نہیں ہٹا میں نے اس کو پکڑنا چاہا اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوئی تو اس کو پکڑ کر باندھ دیتا جس سے مدینہ والوں کے بچے کھیلتے۔

جنات فضا میں متعین حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتے

اے گروہ جن وانس اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھو، نہیں بھاگ سکتے، اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو تم جھٹلاؤ گے؟ (بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ (الرحمٰن: ۳۳۔۳۵)

معلوم ہوا کہ جنوں میں عظیم طاقت ہونے اور لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کے باوجود ان کے اپنے مخصوص حدود ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ ان کا انجام ہلاکت و بربادی ہے۔

وہ تالا جسے جنات نہ کھول سکیں

آپ ﷺ نے فرمایا: دروازے بند کرو اور بند کرتے وقت اللہ کا نام لو، شیطان ایسا دروازہ نہیں کھول سکتا جو اس پر بند کر دیا گیا ہو۔ اس کو ابو داؤد احمد ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا۔ (الجامع الصحیح ۲۲۹/۱)

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے۔

شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور اپنے مشکیزے اللہ کا نام

لے کر بند کرو، اپنے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھانپ رکھو، اور چراغوں کو بجھا دو۔(الجامع الصحیح ۱/۲۷۰)

مسند احمد میں ہے: دروازے بند کر دو، برتن ڈھانپ دو، مشکیزے بند کردو، چراغ گل کر دو، شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور نہ کوئی ڈھکی ہوئی چیز سے پردہ اٹھا سکتا ہے۔

جنات کی تخلیق کا مقصد

جس مقصد کے لیے انسانوں کو پیدا کیا گیا اسی مقصد کے لیے جنات کو بھی پیدا کیا گیا ہے۔

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔(الذاریات:۵۶)

اس لیے جنات امر و نہی کے پابند و مکلف ہیں ان میں سے جو اطاعت کرے گا اللہ اس سے راضی ہوگا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی اور سرکشی کرے گا اس کے لیے دوزخ ہے۔اس کا ثبوت بہت سے نصوص سے ملتا ہے۔

ان جنات کو جہنم میں عذاب ہوگا اس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے۔

اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اس جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گذرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں۔(الاعراف:۳۸)

مومن جن جنت میں داخل ہوں گے اس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے۔اور ہر اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو، دو باغ ہیں اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم (اے گروہ جن وانس) جھٹلاؤ گے؟(رحمٰن)

اس آیت میں جنات اور انسانوں دونوں سے خطاب ہے کیونکہ اس سورۂ کے آغاز میں دونوں سے گفتگو شروع ہوئی نیز اس سے پہلے والی آیت میں اللہ نے مومن جنوں پر اس بات کا احسان جتایا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اگر انھیں جنت نہ ملتی تو اللہ تعالیٰ ان پر اس کا احسان نہ جتاتا۔

فقہاء کرام کے نزدیک جنات کا جنت میں جانا

ابن مفلح اپنی کتاب ''الفروع'' میں رقم طراز ہیں کہ: تمام جن بالا جماع مکلف ہیں، ان میں جو کافر ہوگا بالا جماع جہنم میں جائے اور جو مومن ہوگا بالاتفاق مالک و شافعی رحمہما اللہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایسا نہیں کہ وہ چوپایوں کی طرح مٹی ہو جائیں گے۔ مومن جن کا ثواب یہ ہے کہ وہ جہنم سے آزاد ہوگا۔

ابن مفلح کہتے ہیں کہ جنات کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں یہ بات صاف ہے کہ ان کا جتنا ثواب ہوگا اسی حساب سے وہ دوسروں کی طرح جنت میں ہوں گے۔ (لوامع الانوار ۲/ ۲۲۲۔۲۲۳)

محمد ﷺ نبی انس وجن

مسلمانوں کی کوئی جماعت اس بات کی مخالف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ صحیحین میں جابر بن عبداللہؓ کی حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

> مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی ہیں۔ ان پانچ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتا تھا، مگر مجھے تمام لوگوں کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

ابن عقیل کہتے ہیں کہ لغوی اعتبار سے لفظ ''الناس'' (لوگوں) میں جن بھی داخل ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں دو رائے نہیں کہ محمد ﷺ کو اللہ نے انسانوں اور جنوں کی طرف بشیر ونذیر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ یہ آپ ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ آپ کو جن وانس پوری مخلوق کا نبی بنایا گیا جبکہ دوسرے نبی کو صرف اس کی اپنی قوم کا نبی بنایا جاتا تھا۔

جنوں کا قرآن سن کر ایمان لانا

جب جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو وہ فوراً ایمان لے آئے۔

اے نبی! کہو میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔ ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ (الجن: ۱۔۲)

یہ لوگ قرآن سن کر خود بھی ایمان لائے اور اپنی قوم میں جا کر ان کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کی دوزخ سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی۔

آپ ﷺ کی خدمت میں جنات کے وفود کی آمد

جنوں کی محمد ﷺ کی نبوت سے آشنائی یہیں سے ہوتی ہے انہوں نے قرآن کی تلاوت سنی، ان کو رسول ﷺ کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا پھر بھی ان میں سے ایک فریق نے ایمان لایا اور داعی و مبلغ بن کر واپس ہوئے۔

اس کے بعد جنوں کے وفد نبی ﷺ سے حصول علم کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ آپ ﷺ نے بھی ان کو اپنا وقت دیا۔ اللہ کی طرف سے سکھائی ہوئی باتیں بتائیں قرآن کی تعلیم دی اور آسمانی خبروں سے روشناس کرایا۔

نبی ﷺ نے جنات کے سامنے سورہ رحمٰن کی تلاوت فرمائی تھی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

''میں نے لیلۃ الجن میں جنوں کے سامنے یہ سورۃ (سورہ رحمٰن) تلاوت کی تو انھوں نے تم سے بہتر جواب دیا۔ میں جب یہ کہتا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ: تو وہ جواب دیتے۔ اے رب ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کر سکتے تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ اس کو بزار حاکم اور ابن جریر نے صحیح سند سے روایت کیا۔

(الجامع الصحیح ۲۰/۱)

نبی ﷺ کی جنوں سے ملاقات صرف اسی رات کو نہیں بلکہ اس کے بعد متعدد بار ہوئی ابن کثیر نے سورۂ احقاف کی تفسیر میں ان روایات کو نقل کیا ہے جن میں آپ ﷺ کی جنوں سے ملاقات کا تذکرہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی کسی رات میں نبی ﷺ کے قریب تھے۔

صحیح بخاری کی بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جو جن آئے تھے ان میں سے بعض ملک یمن کے ''نصیبین'' نامی شہر سے تعلق رکھتے تھے۔

بخاری نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میرے پاس نصیبین کا وفد آیا انھوں نے مجھ سے خوراک طلب کی میں نے ان کے لیے اللہ ﷻ سے دعا کی جس ہڈی اور گوبر سے وہ لوگ گذریں وہ ان کے لیے خوراک ہو جائے۔

یہ وفد کتنے افراد پر مشتمل تھا اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ وہ سات افراد تھے۔ ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے تین حران کے اور چار نصیبین کے۔ زر سے منقول ہے کہ وہ نو تھے۔ عکرمہ کہتے ہیں وہ بارہ ہزار تھے۔ سہیلی نے کہا کہ تفاسیر و مسندات میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جیسے شاصر، ماصر، منشی، ماشی اور احقب وغیرہ۔

تابعین کے ہاتھوں جنات کی تدفین

ا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک چٹیل میدان سے گزر رہے تھے کہ ان کو ایک مردہ سانپ نظر آیا۔ انہوں نے اپنی چادر کا ٹکڑا کاٹ کر اس کو کفن دیا اور دفن کر دیا۔ اتنے میں ایک شخص کی آواز آئی وہ کہہ رہا تھا۔ اے سرق! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کو تم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم بیابان میں مرو گے اور ایک نیک انسان تمہارا کفن دفن کرے گا۔ عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا: اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا: جنوں کی اس جماعت کا ایک فرد جنہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ ان میں سے صرف میں اور سرق زندہ ہیں اور اب یہ سرق بھی مر چکا۔

۲۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ وہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہوا کا ایک بگولا آیا پھر ایک اور آیا جو پہلے سے زیادہ بڑا تھا جب وہ چھٹ گیا تو ہم نے دیکھا کہ ایک مقتول سانپ پڑا ہوا ہے۔ ہم میں سے ایک شخص نے اپنی چادر لی اور اس کا کچھ حصہ پھاڑ کر سانپ کو اس میں کفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو دو عورتیں پوچھنے لگیں تم میں سے کسی شخص نے عمرو بن جابر کو دفن کیا؟ ہم نے کہا: ہمیں نہیں معلوم عمرو بن جابر کون ہیں۔ عورت نے کہا: اگر تم لوگوں نے ثواب کے لیے کیا تھا تو تمہیں ثواب مل چکا ہے۔ کافر جنوں نے مومن جنوں سے لڑائی کی جس میں عمرو کا قتل ہو گیا وہ وہی سانپ ہیں جس کو تم نے دیکھا تھا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے محمد ﷺ سے قرآن سن کر اپنی قوم میں جا کر دعوت و تبلیغ کی تھی۔

۳۔ کثیر بن عبداللہ ابو ہاشم الناجی کہتے ہیں کہ ہم ابو رجاء عطاردی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ کسی ایسے جن کو جانتے ہیں جس نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو؟ انہوں نے مسکرا کر کہا: میں نے جو دیکھا اور سنا آپ کو بتاتا ہوں۔

ایک سفر کی بات ہے ہم لوگ ایک چشمہ کے پاس اترے اور وہاں اپنے اپنے خیمے نصب کر دیئے میں جب قیلولہ کرنے گیا تو دیکھتا ہوں کہ خیمہ میں ایک شش سانپ تڑپ رہا ہے میں نے اپنا لوٹا اٹھایا اور اس میں سے کچھ کچھ پانی لے کر سانپ پر چھڑ کا سانپ خاموش ہو گیا۔ اسی وقت ایک شخص نے قافلہ کی روانگی کا اعلان کیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ذرا ٹھہر جاؤ اس سانپ کا حال کیا ہوتا ہے دیکھ لیا جائے جب ہم نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ مر چکا تھا۔ میں نے اپنی تھیلی میں سے کپڑے کا ایک سفید ٹکڑا نکالا اور اس میں سانپ کو لپیٹ کر دفن کر دیا۔ ہم لوگ دن اور رات بھی چلتے رہے جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے پاس قیام کیا اور اپنے خیمے نصب کئے، قیلولہ کرنے کے لیے گیا تو ''السلام علیکم'' کی بہت ساری آوازیں سنائی دیں۔ میں نے کہا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم جن ہیں، تم پر اللہ کی برکتیں ہوں، تم نے ہمارے ساتھ ایسا احسان کیا کہ ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ میں نے کہا: میں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کر دیا؟ انہوں نے کہا: تمہارے پاس جو سانپ مرا وہ ان جنوں میں سے ایک تھا جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔

جنات ہمارے گواہ

جس حدیث میں نبی ﷺ نے بتایا کہ آپ کا ہمزاد جن تابع ہو گیا ہے اور وہ صرف خیر کا حکم دیتا ہے۔ ابو سعید خدریؓ نے ابو صعصعہ انصاری سے کہا تھا: میرا خیال ہے کہ تمہیں دیہات اور بکریاں زیادہ پسند ہیں جب تم دیہات اور بکریوں میں رہو اور نماز کے لیے اذان دینا ہو تو بلند آواز سے دو کیونکہ موذن کی آواز کو جہاں تک جن انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ سب قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ یہ بات میں نے رسول ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی اذان کی آواز جنات نے سنی ہوگی وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گے۔

نیکی وبدی کے لحاظ سے جنوں کے طبقے

اس سلسلے میں جنوں کے کچھ طبقے ہیں۔ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھیں استقامت اور عمل صالح میں درجہ کمال حاصل ہے۔کچھ اس سے کم درجہ کے ہیں کچھ بالکل سادہ لوح مغفل ہیں کچھ کفار ہیں اکثریت کفار ہی کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان جنوں کی زبانی جنہوں نے قرآن سنا تھا۔ارشاد فرماتا ہے:

''اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ اس سے فروتر ہیں۔ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔''

یعنی ان میں کچھ کامل درجہ کے نیک ہیں اور کچھ ان سے کم نیک ان میں اسی طرح مختلف فرقے ہیں جس طرح انسانوں میں۔

اللہ تعالیٰ جنوں کے متعلق فرماتا ہے۔

اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلم (اللہ کے اطاعت گذار ہیں اور کچھ حق سے منحرف تو جنوں نے اسلام کا راستہ اختیار کر لیا انہوں نے نجات کی راہ ڈھونڈھ لی اور جو حق سے منحرف ہیں وہ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔) (الجن ۱۴ ،۱۵)

یعنی ان میں کچھ لوگ مسلمان ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا جن لوگوں نے اطاعت کی انہوں نے اپنے عمل سے راہ ہدایت اختیار کی اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ آتش جہنم کا ایندھن بنے۔

آسیب زدگی صرف کہی سنی بات نہیں

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۶ پر رقمطراز ہیں کہ: انسان کے جسم میں جن کا داخل ہونا باتفاق ائمہ اہل سنت والجماعت ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے چھو کر شیطان نے باؤلا کر دیا ہو۔ (البقرۃ: ۲۷۶)

صحیح البخاری میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ

''شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن آسیب زدہ کے جسم میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ والد نے جواب دیا: بیٹا! یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ جن ہی انسان کی زبان سے بات کرتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جو بات کہی مشہور و معروف ہے۔ جن انسان پر سوار ہوتا ہے اور انسان ایسی زبان میں بات کرنے لگتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کے جسم پر اتنی مار پڑتی ہے کہ اگر کسی اونٹ کو مارا جائے تو اس کے بدن پر نشان پڑ جائیں اس کے باوجود اس شخص کو نہ پٹائی کا احساس ہوتا ہے نہ اس گفتگو کا جو اس نے اپنی زبان سے کی۔ آسیب زدہ شخص کبھی تو دوسرے انسانوں کو گھسیٹتا اور کبھی جس چیز پر وہ بیٹھا ہوا ہوتا ہے اسی کو کھینچنے پھاڑنے لگتا ہے کبھی دیو ہیکل مشینوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی حرکتیں کرتا ہے جو شخص اس کا بچشم خود مشاہدہ کرے گا اسے بدیہی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو چیز انسان کی زبان سے بات کر رہی ہے اور ان چیزوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتی ہے وہ انسان کے علاوہ کوئی دوسری صنف کی مخلوق ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں: ائمہ مسلمین میں کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں کہ جن آسیب زدہ شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے جو اس کا انکار کرے اور یہ دعویٰ کرے

کہ شریعت اس کو نہیں مانتی وہ شریعت پر تہمت لگاتا ہے۔ شرعی دلائل میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے اس کی تردید ہوتی ہو۔

جنات سے خدمت لینے کا حکم

یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا تھا اور انہیں ایسی سلطنت عطا کی تھی جو ان کے بعد کسی کے شایان شان نہیں اب اگر کسی انسان کو کسی جن کی ماتحتی حاصل ہو تو وہ بطور تسخیر نہیں بلکہ جن کی رضامندی سے ہوگی کیا جن کو ماتحت بنانا جائز ہے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموعہ فتاوی ۱۱: ۳۰۷) میں رقمطراز ہیں کہ انسان کے لیے جن کی تابعداری کی چند صورتیں ہیں۔ اگر انسان جن کو اللہ اور اس کے رسول کے احکام یعنی اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہو اور انسانوں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا افضل ترین ولی ہے وہ اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ و نائب ہے۔

اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اس کے لیے شرعی طور پر مباح ہوں تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مباح چیزوں میں کسی انسان کو استعمال کرتا ہو۔ مثلاً انھیں فرائض کی ادائیگی کا حکم دے حرام چیزوں سے روکے اور اپنی جائز خدمت لے۔ اس کا مقام بادشاہوں کا مقام ہوگا جو لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اگر اس کے مقدر میں یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا ولی ہے تو دوسرے ولیوں میں اس کی حیثیت وہی ہوگی جو ایک حکمراں نبی اور عام نبی کی ہوتی ہے جیسے سلیمان و یوسف علیہما السلام کی حیثیت ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور محمد ﷺ میں۔

اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں ممنوع ہوں۔ مثلاً شرک میں استعمال کرے یا کسی بے گناہ کے قتل میں یا

لوگوں پر ظلم کرنے میں مثلاً کوئی بیماری لگادی، حافظہ سے علم بھلادیا۔ یا کسی بدکاری کے معاملے میں استعمال کرے مثلاً بدکاری کرنے کے لیے کسی مرد یا عورت کو حاصل کرلیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب گناہ اور ظلم کے معاملے میں مدد لینا ہوا۔ پھر اگر وہ کفر کے معاملے میں بتوں سے مدد لیتا ہے تو کافر ہے۔ نافرمانی کے کام میں مدد لیتا ہوا پھر اگر وہ کفر کے معاملے میں جنوں سے مدد لیتا ہے تو کافر ہے۔ نافرمانی کے کام میں مدد لیتا ہے تو نافرمان ہے وہ یا تو فاسق ہوگا یا گنہگار۔

☆☆☆☆☆

جن اور علم غیب

عام طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جنات غیب جانتے ہیں۔ سرکش جنات بھی اس غلط تصور کو لوگوں میں مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس جھوٹے دعوے کو بے نقاب کر دیا تھا جب اس نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کی روح قبض کی (اللہ نے جنوں کو حضرت سلیمان کے تابع کر دیا تھا جو چاہتے ان سے کام لیتے) اور ان کے جسم کو کھڑا رہنے دیا۔ جنات اپنے کام میں لگے رہے انہیں سلیمان کی موت کی خبر نہ ہوئی۔ جب دابتہ الارض (کیڑے) نے حضرت سلیمان کی لکڑی کو، جس پر وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، کھا کر کھوکھلا کر دیا، تو سلیمان علیہ السلام گر پڑے تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جنات کا غیب دانی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

> پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے جنوں کو سلیمان کی موت سے آگاہ کیا وہ کیڑے سلیمان کا عصا چاٹ رہا تھا۔ جب (عصا کے گرنے سے) سلیمان (بھی) گرا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ (جن) غیب جانتے تو (اس) ذلت کے عذاب (سلیمان کی قید) میں نہ رہتے۔ (سبا:١۴)

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جنات کس طرح آسمان کی خبریں چوری چھپے سنتے تھے اور بعثت نبوی کے بعد کس طرح آسمان کی نگرانی میں سختی کر دی گئی۔ اس کے بعد سے جنات بہت کم سن گن لے سکتے ہیں۔

جن اور اڑن طشتریاں

ان دنوں اڑن طشتریوں کا مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرتا کہ یہ بات سننے میں آتی ہے کہ ایک شخص یا چند اشخاص نے اڑن طشتری دیکھی جو فضا میں منڈلا رہی تھی۔ یا زمین کے سینہ پر سوار تھی یا اس سے نکلتے ہوئے ایسی مخلوق دیکھی جو انسانی شکل سے بالکل مختلف تھی۔ حتیٰ کہ یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ اس مخلوق نے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ طشتری تک چلنے کے لیے کہا اور اس کی جانچ کی۔

اس قسم کا دعویٰ نہ صرف یہ کہ گم نام لوگ کر رہے ہیں بلکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے (سابق) صدر کارٹر جیسی نمایاں شخصیت کا بھی یہی خیال ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۷۳ء میں صوبہ جارجیا کے آسمان پر ایک اڑتی ہوئی چیز محسوس کی جس کی ماہیت و حقیقت سمجھ میں نہ آسکی۔

صدر موصوف دوسری مخلوق سے جو زمین پر حملہ آور ہونے لگی ہے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ایک شام صدر امریکہ نے (اخباری اشاعت کے مطابق) ایک ماہر سے گفتگو کی جو اس بات کا قائل تھا کہ کائنات میں انسان ہی واحد مخلوق نہیں ہے۔

صدر کارٹر کے ساتھ تحقیقاتی امور کے مشیر "فرانگ پرس" بھی شریک تھے۔ اس کے بعد کارٹر نے قومی رصد گاہ میں کچھ فلمیں دیکھیں جن میں مختصر طور پر بتایا گیا تھا کہ کوکب ارضی سے باہر سکونت پذیر مخلوقات کے متعلق آخری تحقیقات کہاں تک پہنچی ہیں۔ ان فلموں کی نمائش کا کام کارنل یونیورسٹی کے شعبہ "تحقیقات کائنات" کے ڈائریکٹر کارل ساگن نے انجام دیا۔ کارل ساگن امریکی فضائی ایجنسی کے ان تمام معاملات پر مرجع کی حیثیت رکھتا ہے جن کا تعلق کوکب ارضی سے باہر سکونت پذیر مخلوقات سے ہے۔ **(جریدۃ السیاسۃ، کویت شمارہ ۲۶۹۹ بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۷۷ء)**

ضمیمہ اخبار "الھدف" کویت مجریہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۸ء میں چین کے سابق صدر

ماؤزے تنگ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی کہ وہ دوسرے سیاروں میں ہمارے علاوہ اور دوسری مخلوقات کے وجود پر بھی یقین رکھتے تھے۔

مضمون نگار لکھتا ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد امریکی عوام اس کے قائل ہیں۔ امریکی اخبارات کا خیال ہے کہ لگ بھگ نصف ملین امریکی باشندوں نے ان طشتریوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا کچھ لوگوں نے براہ راست ان سے ملاقات بھی کی۔

امریکی فلم ساز ''اسٹیفن اسپیل برگ'' نے ایک فلم بعنوان ''تیسری صنف سے ملاقات'' تیار کی تھی جس کی لاگت ستر کی دہائی میں بائیس ۲۲ ملین امریکی ڈالر تک پہنچتی ہے۔ یہ فلم ان لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تیار کی گئی تھی۔ جنہوں نے اڑن طشتریوں کا مشاہدہ کیا تھا یا ان سے ملاقات کی تھی۔ یہ فلم پہلی مرتبہ وائٹ ہاؤس میں دکھائی گئی اس کا مشاہدہ کرنے والے سب سے پہلے صدر امریکہ ہی تھے۔ اس فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد امریکی فضائی ایجنسی نے اس میدان میں تحقیق کی ضرورت محسوس کی ۱۹۷۹ء کی تحقیقات کے لیے کئی ملین ڈالر منظور ہوئے اور اس خفیہ پروگرام کو ''بیٹی'' کا نام دیا گیا۔

اس پروگرام کا خلاصہ یہ تھا کہ دوسرے سیاروں سے آنے والے وائرلیس پیغامات کی تحقیق و جستجو کے لیے خارجی فضا میں چند مخصوص آلات چھوڑے جائیں گے۔

اس جائزہ کے بعد ہم مندرجہ ذیل امور ثابت کر سکتے ہیں۔

ا۔ انسان کے علاوہ دوسری عجیب وغریب مخلوقات کے وجود کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں نے اس کو متواتر دیکھا ہے۔ میں بھی طویل عرصہ تک اس موضوع پر شائع ہونے والے مضامین پر نظر رکھتا رہا۔ چنانچہ تقریباً ہر ہفتہ ایک مضمون ایسا ضرور ملتا ہے جس میں کسی جماعت یا شخص کے اس مخلوق کو دیکھنے کا تذکرہ ہوتا۔

۲۔ لوگ ان طشتریوں کی حقیقت اور ان کو استعمال کرنے والی مخلوق کی حقیقت کی تفسیر کرنے میں حیران و پریشان ہیں۔ خصوصاً جبکہ ان طشتریوں کی رفتار انسان کی ایجاد کردہ کسی بھی سواری سے کہیں زیادہ تیز ہے۔

۳۔ مجھے یقین ہے کہ اس مخلوق کا تعلق جنوں کی دنیا سے ہے جو ہماری اسی زمین پر سکونت پذیر ہے اور جس کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ ان کے پاس انسانوں سے کہیں زیادہ صلاحیت و طاقت موجود ہے۔ انہیں ایسی رفتار ملی ہے جو آواز اور روشنی سے بھی بڑھ کر ہے۔ نیز انہیں روپ بدلنے کی بھی صلاحیت عطا کی گئی ہے۔ وہ مختلف شکل و صورت میں انسان کو نظر آسکتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان حقائق سے آگاہ کیا خصوصاً جبکہ ہم ان لوگوں کو حیران و پریشان دیکھتے ہیں جنھیں ان حقائق کا علم نہیں ہے۔ اس سے ہم اپنی ذہنی و علمی صلاحیتوں کو مجتمع کر کے کارآمد رخ پر ڈال سکتے ہیں۔

کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ ان طشتریوں کے اس زمانہ میں ظاہر ہونے اور گزشتہ زمانہ میں ظاہر نہ ہونے میں کیا راز ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جنات ہر دور میں اسی دور کے مطابق روپ دھارتے ہیں۔ یہ سائنسی ترقی کا دور ہے اس لیے وہ انسان کو ایسے طریقہ سے گمراہ کرنا چاہتے ہیں جو ان کو متوجہ کر سکے۔ آج لوگوں کی نظریں اس وسیع فضا کو جانب اور اس میں انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کے وجود کے امکانات کو سمجھنے کے لیے بے چین ہیں۔

آسیب زدگی

گزشتہ صفحات میں ہم نے یہ بتایا تھا کہ شیطان کبھی انسان پر سوار ہو جاتا ہے جس کو ہم آسیب زدگی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں ہم آسیب زدگی کے اسباب اور علاج کی وضاحت کریں گے۔

آسیب زدگی کے اسباب

علامہ ابن تیمیہ ''مجموعہ فتاوی ۱۹: ۳۹'' میں بیان کرتے ہیں کہ:

''جنات انسانوں پر کبھی جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے سوار ہوتے ہیں جیسا کہ انسان کا انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر دشمنی اور انتقامی جذبہ کے تحت ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی انسان انہیں تکلیف دے یا وہ یہ سمجھیں کہ انسان انہیں جان بوجھ کر پریشان کر رہے ہیں کہ کسی پر پیشاب کر دیا یا کسی پر گرم پانی ڈال دیا یا کسی کو قتل کر دیا۔ ہر چند کہ انسانوں کو اس کا علم نہ ہو تاہم جنات میں ظلم و جہالت ہوتی ہے اس لیے وہ انسان کو اس سے زیادہ سزا دیتے ہیں جتنی کا وہ مستحق ہے۔ کبھی جنات انسانوں پر یوں ہی شرارت کے طور پر سوار ہو جاتے ہیں جیسا کہ احمق قسم کے انسان کرتے ہیں۔

جنات کو تعلیم دینے کا طریقہ

ہم بتا چکے ہیں کہ جنات شریعت کے پابند اور مکلف ہیں۔ اس لیے اگر مسلمان ان سے بات کر سکتا ہو جیسا کہ انسان پر سوار جن کے ساتھ ہوتا ہے تو اسے ضرور بات کرنی چاہیے۔

اگر جن انسان پر جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے سوار ہوا ہے تو یہ فحش کام ہے جس کو اللہ نے انسانوں اور جنات دونوں پر حرام کیا ہے۔ اگر دوسرے فریق کی رضا مندی سے ہو، تب بھی جائز نہیں کہ یہ بہرحال گناہ اور ظلم ہے۔ لہٰذا جنات سے اس بارے

میں گفتگو کی جائے گی اور انہیں بتایا جائے گا کہ یہ حرام کاری، فحش اور ظلم ہے تا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔ انھیں یہ بھی بتایا جائے گا کہ ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر عمل کیا جائیگا، وہ رسول ﷺ جس کو اللہ نے انس و جن دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اگر جن انسان پر دوسری وجہ سے (کسی انسان کے اس کو تکلیف دینے کی وجہ سے) سوار ہوا ہو اور انسان نے یہ حرکت لاعلمی میں کی ہو تو جنات سے کہا جائے گا کہ اس نے نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اور جو غیر ارادی طور پر تکلیف دے وہ سزا کا مستحق نہیں۔ اگر انسان نے یہ حرکت اپنے گھر اور اپنے ملکیت میں کی ہو تو جنات سے کہا جائے گا کہ گھر اس کی ملکیت ہے وہ اپنی ملکیت میں جو چاہے کر سکتا ہے، تمہیں بغیر اجازت انسانوں کی ملکیت میں رہنے کا حق نہیں۔ تم ویرانوں اور صحراؤں میں جا کر رہو۔ جہاں انسان نہیں رہتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموعہ فتاوی ۴۲/۱۹) میں فرماتے ہیں "مقصد یہ ہے کہ اگر جنات انسانوں پر ظلم وزیادتی کریں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے باخبر کر کے ان پر حجت قائم کی جائے گی۔ معروف کا حکم دیا جائے گا اور منکر سے روکا جائے گا جیسا کہ انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

اے گروہ جن وانس کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ (القرآن)

جن کو برا بھلا کہنا اور مارنا

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مظلوم بھائی کی مدد کرنا ایک مومن کا فرض ہے۔ یہ آسیب زدہ شخص بھی مظلوم ہے لیکن اللہ کے حکم کے مطابق انصاف کے ساتھ مدد کرنا

ہوگا۔ اگر جن سمجھانے بتانے کے بعد بھی باز نہ آئے تو اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، گالی گلوچ کرنا، دھمکی دینا اور لعن طعن کرنا جائز ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اس شیطان کے ساتھ کیا تھا جو آپ ﷺ کے چہرے پر مارنے کے لیے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔ آپ نے تین مرتبہ اس طرح کہا تھا:

''میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔''

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آسیب زدہ شخص کا علاج کرنے اور اس سے جن کو ہٹانے کے لیے کبھی مار پیٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کو بہت زیادہ مارا جاتا ہے۔ یہ مار جن پر پڑتی ہے آسیب زدہ شخص کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کو جب ہوش آتا ہے تو وہ خود کہتا ہے کہ اس کو ذرا بھی مار محسوس نہیں ہوئی حالانکہ کم وبیش تین چار سو لاٹھیاں اس کے پیروں پر ماری جاتی ہیں اگر اتنی پٹائی کسی انسان کی ہو تو دم توڑ دے۔ یہ پٹائی دراصل جن کی ہوتی ہے۔ جن چیختا چلاتا ہے اور حاضرین کو مختلف قسم کی باتیں بتاتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کی موجودگی میں اس کا بار بار تجربہ کیا ہے۔

جنات سے نجات کلام الٰہی کے ذریعے

انسان کے بدن سے جن چھڑانے میں جو چیز سب سے بہتر مدد ومعاون ہوسکتی ہے وہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ ذکر وتلاوت میں سب سے عظیم چیز آیۃ الکرسی کی تلاوت ہے۔ ''جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے اس پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر کیا جاتا ہے اور صبح طلوع ہونے تک شیطان اس کے قریب نہیں پہنچتا۔'' یہ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بیشمار تجربہ کرنے والوں نے تجربہ کیا کہ شیاطین
کو بھگانے اور ان کے طلسم کو توڑنے میں آیۃ الکرسی اتنی مؤثر ہے کہ ٹھیک طور پر اس
کی قوت و تاثیر کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آسیب زدہ شخص سے اور شیاطین جن کی مدد
کرتے ہیں مثلاً اہل ظلم وغضب اصحاب شہوت وطرب اور ارباب رقص وسرور سے
شیطان کو بھگانے میں آیۃ الکرسی غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ اگر صدق دل سے ان
لوگوں پر آیۃ الکرسی کی تلاوت کی جائے تو شیاطین دفع ہو جاتے ہیں۔ شیطانی خیالات کا
طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور شیطان کے بھائیوں کے شیطانی کشف وکرامات بے حقیقت ہو
جاتے ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ۱۹۔۵۵)

آسیب زدہ کے جسم سے نبی ﷺ کا جن بھگانا

یہ کام نبی ﷺ نے ایک سے زائد مرتبہ کیا ہے۔ سنن ابوداؤد اور مسند احمد میں ام
ابان بنت وازع بن زارع سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان
کے دادا زارع نبی ﷺ کے پاس گئے تو ساتھ میں اپنے ایک پاگل بیٹے یا بھانجے کو
لینے گئے۔ میرے دادا کہتے ہیں: جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے کہا:
میرے ساتھ میرا ایک پاگل بیٹا یا بھانجا ہے میں اسے آپ کے پاس لے کر آیا
تا کہ آپ اللہ سے اس کے لیے دعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: لاؤ! وہ کہتے ہیں
اس کو رکاب میں آپ کے پاس لے کر آیا اس کے سفر کے کپڑے اتارے اور د
کپڑے پہنا دیے۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ
فرمایا: اس کو میرے قریب لاؤ، اس کی پیٹھ میرے سامنے کرو۔

پھر آپ اس کی پیٹھ پر مارنے لگے یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل کی سفید
دیکھی۔ آپ فرماتے تھے ''نکل اللہ کے دشمن'' نکل اللہ کے دشمن'' چنانچہ وہ لڑکا صحت
مند آدمی کی طرح دیکھنے لگا پہلے کی طرح نہیں پھر اس کو نبی ﷺ نے اپنے سامنے بٹھا

اور پانی منگوا کر اس کے چہرہ کو پونچھا اور اس کے لیے دعا کی آپ کے دعا کرنے کے بعد وفد کا کوئی شخص اس سے بڑھ کر صاحب فضیلت نہیں تھا۔

مسند احمد ہی میں یعلیٰ بن مرہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ میں تین چیزیں ایسی دیکھیں جن کو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا نہ میرے بعد کوئی دیکھے گا۔ میں آپ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا ہم ایک راستہ سے چل رہے تھے کہ ہمارا گذر ایک عورت کے قریب ہوا جو بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔

عورت نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بچہ کو کچھ پریشانی لاحق ہوگئی ہے اس کی وجہ سے ہم بھی پریشان ہیں۔ دن میں نہ جانے کتنی مرتبہ اس پر حملہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو مجھے دو'' اس نے بچہ کو آپ کی طرف بڑھایا۔

آپ نے بچہ کو اپنے اور پالان کے اگلے حصہ کے درمیان بٹھایا پھر اس کا منہ کھولا اور اس میں تین مرتبہ پھونکا اور فرمایا:

''بِسْمِ اللّٰهِ، اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ۔''

اللہ کے نام سے میں اللہ کا بندہ ہوں، بھاگ جا اللہ کے دشمن۔ پھر بچہ کو عورت کے ہاتھ میں تھما دیا اور فرمایا۔ تم واپسی میں ہم سے اسی جگہ پر ملاقات کرنا اور بتانا کہ کیسی حالت ہے۔

یعلیٰ بن مرہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوگئے پھر واپس ہوئے تو اس عورت کو اسی جگہ پر پایا اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''تمہارے بچے کا کیا حال ہے؟'' اس نے کہا: جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اب تک اس سے کوئی چیز دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ یہ بکریاں لیتے جایئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان میں سے ایک بکری لے لو باقی واپس کردو۔

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے جنات کو حکم دے کر ڈانٹ کر اور لعن وطعن کر کے بھگایا ہے لیکن صرف اس سے کام نہیں چلتا اس معاملہ میں ایمان کی قوت یقین کی پختگی اور اللہ کے ساتھ حسن تعلق کا بہت بڑا دخل ہے۔اس کی وضاحت درج ذیل واقعہ سے ہوتی ہے۔

جنات اولیاء کا احترام کرتے ہیں

بیان کیا جاتا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس خلیفہ متوکل کی طرف سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین کے گھر میں ایک لڑکی آسیب کا شکار ہو گئی ہے۔امیر المؤمنین نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اس کی عافیت کے لیے اللہ سے دعا کر دیں۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لکڑی کے دو جوتے دیئے اور کہا: امیر المؤمنین کے گھر جاؤ اور لڑکی کے سرہانے بیٹھ کر جن سے کہو کہ احمد نے کہا ہے کہ تمہیں دو باتوں میں سے کون سی بات پسند ہے آیا اس لڑکی کا پیچھا چھوڑو گے یا ستر جوتے کھاؤ گے۔

وہ شخص جوتا لے کر لڑکی کے پاس گیا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر ویسا ہی کہا جیسا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کہا تھا۔جن نے لڑکی کی زبان سے کہا: ہمیں امام احمد کی بات منظور ہے۔ہم ان کی بات مانتے ہیں۔اگر وہ ہمیں عراق سے نکلنے کا حکم دیں تو ہم عراق سے بھی نکل جائیں۔انہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور جو اللہ کی اطاعت کرے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔

پھر وہ لڑکی کے بدن سے نکل گیا۔لڑکی ٹھیک ہو گئی اور اس کے اولاد بھی پیدا ہوئیں۔

جب امام احمد کا انتقال ہوا تو وہ جن دوبارہ لڑکی پر سوار ہو گیا۔خلیفہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی شاگرد کو طلب کیا وہ شخص وہی جوتا لیکر آیا اور جن سے کہا نکل جا

ورنہ اس جوتے سے تیری پٹائی ہوگی۔ جن نے کہا: میں نہ تمہاری بات مانوں گا نہ نکلوں گا۔

احمد بن حنبل اللہ کے اطاعت گزار بندے تھے اس لیے ہم نے بھی ان کی اطاعت کی۔

معالج کو کیسا ہونا چاہیے...؟

معالج کو اللہ کی ذات پر قوی ایمان اور مکمل بھروسہ نیز ذکر و تلاوت قرآن کی تاثیر پر کامل یقین ہونا چاہیے اس کا ایمان وایقان جتنا مضبوط ہو گا اس کا اثر اتنا ہی گہرا ہو گا۔ اگر وہ جن سے زیادہ طاقتور ہو گا تو جن کو نکال سکتا ہے اور اگر جن سے زیادہ طاقتور ہو گا تو نہیں نکلے گا۔ بسا اوقات ہو سکتا ہے کہ جن نکالنے والا کمزور ہو تو جنات اس کو پریشان کرنے کی کوشش کریں گے اس لیے وہ بکثرت دعا مانگے۔ جنوں کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرے اور قرآن خصوصاً آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا رہے۔

جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاوی ۲۴۔۲۷۷ میں رقمطراز ہیں۔

جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں سے آسیب زدہ کے علاج کی دو شکلیں ہیں۔

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ ایسے ہوں جن کا معنی ومفہوم سمجھ میں آتا ہو اور جن کو آدمی دین اسلام کی نظر میں بطور ذکر دعا پڑھ سکتا ہو تو اس سے آسیب زدہ کو جھاڑ پھونک کیا جا سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے جھاڑ پھونک کی اجازت دی جب تک کہ وہ شرک نہ ہو۔ آپ نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو ضرور پہنچانا چاہیے۔

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ میں ایسے الفاظ ہوں جو حرام ہوں مثلاً اس میں شرک کی بو باس ہو یا جن کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور اس میں کفر کا احتمال ہو تو ایسے الفاظ

سے تعویذ بنانا یا منتر پڑھنا کسی کے لیے جائز نہیں خواہ ان کے ذریعہ آسیب زدہ شخص سے جنات کیوں نہ بھاگتے ہوں۔ کیونکہ اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ دوسری جگہ (مجموعہ فتاوی ۱۹۔۴۶) فرماتے ہیں کہ شرکیہ تعویذ گنڈے والے جنات کو بھاگنے میں اکثر ناکام رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر جب وہ جنات سے کہتے ہیں کہ وہ اس جن کو قتل یا قید کر دیں جو انسان پر سوار ہے تو جنات ان کا تمسخر کرتے ہیں چنانچہ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کو قتل یا قید کر دیا ہے حالانکہ یہ محض تخیل اور جھوٹ ہوتا ہے۔

☆☆☆

استفادہ

کتاب: عَالَمُ الْجِنّ والشیاطِیْن کتبہ الشَّیخ عُمر سُلیمان اَلْاَشْقَر

جنات کی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری

علامہ بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ اور ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں جنوں کی بکثرت وفود آتے تھے۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۸۵)

جنوں کا قاصد

حضرت سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ:

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑا اژدھا سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے کان مبارک کے قریب کرلیا (اور غالباً کچھ عرض کی) پھر آپ ﷺ نے اپنا منہ مبارک اس کے کان کے قریب لے جا کر کچھ سرگوشی فرمائی۔ اس کے بعد وہ ہماری نگاہوں سے یوں اوجھل ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا ہو۔ ہم نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے بارے میں ڈر گئے تھے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ جنات کے وفد کا قاصد تھا، جنات قرآن کی ایک سورت بھول گئے تھے، لہٰذا! انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا۔ میں نے اسے قرآن کریم کی وہ سورت بتادی۔"

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۰۲)

سجدہ کرنے والے جنات

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سورۃ النجم تلاوت فرمائی اور سجدہ کیا تو وہاں موجود جن وانس نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (حلیۃ الاولیاء الحدیث ۱۲۲۵، ج ۸، ص ۲۹۴)

جنات کو انسان سے پہلے پیدا کیا گیا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جنت کو جہنم سے پہلے، اپنی رحمت کی اشیاء کو اپنے غضب کی چیزوں سے پہلے، آسمان کو زمین سے پہلے، سورج و چاند کو ستاروں سے پہلے، دن کو رات سے پہلے، دریا کو خشکی سے پہلے، فرشتوں کو جنوں سے پہلے، جنوں کو انسانوں سے پہلے اور نر کو مادہ سے پہلے پیدا فرمایا۔ (کتاب العظمۃ، الحدیث ۱۸۹۱، ص ۲۹۹)

تخت بلقیس لانے کی پیش کش

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک جن نے شہر سبا کی ملکہ بلقیس کا تخت (جو کہ بہت دور تھا) بہت کم وقت میں لانے کی پیش کش کی تھی، چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

سلیمان نے فرمایا: اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا عفریت جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔ (سورۃ النمل ۳۹)

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر

حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ کی خبر مدینہ منورہ میں سب سے پہلے جنات نے دی۔ چنانچہ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سب سے پہلے اس طرح پہنچی کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت رہتی تھی جس کے تابع ایک جن تھا۔ وہ ایک پرندے کی شکل میں آیا اور اس عورت کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا: ''آؤ ہم تمہیں کچھ سنائیں اور کچھ تم ہمیں سناؤ'' اس نے کہا: ''اب ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ مکہ میں ایک نبی

مبعوث ہوئے ہیں جس نے ہمیں دوستی سے منع کر دیا ہے اور ہم پر زنا کو بھی حرام کر دیا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۶۵، ج ا، ص ۲۲۴)

خبر رساں جن

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دشمنان اسلام کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر اسلام روانہ فرمایا۔ پھر (چند دنوں بعد) ایک شخص مدینہ منورہ آیا اور اس نے اطلاع دی کہ مسلمان دشمنوں پر فتح یاب ہو گئے۔ یہ خبر مدینہ منورہ میں عام ہو گئی۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بارے میں علم ہوا تو ارشاد فرمایا: '' ابو الھیثم '' جنات کے خبر رسان (یعنی خبر پہنچانے والے) ہیں عنقریب انسانوں کا خبر رساں بھی پہنچنے والا ہے چنانچہ چند دنوں میں وہ بھی پہنچ گیا۔ (کیونکہ جن تیز رفتار ہوتے ہیں اس لئے اس نے جلدی خبر پہنچا دی اور انسان اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتا اس لئے انسان کے ذریعے دیر میں اطلاع ملی۔) (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۹۲)

جنات کے مختلف کام

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جنات (سمندر سے) زیورات لینے کے لئے غوطہ لگاتے اور انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے پانی پر محل بنائے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ انہیں گرا دو مگر تمہارے ہاتھ انہیں نہ چھوئیں۔ تو ان جنوں نے اس پر گوپیا (یعنی رسی کا بنا ہوا آلہ جس میں پتھر یا مٹی کی بنی ہوئی گولی رکھ کر مارتے ہیں) سے پتھر پھینکے یہاں تک کہ انہیں گرا دیا۔ اس طریقہ کار کا فائدہ انسانوں کو بھی ملا۔ یہ جنوں کا ہی کام ہے کہ ہمیں کوڑے دیکھنے کو ملے۔ جس کا قصہ کچھ یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنات کو لکڑی سے مارتے اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ جنات نے عرض کی: کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں سزا تو دیں مگر ہمارے اعضا نہ توڑیں؟'' فرمایا: ہاں تو انہوں نے آپ کو

چابک کے بارے میں بتایا۔ اسی طرح ملمع سازی بھی جنات کا کام ہے۔ انہوں نے تخت ابلیس کے پایوں پر پانی چڑھایا۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۱۹۰)

بیت المقدس کی تعمیر

ملک شام میں جس جگہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم علیہ السلام کا خیمہ گاڑا گیا تھا ٹھیک اسی (برکت والی) جگہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی۔ مگر عمارت پوری ہونے سے قبل ہی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی وفات ظاہری کا وقت آ گیا چنانچہ اپنے فرزند حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ایک گروہ کو اس کام پر لگایا۔ عمارت ابھی تعمیری مراحل سے گزر رہی تھی کہ آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے دعا مانگی: یا اللہ! عزَّ وَجلّ میری وفات ان جنات پر ظاہر نہ فرما اور وہ برابر عمارت کی تکمیل میں مصروف عمل رہیں اور ان سب کو جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ بھی باطل ٹھہر جائے۔ یہ دعا مانگ کر آپ علیہ السلام محراب میں داخل ہو گئے اور حسب عادت اپنا عصا مبارک پر ٹیک لگا کر عبادت میں کھڑے ہو گئے اور اسی حالت میں آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ مگر مزدور جنات برابر کام میں مصروف رہے۔ عرصہ دراز تک آپ علیہ السلام کا اسی حالت میں رہنا جنات کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی، کیونکہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ آپ علیہ السلام ایک ایک ماہ بلکہ کبھی کبھی دو دو ماہ برابر عبادت میں کھڑے رہا کرتے ہیں۔ الغرض ظاہری انتقال کے بعد ایک سال تک آپ علیہ السلام اپنی مبارک لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے رہے یہاں تک کہ بحکم الٰہی عزوجل دیمک نے آپ علیہ السلام کے عصا شریف (یعنی مبارک لاٹھی) کو کھالیا اور یوں آپ علیہ السلام کا جسم نازنین زمین پر تشریف لے آیا۔ اب جنات اور انسانوں کو آپ علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔ (ملخص از قصص القرآن)

جنات کی تعداد

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: چوتھی زمین کے اوپر اور تیسری زمین کے نیچے اتنے جنات ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے آجائیں تو تمہیں سورج کی روشنی دکھائی نہ دے۔ (کتاب العظمۃ، الحدیث ۱۰۹۸، ص ۴۱۸)

اور حضرت سیدنا عمرو بکالیؒ فرماتے ہیں: ''جب انسان کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے یہاں نو بچے پیدا ہوتے ہیں۔''

(جامع البیان، الحدیث ۲۴۸۰۳، ج ۹، ص ۸۵)

معلوم ہوا کہ انسانوں کے مقابلے میں جنات کی تعداد 9 گنا ہے۔

دربار رسالت میں جن کی درخواست

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک سانپ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا منہ سرکار مدینہ ﷺ کے کان مبارک کے قریب لے جا کر کچھ عرض کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے''۔ اس کے بعد وہ لوٹ گیا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پیارے آقا ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ''یہ ایک جن تھا جس نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ آپ اپنی اُمت کو حکم فرمائیے کہ وہ لید اور بوسیدہ ہڈیوں سے استنجاء نہ کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے''۔

(اکام المرجان فی احکام الجان، الباب الحادی عشر ص ۳۲)

جس ہڈی کو جنات لیتے ہیں اس پر انہیں گوشت ملتا ہے اور جس لید (گوبر) کو لیتے ہیں وہ دانہ یا پھل بن جاتا ہے۔ اس لئے یہ اشکال وارد ہی نہیں ہوتا کہ گوبر تو ناپاک ہے اس کا کھانا جنات کے لئے کیسے جائز ہے؟ کیونکہ ماہیت بدلنے سے ناپاک چیز پاک ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از نزھۃ القاری، ج ۷، ۲۰۱)

لوبیا کھانے والے جنات

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنات کے چنگل سے چھوٹ کر آنے والے ایک انصاریؓ سے جنات کی غذاؤں کے بارے میں دریافت کیا تو اس انصاریؓ نے بتایا:

''وہ لوبیا (نامی سبزی) کھاتے ہیں اور وہ چیزیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔ (مثلاً بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے والے کی غذا)

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے پینے کے بارے میں پوچھا تو بتایا: ''جدف۔''

(حیاۃ الحیوان الکبریٰ، ج۱، ص ۲۹۵)

نوٹ: جدف سے مراد یا تو وہ یمنی گھاس ہے جسے کھانے والے کو پانی پینے کی محتاجی نہیں رہتی، یا اس سے مراد پانی وغیرہ کا وہ برتن ہے جسے ڈھانپ کر نہ رکھا جائے۔ (النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج۱ ص ۲۴۰)

مسلمان کے دسترخوان پر جنات

حضرت علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک تابعی بزرگ سے نقل فرماتے ہیں:

''تمام مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں پر مسلمان جنات رہتے ہیں، جب دوپہر اور رات کو دسترخوان لایا جاتا ہے یعنی گھر کے افراد کھانا کھاتے ہیں تو جنات بھی چھتوں سے اتر آتے اور ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا شروع کر دیتے ہیں، ان کے ذریعے اللہ عزوجل شریر جنات کو بھگا دیتا ہے''۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۴۴)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ ہڈی، لید، لوبیا اور انسانوں کے کھانے کی دیگر چیزیں جن پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، جنوں کی خوراک ہے۔

جنات کہاں رہتے ہیں؟

جس زمین پر ہم زندگی گزار رہے ہیں اسی پر جنات بھی رہتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اکثر و بیشتر جنات نجاست کی جگہوں پر ہوتے ہیں مثلاً کھجوروں کا جھنڈ، بیت الخلاء، کچرے کے ڈھیر اور غسل خانہ، اسی وجہ سے غسل خانے اور اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ وغیرہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ شیطان کی جگہ ہے۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۶۷)

بیت الخلاء جنات کے رہنے کی جگہ ہے

حضرت سیدنا زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے رہنے کی جگہ ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے تو یہ دعا پڑھ لے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''

یعنی اے اللہ! میں پلیدی اور شیطانوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ ج ا،ص ۳۶)

بلوں میں رہنے والے جنات

حضرت سیدنا عبداللہ بن سرجسؓ، حضرت سیدنا قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بل (یعنی سوراخ) میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے حضرت قتادہؓ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنے سے ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قتادہؓ نے فرمایا: ''کہا جاتا ہے کہ بل جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، ج ا،ص ۴۴)

چکنائی والا کپڑا جن کی اقامت گاہ ہے

حضرت سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اپنے گھروں سے گوشت کی چکنائی والا کپڑا (دستی رومال) نکال دو (یعنی دھو دیا کرو) اس لئے کہ یہ شریر جن کی جگہ ہے اور اس کا قیام گاہ ہے۔''

(فردوس الاخبار، ج۱، ص ۶۸)

جھاڑیوں میں جنات کا بسیرا

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو قرع میں رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کی گئی: ''قرع کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جھاڑی والی جگہ میں جائے تو گویا اپنے مکان میں ہے حالانکہ وہ تمہارے بھائی جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔ (الکامل لابن عدی ج ۴ ص ۳۱۰)

جنات کی اقسام

شارح بخاری علامہ بدرالدین محمود بن عینی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور آثار میں غور وفکر کر کے جنات کی چند اقسام بیان فرمائی ہیں۔

(۱) غُول: اسے عفریت بھی کہتے ہیں، یہ سب سے خطرناک اور خبیث جن ہے جو کسی سے مانوس نہیں ہوتا۔ جنگلات میں رہتا ہے، مختلف شکلیں بدلتا رہتا ہے اور رات کے وقت دکھائی دیتا ہے اور تنہا سفر کرنے والے مسافر کو عموماً دکھائی دیتا ہے جو اسے اپنے جیسا انسان سمجھ بیٹھتا ہے، یہ اس مسافر کو راستے سے بھٹکاتا ہے۔

(۲) سِعلاۃ: یہ بھی جنگلوں میں رہتا ہے، جب کسی انسان کو دیکھتا ہے تو اس کے سامنے ناچنا شروع کر دیتا ہے اور اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیلتا ہے۔

(۳) غدّار: یہ مصر کے اطراف اور یمن میں بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے، اسے دیکھتے ہی انسان بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔

(۴) ولْھان: یہ ویران سمندری جزیروں میں رہتا ہے اس کی شکل ایسی ہے جیسے انسان شتر مرغ پر سوار ہو۔ جو انسان جزیروں میں جا پڑتے ہیں انہیں کھالیتا ہے۔

(۵) شق: یہ انسان کے آدھے قد کے برابر ہوتا ہے، دیکھنے والے اسے بن مانس سمجھتے ہیں، سفر میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۶) بعض جنات انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں اور انہیں تکلیف نہیں پہنچاتے۔

(۷) بعض جنات کنواری لڑکیوں کو اٹھالے جاتے ہیں۔

(۸) بعض جنات کتے کی شکل میں ہوتے ہیں۔

(۹) بعض چھپکلی کی شکل میں ہوتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۶۴۴)

جنات کی مختلف شکلیں

علامہ بدر الدین شبلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' میں لکھتے ہیں:

''بلاشبہ جنات انسانوں اور جانوروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں چنانچہ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، گھوڑوں، بکریوں، خچروں، گدھوں اور پرندوں کی شکل میں بدلتے رہتے ہیں۔ (اکام المرجان فی احکام الجان ص ۲۱)

جنات کی تین قسمیں

حضرت سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنات کی تین قسمیں ہیں، اول: جن کے پر ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں، دوم:

سانپ اور کتے اور سوم: جو سفر اور قیام کرتے ہیں۔"

(المستدرك للحاكم، الجن ثلاثة اصناف ج ۳،ص ۲۵۴)

جن اونٹ کی شکل میں

حضرت سیدنا عبداللہ بن مغفل المزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب نماز مت پڑھو! کیونکہ اونٹ جنوں میں سے بھی پیدا کیے گئے ہیں، کیا تم ان کی آنکھوں اوران کی پھولی ہوئی سانس کو نہیں دیکھتے جب وہ بدکتے ہیں، ہاں! بکریوں کے باڑے کے قریب نماز پڑھو کیونکہ وہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔"

(المستدرك للامام احمد بن حنبل، ج ۷،ص ۳۴۲)

جن کتے کی شکل میں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ (بعض) کتے بھی جنات ہوتے ہیں اور یہی کمزور قسم کے جنات ہیں لہٰذا جس کے کھانے کے وقت کتا آجائے تو وہ اسے بھی کچھ کھلا دے یا اسے بھگا دے۔ (اکام المرجان فی احکام الجان، ص ۲۴)

جن انسان کی شکل میں

حضرت یحییٰ بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفص طائفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ منیٰ میں تھا کہ (ہم نے دیکھا) ایک شیخ جو سفید سر والا اور سفید داڑھی والا تھا (یعنی جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے) لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے۔ حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: "اے ابوایوب! کیا تم اس بوڑھے کو دیکھ رہے ہو جو لوگوں کو فتوے دے رہا ہے، یہ عفریت جن ہے۔" یہ فرمانے کے بعد حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ اس کے قریب گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت حفص رحمۃ

اللہ علیہ نے اس کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا تو اس نے اپنے جوتے اٹھائے اور بھاگنا شروع کر دیا، لوگ بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: "اے لوگو! یہ عفریت جن ہے۔" (آکام المرجان فی احکام الجان، ص ۸۰)

شیطان سراقہ بن جعشم کی صورت میں

جب قریش نے بدر میں جانے پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی بکر کے درمیان عداوت ہے ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا قصد کرتے، یہ شیطان کو منظور نہ تھا اس لئے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ سراقہ بن مالک بن جعشم بنی کنانہ کے سردار کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین سے آملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں، آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔ جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں لشکر صف آراء ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت خاک مشرکین کے منہ پر ماری اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضرت جبریل علیہ السلام، ابلیس لعین کی طرف بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ وہ ہاتھ چھڑا کر مع اپنے گروہ کے بھاگا۔ حارث پکارتا رہ گیا: "سراقہ! سراقہ تم تو ہمارے ضامن ہوئے تھے کہاں جاتے ہو؟" کہنے لگا مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا۔

جب کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ شکست کھا کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ہماری شکست و ہزیمت کا باعث سراقہ ہوا۔ سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو اسے حیرت ہوئی اور اس نے کہا: یہ لوگ کیا کہتے ہیں نہ مجھے ان کے آنے کی خبر، نہ جانے کی، ہزیمت ہو گئی جب میں نے سنا ہے۔ تو قریش نے کہا کہ تو فلاں فلاں روز ہمارے پاس آیا تھا اس نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔

(تفسیر القرآن، الانفال، تحت الآیۃ ۴۸)

جن شیخ نجد کی شکل میں

حضرت سیدنا ابن عباسؓ نے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دار الندوہ (کمیٹی گھر) میں رسول کریم ﷺ کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا، مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا۔ انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو، دروازہ بند کر دو، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطان لعین جو شیخ نجد بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، جب یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑالیں گے۔ لوگوں نے کہا: شیخ نجد ٹھیک کہتا ہے۔ پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد ﷺ) اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو، تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔

اہل مجمع نے کہا شیخ نجد کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں، وہ سب یکبارگی (حضرت) محمد پر حملہ آور ہو کر قتل کر

دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور ﷺ اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور ﷺ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت **اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلٰلًا**.... پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب جز وقتی اندھے ہو گئے اور حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا۔ مشرکین رات بھر سید عالم ﷺ کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے حضور ﷺ کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لیے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور ﷺ اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(تفسیر القرآن، الانفال، تحت الآیۃ ۳۰)

جن پست قد انسان کی صورت میں

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو اس کے کجاوہ کے کمبل پر دیکھا جو

دو بالشت لمبا تھا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے پوچھا تو کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا اِزْب (یعنی پست قد) ہوں۔ انہوں نے پھر پوچھا۔ ازب کیا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''جنوں میں سے ایک مرد۔'' تو آپ نے اس کے سر پر کوڑا مارا تو وہ بھاگ گیا۔ (آکام المرجان فی احکام الجان، ص ۲۲)

انبیاء اور اولیاء کا خاصہ

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جنات اجسام ہوائیہ ہیں جن میں سے بعض یا سب مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مخفی رہتے ہیں اور بسا اوقات اپنی اصل شکل کے علاوہ کسی اور شکل مین نظر آتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ اپنی خلقی صورت میں بھی نظر آجاتے ہیں، لیکن ان کو اصلی شکل میں دیکھنا انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیائے کرام کے ساتھ خاص ہے۔ (روح المعانی، ج ۲۹، ص ۱۳۰)

تفسیر عزیزی میں ہے:

''احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلوں میں بہت اختلاف ہے یعنی ان کی ایک معین شکل نہیں ہے بعض کے پر ہوتے ہیں وہ تیز ہوا میں اڑتے ہیں۔ بعض سانپ اور کتے کی شکل بن کر پھرتے ہیں۔ بعض آدمیوں کی صورت میں ہوتے ہیں اور ان کے گھر بار ہوتے ہیں کہ کوچ اور قیام بھی کرتے ہیں لیکن ان کے گھر اور ٹھہرنے کی جگہ اکثر ویرانہ جنگل اور پہاڑ ہوتے ہیں۔ (تفسیر عزیزی، پ ۲۹)

جنات اپنی شکلیں کس طرح تبدیل کرتے ہیں؟

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قاضی ابو یعلی نے فرمایا کہ شیاطین کو اپنی خلقت یا شکل تبدیل کرنے پر کوئی قدرت نہیں ہے، ہاں یہ اس وقت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے کلمات یا افعال سکھادے کہ

جنہیں وہ پڑھیں یا کریں تو ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل ہو جائیں۔

(عمدۃ القاری، ج ۱۰، ص ۶۴۴)

سانپ سے لڑائی

حضرت سیدنا ابو سائبؓ کا بیان ہے کہ میں حضرت سیدنا ابو سعید خدریؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے ان کے بستر کے نیچے کسی شے کے حرکت کرنے کی آواز سنی۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے ایک سانپ دکھائی دیا، میں ایک دم سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابو سعیدؓ نے استفسار فرمایا: ''کیا ہوا؟'' میں نے انہیں سانپ کی موجودگی کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے: ''تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''اس کو مارنا چاہتا ہوں۔'' تو انہوں نے ساتھ والے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ میرے چچازاد بھائی نے (جو اس مکان میں رہتے تھے) غزوہ احزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اہل خانہ کے پاس جانے کی اجازت لی کیونکہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اور اپنا ہتھیار ساتھ لے جانے کی بھی تاکید فرمائی۔ جب وہ اپنے گھر پہنچے تو اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر کھڑے دیکھا۔ بیوی کو اس طرح کھڑے دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور وہ نیزہ تان کر اپنی دلہن کی طرف لپکے۔ وہ رو کر پکاری، میرے سرتاج میں بے قصور ہوں، ذرا گھر کے اندر چل کر تو دیکھو کہ کس چیز نے مجھے باہر نکالا ہے۔ وہ صحابیؓ اندر تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خطرناک زہریلا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ بیقرار ہو کر اس پر نیزہ کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس کو نیزہ میں پرو لیا تو زخمی سانپ نے ان کو ڈس لیا۔

حضرت سیدنا ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ صحابیؓ یا سانپ ان میں سے کون جلدی جاں بحق ہوا؟ پھر ان کی قوم کے افراد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر التجاء کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے

بھائی کو لوٹا دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اسلامی بھائی کے لیے تین مرتبہ استغفار کرو، پھر ارشاد فرمایا: جوں میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا ہے، جب تم ان میں سے کسی ایک کو دیکھو تو تم تین مرتبہ اس کو تنبیہ کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ دکھائی دے تو تم اس کو قتل کر سکو تو کر دو۔ (مسند للامام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۸۲)

جنات میں مختلف مذاہب

جس طرح انسانوں میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں اسی طرح جنات میں بھی دین اسلام کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں قسم کے گروہ موجود ہیں۔ حضرت سیدنا محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنات میں مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ (کتاب العظمۃ ۱۱۳۷، ص ۴۲۹)

علامہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہمارے نبی کریم ﷺ جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو جو آپ ﷺ کے دین میں داخل ہوا وہ گروہ مومنین میں ہے اور دنیا و آخرت اور جنت میں ان کے ساتھ ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا وہ شیطان ہے اور مومنین کے گروہ سے دور اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۲۷)

حضرت سیدنا اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: جنات کے بھی تمہاری طرح فرقے ہوتے ہیں جیسے رافضی، مرجیہ اور قدریہ وغیرہ۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۳۲)

ابلیس کے پوتے کی توبہ کا مکمل واقعہ

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک دن نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کوہ تمامہ پر بیٹھے تھے۔ اچانک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لیے ظاہر ہوا اور اس نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے

جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اس کی آواز جنات جیسی ہے''۔ آپ ﷺ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ میرا نام ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتیں ہیں۔'' سرکار ﷺ نے اس کی عمر پوچھی تو عرض کی: ''جتنی دنیا کی عمر اتنی یا اس سے تھوڑی سی کم ہے، یا رسول اللہ! ﷺ جن دنوں قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کیا تھا اس وقت میں چند برس کا بچہ ہی تھا مگر بات سمجھتا تھا۔ پہاڑوں میں دوڑتا پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا اور غلہ چوری کر لیا کرتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے بھی ڈالتا تھا تا کہ وہ اقارب کے ساتھ بدسلوکی کریں۔ آقا ﷺ! میں نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے ہاتھوں توبہ کر لی ہے اور ان کے ساتھ ان کی مسجد میں ایک سال تک رہا ہوں۔ میں حضرت سیدنا ھود، حضرت سیدنا یعقوب اور حضرت سیدنا یوسف علیہم السلام کی مقدس صحبتوں سے مستفیض ہو چکا ہوں اور ان سے تورات سیکھی ہے اور ان کا سلام حضرت سیدنا عیسی روح اللہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یا سید الانبیاء! ﷺ حضرت سیدنا عیسی روح اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر تجھے نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو تو میرا سلام ان سے عرض کرنا، سو حضور اکرم ﷺ اب اس امانت سے سبکدوش ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور یہ بھی آرزو ہے کہ مجھے آپ اپنی زبان حق سے کچھ کلام عزوجل تعلیم فرمائیے۔'' سرکار ﷺ نے اس کو مرسلات، عم یتساء لون، اخلاص، معوذتین (یعنی فلق وناس) اور اذا الشمس یہ سورتیں تعلیم فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ اے ہامہ! جب تمہیں کوئی حاجت ہو میرے پاس آ جانا اور میری ملاقات نہ چھوڑنا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۲۱۶)

اچھے اور برے جنات

جس طرح ہمیں انسانوں میں اچھے برے ہر دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا

ہے اسی طرح جنات میں بھی نیک و بد دونوں طرح کے جنات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جنات کا قول حکایت فرماتا ہے:

اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کہیں راہیں پھٹے ہوئے ہیں۔ (پ۲۹، الجن:۱۱)

مخلوق کی دو قسمیں

حضرت سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زندہ، عاقل اور بولنے والی مخلوق کی دو ہی قسمیں ہیں: انسان اور جن اور ان میں ہر گروہ کی پھر دو قسمیں ہیں، نیک اور بد، نیک انسانوں کو ابرار کہا جاتا ہے پھر ان میں رسول بھی ہوتے ہیں اور عام انسان بھی، جبکہ برے لوگوں کو اشرار کہا جاتا ہے پھر ان میں کچھ کافر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں، برے جنات کو شیاطین کہا جاتا ہے۔ (شعب الایمان ج۱، ص ۱۶۳/۱۶۴)

حج کی دعوت ابراہیمی پر جنات نے بھی لبیک کہا

حضرت سیدنا سعید بن جبیر تابعی سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ آپ علیہ السلام لوگوں میں اعلان کے لیے نکلے اور اعلان فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے پروردگار نے ایک گھر بنایا ہے لہذا تم اس کا حج کرو تو آپ کے اس اعلان کو ہر مسلمان جن وانس نے سنا اور کہا ''لبیک اللھم لبیک'' یعنی ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ (جامع البیان فی تاویل القرآن، ج۹، ص ۱۳۴)

خوف خدا عزوجل کی وجہ سے جاں سے گزرنے والے جنات

حضرت سیدنا خُلید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا تھا اور میں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ''کل نفس ذائقة الموت''

ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (پ۴، ال عمران:۱۸۵)

اور بار بار اسی آیت کو دہراتا رہا۔ گھر کے ایک کونے سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا: ''اس آیت کو بار بار کیوں دہراتے ہو؟ تم نے ہمارے چار جنوں کو قتل کر دیا ہے اور اس آیت کو دہرانے کی وجہ سے جن اپنے سر بھی آسمان کی طرف نہیں اٹھا سکے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔'' (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۲۲۱)

تہجد گزار جنات

(۱) حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص رات میں نماز (تہجد) پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ بلند آواز سے قرأت کرے کیونکہ فرشتے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں اور وہ مسلمان جن جو فضاء میں ہوتے ہیں یا اس کے پڑوس میں اس کے ساتھ اس کے گھر میں ہوتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں اور اس شخص کا بلند آواز سے قرأت کرنا اس کے اپنے گھر اور اس کے گرد ونواح کے گھروں سے شریر جنوں اور سرکش شیاطین کو بھگا دیتا ہے۔'' (مسند البزار، ج ۷، ص ۹۷)

(۲) حضرت سیدنا صفوان بن محرز مازنی رحمۃ اللہ علیہ رات میں نماز تہجد کے لئے اٹھتے تو ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے والے جنات بھی اٹھتے اور ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور ان کی تلاوت قرآن کو سنتے۔ حضرت سیدنا سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا علم کیسے ہوا؟ تو حضرت یزید رقاشی نے جواب دیا کہ جب صفوان چیخ و پکار کی آواز سنتے تو گھبرا جاتے تو انہیں آواز دی جاتی: ''اے اللہ کے بندے! گھبراؤ مت کیونکہ ہم تمہارے بھائی ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اور تمہارے ساتھ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں۔'' چنانچہ ان کی وحشت ختم ہو جاتی اور امان ہو جاتا۔ (کتاب الھواتف لابن ابی الدنیا ج ۲، ص ۴۹۷)

عمرہ کی ادائیگی کرنے والے جنات

حضرت سیدنا عطا ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمروؓ مسجد حرام میں موجود تھے کہ ایک سفید اور سیاہ چمکدار رنگ کا سانپ آیا اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر وہ مقام ابراہیم کے پاس آیا اور گویا نماز ادا کر رہا تھا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمروؓ اس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''اے سانپ! شاید تم نے عمرہ کے ارکان پورے کر لئے ہیں اور اب میں تمہارے بارے میں یہاں کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں (کہیں وہ تمہیں مار نہ ڈالیں لہٰذا تم یہاں سے جلدی چلے جاؤ)''۔ چنانچہ وہ گھوما اور آسمان کی طرف اُڑ گیا۔

(لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۰۱)

کعبہ مشرفہ کا طواف کرنے والی جن عورتیں

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حرم شریف میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چند عورتیں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی ہیں۔ انہوں نے مجھے تعجب و حیرانی میں ڈال دیا (کیونکہ وہ عام عورتوں کی طرح نہیں تھیں)۔ جب وہ عورتیں طواف سے فارغ ہوئیں تو باہر نکل گئیں۔ میں نے دل میں کہا میں ان کے پیچھے جاؤں تاکہ میں ان کے گھر دیکھ لوں۔ وہ چلتی رہیں یہاں تک کہ ایک دشوار گزار (مشکل ترین) گھاٹی میں پہنچیں پھر اس گھاٹی پر چڑھ گئیں۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اس پر چڑھ گیا پھر وہ اس سے اتریں تو میں بھی نیچے اتر گیا پھر وہ ایک ویران جنگل میں داخل ہوئیں تو میں بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں کچھ معمر افراد بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابن زبیر! آپ یہاں کیسے آ گئے؟'' میں نے جواب دینے کے بجائے ان سے سوال کر دیا: ''اور آپ لوگ کون ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''ہم جنات ہیں''۔

میں نے کہا میں نے چند عورتوں کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا تو انہوں نے مجھے تعجب میں ڈال دیا یعنی وہ مجھے انسان کے سوا کوئی اور مخلوق معلوم ہوئیں چنانچہ میں ان کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا۔ انہوں نے کہا: ''یہ ہماری عورتیں (یعنی جنات میں سے) تھیں، اے ابن زبیر! آپ کیا پسند کریں گے؟'' میں نے کہا: ''پکی ہوئی تازہ کھجوریں کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔'' حالانکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تازہ کھجور کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ لیکن وہ میرے پاس پکی ہوئی تازہ کھجور لے آئے۔ جب میں کھا چکا تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''جو باقی بچ گئی ہیں ان کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں۔'' حضرت ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بچی ہوئی کھجوریں اٹھائیں اور گھر واپس آ گیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۲۴۷)

نیک جنات بدمذہبوں کے گھر میں نہیں رہتے

حضرت سلمہ بن شبیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا اور اپنا گھر بیچ دیا۔ جب میں نے اس کو خالی کر کے خریدار کے سپرد کر دیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنوں کو مخاطب کر کے) کہا اے گھر والو! ہم تمہارے پڑوسی رہے تو تم نے ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ ہم نے تم سے بھلائی ہی دیکھی اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہو رہے ہیں فعلیکم السلام ورحمة الله و برکاته یعنی لہٰذا تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ تو گھر میں سے کسی جواب دینے والے نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ بھی جزائے خیر عطا فرمائے، ہم نے بھی تم سے بھلائی ہی دیکھی اور ہم بھی یہاں سے جا رہے ہیں اس لئے کہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو برا بھلا کہتا ہے۔''

(صفۃ الصفوۃ ج ۴، ص ۳۵۷)

جن کی توبہ

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ابوعبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدگرامی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں ایک رات جامع منصور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے ستونوں پر کسی شے کی حرکت کی آواز سنی پھر ایک بڑا سانپ آیا اور اس نے اپنا منہ میرے سجدہ کی جگہ میں کھول دیا۔ میں نے جب سجدہ کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ سے اس کو ہٹا دیا اور سجدہ کیا پھر جب میں التحیات کے لئے بیٹھا تو وہ میری ران پر چلتے ہوئے میری گردن پر چڑھ کر اس سے لپٹ گیا، جب میں نے سلام پھیرا تو اس کو نہ دیکھا۔

دوسرے دن میں جامع مسجد سے باہر میدان میں گیا تو ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں بلی کی طرح تھیں اور قد لمبا تھا۔ میں نے جان لیا کہ یہ جن ہے اس نے مجھ سے کہا: ''میں وہی جن ہوں جس کو آپ نے کل رات دیکھا تھا میں نے بہت سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو اس طرح آزمایا ہے جس طرح آپ کو آزمایا مگر آپ کی طرح ان میں سے کوئی بھی ثابت قدم نہیں رہا، ان میں بعض وہ تھے جو ظاہر و باطن سے گھبرا گئے، بعض وہ تھے جن کے دل میں اضطراب ہوا اور ظاہر میں ثابت قدم رہے، بعض وہ تھے کہ ظاہر میں مضطرب ہوئے اور باطن میں ثابت قدم رہے، لیکن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نہ ظاہر میں گھبرائے اور نہ ہی باطن میں۔'' پھر اس نے مجھ سے درخواست کی کہ ''آپ مجھے اپنے ہاتھ پر توبہ کروائیں''۔ چنانچہ میں نے اسے توبہ کروائی۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۶۸)

جنات کی عمریں

انسانوں کی نسبت جنات کی عمریں خاصی طویل ہوتی ہیں۔ اس بارے میں چند روایات ملاحظہ کیجئے:

لمبی عمر پانے والے جن

حضرت عیسیٰ بن ابوعیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کو یہ خبر پہنچی کہ سرزمین چین میں ایک مکان ایسا ہے کہ اگر لوگ راستہ بھول جائیں تو وہ یہ آواز سنتے ہیں کہ "راستہ ادھر ہے" لیکن کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا اور تاکید کی کہ جان بوجھ کر راستہ بھٹک جانا پھر جب تمہیں یہ آواز سنائی دے تو تم ان پر دھاوا بول دینا اور دیکھنا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہیں آواز سنائی دی تو حملہ کر دیا۔ انہوں نے کہا تم لوگ ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ حجاج کے آدمیوں نے پوچھا تم لوگ یہاں کتنے عرصے سے رہتے ہو؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ہم سالوں کا شمار نہیں کرتے البتہ یہ معلوم ہے کہ ملک چین 8 مرتبہ ویران ہوا اور 8 مرتبہ آباد ہوا اور ہم اسی وقت سے اس جگہ آباد ہیں۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۲۳)

صحابی جنؓ کا غیر ارادی قتل

حضرت حبیبؒ نے فرمایا حضرت عائشہؓ نے اپنے گھر میں سانپ دیکھا۔ آپؓ نے اسے مارنے کا حکم دیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ رات کو وہ آپ کو خواب میں دکھائی دیا اور آپؓ سے عرض کی گئی: "اس کا تعلق اس گروہ سے تھا جو نبی اکرم ﷺ سے وحی سنا کرتے تھے۔" آپؓ نے یمن سے چالیس غلام منگوائے اور ان سب کو آزاد کر دیا۔

(اکام المرجان فی احکام الجان، ص ۶۳)

مقتول جن

حضرت سیدنا محمد بن نعمان انصاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ میں آرام فرما رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک ہولناک قسم کا اژدھا ظاہر ہوا۔ جس سے وہ خوف زدہ ہو گئے اور اس کو مار ڈالا تو انہیں اسی وقت وہاں سے اٹھا لیا گیا اور وہ اپنے گھر

والوں سے گم ہو گئے۔ ان کو جنات کے ساتھ رکھا گیا یہاں تک کہ انہیں جنات کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور مقتول کے وارث نے ان پر قتل کا دعویٰ کیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا کہ میں نے کسی جن کو قتل نہیں کیا ہے۔ تو قاضی نے اس وارث سے سوال کیا: ''مقتول کس صورت پر تھا؟'' بتایا گیا کہ وہ اژدھے کی شکل میں تھا تو قاضی اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص (جو کہ صحابی جن تھا) کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے بتایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو تمہارے سامنے اپنی شکل بدل کر آئے تو تم اس کو قتل کر دو۔'' تو جن قاضی نے حضرت محمد بن نعمان انصاری کو رہا کر دینے کا حکم دے دیا اور یوں یہ اپنے گھر لوٹ آئے۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۱۴)

عمرہ ادا کرنے والے جن کا قتل

حضرت سیدنا ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''زمانہ جاہلیت میں ایک جنیہ (یعنی جن عورت) وادیٔ ذی طوی میں رہتی تھی۔ اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا جس سے وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اپنی قوم کا شریف ترین نوجوان تھا۔ اس کی شادی کر دی گئی۔ جب اس کی شادی کا ساتواں دن تھا تو اس نے ماں سے کہا: 'اے امی جان! میں دن کے وقت کعبہ کا طواف کرنا چاہتا ہوں۔'' ماں نے اسے سمجھایا: ''بیٹا! مجھے تم پر قریش کے سفہاء (یعنی نا سمجھ لوگوں) سے خوف ہے۔'' اس نے کہا: ''میں سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔'' ماں نے اس کو اجازت دے دی تو اس نے سانپ کی صورت اختیار کی اور کعبہ کی طرف چل پڑا۔ اس نے طواف کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل ادا کئے۔ پھر جب وہ واپس آ رہا تھا تو اس کے سامنے قبیلہ بنی سہم کا ایک جوان آیا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد مکہ میں گویا جنگ چھڑ گئی اور ایسا غبار اڑا کہ پہاڑ بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو قبیلہ بنو سہم کے بہت

سے لوگ اپنے اپنے بستروں پر جنوں کے ہاتھوں مرے پڑے تھے اور اس لڑائی میں 70 جنات بھی کام آئے۔ (الدر المنثور، ج۱،ص۲۹۴)

گستاخ جن کا انجام

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے کہ اچانک ایک ہاتف (غیب سے پکارنے والے) نے مکہ کے ایک پہاڑ سے آواز دی اور مسلمانوں کے خلاف کفار کو بھڑکایا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان ہے اور کسی شیطان نے کسی نبی کے قتل پر لوگوں کو نہیں بھڑکایا مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا۔'' پھر کچھ دیر کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک عفریت (سرکش) جن کے ہاتھوں قتل کرادیا ہے جس کو سَمْحَجْ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔'' (الاصابة فی تمییز الصحابة ج۳،۱۴۸)

جنات کے دفن کی حکایات

(۱) حضرت سیدنا معاذ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا: ''یا امیر المؤمنین! کیا میں آپ کو ایک دلچسپ بات نہ بتاؤں؟'' حضرت سیدنا عثمانؓ کی طرف سے اجازت ملنے پر وہ گویا ہوا: ''میں ایک وسیع بیابان میں تھا کہ ہوا کے دو بگولے آئے، جو آپس میں گتھم گتھا ہوئے اور پھر جدا ہو گئے۔ میں ان کے گتھم گتھا ہونے والی جگہ پر گیا تو وہاں میں نے ایسے سانپ دیکھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اچانک مجھے ان سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی تو میں ان سانپوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا کہ اتنی پیاری اور پاکیزہ خوشبو کس سانپ سے آرہی ہے؟ بالآخر معلوم ہوا کہ یہ ایک چھوٹے سے پیلے سانپ سے آرہی ہے جو مر چکا تھا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ ان میں سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پکڑا اور اپنے عمامے میں لپیٹ کر

دفن کردیا۔ دفن سے فارغ ہونے کے بعد ابھی میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک منادی نے مجھے آواز دی کہ تو ہدایت یافتہ ہے، یہ سانپ درحقیقت جن تھے جو آپس میں جھگڑتے تھے اور جس کو تم نے پکڑا اور دفن کیا تھا وہ شہید تھا اور یہ ان سعادت مند جنوں میں سے تھا جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا تھا۔ (کتاب العظمۃ، ص۴۲۲)

(۲) حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک چٹیل میدان میں انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کو دفن کرنا مجھ پر لازم ہے اور جنوں نے کہا ہم تمہارے لئے کافی ہیں (ہم آپ کو اس سے منع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے) اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی فرمائے یعنی بہتر بدلہ دے۔

حضرت سیدنا عمرؓ نے فرمایا: ''نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔'' پھر سانپ کو اٹھایا اور ایک گڑھا کھودا پھر ایک کپڑے میں اسے لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اچانک ایک عجیب سی آواز دینے والے نے آواز دی جو نظر نہیں آ رہا تھا: ''اے سرق! تم پر اللہ کی رحمت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے اے سرق! تم ایک چٹیل میدان میں مرو گے اور تم کو میری امت کا بہترین آدمی دفن کرے گا۔''

یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔'' اس نے کہا: ''میں ایک جن ہوں اور یہ سرق ہے اور ان جنوں میں سے ہم دونوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''اے سرق! تو چٹیل میدان بیابان میں مرے گا اور تجھے میرا بہترین امتی دفن کرے گا۔''

(دلائل النبوۃ، ج۶، ص۴۹۴)

جنات کو ثواب و عذاب

(۱) جمہور علماء کے نزدیک مسلمان جنات جنت میں جائیں گے۔ حضرت سیدنا ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن جنت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پئیں گے۔ (کتاب العظمۃ، ص ۴۳۵)

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مخلوق کی چار اقسام ہیں۔:

پہلی: وہ مخلوق جو تمام جنت میں جائے گی۔

دوسری: وہ مخلوق جو تمام کی تمام جہنم میں جائے گی جبکہ بقیہ دو اقسام میں سے بعض جنت اور بعض جہنم میں جائیں گے۔

تمام کے تمام جنت میں جانے والے فرشتے ہوں گے اور جو تمام تمام جہنم میں جائیں گے وہ شیاطین ہوں گے، رہے وہ جو جنت میں بھی جائیں گے اور جہنم میں بھی تو وہ جن وانس ہیں، انہیں (نیکیاں کرنے پر) اجر و ثواب بھی ملے گا اور وہ (کفر اور گناہ کرنے پر) سزا بھی پائیں گے۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۳۵)

اور جنت میں جانے کے بعد وہ کھائیں پئیں گے یا نہیں تو بعض علماء کے نزدیک وہ کھائیں پئیں گے جبکہ بعض کے نزدیک وہ کھائیں گے نہ پئیں گے بلکہ انہیں ایسی تسبیحات اور اذکار الہام کئے جائیں گے جن سے وہ ایسی لذت پائیں گے جیسی لذت اہل جنت کو کھانے پینے سے حاصل ہوگی۔

(۲) وہ جنت میں داخل نہیں ہونگے بلکہ جنت کے گرد و نواح میں رہیں گے انسان ان کو دیکھیں گے مگر وہ انسانوں کو نہیں دیکھ پائیں گے۔

(۳) وہ اعراف میں رہیں گے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن جنوں کے لئے ثواب بھی ہے اور ان پر عقاب (سزا) بھی

ہے۔ تو ہم نے آپ ﷺ سے ان کے ثواب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اعراف پر رہوں گے اور وہ امت محمدیہ ﷺ کیساتھ جنت میں نہیں ہوں گے۔ پھر ہم نے پوچھا اعراف کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کی دیوار ہے جس میں نہریں جاری ہیں اور اس میں درخت اور پھل اُگتے ہیں۔ (الدر المنثور ج ۳، ص ۴۶۵)

(۴) چوتھا قول توقف کا ہے یعنی اس بارے میں خاموشی اختیار کیا جائے۔
(عمدۃ القاری، کتاب بداء الخلق ج ۱۰ ص ۶۴۵، وکتاب العظمۃ)

کیا جنات کو جنت میں حوریں ملیں گی؟

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

مجھ کو جو ظن غالب ہے وہ یہ ہے کہ انسانوں کو انسان بیویاں ملیں گی اور حوریں بھی ملیں گی اور جنات کو جنیات بیویاں ملیں گی اور حوریں بھی ملیں گے اور کسی انسان کو جنیہ نہیں ملے گی اور نہ کسی جن کو انسیہ ملے گی اور مومن خواہ انسان ہو خواہ جن ہو اس کو وہی ملے گی جو اس کی نوع کے لائق ہو اور اس کا نفس اس کی خواہش کرے۔ (روح المعانی سورۃ الرحمٰن ج ۲۷، ص ۱۶۹)

جنات اور انسان

زندگی کے اس سفر میں جنات اور انسان کا ایک دوسرے سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ یہ مختلف معاملات میں ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں چاہے انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ جنات انسانوں سے علم دین بھی حاصل کرتے ہیں، صحیح العقیدہ جنات بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور ان کی خانقاہوں میں حاضریاں بھی دیتے ہیں، ان کے ہاتھ پر گناہوں سے تائب بھی ہوتے ہیں، ان کے مرید بھی ہوتے ہیں جبکہ بعض جنات ایسے بھی ہوتے ہیں جو

اسی پریشانی کے عالم میں تھے کہ ایک ہاتف (یعنی غیب سے آواز دینے والے) نے آواز دی:

''اے اپنے راستہ سے بھٹکے ہوئے مسافرو! یہ جوان اونٹ لو اور اس پر سوار ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ رات ڈوبنے کی جگہ پھر جائے اور صبح روشن ہو جائے اور صبح کے ستارے چمکنے لگیں۔ تو اس کو چھوڑ دینا اور اس سے اتر جانا۔''

چنانچہ وہ لوگ رات ہی کو وہاں سے چل پڑے جب دس دن اور دس رات کی مسافت کے برابر چلے تو صبح طلوع ہوئی۔ عبید نے اس ہاتف سے کہا:

''اے نوجوان! تو نے ہمیں جہالت و بے خبری اور جنگل و بیابان سے نجات دی جس جنگل میں واقف کار سوار بھی گم ہو جاتے ہیں۔ تو کیا تم ہمیں حق بات سے آگاہ نہ کرو گے تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو جائے کہ وہ کون ہے جس نے اس وادی میں نعمتوں کی سخاوت کی ہے؟''

تو اس جن نے عبید کو جواب دیتے ہوئے کہا:

''میں وہی بہادر ہوں جس کو تم نے تپتی ہوئی ریت پر تڑپتے ہوئے دیکھا تھا جس کی وجہ سے میرا شکار آسان ہو گیا تھا (یعنی مجھے بآسانی قتل کیا جا سکتا تھا) تم نے پانی کی سخاوت و اہتمام اس وقت کیا جب کہ اس کا پینے والا بخل کرتا ہے تم نے اس سے مجھے سیراب کیا اور کم ہونے کے خوف سے بخل سے کام نہ لیا۔ نیکی باقی رہتی ہے اگرچہ عرصہ دراز گزر جائے اور برائی بدترین چیز ہے جسے کوئی توشۂ سفر نہ بنائے''۔ (کتاب الھواتف ج ۲، ص ۴۸۴)

نرگس کا پھول

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک دن سفر میں نکلا اور میں ایک پہاڑ کے دامن میں تھا کہ رات ہوگئی۔ وہاں مجھ سے کوئی اُنس و محبت کرنیوالا نہ تھا کہ اچانک بیچ رات میں کسی پکارنے والے نے پکارا کہ تاریکیوں میں دل نہیں پگھلنے چاہئیں بلکہ محبوب (یعنی اللہ تعالیٰ) کی رضا حاصل نہ ہونے کے خوف سے نفوس پگھلنے چاہئیں۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آواز سن کر میں حیران رہ گیا چنانچہ میں نے پوچھا: ''مجھے جن نے پکارا ہے یا انسان نے؟'' اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے مومن جن نے پکارا ہے اور میرے ساتھ میرے دوسرے بھائی بھی ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کیا وہ بھی مومن ہیں؟'' وہ کہنے لگا: ''جی ہاں۔'' پھر ان میں سے دوسرے (جن) نے مجھے آواز دی: ''بدن سے خدا کا غیر اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ دائمی مسافر (بے گھر) نہ ہو جائے''۔ میں نے اپنے دل میں کہا: ''ان کی باتیں کتنی اعلیٰ ہیں'' پھر ان میں سے تیسرے (جن) نے مجھے پکارا کہ جو تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے اسے کسی قسم کی فکر نہیں لاحق ہوتی۔'' تو میری چیخ نکل گئی اور غشی طاری ہو گئی۔ پھر مجھے کسی خوشبو سونگھنے سے افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا میرے سینے پر نرگس کا ایک پھول رکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کوئی وصیت بھی کرو تو ان سب نے کہا: ''اللہ تعالیٰ متقیوں (ڈرنے والوں) ہی کے دلوں کو جلا و حیات عطا فرماتا ہے لہٰذا جس نے غیر خدا کی طمع کی ہے بے شک اس نے ایسی جگہ طمع کی جو طمع کے قابل نہیں اور جو شخص معالج کے چکر میں رہے گا تو اس کی بیماری ہمیشہ رہے گی۔'' اس کے بعد انہوں نے مجھے الوداع کہا اور چلے گئے میں اس وقت سے ہمیشہ کلام کی برکت اپنے دل میں پاتا رہا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۲۱)

انسان کو نقصان بھی پہنچا بیٹھتے ہیں، ان کی آپس میں لڑائیاں بھی ہوتی ہیں، بعض اوقات جنات انسان کو اغواء بھی کر کے لے جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات انسان کو اغواء بھی کر لے جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔

جنات کا انسانی چیزیں استعمال کرنا

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات انسانوں کے سامان اور کپڑوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا تم میں سے کوئی اگر کپڑا پہنے یا اتارے تو اسے چاہیے کہ بسم اللہ شریف پڑھ لے کیونکہ اللہ عزوجل کا نام مبارک مہر کی مانند ہے۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۲۶)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

جب آدمی کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا تو اس کے جسم کے پوشیدہ حصوں اور جنات کی آنکھوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۲۵)

جنات کا اپنی حق تلفی پر پتھر مارنا

حضرت ابومیسرہ حرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات اور انسان قاضی محمد بن علاثہ کے پاس مدینہ منورہ کے ایک کنویں کا جھگڑا لے کر گئے، حضرت ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنات آپ کے سامنے ظاہر بھی ہوئے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میرے سامنے ظاہر تو نہیں ہوئے لیکن میں نے ان کی گفتگو سنی ہے۔ قاضی صاحب نے انسانوں کیلئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس کنوئیں سے پانی لے لیا کریں اور جنات کیلئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ غروب آفتاب سے

طلوع فجر تک اس کنوئیں سے پانی لیا کریں۔ اس حکایت کے راوی کہتے ہیں:

''انسانوں میں سے جب کوئی اس کنوئیں سے غروب آفتاب کے بعد پانی لیتا تو اسے پتھر مارا جاتا۔''

(اکام المرجان فی احکام الجان، ص ۸۶)

جنات کا انسان کو قابو کر لینا

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

''بعض اجسام میں ایک بدبو داخل ہوتی ہے اور اس کے مناسب ایک خبیث روح اس پر قابو پا لیتی ہے اور اس انسان پر مکمل جنون طاری ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات یہ بخارات انسان کے حواس پر غالب ہو کر حواس معطل کر دیتے ہیں اور وہ خبیث روح انسان کے جسم پر تصرف کرتی ہے اور اس کے اعضاء سے کلام کرتی ہے، چیزوں کو پکڑتی ہے، اور دوڑتی ہے، حالانکہ اس شخص کو بالکل پتہ نہیں چلتا اور یہ بات عام مشاہدات سے ہے جس کا انکار کوئی ضدی شخص ہی کر سکتا ہے''۔ (روح المعانی، ج۳، ص ۶۷)

جن کی جان بچانے کا صلہ

حضرت سیدنا عبید ابن ابرص رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی سفر میں تھے کہ یہ ایک سانپ کے پاس گزرے جو گرمی کی شدت اور پیاس سے تڑپ رہا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس کو قتل کرنا چاہا لیکن آپ نے اسے منع کرتے ہوئے کہا: ''یہ اس وقت ایک قطرہ پانی کا زیادہ محتاج ہے''۔ چنانچہ وہ شخص اترا اور اس پر پانی ڈال دیا۔ پھر وہ لوگ وہاں سے چل دیئے۔ اچانک یہ لوگ بہت بری طرح سے راستہ بھٹک گئے۔ یہ

جنات کا غم میں تسلی دینا

حضرت ابوخلیفہ عبدی فرماتے ہیں کہ میرا چھوٹا سا بچہ فوت ہو گیا جس کا مجھے بہت سخت صدمہ ہوا اور میری نیند اچاٹ ہو گئی۔ خدا کی قسم! میں ایک رات اپنے گھر میں اپنے بستر پر تھا۔ میرے علاوہ گھر میں کوئی نہ تھا، میں اپنے بیٹے کی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک گھر کے ایک کونے سے کسی نے بڑے پیار سے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا ابا خلیفۃ۔ میں نے گھبراہٹ کے عالم میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر اس نے سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں تلاوت کیں جب وہ اس آیت پر پہنچا: ''اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے بھلا ہے''۔ (پ۴ آل عمران ۱۹۸)

تو اس نے مجھے پکارا: ''اے ابوخلیفہ! میں نے کہا: ''لبیک'' اس نے پوچھا: ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ صرف تمہارے بیٹے ہی کے لیے زندگی مخصوص رہے اور دوسرے کے لیے نہیں؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ شان والے ہو یا حضرت محمد ﷺ؟ حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ بھی تو فوت ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں دل غمگین ہے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ کیا تم اپنے بیٹے کو موت سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو؟ جبکہ تمام مخلوق کے لئے موت لکھی جا چکی ہے، یا تم چاہتے ہو کہ تم مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو رد کر دو۔ اللہ کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو زمین اتنی وسیع نہ ہوتی اگر دکھ اور غم نہ ہوتے تو مخلوق کسی عیش سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔'' پھر اس نے کہا: ''تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟'' میں نے پوچھا: ''تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔'' اس نے انکشاف کیا: ''میں تیرے پڑوسی جنات میں سے ایک ہوں''۔

(کتاب الھواتف ج۲، ص۴۵۳)

نیک جن کی نصیحت

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر یہ عبارت نقش تھی۔

''یعنی وہ آدمی جس کی مراد دنیا ہی ہو تو وہ غرور کی رسی تھامے ہوئے ہے۔''

میں نے ان سے اس نقش کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ دوپہر کو اپنے مال و اسباب میں گھوم رہا تھا کہ ایک کہنے والے کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا (جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مال واسباب صرف یہیں کام آئے گا)۔ پھر جب میں نے دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ میں نے پوچھا: ''تم انسان ہو یا جن؟'' اس نے کہا: ''انسان نہیں بلکہ میں جن ہوں۔'' پھر میں نے اپنی انگوٹھی پر اس شعر کو نقش کرالیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۴۳)

جنات نے نیکی کی دعوت دی

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن خطابؓ نے حضرت سواد بن قاربؓ سے فرمایا: ''ہمیں اپنی ابتداء اسلام کی بات سناؤ وہ کیسا تھا؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں ہندوستان سے آیا تھا اور میرا ایک مشیر جن تھا اس کی میں ساری باتیں مانا کرتا تھا۔'' میں ایک رات سو رہا تھا کہ اچانک میرے پاس کوئی آیا اور کہا: ''اٹھو اگر تم عقل رکھتے ہو تو غور و فکر کرو اور سمجھو کہ ایک رسول ﷺ کی بعثت ہوئی ہے پھر اس نے یہ اشعار کہے۔ ترجمہ:

''میں جنات اور ان کی نجاستوں سے اور بھورے رنگ کے (قیمتی)

اونٹ کو بے قیمت ٹاٹ سے باندھنے پر حیران و متعجب ہوں۔

تم ہدایت کی تلاش میں مکہ جاؤ آپ پر ایمان لانے والے وہاں

کے مومن وہاں کے پلیدوں (کافروں) کی طرح نہیں ہیں۔

جن نے شیطانوں سے بچایا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک صاحب خیبر سے چلے تو دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ایک دوسرے شخص نے ان دونوں کا پیچھا کیا جو کہہ رہا تھا: ''تم دونوں واپس جاؤ، واپس ہو جاؤ''۔ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان دونوں کو واپس لوٹا دیا۔ پھر وہ پہلے آدمی سے جا ملا اور ان سے کہا: ''یہ دونوں شیطان ہیں اور میں ان دنوں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو تم سے واپس لوٹا دیا'' جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے گا اور عرض کیجئے گا: ''ہم صدقات جمع کر رہے ہیں جیسے ہی جمع ہو جائیں گے، ہم آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں گے''۔ جب وہ صاحب مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد اسے اکیلے سفر کرنے سے منع فرما دیا۔ (مسند ابو یعلی الموصلی ج۲، ص۵۰۱)

راستہ بتانے والا جن

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مکہ مکرمہ کے سفر کے لیے روانہ ہوئی اور راستہ بھٹک گئی۔ جب انہیں موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے کفن پہن لئے اور موت کے انتظار میں لیٹ گئے۔ ان کے سامنے ایک جن درخت کے درمیان سے نمودار ہوا اور کہنے لگا: میں ان جنوں میں سے باقی رہ گیا ہوں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا ہے اور میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے بے یار و مددگار و بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ بتاتا ہے کہ یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے۔'' پھر اس جن نے ان لوگوں کو پانی پر آگاہ کیا اور انکی رہنمائی کی۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص۱۰۸)

پانی کی طرف رہنمائی کرنے والا جن

(۱) حضرت ابن حیانؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یمن کی ایک جماعت کسی علاقے کے لیے نکلی تو ان لوگوں کو پیاس لگی۔ انہوں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو کہہ رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان فرمائی: ''مسلمان مسلمان کا بھائی اور اس کا نگہبان ونگران ہے''۔ پھر اس پکارنے والے نے کہا: ''فلاں جگہ حوض ہے لہٰذا تم لوگ وہاں جا کر پانی پی لو''۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۰۹)

(۲) ایک قافلہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں حج کے ارادے سے نکلا تو انہیں راستہ میں پیاس لگی، لہٰذا! وہ کھارے پانی کے پاس پہنچے۔ ان میں سے بعض حضرات نے کہا اگر تم لوگ یہاں سے نکل چلو تو اچھا ہے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ پانی ہمیں ہلاک نہ کر دے۔ چنانچہ وہ لوگ چل پڑے یہاں تک کہ شام ہوگئی لیکن پانی نہ ملا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''کاش! تم اس کھارے پانی ہی کی طرف واپس چلتے تو بہتر ہوتا۔'' پھر یہ لوگ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے ایک انتہائی کالا موٹا آدمی نمودار ہوا۔ اس نے کہا: ''اے قافلہ والو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لیے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔'' لہٰذا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور جب تم ٹیلے تک پہنچو تو اپنی دائیں جانب مڑ جانا وہاں تمہیں پانی مل جائے گا۔ ان میں سے کسی نے کہا اللہ کی قسم ہمارا خیال ہے کہ یہ شیطان ہے اور دوسرے شخص نے اس کی تردید کی: ''شیطان اس قسم کی باتیں نہیں کرتا، یہ کوئی مسلمان جن ہے۔'' بہرحال وہ لوگ چل پڑے اور جس جگہ کے متعلق اس نے نشاندہی کی تھی وہاں پہنچ گئے، دیکھا تو پانی موجود تھا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۰۹)

صفات والا بچہ حضرت آمنہ زہریہ (یعنی بنوزہرہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والی) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنا ہے یہ شان وشوکت والی قبائل کی ملامت سے دور رہنے والی ہے، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام قبیلوں سے بہترین اور بڑھ کر بیٹا حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنا ہے تو بڑی عظمت اور شان وشوکت والا بیٹا ہے اور بڑی ہی مکرم و معظم شان والی ماں ہے۔''

اور وہ جن جو جبل ابوقبیس پر تھا اس نے یوں نداء کی: اے بطحاء (یعنی مکہ مکرمہ) کے رہنے والو! غلطی نہ کرو معاملہ کو روشن عقل کے ذریعہ ممتاز وجداگانہ کرلو۔ قبیلہ بنوزہرہ تمہاری نسل میں سے ہیں زمانہ قدیم میں بھی اور اس زمانہ میں بھی۔ لوگوں میں سے جو گزر چکے یا جو موجود ہیں ان میں سے ایک خاتون ایسی ہو تو اسے ہمارے سامنے لاؤ۔ ایک ایسی خاتون غیروں ہی میں سے لا کر دکھا دو جس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پاکباز جنا ہو۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۷۶)

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج پر جانے والا جن

ایک مرتبہ جب حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حج کے ارادے سے نکلے تو چند مریدین بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب یہ لوگ کسی منزل پر اترتے تو ان کے پاس سفید کپڑے میں ملبوس ایک جوان آجاتا۔ مگر وہ ان کے ساتھ کھاتا پیتا نہیں تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی کہ وہ اس نوجوان سے بات چیت نہ کریں۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور ایک گھر میں قیام پذیر ہو گئے۔ جب یہ حضرات گھر سے نکلتے تو وہ نوجوان داخل ہو جاتا اور جب یہ حضرات داخل ہوتے تو باہر نکل جاتا۔ ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے لیکن ایک صاحب بیت الخلاء میں رہ گئے۔ اسی دوران وہ نوجوان داخل ہوا تو اسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اس نے تھیلی کھولی اور ایک گدر کھجور (جو کھجور پکنے کے قریب ہو) نکال کر کھانے لگا۔ جب وہ

صاحب بیت الخلاء سے نکلے اور ان کی نظر اس نوجوان پر پڑی تو وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی ان حضرات کے پاس نہیں آیا۔ جب ان صاحب نے شاہ عبدالقادر جیلانی کو اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ شخص ان جنوں میں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سنا ہے۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۳۹)

بیان میں جنات کی شرکت

شیخ ابوزکریا یحیٰی بن ابی نصر صحراوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ ''میں نے ایک دفعہ عمل کے ذریعے جنات کو بلایا تو انہوں نے کچھ زیادہ دیر کردی پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ''جب شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہوں تو اس وقت ہمیں بلانے کی کوشش نہ کیا کرو۔'' میں نے کہا وہ کیوں؟'' انہوں نے کہا ''ہم ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''تم بھی ان کی مجلس میں جاتے ہو۔'' انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم مردوں میں کثیر تعداد میں ہوتے ہیں، ہمارے بہت سے گروہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے اور ان سب نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔'' (بہجۃ الاسرار ص ۱۸۰)

حضرت ابراہیم خواص عالم جنات میں

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کے لئے گیا۔ قافلہ رواں دواں تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ میں سب لوگوں سے الگ ہو کر شارع عام سے ہٹ کر کسی دوسرے راستہ پر چلوں۔ چنانچہ میں نے عام راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیا، میں تین دن اور رات مسلسل چلتا رہا۔ اس دوران مجھے بھوک لگی نہ پیاس محسوس ہوئی اور نہ کوئی دوسری حاجت پیش آئی۔ آخر کار میں ایک ہرے بھرے جنگل میں پہنچا جہاں پھلدار درخت اور خوشبودار

بنو ہاشم کی پونجی (نبی ﷺ) کے پاس حاضری دو اور اس پونجی
(نبی ﷺ) کے سر کو اپنی آنکھوں سے چوم لو۔''

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے پریشان کیا اور کہا: ''اے سواد بن قارب! بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے تم ان کے پاس جاؤ اور رشد و ہدایت حاصل کرو''۔ پھر جب دوسری رات آئی تو وہ پھر میرے پاس آیا اور جگا کر یہ اشعار کہے۔

''میں جنات سے اور ان کی سرگردانی سے اور ان کے بھورے
اونٹ کو کجاوہ سے باندھنے سے متعجب وحیران ہوں۔
تم ہدایت تلاش کرنے مکہ جاؤ جنات کی سچائی ان کے جھوٹوں
کے مثل نہیں ہے۔
تم بنو ہاشم کے سردار (محمد ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان کے
دروازے کو اپنی آنکھوں سے بوسہ دو۔''

پھر جب تیسری رات ہوئی تو پھر میرے پاس آیا اور بیدار کر کے کہا:

''میں جنات سے اور ان کے خبر دینے اور بھورے اونٹ کو عمامہ
کے پیچوں کے ساتھ باندھنے سے متعجب وحیران ہوں۔
تم ہدایت حاصل کرنے کے لیے مکہ جاؤ شریر جنات، نیکوکار
جنات کی طرح نہیں ہیں۔
بنو ہاشم کے عظیم الشان نبی (ﷺ) کی بارگاہ میں جلدی جاؤ
ایمان لانے والے خوش بخت جن (جنات) حضور ﷺ کا انکار
کرنے والے کافروں کی طرح بدبخت نہیں ہیں۔''

حضرت عمرؓ نے حضرت سواد بن قاربؓ سے پوچھا ''کیا اب بھی وہ تمہارا مشیر جن تمہارے پاس آتا ہے؟'' حضرت سواد بن قاربؓ نے فرمایا: ''جب سے میں نے

قرآن پاک پڑھنا شروع کیا ہے وہ میرے پاس نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اُس جن کا بہترین عوض (بدلہ) ہے۔ (المعجم الاوسط ج ا، ص ۲۲۴)

پتھر کا محل

حضرت سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ میں قوم عاد کے علاقہ میں تھا کہ میں نے کندہ (کھدائی کیئے ہوئے) پتھر کا ایک غار دیکھا۔ جس میں پتھر کا محل تھا جس میں جنات رہتے تھے۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو اس میں ایک بہت بھاری بھرکم جسم کا بوڑھا آدمی تھا جو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کے اوپر ایک اونی جبہ تھا جس میں تازگی تھی۔ مجھے اس کے موٹاپے سے اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا اس کے جبہ کی تازگی پر ہوا۔ میں نے اس کو سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''اے سہل! جسم کپڑوں کو پرانا نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بدبو اور حرام کھانے کپڑوں کو پرانا کر دیتے ہیں، یہ جبہ میرے جسم پر سات سو سال سے ہے اس جبہ میں میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے ملاقات کی اور ان پر ایمان لایا۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ میں ان میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنات نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا۔ (صفۃ الصفوۃ ج ۴، ص ۳۵۷)

خوشی منانے والے جنات

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت شریف ہوئی تو جبل ابوقبیس اور حجون کے پہاڑوں پر چڑھ کر جنات نے نداء کی۔ حجون پہاڑ کے جن نے یہ نداء کی: ''میں قسم کھاتا ہوں انسانوں میں سے کوئی عورت مرتبہ والی نہیں ہوئی اور نہ انسانوں میں سے کسی عورت نے کوئی (ایسا) بچہ جنا جیسا فخر و

آپ کو دیکھا اور میرے پاس پھولوں کا گلدستہ تھا جو سال بھر اسی طرح باقی رہا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خود بخود گم ہو گیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۲۴۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے جنات کو حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روتے ہوئے سنا۔ (مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ج ۹، ص ۳۲۱)

جنات کا امام اعظم کے وصال پر رونا

جس رات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو جنات ان پر رو رہے تھے۔ ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی لیکن وہ خود نظر نہیں آ رہے تھے وہ کہہ رہے تھے:

۱۔ فقیہ چلا گیا تو اب تمہارے لئے کوئی فقیہ نہ رہا لہٰذا تم اللہ عزوجل سے ڈرو اور ان کے پیروکار اور جانشین بنو۔

۲۔ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو اب کون ہے جو راتوں کو قیام کرے جب رات کی تاریکی ہو۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۰۰)

حضرت وکیع بن جراحؒ پر جنات کا رونا

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کے لیے نکلے تو ان کے گھر والوں کو گھر میں ان کا نوحہ سنائی دینے لگا پھر جب لوگ حج سے واپس آئے تو حضرت وکیعؒ کے گھر والوں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ حضرت وکیعؒ کا وصال کب ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں رات میں۔ تو وہ وہی رات تھی جس میں حضرت وکیعؒ کے گھر والوں نے نوحہ سنا تھا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۰۰)

ایک محدث کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا جن

حضرت وہب اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حج کے زمانہ میں مسجد خیف میں ملا کرتے تھے۔ ایک رات جب کہ لوگوں کی بھیڑ کم ہو چکی تھی اور اکثر لوگ سو

چکے تھے تو ان دونوں حضرات کے ساتھ کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ایک چھوٹا سا پرندہ آیا اور حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جانب حلقہ میں بیٹھ گیا اور سلام کیا۔ حضرت وہب نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ جن ہے۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ ''میں ایک مسلمان جن ہوں۔'' انہوں نے اس کے آنے کا مقصد دریافت کیا تو اس نے کہا: ''کیا آپ یہ نہیں پسند کرتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور علم حاصل کریں۔'' کیا آپ یہ نہیں پسند کرتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور علم حاصل کریں۔'' ہم میں آپ سے روایت کرنے والے بہت سے جنات ہیں، ہم لوگ آپ لوگوں کے ساتھ بہت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں مثلاً نماز، جہاد، بیماروں کی عیادت، نماز جنازہ اور حج وعمرہ وغیرہا اور آپ سے علم حاصل کرتے ہیں اور آپ سے قرآن کریم کی تلاوت سنتے ہیں۔ (کتاب الھواتف ج۲، ص۵۲۶)

مجالس اولیاء میں جنات کی شرکت

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نیشاپور میں وعظ وتقریر کیلئے گیا تو مجھے آشوب چشم ہوگیا۔ مجھے اپنی اولاد سے ملاقات کا شوق ہوا۔ میں نے ایک رات خواب دیکھا گویا کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کہتا ہے: ''اے شیخ! آپ اتنی جلدی واپس نہیں جا سکتے کیوں کہ نوجوان جنوں کی ایک جماعت بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر روزانہ آپ کا وعظ سنتی ہے اور وہ وعظ کو کسی دوسرے موقع پر سننے کو تیار نہیں جب تک وہ اپنے مقصد تک نہیں پہنچ جاتے (یعنی وعظ نہیں سن لیتے) آپ ان کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے، شاید اللہ تعالیٰ ان کو جلا بخش دے۔'' پھر جب صبح ہوئی تو میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں گویا مجھے کبھی آشوب چشم تھا ہی نہیں۔ (صفۃ الصفوۃ ج۴، ص۳۶۰)

پھول تھے۔اس باغ کے درمیان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو گویا جنت ہے۔ میں حیران و پریشان تھا کہ اچانک لوگوں کی ایک جماعت میرے سامنے آ گئی جن کے چہرے آدمیوں کے طرح تھے۔وہ نفیس پوشاک خوبصورت عمامے سے آراستہ و پیراستہ تھے۔

ان لوگوں نے آتے ہی مجھے گھیرے میں لے لیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہاں کیسے؟ اس سوال کے پوچھتے ہی میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ لوگ جن ہیں اور عجیب و غریب سرزمین ہے۔ اتنے میں ان میں سے ایک شخص بولا: ''ہم لوگوں کو ایک مسئلہ درپیش ہے، اس میں ہمارا باہم اختلاف ہے اور ہم لوگ جنوں میں سے ہیں۔ ہم نے لیلۃ الجن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس کلام نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سننے کا شرف حاصل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی وجہ سے تمام دنیاوی کام ہم سے چھین لئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جنگل میں یہ تالاب مقدر فرما دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ جس مقام پر میں نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑا، وہ یہاں سے کتنی دور ہے یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہنے لگا: ''اے ابو اسحاق! اللہ عزوجل ہی کیلئے اسرار و عجائبات ہیں یہ جگہ جہاں اس وقت آپ ہیں، ایک نوجوان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ بھی یہیں وفات پا گیا۔'' اور ایک طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: ''وہ رہی اس کی قبر۔'' وہ قبر تالاب کے کنارے تھی۔ جس کے اردگرد ایسے خوش نما باغ و خوشبودار پھول تھے جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھے۔ پھر اس جن نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''آپ کے ساتھیوں اور آپ کے درمیان اتنے مہینہ کی مسافت کا فاصلہ ہے۔''

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان جنوں سے کہا: ''مجھے اس جوان کے بارے میں کچھ بتاؤ۔'' تو ان میں سے ایک نے کہا: ''ہم یہاں تالاب کے

کنارے بیٹھے ہوئے محبت الٰہی کا ذکر کر رہے تھے۔ ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک ایک شخص ہمارے پاس آیا اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا اور اس سے دریافت کیا: ''اے نوجوان! تم کہاں سے آئے ہو؟'' اس نے جواب دیا نیشاپور کے ایک شہر سے۔'' ہم نے پوچھا: ''تم وہاں سے کب نکلے تھے؟'' اس نے جواب دیا: ''سات دن ہوئے پھر ہم نے پوچھا: ''اپنے وطن سے نکلنے کی وجہ؟'' اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ اور اس کے حضور گردن رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو۔ (پ ۲۴، الزمر: ۵۴)

ہم نے اس سے کچھ اور بھی سوالات کیے۔ ان سوالات کے جوابات دیتے دیتے اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم لوگوں نے اسے یہاں دفن کر دیا اور یہ اس کی قبر ہے۔ (اللہ اس سے راضی ہو)۔

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں اس نوجوان کے اوصاف سن کر بہت متاثر ہوا۔ میں اس کی قبر کے قریب گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی تھی'' ھذا قبر حبیب اللہ قتیل الغیرۃ ''یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے۔ اور ایک ورق پر''الانابۃ'' کا معنی لکھا تھا۔ پھر جنوں نے مجھ سے اس کی تفسیر کے متعلق سوال کیا تو میں نے اس کی تفسیر بیان کر دی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور ان کا اختلاف و اضطراب جاتا رہا۔ وہ مجھ سے کہنے لگے ہمیں ہمارے مسئلہ کا کافی و شافی جواب مل گیا۔ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں پھر مجھے نیند آ گئی جب مجھے ہوش آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو (مکہ مکرمہ میں) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مسجد (تنعیم) کے پاس اپنے

وعظ میں شرکت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت حضرت حسن بصریؒ کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپ مشغول دعا تھے۔ کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ چنانچہ میں یہ خیال کر کے شاید آپ کے ارادتمند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گیا۔ جب صبح کے وقت دروازہ کھلا اور میں نے اندر جا کر دیکھا تو آپ تنہا تھے۔ نماز کے بعد جب صورتحال دریافت کی تو فرمایا: ''پہلے کسی کو نہ بتانے کا وعدہ کرو۔'' پھر بتانے لگے کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہہ کر دعا مانگتا ہوں جس پر وہ سب آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء باب سوم، ص۴۰)

جنوں نے ''علم نحو'' سیبویہ سے پڑھا

حضرت ابوالحسن بن کیسان فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سبق یاد کرنے کیلئے دیر تک جاگتا رہا۔ پھر میں سو گیا تو میں نے خواب میں جنوں کی ایک جماعت دیکھی جو فقہ، حدیث، حساب، نحو اور شعر و شاعری میں مذاکرہ کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''کیا تم میں بھی علماء ہوتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں ہم میں علماء بھی ہوتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''پھر تم نحو کے مسائل میں کن علمائے نحو کے پاس جاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''سیبویہ کے پاس۔'' (لقط المرجان فی احکام الجان ص۲۴۴)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جن کو قابو کرنا

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گزشتہ شب ایک زبردست جن میری طرف بڑھا تا کہ میری نماز توڑ دے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میرے قابو میں کر دیا۔ میں

نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں حتیٰ کہ کل صبح ہوتے ہی تم سب اسے دیکھ لو۔ پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس جن کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ (صحیح مسلم، ص ۲۷۴)

شیاطین کو گھڑوں میں بند کرنا

حضرت موسیٰ بن نصیرؒ سے مروی ہے کہ وہ جہاد کے لئے سمندر کے راستہ سے چلے یہاں تک کہ وہ سمندر کی تاریکی میں پہنچے اور کشتیوں کو ان کے رخ پر چلتا ہوا چھوڑ دیا۔ اچانک انہوں نے کشتیوں میں کھٹکھٹانے کی آواز سنی جب دیکھا تو سب رنگ کے مہر لگے ہوئے گھڑے نظر آئے۔ ان میں سے ایک گھڑا اٹھالیا تو اس کی مہر توڑنے سے ڈر گئے۔ فرمایا: اس کو نیچے سے سوراخ کرو جب گھڑے کا منہ ایک پیالے کے برابر ہو گیا تو ایک چیخنے والے نے چیخ ماری: ''اللہ عزوجل کی قسم! اے اللہ کے نبی! میں واپس نہیں آؤں گا۔'' یہ سن کر حضرت موسیٰ بن نصیرؒ نے کہا: ''یہ تو ان شیطانوں میں سے ہے جن کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے قید کیا ہے۔'' پھر حکم دیا کہ گھڑے کے اس سوراخ کو بند کر دیا جائے۔ پھر اچانک کشتی پر ایک آدمی دکھائی دیا جو گھور رہا تھا اور ان کو دیکھ کر کہہ رہا تھا اللہ کی قسم تم لوگ وہی ہو اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم سب کو غرق کر دیتا۔ (لقط المرجان، فی خوف الجن من الانس، ص ۱۸۵)

کیا جنات انسان کو تکلیف دے سکتے ہیں؟

جنات انسان کو دو طرح سے تکلیف دیتے ہیں:

(۱) اس کے جسم سے باہر رہتے ہوئے۔ (۲) اس کے جسم میں داخل ہو کر۔

(۱) جسم سے باہر رہ کر تکلیف دینا

ذیل میں چند واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں:

پیدائش کے وقت بچہ کیوں روتا ہے؟

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ابن آدم کا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کو مس کرتا (یعنی چھوتا) ہے اور شیطان کے مس کرنے سے وہ بچہ چیخ مار کر روتا ہے ماسوا حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے کے۔'' (صحیح البخاری، الحدیث ۳۴۳۱، ص ۴۵۳)

طاعون کیا ہے؟

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری امت طعن اور طاعون سے ہلاک ہوگی''۔ عرض کی گئی: ''یارسول اللہ ﷺ! طعن کے بارے میں تو ہم نے جان لیا مگر یہ طاعون کیا ہے؟'' فرمایا: یہ تمہارے دشمن جنات کے نیزوں کی چبھن ہے، ان کا مارا ہوا شہید ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، ج ۷، ص ۱۳۱)

فیض القدیر میں ہے:

''یہ اس لئے ہے کہ (محصن کے لئے) زنا کی حد رجم (یعنی پتھر مار مار کر قتل کر ڈالنا) ہے لہٰذا جب حد قائم نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جنات کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کو قتل کر دیتے ہیں۔'' (فیض القدیر جلد ۱، ص ۳۴۳)

(۲) جنات کا جسم میں داخل ہو کر نقصان پہنچانا

جن کا انسان کے بدن میں داخل ہونا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے، سورۃ البقرۃ میں ہے:

''قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔'' (پ۳، البقرہ ۲۷۵)

علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت اس شخص کے انکار کے فساد پر دلیل ہے جو یہ کہتا ہے کہ انسان کو پڑنے والا دورہ جن کی طرف سے نہیں اور گمان کرتا ہے یہ طبیعتوں کا فعل ہے اور شیطان انسان کے نہ تو اندر چلتا ہے اور نہ اسے چھوتا ہے۔'' (الجامع لاحکام القرآن ج۲، ص۲۶۹)

پیٹ سے جن نکلا

حضرت سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لائی اور عرض گزار ہوئی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے کو جنون عارض ہوتا ہے اور یہ ہم کو تنگ کرتا ہے۔'' آپ ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ اس نے قے کی اور اس کے پیٹ سے سیاہ کتے کے پلے کی طرح کوئی چیز نکلی۔

(مسند دارمی ج۱، ص۲۴)

اے دشمنِ خدا نکل جا

حضرت سیدنا یعلی بن مرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہا: ''اس کو کچھ جنون ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے دشمن خدا نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔'' پھر وہ بچہ ٹھیک ہو گیا۔

(مسند احمد، مسند الشامیین ج۶، ص۱۷۸)

زندگی بھر دوبارہ نہ آیا

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے طائف کا عامل (گورنر) بنایا تو کوئی چیز آ کر مجھے نماز میں ستاتی تھی حتیٰ کہ مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ میں آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے آنے کا مقصد دریافت کیا فرمایا تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! نماز میں مجھے کوئی چیز آ کر ستاتی ہے حتیٰ کہ مجھے پتا نہیں چلتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''یہ شیطان ہے، قریب آؤ۔'' میں آپ کے قریب گیا اور اپنے قدموں کے بل پر بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں اپنا لعاب اقدس ڈالا اور فرمایا: ''اے اللہ کے دشمن نکل جا۔'' آپ نے تین بار یہ عمل کیا اور فرمایا: ''اب تم اپنے کام پر جاؤ۔'' حضرت عثمان ؓ فرماتے ہیں: ''مجھے اپنی زندگی کی قسم اس کے بعد وہ مجھ میں نہیں آیا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، الحدیث ۳۵۴۸، ج ۴، ص ۱۳۷)

تندرست ہو گیا

حضرت سیدنا وازع ؓ کہتے ہیں کہ جب ہم اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ میرے ساتھ میرا مجنون بیٹا یا بھانجا ہے، میں اس کو آپ کے پاس لاؤں گا تا کہ آپ اس کے لیے اللہ عزوجل سے دعا کریں۔'' آپ ﷺ نے اجازت عطا کر دی۔ میں اس کے پاس گیا وہ اس وقت اونٹوں کے پاس تھا، میں نے اس کے سفر کے کپڑے اتارے اور اس کو اچھے کپڑے پہنائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے قریب کر دو اور اس کی پشت میری طرف کر دو۔ پھر آپ نے اوپر اور نیچے اس کے کپڑوں کو پکڑ کر اٹھایا حتیٰ کہ میں نے اس کی بغل کی سفیدی دیکھی اور آپ

اس کی پشت پر مارتے رہے اور فرمایا ''اللہ کے دشمن نکل!'' تب وہ لڑکا تندرست آدمی کی طرح دیکھنے لگا، جبکہ پہلے اس کی طرح نہیں دیکھتا تھا۔ پھر پیارے آقا ﷺ نے اس کو اپنے سامنے بٹھا کر دعا کی اور اس کے چہرے پر دست شفقت پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد کوئی شخص خود کو اس پر فضیلت نہیں دیتا تھا۔

(مجمع الزوائد، الحدیث ۱۴۱۴۹، ج ۸، ص ۵۵۴)

کبھی کوئی چیز نہیں بھولا

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے قرآن مجید بھولنے کی شکایت کی تو آپ نے میرے سینہ پر اپنے دست پر انوار سے ضرب لگائی اور فرمایا: ''اے شیطان! عثمان کے سینہ سے نکل جا۔'' اس کے بعد میں کبھی اس چیز کو نہیں بھولا جس کو میں یاد رکھنا چاہتا تھا۔ (المعجم الکبیر، ج ۹، ص ۴۷)

جنات کے انسانوں کو اغوا کرنے کے واقعات

کثیر روایات سے ثابت ہے کہ جنات انسان کو اغوا بھی کرتے ہیں۔ چند حکایات ملاحظہ ہوں:

ایک یہودیہ کا بچہ اغواء ہوگیا

ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کی خدمت میں روتی ہوئی حاضر ہوئی اور یہ اشعار پڑھنے لگی:

(۱) اے میرے چاند (یعنی میرے بیٹے) میرا باپ تم پر فدا، کاش! مجھے تیرے قاتل کا علم ہوتا۔

(۲) تیرا مجھ سے یوں اوجھل ہونا وحشت ناک ہے، کیا تجھے یہودی بھیڑیا کھا گیا ہے۔

(۳) اگر تو فوت ہو چکا ہے تو راتوں رات تیرا یہ مرجانا کس قدر جلد ہوا ہے، اگر تو فوت ہو چکا ہے تو تیری خاطر میری راتیں کس بھیانک طریقہ سے کٹیں گی۔

(۴) اگر تو زندہ ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ جہاں سے چلا تھا جیتے جی وہیں پلٹ آ۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ''اے عورت! تجھے کیا صدمہ پہنچا ہے؟'' عرض کرنے لگی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا بچہ میرے سامنے کھیل رہا تھا کہ اچانک غائب ہو گیا، اس کے بغیر میرا گھر ویران ہوگیا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل میرے ذریعے تمہارے بچے کو لوٹا دے تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گی۔'' عورت بولی: ''جی ہاں! مجھے انبیاء کرام حضرت سیدنا

ابراہیم، حضرت سیدنا اسحٰق اور حضرت سیدنا یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق ہونے کی قسم! میں ضرور ایمان لے آؤں گی۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر دیر تک دعا مانگتے رہے۔ جب دعا مکمل ہوئی تو بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے سے پوچھا کہ ''تم کہاں تھے؟'' بولا کہ ''میں اپنی ماں کے سامنے کھیل رہا تھا کہ اچانک ایک کافر جن میرے سامنے آیا اور مجھے اٹھا کر سمندر کی طرف لے گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء مانگی تو اللہ عزوجل نے ایک مومن جن کو اس پر مسلط کر دیا جو جسامت میں اس سے بڑا اور طاقتور تھا۔ اس نے مجھے کافر جن سے چھین کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیا اور اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے۔'' وہ عورت یہ واقعہ سنتے ہی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ **(بحر الدموع، ص ۱۶۲)**

حدیث خرافہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو ایک (عجیب) واقعہ سنایا تو ان میں سے ایک نے عرض کی: ''گویا یہ بات حدیث خرافہ ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کون تھا؟'' پھر خود ہی فرمانے لگے: ''خرافہ قبیلہ عذرہ کا ایک شخص تھا جسے زمانہ جاہلیت میں جنات نے قید کر لیا۔ وہ طویل عرصہ ان میں رہا۔ پھر انہوں نے اسے آزاد کر کے انسانوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اس نے وہ تمام عجائبات لوگوں کو سنائے جو اس نے جنوں میں دیکھے تھے۔ پھر لوگ ہر عجیب بات کے بارے میں یہ (محاورۃ) کہنے لگے: ''یہ تو حدیث خرافہ ہے۔'' **(الشمائل المحمدیہ والخصائص المصطفویہ للترمذی، ص ۱۵۰)**

کئی سال تک غائب رہے

ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو ان کو جنات نے اغواء کر لیا اور کئی سال تک غائب رکھا۔ پھر وہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما تشریف لائے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے جنات پکڑ کر لے گئے تھے اور میں ایک زمانہ تک ان کے پاس رہا۔ اس کے بعد مسلمان جنات نے (ان جنات سے) جہاد کیا اور ان میں سے بہت سے افراد کے ساتھ مجھے بھی قید کر لیا۔ انہوں نے مجھ سے میرا دین دریافت کیا۔ میں نے کہا: ''اسلام''۔ مسلمان جنات آپس میں کہنے لگے کہ یہ ہمارے دین پر ہے اس کو قید کرنا مناسب نہیں۔ پھر انہوں نے مجھے اختیار دیا کہ چاہے میں ان کے پاس قیام کروں یا اپنے اہل وعیال کے پاس چلا جاؤں۔ میں نے گھر آنے کو اختیار کر لیا تو وہ جنات مجھے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما لے آئے۔

(آکام المرجان فی احکام الجان، ص ۷٦)

اغواء ہونے والی لڑکی

حضرت سیدنا نضر بن عمرو حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہمارا ایک کنواں تھا۔ میں نے اپنی بیٹی کو ایک پیالہ دے کر پانی لینے کے لیے بھیجا۔ بہت دیر گزر گئی مگر وہ لوٹ کر نہ آئی۔ ہم نے اس کو بہت تلاش مگر ناکام رہے یہاں تک کہ ہمیں اس کے ملنے کی امید نہ رہی۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں ایک رات اپنے سائبان کے نیچے بیٹھا تھا کہ مجھے دور سے ایک سایہ نظر آیا۔ جب وہ سایہ تھوڑا قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ میری ہی بیٹی تھی۔ میں نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں پوچھا: ''تم میری ہی بیٹی ہو؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! میں آپ کی بیٹی ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''بیٹی! تم کہاں تھی؟'' اس نے کہا: ''آپ کو یاد ہے کہ آپ

نے مجھے ایک رات کنویں پر بھیجا تھا، وہاں سے مجھے ایک جن نے پکڑ لیا اور مجھے اڑا لے گیا۔ میں اس کے پاس اس وقت تک رہی کہ اس کے اور جنوں کی ایک جماعت کے درمیان جنگ واقع ہوئی تو اس جن نے میرے ساتھ عہد کیا کہ اگر وہ ان پر غلبہ پانے میں کامیاب ہوگیا تو وہ مجھے آپ کے پاس واپس لوٹا دے گا۔ چنانچہ وُہ کامیاب ہوا اور مجھے آپ کے پاس لوٹا دیا۔ میں نے اپنی بیٹی کو ذرا غور سے دیکھا تو اس کا رنگ سانولا ہو چکا تھا اور اس کے بال کم ہوگئے اور انتہائی کمزور دکھائی دے رہی تھی۔

کچھ عرصہ بعد اس کی صحت بحال ہوگئی۔ اس کے چچازاد بھائی نے اس سے نکاح کا پیغام بھیجا تو ہم نے اس کا نکاح کر دیا۔ اس جن نے اپنے اور اس لڑکی کے درمیان ایک علامت (کوڈ ورڈز) مقرر کر رکھی تھی کہ جب اسے ضرورت پڑے تو اس جن کو بلا لے جب اس کا شوہر اس لڑکی کو دیکھتا تو وہ شک کرتا کہ وہ کسی کو اشارہ کر رہی ہے اور اسے برا بھلا کہتا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی بیوی سے کہا: ”تو شیطان جن ہے انسان نہیں ہے۔“ اس لڑکی نے اس مقررہ علامت کے ذریعہ اشارہ کیا تو اس کے شوہر کو ایک پکارنے والے نے آواز دی: ”اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ اگر تو اس کی طرف بڑھا تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس کی حفاظت کی ہے اور مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنے دین کے اعتبار سے اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔“ تو اس جوان نے کہا تو ہمارے سامنے کیوں نہیں آتا ہم بھی تو تمہیں دیکھیں؟ اس نے کہا یہ ہمارے لئے مناسب نہیں کیونکہ ہمارے باپ دادا نے ہمارے لئے تین چیزوں کا سوال کیا تھا کہ:

۱۔ ہم خود تو سب کو دیکھ سکیں لیکن کوئی ہمیں نہ دیکھے۔

۲۔ ہم سطح زمین کے نیچے رہیں۔

۳۔ ہمارا ہر ایک بڑھاپے سے اپنے گھٹنوں تک پہنچ کر دوبارہ جوان ہو جائے۔ (کتاب الھواتف لابن ابی الدنیا، ج۲، ص۴۹۹)

قتل کا بدلہ لینے کے لئے اغواء کرلیا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مشغول تلاوت قرآن تھے کہ ایک سانپ نظر آیا آپ نے اُسے مار ڈالا۔ دراصل وہ سانپ نہیں بلکہ جن تھا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ جن آئے اور شاہ صاحب کو اُٹھا کر لے گئے اور ان کو جنات کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ مدعی نے بادشاہ کے روبرو فریاد کی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ ہم خون کا بدلہ خون چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے جب تصدیق کر لی کہ واقعی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سانپ کی شکل میں گزرنے والے جن کو مار دیا ہے تو وہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کا حکم صادر کرنے والا ہی تھا کہ وہاں موجود ایک بوڑھے (صحابی) جن نے کہا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، ''س کا قتل کرنا جائز نہ ہو مگر وہ ایسی قوم کی وضع میں ہو جس کا قتل کیا جانا جائز ہے تو اسے اگر کوئی قتل کر دے تو اس کا خون معاف ہے۔ چونکہ مدعی جن صاحب کا فرزند سانپ کی شکل میں تھا اور سانپ کو مار دینا جائز ہے اس لئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سانپ سمجھ کر مار دیا ہے۔ لہٰذا بموجب حدیث شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر قصاص نہیں۔'' یہ حدیث پاک سن کر جنات کے بادشاہ نے شاہ صاحب کو باعزت بری کر دیا اور ان دونوں جنات نے شاہ صاحب کو ان کی جگہ پر پہنچا دیا۔ **(جنات کی حکایات، ص۲۹ بحوالہ التحریر الافخم)**

انسانوں کو قتل کرنے کے واقعات

جس طرح انسان کے ہاتھوں انسان قتل ہو جاتا ہے اسی طرح بعض اوقات جنات بھی انسانوں کو قتل کر ڈالتے ہیں، چند روایات ملاحظہ ہوں:

حضرت سعد بن عبادہؓ کو جنات نے قتل کیا

حضرت سیدنا ابن سیرین کا بیان ہے: حضرت سعدؓ نے استنجاء کے دوران جب پہلو پر سہارا لیا تو انتقال کر گئے۔ دراصل انہیں جنات نے قتل کیا اور یوں کہا: ''ہم نے آل خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا، ہم نے اسے دل کی طرف تیر مارا، ہمارا نشانہ خطا نہ ہوا۔'' **(المعجم الکبیر، ج۶، ص۱۶)**

طالب علم کے ہاتھوں قتل ہونے والا جن

ایک طالب علم سفر کر رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص اس کے ساتھ ہو گیا۔ جب وہ اپنی منزل کے قریب پہنچا تو اس شخص نے طالب علم سے کہا: ''میرا تجھ پر ایک حق اور ذمہ ہے، میں ایک جن ہوں مجھے تم سے ایک کام ہے۔'' طالب علم نے پوچھا: ''کیا کام ہے؟'' جن نے کہا: ''جب تو فلاں گھر میں جائے گا تو وہاں تمہیں ایک سفید مرغ ملے گا اس کے مالک سے پوچھ کر اس کو خرید لینا اور اسے ذبح کر دینا'' طالب علم نے کہا: ''اے بھائی! مجھے بھی تم سے ایک کام ہے۔'' جن نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' طالب علم نے کہا: ''جب شیطان سرکش ہو جائے اور جھاڑ پھونک وغیرہ کچھ فائدہ نہ دے اور آدمی کو پریشان کر دے تو اس کا کیا علاج ہے؟'' جن نے علاج بتایا: ''چھوٹی دم والے بارہ سنگے کی کھال اتاری جائے اور جن کے اثر والے آدمی کے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں پر مضبوطی سے باندھ دی جائے پھر سداب بری (ایک قسم کا کالا دانہ جس کو عورتیں نظر بد اتارنے کے لئے جلاتی ہیں) کا تیل لے کر اس کی ناک کے داہنے نتھنے

میں چار مرتبہ اور بائیں نتھنے میں تین مرتبہ ڈال دیا جائے تو اس کا جن مر جائے گا، پھر کوئی دوسرا جن بھی اس کے پاس نہیں آئے گا۔''

وہ طالب علم کہتا ہے کہ جب میں اس شہر میں داخل ہوا تو اس مکان میں آیا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ بڑھیا کے پاس واقعی ایک مرغ ہے۔ میں نے اس سے بیچنے کے متعلق پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔ بہر کیف میں نے اس کو کئی گنا قیمت میں خرید لیا۔ جب میں خرید چکا تو جن نے دور سے مجھے شکل دکھائی اور اشارہ سے کہا اس کو ذبح کر دے۔ میں نے وہ مرغ ذبح کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے مرد اور عورتیں باہر نکل آئے اور مجھے مارنے لگے اور مجھے جادوگر قرار دینے لگے۔ میں نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا: ''نہیں! میں جادوگر نہیں ہوں۔'' انہوں نے مجھ سے شکوہ کیا کہ جب سے تم نے اس مرغ کو ذبح کیا ہے ہماری لڑکی پر جن نے حملہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں نے ان سے چھوٹی دم والے بارہ سنگے کی ایک کھال اور سداب بری کا تیل منگوایا۔ جب میں نے جن کا بتایا ہوا وہی عمل کیا تو وہ جن چیخ پڑا: ''کیا میں نے تمہیں یہ عمل اپنے خلاف بتلایا تھا۔'' جب اس لڑکی کی ناک میں تیل کے قطرے ڈالے گئے تو وہ جن اسی وقت مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کو شفا عطا فرمائی۔

(لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۶۵)

جنات کے انسانوں سے ڈرنے کے واقعات

انسان تو جنات سے ڈرتے ہی ہیں لیکن آپ حیران ہونگے کہ جنات بھی انسان سے ڈرتے ہیں۔

جن چھلانگ مار کر بھاگ نکلا

حضرت سیدنا مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک لڑکا آکر کھڑا ہو گیا، میں اسے پکڑنے کیلئے بڑھا تو اس نے چھلانگ ماری اور دیوار کے پیچھے جا پڑا۔ میں نے اس کے گرنے کی آواز سنی۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی میرے پاس نہیں آیا۔ پھر فرمایا: ''جنات تم (انسانوں) سے اسی طرح ڈرتے ہیں جس طرح تم جنات سے ڈرتے ہو۔'' (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۸۴)

شیطان ہم سے گھبراتا ہے

حضرت سیدنا مجاہد سے ہی مروی ہے کہ جتنا تم (انسانوں) میں سے کوئی شیطان سے گھبراتا ہے شیطان اس سے بھی زیادہ تم سے گھبراتا ہے لہٰذا جب وہ تمہارے سامنے آئے تو تم اس سے نہ گھبرایا کرو ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائے گا البتہ تم اس کے مقابلہ کیلئے تیار ہو جایا کرو تو وہ بھاگ جائیگا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۸۴)

جن تم سے زیادہ ڈرتا ہے

حضرت سیدنا ابو شراعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے حضرت یحییٰ جزار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ میں رات کے وقت گلیوں میں جانے سے ڈر رہا ہوں تو مجھ سے فرمایا: ''جس سے تم ڈر رہے ہو وہ اس سے زیادہ تم سے ڈرتا ہے۔''
(لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۸۴)

حضرت سیدنا ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے راوی ہیں کہ تم میں سے جس کے سامنے شیطان ظاہر ہو جائے تو وہ شیطان سے منہ نہ موڑے بلکہ اس کی طرف نظر جمائے رہے اس لئے کہ وہ تمہارے ان (شیطان) سے ڈرنے سے زیادہ وہ تم سے ڈرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی اس سے ڈر جائے گا تو وہ اس پر سوار ہو جائے گا اور اگر ڈٹ جائے گا تو وہ بھاگ جائے گا۔

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا یہاں تک کہ میں نے شیطان کو دیکھا تو مجھے حضرت سیدنا ابن عباسؓ کا فرمان یاد آیا، چنانچہ میں ڈٹ گیا اور وہ مجھ سے ڈر کر بھاگ گیا۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۳۱)

حضرت عمرؓ کو دیکھ کر شیطان منہ کے بل گر جاتے

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ وہاں ایک عورت تھی جس کے پہلو میں ایک شیطان بولتا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ اس نے عورت سے جا کر کہا: اپنے شیطان سے کہو کہ وہ جا کر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خبر ہمیں لا کر دے کیونکہ وہی ہمارے سردار اور ہمارے معاملات درست کرنے والے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ (جن) اس وقت یمن میں ہے عنقریب آ ہی جائے گا۔ قاصد تھوڑی دیر انتظار میں رکے رہے۔

آخر کار وہ (جن) اس عورت کے پاس حاضر ہوا تو اس نے کہا: ''تم دوبارہ جاؤ اور حضرت امیر المؤمنین کے متعلق خبر دو کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں اور ان کی خبر کی تاخیر

نے ہمیں بہت پریشان کر دیا ہے۔ شیطان نے کہا: حضرت عمرؓ ایسی شان والے شخص ہیں جن کے قریب جانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالٰی نے جتنے بھی شیطان پیدا فرمائے جب بھی وہ حضرت عمرؓ کی آواز سنتے ہیں تو منہ کے بل گر ہی جاتے ہیں۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۹۲)

محافظ فرشتے

حضرت سیدنا مجاہدؒ فرماتے ہیں: "ہر انسان پر محافظ فرشتے موکل ہیں جو سونے جاگنے کی حالت میں جنات اور حشرات الارض (یعنی کیڑے مکوڑوں) سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں اگر کوئی ستانے والی چیز آتی ہے تو اس کو ہٹا دیتے ہیں مگر جس کو اللہ عزوجل اجازت دے۔"

☆☆☆☆☆

جنات کے شر سے بچنے کے طریقے

جنات سے حفاظت کے لئے ان امور کا اختیار کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا،
"ان شآء الله عزوجل"

(۱) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا
(۲) تلاوت قرآن کریم
(۳) ذکر اللہ کی کثرت
(۴) اذان دینا
(۵) اس کلمہ کو سو مرتبہ پڑھنا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۶) جنات اور جادو سے حفاظت کیلئے چند اوراد (جو کہ آگے درج ہیں)
(۷) جنات سے حفاظت کے مختلف وظائف (وظائف آگے درج ہیں)
(۸) چکنائی والی چیزیں جلد دھو ڈالئے
(۹) گھر میں لیموں رکھئے
(۱۰) گھر میں سفید مرغا رکھئے

(۱) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

جنات کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے۔ قرآن پاک میں ہے:

''اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کو نچا دے تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔'' (پارہ۹، الاعراف ۲۰۰)

حضرت سیدنا سلیمان بن صرد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے حتیٰ کہ ان میں ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا تو نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ اسے کہے تو اس کا غصہ چلا جائے: ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' یعنی میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ص۱۴۰۶)

(۲) تلاوت قرآن کریم

مومن جنات کا بسیرا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے گھروں کے لئے قرآن پاک کا کچھ حصہ ذخیرہ کر لو اس لئے کہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جائے گی وہ گھر والوں کے لئے مانوس بن جائے گا اور اس کی خیر و برکت بڑھ جائے گی اور اس میں مومن جن رہائش اختیار کریں گے اور جب اس گھر میں تلاوت نہیں کی جائے گی تو وہ گھر اس کے رہنے والوں پر وحشت بن جائے گا اور اس کی خیر و برکت بھی کم ہو جائے گی اور اس میں کافر جنات بسیرا کر لیں گے۔ (کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، ج۱۵، ص۱۶۷)

جنات بھاگ گئے

حضرت ابو خالد الوالبیؒ فرماتے ہیں کہ میں قافلے کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس جانے کے لئے نکلا۔ میرے ساتھ میرے گھر والے بھی تھے۔ ہم ایک جگہ پر پہنچے اور میرے گھر والے میرے پیچھے تھے تو میں نے بچوں کے چیخنے کی آواز سنی۔ میں نے بلند آواز سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا تو کسی چیز کے گرائے جانے کی آواز سنی۔ میں نے بچوں سے (ان کے چیخنے کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے کہا ہمیں شیطانوں نے پکڑا اور ہمارے ساتھ کھیلنا شروع کر دی تھا۔ جب آپ نے بلند آواز سے قرآن پڑھا تو وہ ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص۱۵۲)

یوں تو پورا قرآن ہی مجموعہ عمل ہے لیکن چند سورتوں اور آیات کا خصوصیت سے روایات میں ذکر آیا ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- آیۃ الکرسی
- یٰسین شریف
- سورۂ مؤمنون کی آخری چار آیات
- سورۂ مومن کی ابتدائی آیات
- سورۃ البقرۃ
- سورۂ آل عمران
- سورۃ الاعراف
- سورۂ حشر کی آخری آیات
- سورۂ اخلاص
- معوذتان (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)

(۱) محافظ مقرر ہو جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت میرے ذمے لگائی۔ ایک شخص آیا اور غلہ کو بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے نبی پاک ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے مجھے پیش کش کی کہ میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے ان سے نفع دے گا۔ میں نے کہا: ''وہ کون سے کلمات ہیں؟'' تو کہنے لگا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو یہ آیت پڑھا کرو ''اللہ لا الہ الاھو الحی القیوم'' حتی کہ آیت ختم کی، تو بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبح تک ایک محافظ مقرر کر دیا جائے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔

جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''تمہارے قیدی نے رات کیا کیا؟'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے مجھے ایک چیز سکھائی اور اس کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے ساتھ فائدہ دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اس نے مجھے بتایا کہ جب میں بستر پر آؤں تو آیۃ الکرسی پڑھا کروں اس کا گمان تھا کہ صبح تک میرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تیرے ساتھ سچ بولا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ ج ۲، ص ۸۲)

(۲) عفریت سے حفاظت

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ عفریت جنات میں سے ہے جو آپ کے ساتھ مکر (عیاری) کرتا ہے لہٰذا آپ جب بھی اپنے بستر پر تشریف لے جائیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔''

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۵)

(۳) دو فرشتے صبح تک حفاظت کریں گے

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جو شخص اپنے بستر پر ٹیک لگاتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا تو اس کے لئے دو فرشتے مقرر کر دیئے جائیں گے جو صبح تک اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔'' (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۶)

(۴) پھلوں کو نقصان پہنچانے والے جنات

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات اپنے باغ کی طرف گئے

تو وہاں شور وغل سنائی دیا۔ آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' آپ کو ایک جن کی آواز سنائی دی جو کہہ رہا تھا: ''ہمیں دوطرفہ کلہاڑی نے تکلیف پہنچائی ہے لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں اس باغ کے پھلوں کو نقصان پہنچاؤں، تم اس باغ کو ہمارے لئے حلال کر دو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا یہ مطالبہ مان لیا۔

دوسری رات آپؓ نے دوبارہ شور وغل سنا اور کہنے لگے: یہ کیا معاملہ ہے؟'' ایک جن نے جواب دیا: ''ہمیں دوطرفہ کلہاڑی نے تکلیف پہنچائی ہے، لہٰذا ہم نے ارادہ کیا کہ ہم تمہارے ان پھلوں کو نقصان پہنچائیں تم ان پھلوں کو ہمارے لئے حلال کر دو۔'' آپؓ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' اور اس سے دریافت کیا: ''کیا تم ہمیں ایسی چیز کے بارے میں نہیں بتاؤ گے جو ہمیں تم سے نجات دے دے؟'' اس جن نے کہا: ''وہ آیۃ الکرسی ہے۔'' (کتاب العظمۃ، ص ۴۲۷)

(۴) کھجوریں کھانے والے جن

حضرت سیدنا ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا کھجوروں کا باغ تھا۔ میں ان کی دیکھ بھال کیا کرتا، مجھے ایسا لگا جیسے کھجوریں روز بروز کم ہو رہی ہوں۔ چنانچہ میں نے رات کے وقت اس پر پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اسی دوران بالغ لڑکے سے مشابہ ایک چوپایہ مجھے نظر آیا۔ اس نے مجھے سلام کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا: ''تم کون ہو؟ جن ہو یا انسان؟'' میرے استفسار پر اس نے بتایا: ''میں جنات میں سے ہوں۔'' میں نے کہا: ''مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔'' جب اس نے مجھے اپنا ہاتھ دکھایا تو اس کا ہاتھ کتے کی طرح تھا جس پر بال اُگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: ''کیا جن ایسے ہوتے ہیں؟'' وہ کہنے لگا: جنات میں مجھ سے بھی طاقتور جن موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: ''تم جو کچھ کر رہے تھے اس کام پر تمہیں کس چیز نے ابھارا؟ وہ کہنے

لگا: ''مجھے پتہ چلا کہ تمہیں صدقہ کرنا بہت پسند ہے، لہٰذا مجھے اچھا لگا کہ میں بھی تمہاری کھجوروں تک رسائی حاصل کروں۔'' میں نے اس سے دریافت کیا: ''وہ کون سی چیز ہے جو ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟'' اس نے کہا: ''آیۃ الکرسی۔''

آپؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح کے وقت جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا (اور رات کا ماجرا سنایا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خبیث (شیطان) نے سچی بات کہی۔'' (کتاب العظمۃ ص ۴۲۰)

(۵) شیطان کا احمق گدھے کی طرح بھاگ جانا

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ کے کسی صحابیؓ کی ایک جن سے مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے اسے پچھاڑ دیا۔ جن نے ان سے فریاد کی کہ مجھے ایک موقع اور دو تو آپ نے اسے دوبارہ موقع دیا۔ دوبارہ مقابلہ ہوا تو آپ نے اسے پھر چاروں شانے چت کر دیا اور فرمایا: ''میں تیری کمزوری اور چہرے کی اُڑی ہوئی رنگت کو دیکھ رہا ہوں تیری دونوں کلائیاں کتے کی کلائیوں کی طرح ہیں تو مجھے جنات میں سے لگتا ہے، کیا تو جن ہی ہے؟'' اس نے گھگھیا کر کہا: نہیں! اللہ عزوجل کی قسم! میں ان میں سے نہیں ہوں، میں تو مضبوط پسلیوں والا ہوں، لیکن آپ مجھے تیسری مرتبہ پھر موقع دیں، اگر آپ نے مجھے زمین پر گرا دیا تو میں آپ کو ایک مفید چیز سکھاؤں گا۔ اس کی درخواست پر آپ نے اسے دوبارہ موقع دیا اور حسب سابق پچھاڑ دیا۔ پھر فرمایا: ہاں! اب تو مجھے وہ شے سکھا دے۔ اس نے کہا: کیا آپ ''آیۃ الکرسی'' پڑھتے ہیں؟ فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' اس نے کہا: ''آپ اس کو گھر میں پڑھیں تو شیطان احمق گدھے کی طرح اس گھر سے بھاگ جائے گا اور صبح تک اس میں داخل نہیں ہوگا۔'' لوگوں میں سے کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا: ''وہ صحابی کون تھے؟'' انھوں نے جواب دیا کہ: ''عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کون ہو سکتا ہے۔'' (المعجم الکبیر ج ۹، ص ۱۶۶)

(۲) سورۃ یٰسین کے فوائد

تمام چراغ بجھ جانا

حضرت سیدنا احمد بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب ایک مرتبہ ایسے راستے سے گزرے جہاں جن بھوت کا بسیرا تھا حالانکہ وہ دوسروں کو اس راستے سے گزرنے سے روکا کرتے تھے والد محترم کا بیان ہے: میں وہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک عورت دکھائی دی جو پیلے رنگ کے کپڑے پہنے ایک تخت پر بیٹھی تھی۔ اس کے اردگرد چراغ جل رہے تھے۔ اس عورت نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً یٰسین شریف پڑھنا شروع کر دی۔ جیسے ہی میں نے سورۂ یٰسین پڑھنا شروع کی تمام چراغ بجھ گئے۔ وہ عورت مجھ سے کہنے لگی: ''اے اللہ کے بندے! یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا؟'' اس طرح میں اس سے محفوظ رہا۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۲۰)

شیطان اندھا ہو گیا

حضرت سیدنا ثعلبہ بن سہیلؒ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے سحری میں پینے کے لئے کچھ پانی رکھا مگر جب میں سحری کے وقت پانی لینے کے لئے گیا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ دوسرے دن میں نے دوبارہ پانی رکھا اور اس پر یٰسین شریف پڑھی۔ جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ پانی اسی طرح رکھا ہوا ہے جبکہ شیطان اندھا ہو کر گھر کے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔'' (مکائد الشیطان لابن ابی الدنیا ج ۴، ص ۵۳۲)

(۴) سورۂ مومنون کی آخری چار آیات کا ورد

مرگی والے کا علاج

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک (مرگی والے) کے کان میں تلاوت کی تو اس کو افاقہ ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے

دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ میں نے عرض کی: ''میں نے سورۂ مومنون کی آخری چار آیات

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ.........(الخ)

سے آخر سورت تک تلاوت کی۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مومن شخص اس آیت کو کسی پہاڑ پر تلاوت کرے تو وہ بھی ٹل جائے۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۴، ص ۳۴۵)

(۵) سورۂ مومن کی ابتدائی تین آیات کا ورد صبح تک حفاظت کی جائے گی

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سورۂ مومن کی ابتدائی تین آیات

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (پ ۲۴، المومن: ۱ تا ۳)

اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے گا اس کی شام تک ان کے ذریعہ حفاظت کی جائے گی اور جوان دونوں کو شام کے وقت تلاوت کرے گا اس کی ان کے ذریعے صبح تک حفاظت کی جائے گی۔ (جامع الترمذی، ج ۴، ص ۴۰۲)

(۶) سورۃ البقرۃ کی قرأت کے فضائل

(۱) حضرت سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، بیشک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ البقرہ پڑھی جائے۔''

(۲) حضرت سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ نے فرمایا: "جس نے رات کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں پڑھیں تو وہ اسے کفایت کریں گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ المسافرین ص۴۰۴)

(۳) اور حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین بنانے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اور اس میں سے دو آیتیں اتاریں جن سے سورۃ البقرۃ کو ختم کیا تو جس گھر میں یہ دونوں آیتیں تین راتیں پڑھی جائیں وہاں شیطان نہیں رہتا۔"

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن ج۴، ص۴۰۴)

(۴) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے گا تو اس دن نہ اسکے قریب شیطان آئے گا نہ اس کے اہل خانہ کے پاس آئے گا اور اس کے گھر والوں میں کوئی تکلیف دہ چیز ظاہر نہ ہوگی اور اگر انہی آیتوں کو کسی مجنون پر پڑھا جائے (یعنی دم کیا جائے) تو اس کو جنون سے افاقہ ہو جائے گا۔

(سنن الدارمی، ج۲، ص۵۴۱)

(۵) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: شریر جن کیلئے سورۂ بقرہ کی ان دو آیتوں سے زیادہ سخت اور کوئی آیت نہیں ہے:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔ (پ۲، البقرۃ:۱۶۳، ۱۶۴)

(۷) سورۂ آل عمران کی تلاوت

جان بچ گئی

حضرت سیدنا حمزہ زیات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں کوفہ جانے کے ارادے سے نکلا۔ رات کی تاریکی نے مجھے ایک ویران عمارت میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ ابھی میں وہیں تھا کہ دو خبیث جن میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے اپنے رفیق سے کہا: ''یہ حمزہ زیات ہے جو کوفہ کے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔'' یہ سن کر وہ کہنے لگا: اچھا، اللہ عزوجل کی قسم! میں اسے ضرور قتل کروں گا۔'' جب میں نے اس کے خطرناک ارادے دیکھے تو میں نے سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ۳، آل عمران ۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے

انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا اور کہا: ''میں اس پر گواہ ہوں۔'' یہ سن کر وہ دوسرے جن سے کہنے لگا: تیرا ناس ہو، اب ذلیل وخوار ہو کر صبح تک اس کی حفاظت کرو۔'' (کتاب العظمۃ)

(۸) سورۃ الاعراف کا ورد

حضرت سیدنا سعد بن اسحاق بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 54 اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ تک نازل ہوئی تو ایک بہت بڑی جماعت حاضر ہوئی جو نظر تو نہیں آتی تھی لیکن اتنا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ عربی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ کون ہو؟'' انہوں نے کہا کہ: ''ہم جنات ہیں مدینہ منورہ سے نکل چکے ہیں اور ہمیں یہاں سے اسی آیت نے نکالا ہے۔''

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۷)

(۹) سورۂ حشر کی آخری آیات کی تلاوت 70 ہزار فرشتے حفاظت کریں گے

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر سورۂ حشر کی آخری آیتیں تلاوت کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیج دیتا ہے جو اس سے جن وانس کے شیطانوں کو دھکا دیتے رہیں گے اگر رات کو پڑھے گا تو صبح تک اور اگر دن کو پڑھے گا تو شام تک۔'' (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۸)

کھجوریں چرانے والے جن

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاریؓ نے اپنے گھر میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے

ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ آپ کو کھجوروں کی تعداد میں کچھ کمی محسوس ہوئی۔ جب رات کے وقت آپ نے اس کی نگرانی فرمائی تو اچانک آپ کو وہاں ایک شخص دکھائی دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''میں جن ہوں، ہم نے ادھر کا رُخ اس لئے کیا کہ ہمارا توشہ ختم ہو گیا تھا، چنانچہ ہم نے آپ کی کچھ کھجوریں لے لیں۔ لیکن اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو تمہیں کھجوریں کم نہیں پڑیں گی۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اگر تم (جن ہونے کے دعویٰ میں) سچے ہو تو مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔'' اس نے آپ کو اپنا ہاتھ دکھایا جس پر کتے کے بازوؤں کی طرح کے بال تھے۔ آپ نے استفسار فرمایا: ''تم ہماری جتنی کھجوریں لے چکے ہو وہ تم پر حلال ہیں، کیا تم مجھے اس افضل ترین عمل کے بارے میں نہیں بتاؤ گے جس کے ذریعہ انسان جنوں سے پناہ حاصل کر سکیں۔ تو اس نے جواب دیا: ''وہ سورۂ حشر کی آخری آیات ہیں۔ (الدر المنثور، ج ۸، ص ۱۲۲)

(۱۰) سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھ لیجیے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص صبح کی نماز ادا کرے اور بات چیت نہ کرے یہاں تک کہ وہ سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھ لے تو اس کو اس دن کوئی تکلیف اور نقصان نہ پہنچے گا اور شیطان سے بھی اس کی حفاظت ہو گی''۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۸)

(۱۱) معوذتان (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے حتیٰ کہ معوذتان (یعنی سورۃ الفلق اور الناس) نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں لے کر باقی کو چھوڑ دیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطب ج ۴، ص ۱۳)

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی روحانی طاقت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپس میں فضائل قرآن پر مذاکرہ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک صحابی نے کہا: ''سورۂ توبہ کا آخری حصہ افضل ہے۔'' دوسرے صحابی نے کہا: ''سورۂ بنی اسرائیل کا آخری حصہ افضل ہے۔'' ایک تیسرے صحابی نے کہا: ''سورۂ کھیٰعص اور طٰہٰ افضل ہے۔'' اسی طرح سے ہر ایک نے اپنے اپنے علم کے مطابق مختلف اقوال بیان کئے اور ان حضرات میں حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا ''اے امیر المومنین! آپ لوگوں نے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے عجیب وغریب فضائل کو کیسے بھلا دیا، اللہ کی قسم "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے عجائبات میں سے ایک بہت ہی عجیب چیز ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اے ابو ماثور! (حضرت سیدنا عمرو بن معدی کرب کی کنیت ہے) ہم سے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے فضائل عجیبہ بیان کرو۔'' حضرت سیدنا عمرو بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کرنا شروع کیا: ''اے امیر المومنین! زمانہ جاہلیت میں ہم پر سخت قحط آ پہنچا تو میں نے کچھ رزق کی تلاش کے لئے جنگل میں گھوڑا ڈال دیا۔ میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک گھوڑا کچھ مویشی اور ایک خیمہ نظر آیا۔ جب میں خیمہ کے پاس پہنچا تو وہاں مجھے ایک خوبصورت عورت نظر آئی۔ خیمے کے سامنے ایک بوڑھا ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ میں نے کہا: ''جو کچھ تو نے اپنے لئے مخصوص کیا ہے وہ سب مجھے دیدے تیری ماں تجھ پر روئے''۔ اس بوڑھے نے کہا: ''اے شخص! اگر تم مہمانی چاہتے ہو تو اتر آؤ اور اگر مدد چاہتے ہو تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔'' میں

نے پھر کہا: ''تیری ماں تجھ پر روئے، یہ سب مجھے دے دے۔'' تو وہ بوڑھا بمشکل تمام کھڑا ہوا، اور ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھتے ہوئے میرے قریب ہوا، اس نے مجھے زمین پر گرالیا اور میرے اوپر سوار ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا: ''میں تجھے قتل کردوں یا چھوڑ دوں؟'' میں نے کہا: ''چھوڑ دو۔'' تو وہ میرے اوپر سے اٹھ گیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا: ''اے عمرو! عرب کا شہسوار ہے اس بوڑھے کمزور سے بھاگنے سے زیادہ بہتر مر جانا ہے۔'' چنانچہ میرے دل نے پھر مقابلہ کے لئے اکسایا اور بھڑکایا تو میں نے اس بوڑھے سے دوبارہ کہا: ''یہ سب مال مجھے دے دے تیری ماں تجھ پر روئے۔ وہ ایک بار پھر ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھتے ہوئے میرے قریب ہوا اور مجھے ایسا کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ گیا اور وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور پوچھا: ''کیا تجھے قتل کردوں یا چھوڑ دوں؟'' میں نے کہا: ''معاف کردے۔'' چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ نہ جانے میرے جی میں کیا آئی کہ میں نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے تیسری مرتبہ کہا: ''اپنا سب مال مجھے دے دے تیری ماں تجھ پر روئے۔'' اب کی بار پھر وہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھتے ہوئے پھر میرے قریب آیا تو مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور اس نے مجھے ایسا کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ پڑا۔ میں نے اس سے درخواست کی: ''مجھے چھوڑ دو۔'' اس نے کہا: ''اب تیسری بار تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔'' پھر اس نے کنیز کو آواز دی: ''تیز دھار کی تلوار لے آ۔'' وہ اس کے پاس تلوار لے آئی تو اس بوڑھے نے میرے سر کا اگلا حصہ (یعنی چوٹی کو) کاٹ دیا اور میرے سینے سے اتر گیا۔

اے امیر المومنین! ہم عربوں میں یہ رواج ہے کہ جب ہماری چوٹی کاٹ دی جاتی ہے تو اس کے اُگنے سے پہلے ہمیں اپنے گھر لوٹ جانے میں حیا و شرم آتی تھی۔ چنانچہ میں ایک سال تک اس کی خدمت کرنے پر راضی ہو گیا۔ جب پورا سال گزر گیا تو اس

نے مجھ سے کہا: ''اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ جنگل کی طرف چلو۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں پہنچے۔ اس نے جنگل والوں کو" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "پڑھ کر آواز لگائی تو تمام پرندے اپنے اپنے گھونسلے چھوڑ کر نکل گئے ایک پرندہ بھی باقی نہ رہا۔ پھر دوبارہ آواز لگائی تو تمام درندے اپنے احاطوں سے باہر چلے گئے۔ تیسری بار آواز لگائی تو ایک لمبے کھجور کے درخت کی طرح لمبا کالا آدمی نظر آیا جو اونی لباس پہنے ہوئے تھا۔ اسے دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہوگیا۔ اس بوڑھے نے کہا: ''اے عمرو! گھبرا مت اگر ہم ہار گئے تو تم کہنا میرا ساتھی (یعنی بوڑھا)" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " کی برکت سے اس پر غالب آجائے گا لیکن مقابلہ میں وہ لمبا کالا آدمی غالب آ گیا تو میں نے جھٹ سے کہا کہ میرا ساتھی لات وعزی کی وجہ سے غالب ہوگا تو اس بوڑھے نے مجھے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ میرا سر اکھڑ جاتا۔ میں نے کہا: میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ پھر جب ہم جیت گئے تو میں نے کہا میرا ساتھی" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " کی برکت سے غالب آ گیا۔ اس بوڑھے نے اس کو اٹھا کر زمین میں اس طرح گاڑ دیا جس طرح گھاس کو گاڑا جاتا ہے پھر اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس سے سیاہ لالٹین کی طرح کوئی چیز نکالی اور مجھ سے کہا: ''اے عمرو! یہ اس کا دھوکہ اور کفر ہے۔'' میں نے کہا: ''آپ کا اور اس پلید کا کیا قصہ ہے؟'' اس نے کہا وہ لڑکی جس کو تم نے خیمہ میں دیکھا وہ فارعہ بنت مستورد ہے۔ ہر سال ایک جن میرے ساتھ جنگ لڑتا تھا تو اللہ تعالیٰ" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " کی برکت سے مجھے ان پر فتح عطا فرماتا تھا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۱۱)

(۳) ذکر اللہ کی کثرت

حضرت سیدنا حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں

یہ بھی ہے کہ ''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ بیشک اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس کے پیچھے دشمن لگا ہوا ہو تو وہ ایک قلعہ کے پاس آئے اس میں اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر لے۔ تو ایسے ہی بندہ اپنے آپ کو شیطان سے نہیں بچا سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الامثال، ج ۴، ص ۳۹۴)

(۴) اذان دینا

حضرت سیدنا سہل بن ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بنو حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا غلام یا دوست تھا۔ باغ میں سے کسی نے اس کا نام لے کر پکارا۔ اس نے دیوار کے اوپر سے جھانکا تو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ میں نے اس بات کا اپنے والد سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا تو میں تجھے نہ بھیجتا لیکن جب آواز سنو تو نماز کی اذان دو کیونکہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان دی جائے تو شیطان منہ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہو رہی ہوتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ ص ۲۰۵)

انسانوں کا شکار کرنے والے جنات

حضرت سیدنا مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ بنی سلیم کی کان (خزانہ) پر نگراں مقرر کیا گیا تھا اور یہ کان ایسی تھی جس میں جنات انسانوں کا شکار کر لیتے تھے۔ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے والی ہوئے تو لوگوں نے آپ سے شکایت کی۔ آپ نے ان کو بلند آواز سے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو یہ مصیبت ٹل گئی۔

(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۴۴)

(۵) درج ذیل کلمہ کو پڑھنا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف اور حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(۱) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

پڑھتا ہے اسے دس گردنوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی اور سو برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور شام تک اس کے لئے شیطان سے حفاظت رہتی ہے۔ اور اس سے بہتر کوئی عمل نہیں کرتا حتیٰ کہ کوئی اس سے زیادہ کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء ص ۱۴۴۵)

(۲) حضرت سیدنا عمارہ بن شبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر**"

نماز مغرب کے بعد دس بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مسلح فرشتے (محافظ) بھیج دے گا جو اس کی صبح تک شیطانوں سے نگہبانی کریں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ج ۵، ص ۳۱۵)

(۷) جنات سے حفاظت کے مختلف وظائف

(۱) جنات کے شر سے حفاظت

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی بہت جرأت مند اور بہادر تھا۔ ایک رات وہ سفر پر روانہ ہوا اور جنات کی زمین پر جا اترا۔ جب اس نے وحشت اور خوف سا محسوس کیا تو اس نے اپنی سواری کی ٹانگیں باندھیں اور اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: میں اس وادی کے سردار سے اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو جنات میں سے ایک بوڑھے نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے قبیلے کا ایک جوان جو جنات کا سردار بھی تھا، انتہائی غضبناک ہوا۔ اس نے زہر میں بجھا ہوا اپنا نیزہ اٹھایا اور اس آدمی کی اونٹنی مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ مگر اس بوڑھے نے اسے اٹھا کر اونٹنی کے قریب پٹخ دیا اور اسے کچھ اس طرح سمجھایا: "اے مالک بن مہلہل! رک جاؤ، یہ شخص میری جائے حفاظت اور میری پناہ میں ہے، اس کی اونٹنی کو کچھ نہ کہو اور تم مجھ سے نیل گائیں لے لینا۔" "اے ابو یقطاری! اگر حیا نہ ہوتی کہ تیرے گھر والے میرے پڑوسی ہیں تو میں تجھے اپنے ناخنوں سے چیر پھاڑ دیتا۔"

جواباً اس نوجوان نے کہا "اے ابو العیز ار! کیا تو چاہتا ہے کہ تو بلند ہو اور ہمارا ذکر بغیر کسی عیب کے پست کر دے، تو یہاں سے چلتا بن کیونکہ شرف و بزرگی ان کے لئے ہے، جو گزرے ہوئے زمانہ میں سردار تھے، بلاشبہ افضل و اعلیٰ وہی ہیں جو اعلیٰ لوگوں کی اولاد ہیں۔ اے دوبارہ حملہ کرنے والے! اپنے ارادے میں اعتدال پیدا کر۔ بیشک پناہ دینے والا مہلہل بن دبار ہے۔"

تو بوڑھے نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ تیرا باپ ہمارا سردار اور ہم سے افضل و اعلیٰ تھا۔ تو اس آدمی کو چھوڑ دے میں اس کے بعد کسی کے بارے میں تجھ سے تنازع اور جھگڑا نہیں کروں گا تو اس نوجوان نے اسے چھوڑ دیا۔

پھر وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سارا قصہ سنایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو وحشت ہو اور خوف پہنچے یا جنات کی زمین میں کوئی پڑاؤ کرے تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات کہے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتَ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّوَّلَا فَاجِرٌمِّنْ شَرِّ مَايَلِجُ فِي الْاَرْضِ، وَمَايَخْرُجُ مِنْهَا، وَمَايَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَايَعْرِجُ فِيْهَا وَمِنْ فِتَنِ الَّيْلِ، وَمِنْ طَوَارِقِ النَّهَارِ اِلَّاطَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کے ساتھ جنہیں کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان کی طرف چڑھتا ہے اور رات کے فتنہ سے اور دن کے حوادث سے پناہ مانگتا ہوں بجز اس حادثہ کے جو بھلائی کے ساتھ آئے۔ **(الدر المنثور، ج۸، الجن، الآیۃ ۶ ص ۲۹۹)**

(۲) نظر بد سے حفاظت کا نسخہ

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اپنے گھر میں پڑھے گا تو اس دن اس کو نہ تو کسی انسان کی نظر بد لگے گی اور نہ کسی جن کی۔'' **(لقط المرجان فی احکام الجان ص ۱۵۶)**

(۳) جن کے فریب سے بچنے کا نسخہ

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنوں میں سے ایک مکار مجھے فریب دیتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کلمات پڑھ لو۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّوَّلَا فَاجِرٌمِّنْ شَرِّ مَاذَرَاَفِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّمَايَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّمَايَعْرِجُ فِي السَّمَآءِ

وَمَا يَنْزِلُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ

اللہ کے ان کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی برا تجاوز وسبقت نہیں کرسکتا اس شر سے جو زمین میں داخل ہو اور اس شر سے جو زمین سے خارج ہو اور اس شر سے جو آسمان سے اترتے ہیں اور جو آسمان میں چڑھتے ہیں اور ہر قسم کے شر سے مگر بھلائی لانے والے کی بھلائی سے اے بڑی رحمت والے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج، ص)

(۴) حفاظت کا ایک وظیفہ

حضرت سیدنا ابن زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اشجع قبیلے کے دو آدمی کسی شادی میں شرکت کے لئے جا رہے تھے کہ اچانک ایک عورت ان کے سامنے آ گئی اور پوچھنے لگی: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ایک شادی ہے، ہمیں اس میں جہیز دینا ہے۔'' اس نے دعویٰ کیا: مجھے ان تمام باتوں کا خوب علم ہے، جب تمہیں وقت ملے تو میرے پاس آ جانا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو اس کے پاس پہنچے۔ وہ کہنے لگی: ''میں تم دونوں کے ساتھ چلتی ہوں۔'' چنانچہ انہوں نے اسے ایک اونٹ پر سوار کیا اور دوسرے اونٹ پر خود سوار ہو گئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔

جب وہ ریت کے ایک ٹیلے کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگی مجھے کچھ حاجت ہے۔ انہوں نے وہیں اونٹ بٹھا دیئے اور اس کا انتظار کرنے لگے۔ جب اس عورت نے لوٹنے میں بہت تاخیر کر دی تو ان میں سے ایک اس کے پیچھے گیا۔ کافی وقت گزر گیا مگر وہ بھی واپس نہ آیا تو دوسرا شخص بھی ان دونوں کو برا بھلا کہتے ہوئے انہیں ڈھونڈنے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ وہ عورت اس شخص کے پیٹ پر بیٹھی اس کا جگر کھا رہی ہے۔ جب اس نے یہ خونی منظر دیکھا تو الٹے قدموں واپس ہو لیا اور اپنی سواری پر سوار ہو کر جلدی سے بھاگ نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر وہ عورت اس کی راہ میں حائل

ہوگئی اور کہنے لگی تو تو بہت جلدی چل دیا۔ وہ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ تو نے بہت دیر کر دی ہے، لہٰذا میں چلا آیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ وہ اس سے جان چھڑانے کی کوشش کر رہا ہے تو کہنے لگی: تمہیں اتنی جلدی کیوں ہے؟ میں نے گھبرا کر کہا ہمارے سامنے ایک ظالم شیطان ہے۔ وہ کہنے لگی: کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتاؤں کہ جس سے تم اسے ہلاک کر سکو اور اس سے اپنا حق لے سکو؟ میں نے پوچھا: ''وہ کون سی دعا ہے؟'' وہ کہنے لگی:

یَارَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَآ اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنِ وَمَآ اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَمَآ اَذَرَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ اَضَلَّتْ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تَاْخُذُ لِلْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ حَقَّهٗ وَخُذْلِیْ حَقِّیْ مِنْ فُلَانٍ فَاِنَّهٗ ظَلَمَنِیْ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ کیا، زمینوں اور ان کے رب جن کو زمینوں نے اٹھا رکھا ہے اور ہواؤں کے رب اور ان کے جن کو ہواؤں نے اڑا دیا ہے شیطانوں اور ان چیزوں کے رب جن کو شیطان نے گمراہ کیا، تو احسان فرمانے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والا ہے، جلال اور بزرگی والے اے اللہ! تو ظالم سے مظلوم کا حق دلاتا ہے، میرا حق بھی فلاں سے دلا دے کیونکہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

میں نے اس عورت سے کہا: ایک مرتبہ پھر پڑھو۔ اس نے وہ دعا میرے سامنے دہرا دی۔ میں نے اسی وقت وہ دعا مانگی اور کہا: اے اللہ عزوجل! اس عورت نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے بھائی کو کھا لیا۔'' اتنا کہنا تھا کہ آسمان سے ایک آگ آئی اور اس کے کپڑوں کو جلانا شروع کر دیا اور اسے دو حصوں میں چیر دیا، ایک حصہ ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف گر گیا۔ وہ ان جنوں میں سے ایک چڑیل تھی جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ (کتاب العظمۃ ص ۴۲۶)

(۵) جنات سے حفاظت کا نسخہ

حضرت سیدنا احمد بن نصر بن مالک خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عجمی کنیز کو کوئی (جن) ایسی اذیت دیتا کہ وہ تکلیف کے مارے زمین پر گر جاتی۔ میں نے اس (جن) سے کہا: ''اے مخلوقِ خدا! تم اس کنیز کو نہیں بلکہ درحقیقت ہمیں اذیت دیتے ہو۔'' (اس پر) کنیز نے (عجمی ہونے کے باوجود) فصیح عربی زبان میں گفتگو شروع کی اور کہنے لگی: ''اے احمد بن نصر! ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں اور کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا لیکن حضرت جب آپ رات کو نماز کیلئے اٹھتے ہیں اور وضو کرتے ہیں تو اپنا ہاتھ دیوار پر نہ رکھا کریں کیونکہ آپ کا ہاتھ ہمارے جن بھائیوں پر جا پڑتا ہے جس سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے نیز اپنی بیٹی سے کہیئے کہ رات کے وقت اپنے بال نہ کھولا کرے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: ''تم نے ہمیں بھلائی کی باتیں بتائیں، اب کوئی ایسا طریقہ بھی بتاؤ جس کے ذریعے ہم تم سے چھٹکارا حاصل کر سکیں؟'' اس جن نے کاغذ قلم لانے کا مطالبہ کیا۔ جب یہ دونوں چیزیں فراہم کر دی گئیں تو اس نے کہا: لکھیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءِ وَوَضَعَ الْاَرْضَ وَ نَصَبَ الْجِبَالَ وَاَجْرٰی الْجِبَارَ وَاَظْلَمَ اللَّیْلَ وَاَضَاءَ النَّھَارَ وَخَلَقَ مَایُرٰی وَمَالَا یُرٰی لَمْ یَحْتَجْ فِیْہِ اِلٰی عَوْنِ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ وَ فَرَقَ الْاَدْیَانَ فَجَعَلَ اَخَصَّ الْاَدْیَانِ الْاِسْلَامَ، فَسُبْحَانَکَ مَآ اَعْظَمَ شَانَکَ لِمَنْ تَفَکَّرَ فِیْ قُدْرَتِکَ عَلَوْتَ بِعُلُوِّکَ وَدَنَوْتَ بِدُنُوِّیْ، وَقَھَرْتَ خَلْقَکَ بِسُلْطَانِکَ فَالْمُعَادِیْ لَکَ مِنْھُمْ فِی النَّارِ وَ الْمُذَلِّلُ لَکَ نَفْسَہٗ مِنْھُمْ فِی الْجَنَّۃِ اَمَرْتَ بِالدُّعَاءِ وَضَمِنْتَ الْاِجَابَۃَ اَنْتَ الْقَوِیُّ فَلَا اَحَدٌ اَقْوٰی مِنْکَ وَاَنْتَ الرَّحِیْمُ فَلَیْسَ اَحَدٌ اَرْحَمُ مِنْکَ وَ رَحِمْتَ یُوْسُفَ فَنَجَّیْتَہٗ مِنَ الْجُبِّ وَرَحِمْتَ یَعْقُوْبَ فَرَدَدْتَ عَلَیْہِ بَصَرَہٗ وَ رَحِمْتَ اَیُّوْبَ فَکَشَفْتَ عَنْہُ بَلَآئَہٗ وَرَحِمْتَ یُوْنُسَ فَنَجَّیْتَہٗ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ اَسْئَالُکَ

وَارْغَبُ اِلَيْكَ فَاِنَّكَ مَسْئُوْلٌ لَمْ يُسْاَلْ مِثْلُكَهٗ يَاقَاصِمَ الْجَبَابِرَةِ وَيَااَدْيَانَ الدِّيْنِ الَّذِيْ يُحْيِيَ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ وَيَامُجِيْبَ الْمُضْطَرِّيْنَ قَضِيَّةً لِخَلْقِكَ عَلٰى اَنْ يَّمُرُّوْا عَلٰى اَدَقِّ مِّنَ الشَّعْرِ وَاحِدٌ مِّنَ السَّيْفِ عَلٰى وَادِي جَهَنَّمَ، فَاَنْقَذْتَ مَنْ شِئْتَ وَاَغْرَقْتَ مَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ فِيْ نَارِجَهَنَّمَ اَنْتَ ابْتَلَيْتَ فُلَانَ ابْنِ فُلَانَةٍ بِهٰذِهِ الْاَوْجَاعِ وَالْاَسْقَامِ وَالرِّيَاحِ وَاَنْتَ الْقَادِرُعَلٰى الذِّهَابِ بِهٖ فَاَذْهَبْ بِهٖ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کیلئے ہیں جس نے آسمانوں کو بلند کیا اور زمین کو بچھایا، پہاڑوں کو کھڑا کیا، سمندروں کو رواں کیا، رات کو تاریک اور دن کو روشن کیا، ہر نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی چیز کو تخلیق کیا، وہ ان کاموں میں مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں، جس نے ادیان میں فرق کیا اور ان میں سب سے خاص دین، دین اسلام کو بنایا، اے اللہ عزوجل! تو ہر عیب سے پاک ہے، تیری قدرت کے بارے میں تفکر کرنے والا تجھے بڑی عظمت وشان والا پاتا ہے، تو اپنی بلند شان کی وجہ سے ہر ایک پر غالب ہے اور تو میرے قریب بھی ہے، تو اپنی مخلوق پر اپنی بادشاہی کی وجہ سے قاہر ہے، تیری مخلوق میں سے تیرے ساتھ دشمنی کرنے والا جہنمی ہے اور تیری بارگاہ میں جھک جانے والا جنتی ہے، تو نے دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی قبولیت کی ضمانت بھی دی۔ تجھ سے بڑھ کر کوئی قوت والا نہیں ہے، تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، تو نے حضرت یوسف علیہ السلام پر رحمت نازل کی اور انہیں گہرے کنویں سے نجات دلائی تو نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر رحمت فرمائی تو انہیں ان کی بصارت لوٹا دی، تو نے حضرت ایوب علیہ السلام پر رحمت کی تو انہیں مصائب وآلام سے چھٹکارا دلایا، تو نے حضرت یونس علیہ السلام پر رحم فرمایا تو انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی، اے اللہ عزوجل میں بھی تجھ سے سوالی ہوں اور

تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ تو ایسا مسئول (جس سے مانگا جائے) ہے کہ تجھ سے بڑھ کر کسی اور سے نہیں مانگا جاتا۔ اے مغرور اور سرکش لوگوں کا غرور خاک میں ملا دینے والے! اے بروزِ محشر حساب کتاب لینے والے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر دے گا۔ اے پریشان حالوں کی پکار کو سننے والے، تو نے اپنی مخلوق پر لازم کیا ہے کہ وہ جہنم کی وادی پر بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز (پل صراط) پر سے گزرے۔ اب تو جسے چاہے بچا لے اور جسے چاہے جہنم کی آگ میں غرق کر دے۔ اے اللہ عزوجل! تو نے فلاں بن فلانہ کو ان مصائب و آلام اور بیماریوں میں مبتلا کیا ہے۔ اے اللہ عزوجل! تو ان مصائب و آلام کو ختم کرنے پر قادر ہے۔ یا ارحم الراحمین! اس شخص کی ان تمام تکالیف کو دور فرما۔"

پھر اُس نے ہمیں کچھ آیات بتائیں اور کہا: یہ آیات پڑھنے کے بعد لوہے کے ایک برتن میں پانی لیجئے اور اس پر دم کرنے کے بعد اُس شخص کو ایک یا دو گھونٹ پلا دیں جسے نظر لگی ہو یا جنون ہو یا اسے کوئی جن وغیرہ نقصان پہنچاتے ہوں۔ پانی کے چند چھینٹے اس کے منہ پر بھی ماریئے، اللہ عزوجل کے حکم سے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

(کتاب العظمۃ ص ۴۴۴)

صبح شام پڑھے جانے والے کلمات

ایک شخص رات کے درمیانی حصہ میں کوفہ کے نواح کی طرف نکلا تو اچانک اس نے ایک خیمہ نما چیز دیکھی جسے ایک مجمع نے گھیرا ہوا تھا۔ وہ شخص انہیں چھپ کر دیکھتا رہا اتنے میں کوئی آیا اور اس خیمہ کے اوپر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص سنتا رہا۔ تو مجمع میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا: "یہ میں کروں گا"۔ اس نے کہا: "ابھی میرے پاس (لاؤ)۔" تو وہ مدینہ کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: "میں عروۃ پر قابو نہیں پا سکتا۔" خیمہ پر بیٹھے ہوئے شخص نے اسے ملامت کی تو

وہ شخص کہنے لگا کہ وہ صبح وشام ایسا کلام پڑھتا ہے (جس کی وجہ سے) اس پر کوئی قابو نہیں پاسکتا۔ مجمع برخاست ہوگیا اور وہ شخص اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ کناس گیا اور اونٹ خرید کر مدینہ کی جانب چل دیا۔ مدینہ میں حضرت عروہ بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر اس کلام کے متعلق سوال کیا جو وہ صبح شام پڑھتے تھے اور انہیں یہ قصہ بھی بیان کیا آپ نے فرمایا: ''میں صبح شام یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتا ہوں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَکْتُ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ: یعنی میں ایک اللہ (عزوجل) پر ایمان لایا بت، کاہن اور جادوگر اور غیر اللہ کا انکار کیا اور مضبوط رسی (اسلام) کو تھام لیا جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔'' **(کتاب الھواتف ج۲، ص۵۱۴)**

(۷) چکنائی والی چیزیں جلد دھوڈالئے

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اس حال میں رات بسر کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں (چکنائی کی) بو ہو (اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے) اور اسے اس سے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔'' **(سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ ج۳، ص۵۱۴)**

جنات سے نجات کی حکایات

(۱) حضور ﷺ کے خط کی برکت

حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے بستر پر سوتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز جیسی آواز سنتا ہوں اور شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی بھنبھناہٹ سنتا ہوں اور بجلی کی چمک جیسی چمک دیکھتا ہوں۔ پھر جب میں گھبرا کر اور مرعوب ہوکر سر اٹھاتا ہوں تو مجھے ایک (کالا) سایہ نظر آتا ہے جو بلند ہوکر میرے گھر کے صحن میں پھیل جاتا ہے۔ پھر میں اس کی طرف مائل ہوتا ہوں اور اس کی جلد چھوتا ہوں تو اس کی جلد 'سیہی' (ایک جانور ہے جس کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں) کی جلد کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ وہ میری طرف آگ کے شعلے پھینکتا ہے میرا گمان ہوتا ہے کہ وہ مجھے بھی جلا دے گا اور میرے گھر کو بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابودجانہ! تمہارے گھر میں رہنے والا برا (جن) ہے رب کعبہ کی قسم! اے ابودجانہ! کیا تم جیسے کو بھی کوئی ایذا دینے والا ہے؟'' پھر فرمایا: ''تم میرے پاس دوات اور کاغذ لے آؤ۔'' جب یہ دونوں چیزیں لائی گئیں تو حضور ﷺ نے ان کو حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا اور فرمایا: ''اے ابوالحسن! جو میں کہتا ہوں لکھو۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''کیا لکھوں؟'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ إِلٰى مَنْ يَّطْرُقُ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَإِنْ كُنْتَ عَاشِقًا مُّوْلِعًا أَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا فَهٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا إِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَإِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ يُفَرِّقُ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا، یہ خط ساری دنیا کے پروردگار کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے گھروں کے دروازہ کھٹکھٹانے والے یعنی عمارتوں میں رہنے والے جنات اور بدکار اور صالحین مگر بھلائی لانے والے ایسے مہربان (جنات کے لیے ہے)، اس کے بعد بے شک ہمارے اور تمہارے لئے حق بات وسعت ہے، لہٰذا اگر تو بہت گرویدہ ہونے والا عاشق ہے، یا مشقت میں ڈالنے والا بدکار ہے، یا حق کی طرف راغب ہے، یا فساد پیدا کرنے والا ہے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہم پر اور تم پر حق بولنے والی کتاب ہے، بے شک ہم ختم کر دیتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور ہماری جماعت (ہماری بھیجی ہوئی جماعت) لکھتی ہے جو کچھ تم فریب دیتے ہو میری اس کتاب والے کو تم لوگ چھوڑ دو اور بتوں کی پوجا اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک ٹھہرانے والے کی طرف بھاگ جاؤ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے، اسی کا حکم ہے اور اس کی طرف پھیرے جاؤ گے، مغلوب ہو

جاؤ گے، تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، اللہ کے دشمن جدا ہو جائیں گے، اور اللہ کی دلیل پہنچ گئی۔ اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی سنتا جانتا ہے۔''

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے اس خط کو لیا اور لپیٹ لیا اور اپنے گھر لے گیا اور اپنے سر کے نیچے رکھ کر رات اپنے گھر میں گزاری تو ایک چیخنے والے کی چیخ سے ہی میں بیدار ہوا جو یہ کہہ رہا تھا: ''اے ابودجانہ! لات وعزیٰ کی قسم ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا تمہیں تمہارے نبی کا واسطہ اگر تم یہ خط مبارک یہاں سے اٹھالو تو ہم تیرے گھر میں کبھی نہیں آئیں گے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نہ تمہیں ایذا دیں گے نہ تمہارے پڑوسیوں کو اور نہ اس جگہ پر جہاں یہ خط مبارک ہوگا۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے جواب دیا مجھے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کے واسطہ کی قسم میں اس خط کو یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کی اجازت نہ حاصل کرلوں۔ حضرت ابودجانہؓ فرماتے ہیں رات بھر جنوں کی چیخ و پکار اور رونا دھونا جاری رہا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی اور حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی جو میں نے رات میں جنوں سے سنی تھی اور جو میں نے جنوں کو جواب دیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابودجانہ! (وہ خط اب تم) جنوں سے اٹھالو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا وہ جن قیامت تک عذاب کی تکلیف پاتے رہیں گے۔'' (دلائل النبوۃ، ابواب نزول الوحی، ج ۷، ص ۱۱۸)

(۲) قتل کی دھمکی دینے پر جن بھاگ گیا

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر

کے صحن میں تھا کہ اچانک میرے پاس میری بیوی کی طرف سے بلاوا آیا۔ میں نے گھر جا کر اس سے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' میری بیوی نے کہا: ''یہ سانپ ہے جب میں گھر سے باہر جنگل میں قضائے حاجت کیلئے گئی تو اس کو دیکھا تھا پھر میں کچھ دیر ٹھہری رہی لیکن مجھے یہ نظر نہیں آیا، اب میں اس کو دیکھ رہی ہوں یہ وہی سانپ ہے میں اس کو پہچانتی ہوں۔'' حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: ''تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اگر میں نے اس کے بعد تجھ کو دیکھا تو یقیناً تجھے قتل کر ڈالوں گا۔'' تو وہ سانپ نکلا اور گھر کے دروازہ سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ سانپ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس آیا اور اس پر چڑھ کر آسمان کی طرف چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ (یہ ایک جن تھا جو سانپ کی شکل میں حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کے سامنے ظاہر ہوا تھا۔) **(کتاب الھواتف لابن ابی الدنیاج۲،ص ۵۰۸)**

(۳) اللہ تعالیٰ کی طرف حفاظت کا رقعہ

(۱) حضرت سیدنا حسن بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کچھ سوال کئے تو انہوں نے فرمایا: ''میں اپنی نشست پر بیٹھی تھی کہ گھر کی چھت پھٹی اور اونٹ کی طرح یا گدھے کے مثل کالا کوئی جانور میرے اوپر گرا۔ میں نے اس جیسا کالا اور خلقت اور گھبراہٹ کے اعتبار سے کوئی جانور نہیں دیکھا۔ پھر وہ میرے قریب ہوا وہ مجھے پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے پیچھے ایک چھوٹا سا کاغذ کا رقعہ آیا جب اس کو اس (جن جانور) نے کھولا اور پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

''مِنْ رَّبِّ عَکْبٍ اِلٰی عَکْبٍ اَمَّا بَعْدُ فَلَا سَبِیْلَ لَکَ عَلَی الْمَرْاَۃِ الصَّالِحَۃِ بِنْتِ الصَّالِحِیْنَ''

یعنی یہ رقعہ رب عکب کی جانب سے عکب کی طرف ہے اس کے بعد تمہیں حکم ہے کہ تمہیں نیک والدین کی نیک بیٹی پر (شرارت کی) کوئی اجازت نہیں ہے۔''

ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی کہ اس کے بعد وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا اور میں اس کا واپس ہونا دیکھ رہی تھی۔ حضرت سیدنا حسن بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں پھر انہوں نے مجھے وہ رقعہ دکھایا جو ان کے پاس ابھی تک موجود تھا۔ (اکام المرجان فی احکام الجان، ص ۴۷)

(۲) حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کی خدمت میں بہت سے تابعین کرام جمع ہوئے۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ یہ حضرات ان کے پاس ہی تھے کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غشی طاری ہوگئی۔ ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی پھر ایک کالا سانپ (اژدھا) گرا جو کھجور کے بڑے تنے کی مثل (موٹا اور لمبا) وہ اس خاتون کی طرف لپکنے لگا تو اچانک ایک سفید رقعہ گرا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ رَّبِّ عَکْبٍ اِلٰی عَکْبٍ لَیْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِیْنَ سَبِیْلٌ

یعنی اللہ کے نام سے شروع جو مہربان نہایت رحم والا رب کعب کی طرف سے کعب کی طرف، تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس اژدھے نے یہ سفید کاغذ دیکھا تو اوپر چڑھا اور جہاں سے اترا تھا وہیں سے نکل گیا۔ (دلائل النبوۃ، ج ۷، ص ۱۱۶)

(۳) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عوف بن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔ ان کو

علم بھی نہ ہوا کہ ایک حبشی (سیاہ فام آدمی) ان کے سینہ پر چڑھ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ ان کے حلق میں ڈال دیا تو اچانک پیلے رنگ کا ایک کاغذ آسمان کی طرف سے گر رہا تھا یہاں تک کہ ان کے سینے پر آ گرا تو اس (کالے آدمی) نے اس رقعہ کو لے لیا اور پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

مِنْ رَّبِّ لُكَيْنٍ اِلٰى لُكَيْنٍ: اِجْتَنِبِ ابْنَةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّ لَاسَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا

یعنی یہ حکم نامہ لکین کے رب کی جانب سے لکین کی طرف ہے کہ نیک انسان کی بیٹی سے دور ہو اس لئے کہ تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ وہ سیاہ فام آدمی اٹھا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے ہٹایا اور اپنا ہاتھ میرے گھٹنے پر مارا۔ میرا گھٹنا بکری کے سر کی طرح (سوج) گیا۔ پھر میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اے میرے بھائی کی بیٹی! جب تو حیض میں ہو تو اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر رکھا کر تو ان شاء اللہ عزوجل یہ تمہیں ہرگز کبھی تکلیف نہ دے گا۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کی اس کے والد کی وجہ سے حفاظت فرمائی کیوں کہ وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ، کتاب جمع ابواب نزول الوحی ج ۷، ص ۱۱۶)

(۴) جن کو پچھاڑ دینا

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جن کے ساتھ لڑائی ہوگئی۔ عرض کی گئی: ''انسان کی لڑائی تو انسان سے ہوتی ہے، جن سے لڑائی کس طرح ہوئی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تفصیل بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کی ہمراہی میں ایک سفر پر تھے تو آقائے رحمت ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پینے کے لئے پانی لانے کو کہا۔ چنانچہ وہ پانی لینے کے لئے چل دیئے۔ اسی دوران شیطان لعین ایک سیاہ فام غلام کی شکل میں آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان رکاوٹ بن کر بیٹھ گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا۔

وہ کہنے لگا: میری جان بخشی کر دیجئے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا لیکن اس نے پھر اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور پھر سے آپ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا۔ دوسری مرتبہ آپ نے اسے پھر پچھاڑ دیا، اس نے پھر امان چاہی اور چلے جانے کا وعدہ کیا چنانچہ آپ نے اسے دوسری مرتبہ چھوڑ دیا۔ تیسری مرتبہ بھی یہی ماجرا ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ پھر اسے زمین پر دے مارا۔ اس ملعون نے ایک مرتبہ پھر وہی وعدہ کیا البتہ اس بار اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

دوسری جانب حضور ﷺ نے (اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے) ارشاد فرمایا کہ شیطان ایک سیاہ غلام کی صورت میں عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا تھا، اللہ عزوجل نے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیطان پر فتح عطا فرما دی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے کر واپس ہوئے تو) ہم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال یہ کہتے ہوئے کیا: اے ابو یقظان! آپ کامیاب ہو گئے، حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس اس طرح بیان فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کر دیتا۔ (کتاب العظمۃ، ص ۴۱۹)

(۵) مرگی کی بیماری بغداد سے بھاگ گئی

ایک شخص حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ ''میں اصبہان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور اس پر کسی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا۔'' حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''یہ ایک جن ہے جو وادی سراندیپ کا رہنے والا ہے، اس کا نام خانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہنا کہ ''اے خانس! تمہارے لئے شیخ عبدالقادر (جو بغداد میں رہتے ہیں) کا پیغام ہے کہ ''آج کے بعد پھر نہ آنا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔'' تو وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور ہم نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ''میں نے شیخ کے حکم پر عمل کیا پھر اب تک اس پر مرگی کا اثر نہیں ہوا۔'' (بہجۃ الاسرار، ص ۱۴۰)

(۶) شیاطین سے مقابلہ

شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا ''میں شب و روز بیابانوں اور ویران جنگلوں میں رہا کرتا تھا میرے پاس شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک شکلوں میں قطار در قطار آتے اور مجھ سے مقابلہ کرتے، مجھ پر آگ پھینکتے مگر میں اپنے دل میں بہت زیادہ ہمت اور طاقت محسوس کرتا اور غیب سے کوئی مجھے پکار کر کہتا: ''اے عبدالقادر! اٹھو ان کی طرف بڑھو، مقابلہ میں ہم تمہیں ثابت قدم رکھیں گے اور تمہاری مدد کریں گے۔'' پھر جب میں ان کی طرف بڑھتا تو وہ دائیں بائیں یا جدھر سے آتے اسی طرف بھاگ جاتے، ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہی شخص آتا اور ڈراتا اور مجھے کہتا کہ ''یہاں سے چلے جاؤ۔'' تو میں اسے ایک طمانچہ مارتا تو وہ بھاگتا نظر آتا پھر میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتا وہ جل کر خاک ہو جاتا۔'' (بہجۃ الاسرار، ص ۱۶۵)

استفادہ

1	قرآن کریم	18	نزهۃالقاری
2	صحيح البخاری	19	حياة الحيوان الكبرىٰ
3	صحيح مسلم	20	فردوس الاخبار
4	جامع الترمذی	21	عمدة القاری
5	سنن ابی دائود	22	الحديقة الندية
6	سنن ابن ماجه	23	جامع البيان فی تاويل القرآن
7	مسند احمد	24	مسند البزار
8	المعجم الكبير	25	كتاب الهواتف لابن ابی الدنيا
9	المعجم الاوسط	26	مكائد الشيطان لابن ابی الدنيا
10	مسند ابو يعلی الموصلی	27	فيض القدير
11	المستدرك للحاكم	28	الجامع لاحكام القرآن
12	شعب الايمان	29	مسند الدارمی
13	حلية الاولياء	30	مسند الشامين
14	كتاب العظمة صفه ابتداء الخلق	31	لقط المرجان فی احكام الجان
15	الدرالمنثور		
16	قصص القرآن		
17	جامع البيان		

نیک جن بزرگ کی خدمت میں

وضاحت: درج ذیل واقعات دورِ ماضی قریب ہی کے ایک صاحب کشف و کرامات، صوفی منش عالم دین، سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ مولانا خواجہ محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمہ کی کتاب'' ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ محبوب'' سے قارئین کی دلچسپی اور جنات کے وجود پر دلالت کے لیے یہاں ملخصاً نقل کیے جارہے ہیں۔

ایک روز حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں مراقب تھے حضرت کے خدام بھی حضور کے ساتھ ہی مراقبہ میں مشغول تھے۔اثناء مراقبہ میں جبکہ حضور گردن جھکائے ہوئے تھے آپ کے سامنے سینہ کے برابر ایک مٹھائی کا بھرا ہوا تھال آیا، لانے والا نظر نہ آتا تھا۔آپ نے ہوں کر کے زور سے ہاتھ کا اشارہ فرمایا جس سے تھال دور جا پڑا اور مٹھائی گر گئی۔مراقبہ سے فراغت پانے کے بعد فرمایا یہ مٹھائی کھالو۔سب نے اکٹھی کر کے کھالی۔پھر فرمایا وہ مٹھائی لانے والا کہاں گیا؟ درویشوں نے عرض کیا کہ حضور یہاں تو صرف تھال ہی تھال نظر آیا ہے لانے والا تو کسی نے نہیں دیکھا۔فرمایا ہم پھر دریافت کریں گے۔

کئی روز بعد ایک مرتبہ آپ اس باغ میں تشریف لے گئے جو اس سڑک کے کنارہ پر غرب کی طرف واقع ہے۔وہاں ایک کچا مکان تھا آپ اس میں بیٹھ گئے۔درویش بھی ساتھ تھے۔تھوڑی دیر کے بعد ایک ضعیف العمر بڑھیا رومی ریوڑیاں ایک برتن میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوگئی اور کہا حضور میں ابھی روم سے یہ ریوڑیاں لے کر آئی ہوں اور اپنی مزدوری کی حلال کمائی سے خرید کر لائی ہوں اور بیعت ہونے کے

واسطے عرض کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ہمیشہ عورتوں کو دستارِ مبارک کا پلہ پکڑا کر اور دور بٹھلا کر بیعت فرمایا کرتے تھے۔ برخلاف اس کے آپ نے بلا تکلف اس کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کیا۔ اس حلقہ میں سے ایک درویش کو خیال گزرا کہ آپ نے خلاف معمول ایک نامحرم عورت کا ہاتھ کیوں پکڑا؟ اس سے رہا نہ گیا عرض کر ہی دیا۔ فرمایا: یہ عورت نہیں یہ تو جن ہے۔ پھر فرمایا آہ خوب یاد آیا وہ ایک مرتبہ مٹھائی کا تھال لے کر ہمارے پاس تو ہی آیا تھا؟ اس نے عرض کیا ہاں حضور میں ہی تھا۔ آپ نے غصہ سے ہاتھ کا جھٹکا بھی دیا تھا۔ فرمایا ہاں ہم اس وقت ایسی ہی حالت میں تھے، ایسی حالت میں ہم سے بات نہ کیا کرو۔ عرض کیا ہاں حضور آئندہ ایسا نہ ہوگا، مجھے خبر نہ تھی۔ پھر اس نے عرض کیا اگر حضور کو یہ مکان پسند ہو تو میں اسے چھوڑ دوں آپ یہیں تشریف رکھیں۔ فرمایا نہ، تو یہیں رہا کر اور اَللّٰہُ الصَّمَدُ خوب پڑھا کر۔ وہ اسی وقت غائب ہو گیا ہر چند دیکھتے رہے پھر نظر نہ آیا۔ فرمایا کہ یہ جن بہت نیک بخت اور پرہیز گار ہے اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے کھاتا ہے۔ پھر حضرت صاحب اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔

آسیب زدہ عورت کی جن سے خلاصی

نقل ہے کہ ایک روز حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھاؤنی انبالہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک رسالدار رہتا تھا اور اس کی لڑکی کے سر پر ایک جن تھا۔ وہ ہر چند تعویذ گنڈے عملیات وغیرہ کرا چکا تھا لیکن لڑکی کو آرام نہیں ہوتا تھا۔ رسالدار نے یہ ترکیب سوچی کہ دعوت کر کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکان پر لے گیا۔ جب آپ کھانا کھا چکے تو عرض کیا حضور! اس طرح میری لڑکی کے سر پر جن ہے اور میں بہت سے تعویذ، گنڈے، عمل وغیرہ کرا چکا ہوں لیکن وہ جن نکلنے میں نہیں آتا بلکہ بڑی ذلت کرتا ہے لڑکی کے ساتھ اور میری سخت بے حرمتی ہے۔ آپ نے فرمایا میں عامل نہیں، کوئی عالم فاضل نہیں، تعویذ گنڈے مجھے نہیں آتے۔ کیا تو نے اسی نیت

سے دعوت کی تھی کہ اس بہانے سے لڑکی کا علاج کراؤں؟ اس نے عرض کیا حضور میری کیا مجال ہے جو اس قسم کی نیت کروں۔ صرف اس واسطے عرض کیا ہے کہ آپ خداتعالیٰ کے مقبول بندے ہیں شاید آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ میری لڑکی کو اس سے نجات دے۔ میں ایک شریف اور عزت دار آدمی ہوں میری سخت رسوائی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یوں بات ہے۔ اچھا اس لڑکی کو ہمارے سامنے لاؤ۔ وہ لڑکی کو چارپائی سمیت اٹھا لائے۔ چادر لڑکی کے اوپر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا او جاوے چلا جا، کسی کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے تسبیح لے کر پڑھا اَللّٰہُ الصَّمَدُ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ...! ابھی ایک تسبیح پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جن چلا اٹھا اور کہنے لگا حضور آپ اب نہ پڑھیں میرے بدن میں آگ لگ گئی، گئی، پر میرے جل گئے، مجھے سخت تکلیف ہے، اب میں ہرگز کسی عورت کے پاس نہ جاؤں گا آپ اور نہ پڑھیں۔ آپ نے غصہ سے فرمایا او تجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں نامحرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے پھر تو کیوں عورتوں کے سر ہوتا پھرتا ہے؟ اس نے بڑی منت و عاجزی سے عرض کیا حضور میری توبہ ہے خدا کے واسطے رسول ﷺ کے واسطے مجھے چھوڑ دیں میں اب کبھی کسی عورت کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا توبہ کر اور جا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور لڑکی کو ہوش آ گیا۔ وہ رسالدار کہتا تھا کہ میں اس سے پہلے بمبئی سے پشاور تک پھر آیا تھا مگر کہیں آرام نہ ہوا تھا۔ پھر کبھی اس لڑکی کو تمام عمر ایسی حرکت نہ ہوئی۔

جنات کا بیعت ہونا

ایک دفعہ بعد نماز عشاء مجلس عالیہ میں (مولانا محبوب عالم) بحالت مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ حلقہ توجہ میں آپ توجہ حسب مراتب دیا کرتے تھے۔ میں نے بالمشافہ دیکھا کہ میرے دائیں طرف دو شخص بیٹھے ہیں جن کی تمام

شکل و شباہت آدمیوں کی سی ہے لیکن سروں پر دو دو سینگ ہیں۔ بعد فراغت میں نے عرض کیا کہ حضور آج تو اس طرح دیکھا ہے، یہ کیا بات ہے؟ فرمایا ہاں ہمیں بھی گمان ہے وہ جو لوگ دیو کہا کرتے ہیں یہی تھے اور بیعت کے واسطے آئے تھے چنانچہ بیعت ہو کر چلے گئے ہیں۔ تعلیم ان کو کر دی ہے۔

کشمیر کے جنات کی حاضری

ایک دفعہ ایک اور واقعہ پیش آیا۔ حضور کے زمانہ میں میری عادت تھی کہ صبح سے دس بجے تک پڑھاتا تھا، دوپہر کو کھانا کھا کر سو رہتا، ظہر کے بعد پھر پڑھاتا، عصر کے بعد جو فتاویٰ کہ باہر سے جواب کے واسطے آئے ہوئے ہوتے ان کو دیکھ کر ان کے جواب تحریر کرتا اور ان پر مہر کرتا۔ ایک روز عصر کے بعد دو شخص دو فتوے لے کر میرے پاس آئے اور میرے سامنے ایک چھوٹی سی چوکی، جو کہ کتابیں رکھنے کی تھی، اس پر وہ دونوں فتوے لا رکھے اور کہا کہ ہم حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ فتوؤں پر دو روپے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے فتوؤں پر مہر لگائی، ابھی مہر کو میں اچھی طرح اٹھانے نہیں پایا تھا کہ وہ دونوں آدمی بھی غائب اور فتوے بھی ندارد۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے جا کر حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا ہاں وہ کشمیر کی طرف کے رہنے والے تھے اور جن تھے۔ ہم نے ہی انہیں تمہارے پاس بھیجا تھا کہ ان سے جواب لکھوالو۔

انسانی لات سے جن کا ڈر جانا

ایک روز حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کچھ لوگ کسی شخص کو لائے اس میں کوئی جن تھا۔ حضور عالی نے فرمایا تو کیوں اس شخص کو تنگ کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں کسی کو تکلیف دینا منع ہے۔ وہ بولا میں نے بہت پیر فقیر دیکھے میں نہیں جانتا۔ حضور نے جوش میں خلیفہ امیر اللہ شاہ کو حکم دیا کہ امیر اللہ شاہ مارنا اس کے

لات۔ ابھی خلیفہ امیر اللہ شاہ صاحب اٹھے ہی تھے لات مارنے نہیں پائے تھے کہ وہ جن چلا اٹھا اور رو کر کہنے لگا ''میرے پر جل گئے۔ اب میں کسی کام کا نہیں رہا اور میں جاتا ہوں۔'' چنانچہ جن چلا گیا اور وہ شخص راضی ہو گیا۔

اس کے بعد میں نے کئی مرتبہ تجربہ کیا کہ اگر کسی شخص میں جن ہوا اور یہ کہا گیا کہ ''امیر اللہ شاہ مارنا اس کے لات'' جن فوراً چلا جاتا۔ اور اب یہ عمل ہو گیا ہے کہ توکلی نسبت والے کو فقط یہی لفظ کافی ہے، اوروں کو بھی نفع دیتا ہے۔

ایک روز میں ساتھ تھا اور حضور مسجد سے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ بے تاب ہو گئے اور آپ کے قدم ڈگمگانے لگے۔ میں آپ کے ہاتھ پکڑ کر سنبھالنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب اس وقت ہم پر وہ تجلی پڑ رہی ہے کہ اگر تم پر ذرا بھی پڑ جائے تو تمام بدن کا گوشت پارہ پارہ ہو جائے اور کچھ باقی نہ رہے۔ یہ فرماتے ہی میرے پر اس قدر حالت طاری ہوئی کہ میں سنبھل نہ سکا اور قدم لڑکھڑا گئے۔ حضور نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا تو میری تسلی ہو گئی۔ فرمایا کہ بس اتنے ہی میں ایسے ہو گئے ذرا سنبھلو۔ پھر فرمایا کہ اس شاہ عبدالرسول صاحب کی مسجد کے اس شمال مغربی گوشہ پر ایک دیو رہتا ہے یہاں پیشاب نہ کرنا چاہیے اگرچہ ہمارے درویشوں کو یہ کچھ نہیں کہتا لیکن پھر بھی خیال ضرور رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

سردارانِ جنات کی حاضری

وضاحت: درج ذیل واقعات دورِ ماضی قریب ہی کے ایک صاحب کشف و کرامات، صوفی منش عالم دین، سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ مولانا خواجہ محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی پر لکھی گئی کتاب ''ذکر محبوب'' مؤلفہ صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ سے قارئین کی دلچسپی اور جنات کے وجود پر دلالت کے لیے یہاں نقل کیے جا رہے ہیں۔

خان محمد زمیندار جو آپ کا نہایت مخلص خادم اور کسی حد تک بے تکلف تھا اُسی حجرہ شریف میں جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے بعد نماز صبح آپ اندر تشریف فرما تھے اور حجرہ کا دروازہ بند تھا مگر اندر سے زنجیر نہ لگی ہوئی تھی۔ حسب عادت خان محمد نے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔ ابھی صرف دو ہی قدم گیا ہو گا کہ نہایت خوفزدہ ہو کر بے تحاشا بھاگتا ہوا باہر نکلا۔ سانس پھولا ہوا تھا۔ دوسرے دوستوں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میرے ہواس ذرا درست ہو لینے دو۔ پھر بتا سکوں گا۔ اتنے میں حضور باہر تشریف لائے اور اسے تسلی دی۔ جب ذرا طبیعت درست ہوئی تو حضور سے پوچھنے لگا کہ اتنے باہیبت اور نیزہ تلوار سے مسلح حضرات جو حضور کے اردگرد بیٹھے تھے۔ وہ کون تھے؟ فرمایا وہ جنوں کے بڑے زبردست سات بادشاہ تھے جو ہم سے ملنے آئے تھے اگر تم ایک قدم اور آگے رکھتے تو تمہاری موت واقع ہونے کا ڈر تھا آئندہ کبھی دروازہ کھولنے کی یوں جرأت نہ کرنا۔

امرتسر میاں جان محمد کی مسجد میں حضور رونق افروز تھے کہ دو سانپ سامنے سے گزرے۔ خدام مارنے دوڑے فرمایا یہ دونوں جن ہیں ان کو مت مارو۔

اولیاء کی خدمت جنات کی خواہش

(از برادر خورد حضرت نور عالم صاحب قدس سرہ)

ایک رات آپ شمالی حجرہ میں استراحت فرما تھے اور میں آپ کو مکیاں مار رہا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ یکا یک ایک سفید ریش شخص نمودار ہوا اور آپ کی پنڈلیاں دبانے لگا۔ اس کے ہاتھوں کی تپش محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا تو کون ہے تو خاکی تو نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے بکمال ادب عرض کیا کہ حضور! میں ناریُ الاصل جن ہوں۔ حضور نے مجھے اجازت فرمائی کہ تم جاؤ۔ آج اکیلا یہ شخص ہی تمام خدمات بجالائے گا چنانچہ وہ چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا۔

از حافظ غلام محی الدین صاحب سہروردی حال مقیم موضع کیلو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات حافظ صاحب نے مؤلف کتاب سے بیان کیا کہ ایک صبح سید اشریف آن ذات گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے رات کا واقعہ مجھ سے یوں بیان فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ آنکھ لگی ہوئی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کوئی شخص پاؤں دبا رہا ہے اور دبانے والے کے ہاتھ اونٹ کے پاؤں جیسے ہیں اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے عرض کیا حضور میں جن ہوں اور آپ کا مرید ہوں آپ نے فرمایا تم کب اور کس جگہ مرید ہوئے۔ اس نے عرض کیا کہ جب حضور موضع سرلہ جا رہے تھے۔ آپ ایک بیری کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے تو اس وقت ایک آدمی آپ سے مرید ہوا تھا وہ میں ہی تھا۔ آپ نے فرمایا اچھا تم ہیئت کیسے تبدیل کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی قدرت عطا فرمائی ہے اور بس۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اچھا، اب اور لوگوں کے آنے کا وقت ہے تم جاؤ۔ چنانچہ وہ دروازہ سے جب باہر نکلا تو اس کا قد اس شیشم کے درخت سے بڑا نظر آ رہا تھا جو حجرہ شریف کے سامنے ہی تھا آپ اسے اس صورت میں جاتا دیکھ رہے تھے۔

جنات کا غصہ وانتقام

ایک بار سفر میں کسی مقام پر حضور کے سامنے ایک لڑکی پیش کی گئی جس پر جن کا اثر تھا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اس جن کو جلا دیا۔ لیکن اس جن کے جلانے کے سبب اس کے قبیلہ کے افراد کثرت سے آنے لگے گویا یہ ایک قسم کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا لیکن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمت باطنی سے سب کو ختم کر دیا۔ عرصہ کے بعد سید اشریف اپنی مسجد میں حضور علیہ الرحمۃ آرام فرما رہے تھے اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ آپ کی چارپائی اپنی جگہ سے ہلی حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی باطنی ہمت سے چارپائی کی حرکت کو روک دیا۔ پوچھنے پر آپ نے فرمایا جس جن کو جلایا تھا اس کا ایک رشتہ دار علاقہ لنکا سے بوجہ غصہ انتقام لینے کے لئے ہماری چارپائی اٹھانے لگا تھا۔ سو الحمدللہ کہ وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

ماخوذ از کتاب: ذکر محبوب

جنات کا پیدائشی دوست

حضرت خضر علیہ السلام

قرآن وحدیث میں ان کا تذکرہ صحابہ کرام
تابعین اور اولیاء کرام سے ان کی ملاقاتیں

حضرت خضر علیہ السلام

تعارف

تمام رجال الغیب کو جس شخص سے سفر و حضر میں رفاقت رہی ہے۔ یا ان کے روحانی مقامات پر راہنمائی حاصل ہوتی رہی ہے ان کا نام نامی حضرت خضر علیہ السلام ہے۔ہم اس باب میں حضرت خضر کے حالات پر ایک مختصر سا جائزہ ہدیہ قارئین کر رہے ہیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ جس جلیل القدر ہستی کا ان حضرات سے تعلق رہا ہے۔

وہ بذات خود کون تھے؟

علمائے روحانیت کی کتابوں، ملفوظات اور ان کی مجالس کی صفحات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا اسم گرامی بلیا بن ملکان تھا۔ آپ کا لقب خضر تھا۔ کنیت ابوالعباس تھی۔ آپ حضرت نوح کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے آباء واجداد اس کشتی میں بھی سوار تھے جو طوفان نوح میں بچ کر ان افراد کو محفوظ کرتی گئی جو کائنات ارضی پر آئندہ نسل انسانی کے آباؤ واجداد بنے۔

''تفسیر روح البیان'' کے مصنف نے حضرت ابواللیث کی روایت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو بتایا تھا کہ خضر ایک بادشاہ کے فرزند ارجمند تھے جو انہیں اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا۔ مگر حضرت خضر نے نہ صرف جانشینی سے انکار کر دیا بلکہ وہاں سے بھاگ کر کسی دور بیابان میں چلے گئے وہاں جا کر ایسے گم ہوئے کہ کوئی شخص انہیں تلاش نہ کر سکا۔

آپ کی دنیا سے بے رغبتی

''کتاب التعرف'' میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق بڑی عجیب بات لکھی ہے کہ آپ کے والد ابن ملکان، عرب تھے مگر والدہ فارس کے رہنے والی تھی۔ حضرت

خضر ایک غار میں پیدا ہوئے۔ ماں آپ کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ ایک بکری یا ہرنی اس غار میں آتی اور بچے کو دودھ پلاتی رہی۔ آپ خوبصورت جوان بن کر اُبھرے۔ شہر میں گئے تو بادشاہ وقت نے اپنے بیٹے خضر کو پہچانے بغیر بڑے اعزاز سے نوازا۔ اس بادشاہ کو حضرت ابراہیم اور حضرت شیث علیہا السلام کے صحیفے محفوظ کرنے کا خیال پیدا ہوا اور ملک کے بہترین خوش نویسوں کو جمع کر کے اس مقدس کام پر لگا دیا۔ ان میں جواں سال حضرت خضر علیہ السلام بھی ایک کاتب کی حیثیت سے صحائف لکھنے لگے۔ حضرت خضر کی کتابت، خوشخطی اور خوشنویسی دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے بتایا تو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ نوجوان تو اس کا اپنا ہی فرزند ہے چنانچہ امور سلطنت شہزادے کے حوالے کرنے کا اعلان کر دیا۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام کی نگاہ میں دنیا کی بادشاہت، سلطنت، امور مملکت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ وہ نوجوان بزبان حال پکار اُٹھا۔

برو ایں دام بر مرغے دگر نہ
کہ عنقارا بلند است آشیانہ

وہ درباری شان وشوکت کو چھوڑ کر بیابانوں کی سیاحت کو چل نکلے۔ ایک سفر کے دوران انہیں آبِ حیات کا چشمہ ملا۔ جس کا پانی پی کر آپ تا قیامت زندگی پانے میں کامیاب ہو گئے۔

لقب خضر کی وجوہات

بعض مفسرین نے معتبر احادیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ بلیا ''خضر'' کا لقب پانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ جہاں بیٹھتے سبزہ نمودار ہو جاتا، سوکھی گھاس کا بچھونا بناتے تو ساری گھاس سبز ہو جاتی، جہاں نماز پڑھتے زمین سے سبزہ اُگ آتا، جہاں قدم رکھتے سبزہ نمودار ہو جاتا۔

وہ روندتے تو سبزہ نہال ہوتا ہے

وہ توڑتے کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں

سبزہ اُگنے کی وجہ سے آپ کو خضر (سبز) کہا جانے لگا۔ قرآن پاک میں حضرت خضر کا نام تو کہیں نہیں ملتا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں آتا ہے۔

''وہ ہمارے بندوں میں ایک ایسا بندہ ہے جس پر ہماری رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور ہم نے اسے علم (علم لدنی) عطا فرمایا۔ (سورۂ کہف)

خضر علیہ السلام کس زمانے میں ظاہر ہوئے

مورخین اور علمائے روحانیت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ذوالقرنین کے زمانہ اقتدار میں ظاہر ہوئے تھے۔ آپ کی ذہانت، پاکبازی اور اعلیٰ کردار کو دیکھ کر بادشاہ ذوالقرنین نے آپ کو اپنا وزیر مقرر کرلیا۔ ذوالقرنین اپنا لشکر لے کر ایک طویل سفر پر روانہ ہوا۔ اسے ''آبِ حیات'' کی تلاش تھی۔ وہ ہزاروں میل چلتا گیا، اس کے لشکر میں حضرت خضر ہراول دستہ کے سپہ سالار تھے۔ حسن اتفاق سے ذوالقرنین پانی کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ مگر حضرت خضر ایک چشمہ آب پر پہنچے۔ غسل کیا۔ پانی پیا۔ انہیں غالباً یہ معلوم نہ تھا کہ جس پانی کو وہ پی رہے ہیں وہ ''آبِ حیات'' یا ''آبِ بقا'' ہے۔ مگر بعد کے واقعات سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر تو تا قیامت زندگی لے کر آئے ہیں اور ذوالقرنین آبِ حیات سے محروم رہا۔ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے زمانہ میں زندہ تھے۔ حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔ باہم سفر کیے۔ بعض امور پر اختلافات ہوئے۔ قرآن پاک نے ان واقعات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ دیوار یتیم کا بنانا۔ نوجوان کا قتل کرنا اور کشتی کو توڑنا ایسے واقعات (یہ تمام واقعات آگے آرہے ہیں) ہیں جنہیں مفسرین نے بڑی

تفصیل سے لکھا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا تو کسی کو علم نہیں مگر آپ کے زندہ ہونے اور قیامت تک کے زندہ رہنے کے آثار ملتے ہیں۔

حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام

سیدنا خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جنگلوں اور بیانوں پر موکل ہیں۔ دونوں پانی اور خشکی میں لوگوں کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ زمانہ حج میں دونوں میدان عرفات میں اکٹھے ہوتے ہیں اور اُمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کی رحمت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ (یہ بات تفسیر مواہب الرحمٰن میں دیکھی جاسکتی ہے)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' جلد اول میں وہ کلمات لکھے ہیں جو حضرت خضر اور حضرت الیاس جدا ہوتے وقت ایک دوسرے کو کہتے ہیں:

ترجمہ: اللہ کے نام پر۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہے اس کے بغیر کسی کو قوت نہیں جو کچھ اللہ چاہے ہر نعمت اس کے قبضہ میں ہے تمام نیکیاں اللہ کے قبضے میں ہیں۔ برائی کو وہی دور کرنے والا ہے۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال حج کے موقع پر ملتے ہیں۔ حج ادا کرنے کے بعد سر منڈاتے ہیں۔ بسم اللہ ماشاء اللہ کہہ کر رخصت ہوتے ہیں۔ حج کے موقع پر آب زمزم پیتے ہیں اور یہ پانی انہیں سال بھر کے لیے کافی ہوتا ہے وہ اکثر مقامات متبرکہ پر موجود ہوتے ہیں ان کی رفتار مشرق سے مغرب تک کسی مقام پر آنکھ جھپکنے کے وقفہ تک ہوتی ہے۔ رمضان المبارک کے دوران اکثر بیت المقدس میں قیام کرتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام دنیا کے گوشے

گوشے تک پہنچتے ہیں، عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ مگر جب چاہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور ملنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ جنگل، دریا، سمندر، بیابان اور شہران کے لیے یکساں ہوتے ہیں، بعض اولیاء اللہ نے ان سے ملاقات کی ہے۔

علامہ بغوی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ چار انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور قیامت تک اپنے ظاہری اجسام کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ انبیاء کی زندگی تو قیامت تک روحانی ہے۔ اور اس حیات پر ہزاروں شہادتیں موجود ہیں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانِ چہارم اور حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ موجود ہیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں زمین پر اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں۔ (تفسیر بغوی)

حضرت خضرؑ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی اور جمہور علماء وصوفیہ رحمہم اللہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تھی۔ اور شریعت محمدیہ کے مطابق عبادات کرتے ہیں اور زندگی بسر کرتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''جمع الجوامع'' میں حضرت خضر علیہ السلام کی سیدنا عمر فاروقؓ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول امام احمد کی ''کتاب الزہد'' میں موجود ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام رمضان المبارک کے دوران بیت المقدس میں رہتے ہیں اور وہ اکثر باب الرحمٰن اور باب الاسباط میں قیام کرتے ہیں۔

''صاحب تفسیر مظہری'' نے حضرت مجدد الف ثانی کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے مراقبہ فرمایا تو حضرت خضر علیہ السلام مجسم آپ کے سامنے آ گئے، فرمانے لگے میں اور الیاس علیہ السلام دونوں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اتنی طاقت عطا فرمائی

ہے کہ ہم اپنے اجسام کے ساتھ ہر آن جہاں چاہیں چلے جائیں اور لوگوں کی رہنمائی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا ہمیں مددگار بنایا ہے۔ قطب مدار وہ ہستی ہے جس کی وجہ سے کائنات ارضی پر تکوینی نظام چل رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ حیات میں قطب مدار کا مسکن ملک یمن میں تھا۔ جو امام شافعی کی فقہ پر عمل پیرا تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام صحابہؓ کے ساتھ

''حصن حصین'' ایک بلند پایہ معروف کتاب ہے جسے ہر عبادت گزار حرز جان بنا کر پڑھتا ہے۔ اس کتاب میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ رسالت مآب جناب رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن صحابہ کرام کے مجمع میں ایک اجنبی شخص آیا جس کی داڑھی سفید تھی۔ رنگ گورا جسم توانا۔ وہ لوگوں کی صفیں چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ بے اختیار رونے لگا۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔

> ہر مصیبت پر تسلی، ہر فوت ہونے والے کا متبادل، ہر مرنے والے کا جانشین اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کی رضا پر سر تسلیم خم کرو۔ اسی کی طرف رجوع کرو۔ وہ شخص محروم رہتا ہے۔ جو اللہ کی رضا پر سر تسلیم خم نہیں کرتا۔ (معارف القرآن ج ۵)

یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے بلاؤ۔ لوگوں نے چاروں طرف تلاش کیا مگر وہ غائب ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کو بتایا۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جو حضور کے وصال پر حاضر ہوئے اور ہمیں تسلی دیتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں انہیں پہچانتا ہوں۔ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہی تھے مگر وہ نہایت تیزی سے نکل گئے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک دن حضور مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ کسی

اجنبی کی آواز سنی تو آپ نے حضرت انس کو فرمایا، کہ باتیں کرنے والے اس اجنبی کو کہو کہ میرے لیے دعا کریں، حضرت انس نے جا کر کہا تو وہ شخص فرمانے لگے۔ ''میں کیا دعا کر سکتا ہوں، جاؤ حضور ﷺ سے عرض کرو، میں آپ کے لیے کیا دعا کر سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء کرام سے افضل بنایا ہے۔ یہ ایسی فضیلت ہے جیسے ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر ہے۔ ہم تو آپ کی دعا کے محتاج ہیں۔''

''روح البیان'' میں فصل الخطاب کے حوالے سے روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کئی بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آپ سے بزرگان دین نے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو کسی نے دور سے آواز دی۔ ٹھہریئے! ہم بھی شریک ہوں گے۔ نماز جنازہ کے بعد حضرت عمر نے اس شخص کو بلایا مگر وہ تو صفیں چیرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ میرے والد مکرم سیدنا نا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بوڑھا شخص بیٹھا باتیں کر رہا ہے جب وہ بوڑھا چلا گیا تو میرے والد نے مجھے فرمایا دوڑ کر اسے واپس بلاؤ، میں دوڑا دوڑا گیا مگر وہ شخص غائب ہو گیا تھا میرے والد نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے!

مریاح بن عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ۹۹ ہجری میں ایک شخص کو دیکھا کہ آپؒ کا ہاتھ پکڑے باتیں کرتے جا رہا ہے جب واپس آئے تو میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے پوچھا۔ حضور یہ کون شخص تھا؟ جو آپ کے اتنے قریب ہو کر باتیں کر رہا تھا آپ نے فرمایا تم نہایت خوش قسمت ہو تم نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کر لی۔ انہوں نے مجھے خلافت کے اصول اور اس پر

خدمت خلق کے لیے ہدایات دیں اور اس سلسلہ خلافت کو منہاج النبوت کی حیثیت سے اپنانے کی نصیحت کی۔

حضرت خضر علیہ السلام کے دو خصوصی سفر

حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی پر نگاہ ڈالی جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی انبیاء کرام کے علاوہ اُمت رسول ﷺ کے لاکھوں صلحائے اُمت سے ملاقات رہی ہے ان میں صحابہ کرامؓ۔ اغواث، اقطاب، ابرار، ابدال، اوتاد، نجباء، نقباء، رجال الغیب، مردان، مکتوبان، مفرداں، مستورین، کتمان، اولیاء اللہ، افراد، قطب مدار اور قطب الارشاد شامل ہیں۔ وہ خود رجال الغیب کے خانوادہ کے ایک ممتاز فرد تھے اور رجال الغیب کی راہنمائی، ہمنوائی اور دلربائی کرتے رہے ہیں۔

جن اولیاء کرام نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی ہے یا جن راعیانِ اُمت نے آپ سے ملاقاتیں کی ہیں وہ بتاتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام تمام مخلوقات کے ساتھ خلیق حلیم ہوتے ہیں۔ خوش خلقی سے پیش آتے ہیں۔ لوگوں کی مشکلات حل کرنے کے بعد کسی پر احسان نہیں جتلاتے ان کے ان اوصاف حمیدہ اور عادات عالیہ کے علاوہ ہم آپ کے احباب کا ذکر کرنا ضروری جانتے ہیں۔ جن کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات رہے ہیں اور سفر و حضر میں محبوبان خدا کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ حضرت خضر کا ایک سفر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور ان کے ساتھ ایک نہایت ہی اہم سفر کی روئیداد قرآن پاک نے بیان فرمائی ہے، پھر اس پر مفسرین قرآن نے بڑی مفید تفصیلات بہم پہنچائی ہیں۔ مفسرین کے علاوہ روحانی دنیا کے جلیل القدر افراد نے اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور ان کے ایک اہم سفر کی روئیداد لکھتے وقت تصوف کی بہت سی بلند پایہ کتابوں پر نظر ڈالی ہے۔ جسے ہم نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ ہمارے سامنے قرآن پاک کی آیات رہی ہیں۔ احادیث کی روایات پر نظر رہی ہے۔ تصوف کی کتابوں میں سے ہم ''کشف المحجوب، قوت القلوب، الیواقیت والجواہر، فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، عروۃ الوثقیٰ، رسالہ قشیریہ، ابریز، لطائف اشرفی، مثنوی مولانا روم، نفحات الانس، تفسیر روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر مواہب الرحمٰن، مکتوبات امام ربانی، اقتباس الانوار، مراۃ الاسرار اور جامع کرامات اولیاء'' جیسی کتابوں کے صفحات راہنمایانہ انداز میں ہمارے سامنے آتے رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو آزادی دلانے کے بعد کوہِ طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو توریت مقدس سے نوازا۔ آپ اس عظیم کتاب کے حصول کے بعد اپنی قوم کو خطاب کرنے لگے۔ ایک دن آپ بڑے عظیم مجمع میں بنی اسرائیل کو خطاب فرمار ہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو کلیمانہ انداز میں بیان فرمار ہے تھے اس مجمع میں سے ایک بنی اسرائیلی عالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ حضرت! کیا آج اس زمین پر آپ سے بڑھ کر بھی کوئی عالم ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی نہیں!

آپ نے یہ بات تو کہہ دی اور ایک اولوالعزم نبی ہونے کی حیثیت سے آپ کا جواب بھی درست تھا۔ مگر مشیت ایزدی کو شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ انداز پسند نہ آیا اور فرمایا موسیٰ تم ایک آدمی کی تلاش میں نکلو۔ جو تمہیں ''مجمع البحرین'' میں ملے گا۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ: جب حضرت موسیٰ نے اپنے خادم کو کہا کہ آؤ ہم ایک سفر پر نکلیں اور ہم وہاں تک چلتے جائیں گے جہاں دو دریاؤں کا سنگم (مجمع البحرین) ہوگا۔ جب وہ

دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچے۔ تو ان کے پاس جو مچھلی تھی اسے کنارے پر ہی بھول گئے۔ مچھلی نے پانی کو دیکھا تو چھلانگ لگا کر دریا میں کود گئی۔ حالانکہ وہ بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے اپنے خادم کو فرمایا بھوک لگ گئی ہے کھانا لاؤ۔ کھالیں ہم طویل سفر میں تھک بھی گئے ہیں۔ خادم نے کہا۔ حضرت میں تو مچھلی پیچھے ایک پتھر پر رکھ آیا ہوں اور شیطان نے مجھے بھلا دیا تھا میں لینے گیا تو مچھلی کود کر دریا میں اپنا راستہ بنا چکی تھی حضرت موسیٰ نے فرمایا بس یہی وہ مقام ہے جہاں ہمارا مقصود تھا دونوں واپس آئے۔ اس پتھر کے قریب پہنچے۔ وہاں قریب ہی انہوں نے ہمارے ایک بندے کو سویا ہوا پایا۔ اس بندے کو ہم نے بے پناہ علم سے نوازا تھا اور اپنے خصوصی علم سے حصہ عطا فرمایا تھا۔ یعنی ''علم لدنی'' عطا کیا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے اسی حال میں سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس (غیر آباد) جنگل میں سلام کہاں سے آگیا، اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں ،تو حضرت خضر علیہ السلام نے سوال کیا کہ موسیٰ بنی اسرائیل؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں موسیٰ بنی اسرائیل ہوں، اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص علم سکھلا دیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے۔

خضر علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، اے موسیٰ! میرے پاس ایک علم ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے، وہ آپ کے پاس نہیں ،اور ایک علم آپ کو دیا ہے جو میں نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، اور میں کسی کام میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلنے ہی کو تیار ہیں تو کسی معاملہ کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ میں خود آپ کو اس کی حقیقت نہ بتلا دوں۔ یہ کہہ کر دونوں حضرات دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے، اتفاقاً ایک کشتی

آ گئی تو کشتی والوں سے کشتی پر سوار ہونے کی بات چیت کی، ان لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور ان سب لوگوں کو بغیر کسی کرایہ اور اجرت کے کشتی میں سوار کر لیا، کشتی میں سوار ہوتے ہی خضر علیہ السلام نے ایک کلہاڑی کے ذریعہ کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا، حضرت موسیٰ علیہ السلام (سے نہ رہا گیا) کہنے لگے کہ ان لوگوں نے بغیر کسی معاوضہ کے ہمیں کشتی میں سوار کر لیا، آپ نے اس کا یہ بدلہ دیا، کہ ان کی کشتی توڑ ڈالی، کہ یہ سب غرق ہو جائیں، یہ تو آپ نے بہت بُرا کام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے، اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عذر کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا، اس بھول پر آپ سخت گیری نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ واقعہ نقل کر کے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض خضر علیہ السلام پر بھول سے ہوا تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا قصداً اسی اثنا میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی لیا، خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم دونوں مل کر بھی اللہ کے علم کے مقابلہ میں اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے جتنی اس چڑیا کی چونچ کے پانی کو اس سمندر کے ساتھ ہے۔

پھر کشتی سے اتر کر دریا کے ساحل پر چلنے لگے، اچانک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں میں کھیل رہا ہے، خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس لڑکے کا سر اس کے بدن سے الگ کر دیا، لڑکا مر گیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا، یہ تو آپ نے بڑا ہی گناہ کیا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ معاملہ پہلے معاملے سے زیادہ سخت

ہے، اس لیے کہا کہ اگر اس کے بعد میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو آپ مجھے اپنے ساتھ سے الگ کر دیجئے، آپ میری طرف سے عذر کی حد پر پہنچ چکے ہیں۔

اس کے بعد پھر چلنا شروع کیا، یہاں تک کہ ایک گاؤں پر گزر ہوا، انہوں نے گاؤں والوں سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے یہاں مہمان رکھ لیجئے، انہوں نے انکار کر دیا، اس بستی میں ان لوگوں نے ایک دیوار کو دیکھا کہ گرا چاہتی ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کھڑا کر دیا، موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ ہم نے ان لوگوں سے مہمانی چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا، آپ نے اتنا بڑا کام کر دیا، اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت ان سے لے سکتے تھے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اب شرط پوری ہو چکی، اس لیے ہماری اور آپ کی مفارقت کا وقت آ گیا ہے۔

اس کے بعد خضر علیہ السلام نے تینوں واقعات کی حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلا کر کہ ''یہی حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا، رسول اللہ ﷺ نے یہ پورا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور کچھ صبر کر لیتے تو ان دونوں کی اور کچھ خبریں معلوم ہو جاتیں۔

کشتی میں سوراخ کیوں کیا...؟

یہ کشتی جن مسکینوں کی تھی ان کے متعلق کعب احبارؒ سے منقول ہے کہ وہ دس بھائی تھے جن میں پانچ اپاہج معذور تھے، پانچ محنت مزدوری کر کے سب کیلئے معاش کا انتظام کرتے تھے، اور مزدوری ان کی یہ تھی کہ دریا میں ایک کشتی چلاتے اور اس کا کرایہ حاصل کرتے تھے۔

بغوی نے بروایت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ یہ کشتی جس طرف جا رہی تھی وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا جو ادھر سے گزرنے والوں کی کشتیاں زبردستی چھین لیتا تھا، حضرت

خضرؑ نے اس مصلحت سے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا کہ وہ ظالم بادشاہ اس کشتی کو شکستہ دیکھ کر چھوڑ دے، اور یہ مساکین اس مصیبت سے بچ جائیں۔

بچے کو قتل کیوں کیا...؟

یہ لڑکا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا، اس کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ اس لڑکے کی طبیعت میں کفر اور والدین کے خلاف سرکشی تھی، والدین اس کے نیک اور صالح تھے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں خطرہ تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر ان صالح ماں باپ کو ستائے گا، اور تکلیف پہنچائے گا، اور کفر میں مبتلا ہو کر ماں باپ کیلئے بھی ایک فتنہ بنے گا، اس کی محبت میں ماں باپ کا ایمان بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔

اس لیے ہم نے ارادہ کیا اللہ تعالیٰ ان صالح ماں باپ کو اس لڑکے کے بارے میں اس سے بہتر اولاد دیدے، جو اعمال و اخلاق میں پاکیزہ بھی ہو اور ماں باپ کے حقوق کو بھی پورا کرے۔

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے بروایت عطیہ نقل کیا ہے کہ مقتول لڑکے کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں ایک لڑکی عطا فرمائی جس کے بطن سے ایک نبی پیدا ہوئے، اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ اس کے بطن سے دو نبی پیدا ہوئے، بعض روایات میں ہے کہ اس کے بطن سے پیدا ہونے والے نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی امت کو ہدایت فرمائی۔

وہ دیوار کیوں تعمیر کی...؟

اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ تھا جو یتیم بچوں کیلئے دفن تھا۔ اس کے متعلق حضرت ابوالدرداءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ وہ سونے اور چاندی کا ذخیرہ تھا

(رواہ الترمذی والحاکم وصححہ)

یتیم بچوں کیلئے مدفون خزانے کی حفاظت کا سامان بذریعہ خضر علیہ السلام اس لیے کرایا گیا تھا کہ ان یتیم بچوں کا باپ کوئی مرد صالح اللہ کے نزدیک مقبول تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کرنے اور اس کی اولاد کو فائدہ پہنچانے کا یہ انتظام فرمایا، محمد بن سکندر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی نیکی اور صلاحیت کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اس کے خاندان کی اور اس کے آس پاس کے مکانات کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (مظہری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر نصیحت کے مندرجہ ذیل کلمات لکھے ہوئے تھے، یہ روایت حضرت عثمان بن عفانؓ نے مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل فرمائی۔ (قرطبی)

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۔ تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہو پھر غمگین کیونکر ہوتا ہے۔

۳۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشقت اور فضول قسم کی کوشش میں کیوں لگتا ہے۔

۴۔ تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر خوش و خرم کیسے رہتا ہے۔

۵۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب آخرت پر ایمان رکھتا ہے پھر غفلت کیسے برتتا ہے۔

۶۔ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انقلاب کو جانتا ہے پھر کیسے اس پر مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے۔

۷۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اولیاء کرام سے خضر علیہ السلام کی ملاقاتیں

حضر علیہ السلام کا مبارک تحفہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (تنگی دل) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا۔ میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا، تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیئے چلتا رہا، چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اسکے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا، میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند آ گئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا: لاؤ ہاتھ بڑھاؤ، میں نے ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے۔ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں۔ فرمایا: میں خضر ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجئے۔ فرمایا یہ الفاظ تین مرتبہ کہو:

"یَا لَطِیْفًا بِخَلْقِہٖ یَا عَلِیْمًا بِخَلْقِہٖ یَا خَبِیْرًا بِخَلْقِہٖ اُلْطُفْ بِیْ یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ"

"اے وہ پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔ اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے۔ انکی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما، اے لطیف، اے علیم، اے خبیر"

پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے، جو ہمیشہ کام آنے والا ہے، جب تجھے کوئی ضیق (مشکل) پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو ان الفاظ کو پڑھ لیا کر، تو تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہو گی۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی۔ میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا، مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت اور ایسے حلیہ کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے

کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ کہنے لگا کہ ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جا رہا ہے۔

پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے۔ اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان میں سے دو سفید روٹیاں، جن کے درمیان میں حلوا رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی، وہی مجھے کافی ہوگئی۔ پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا۔ ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا۔ وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس جوان کا حال دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے۔

وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا، تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لیے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہٗ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی، میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کے ساتھ چل دیا۔ پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا، میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں پانچ اشرفیاں تھیں میں نے اس میں سے اونٹ کرایہ پر لیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اور اسکے بعد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی، میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر گزار ہوں۔ (فضائل حج بحوالہ روض الریاحین)

حضرت خضر علیہ السلام کے شب وروز کا معمول

ایک بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا بہت طویل قصہ نقل کرتے ہیں آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندری پر (فضائل حج، بحوالہ روض)

☆☆☆

استفادہ

1	سنن الترمذی	9	حصن حصین
2	کتاب الزہد للامام احمد	10	قصص القرآن۔
3	مستدرک الحاکم	11	جمع الجوامع
4	تفسیر مظہری	12	روض الریاحین
5	معارف القرآن	13	کتاب التعرف
6	تفسیر روح البیان	14	فضائل حج
7	تفسیر مواہب الرحمٰن		
8	تفسیر بغوی		

جنات کا پیدائشی دوست

قوم جنات' جدید دنیا اور سائنس کی نظر میں

عصر حاضر اور اور بیسویں صدی میں وقوع پذیر ہونے والے چند ایسے واقعات کا تذکرہ جن کو پڑھ کر آپ بھی اپنے سائنٹیفک ذہن میں کچھ جگہ ''مافوق الفہم دانش'' کو دے سکیں گے اور جو قوم جنات کی وجود کی گواہی دیتے ہیں۔ مشرق اور مغرب کی تقریباً ہر زبان میں اس موضوع پر بڑا ضخیم لٹریچر پایا جاتا ہے ہر زمانے میں اس پر تائید و تردید، انکار و اقرار، توثیق و تنسیخ، تفتیش و تحقیق کے شدید بحث و مباحثے جاری رہے ہیں۔ ضعیف الاعتقادی اسے عبودیت کے درجے تک پہنچاتی رہی ہے۔ بے اعتقادی اسے مجذوب کی بڑ قرار دیتی ہے۔ اور جدید خود اعتمادی اسے سائنٹیفک فارمولوں میں ڈال کر ایک ایسی آٹومیٹک مشین بنانے کی فکر میں ہے کہ ادھر بٹن دبایا ادھر مطلوبہ روح کھٹ سے حاضر!

نفسیاتی اور جناتی امراض

ڈاکٹر ایم اے فاروقی

کیا جنات کا وجود ہے

پروفیسر ایم اے ملک جو پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سوشل ورک کے ریٹائرڈ چیئرمین ہیں اس واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں:

''غالباً ۱۹۳۲ء کی بات ہے۔ اس واقعے کا تعلق ضلع کیمبلپور کے ایک گاؤں سے ہے اس گاؤں کا نام ملاحی ٹولہ ہے اور دریائے سندھ کے کنارے اٹک کے مقام پر واقعہ ہے۔ پرانے زمانے میں دریائے سندھ پر پل بننے سے قبل اس گاؤں کے ملاح لوگوں کو کشتیوں کے ذریعے دریا آر پار کرایا کرتے تھے۔

اسی گاؤں میں ایک شخص کی حویلی کا یہ واقعہ ہے کہ پہلے تو پراسرار طریقہ سے ایک ایک کر کر مویشی مرنے لگے۔ بعد میں حویلی کے مکین بھی موت کا لقمہ بننے لگے یہاں تک کہ خاندان کے بیشتر لوگ موت کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ حویلی خوف و ہراس کی علامت بن گئی اور مشہور ہو گیا کہ یہ جگہ جنوں کا مسکن ہے۔ پھر ایک روز حویلی میں اچانک خوفناک آگ بھڑک اٹھی جو گاؤں والوں سے کسی طور پر بھی فرو نہ ہو سکی۔ بالآخر کیمبلپور سے فائر بریگیڈ بلوایا گیا لیکن بے سود لہٰذا اس پراسرار آگ کو دیکھنے کے لیے انگریز ڈپٹی کمشنر خود موقع پر آیا۔ آگ پر قابو پانے کے لیے پائپ جوڑ کر دریا سے پانی کا بندوبست کیا گیا لیکن حیرت کی بات تھی کہ پائپ از خود درمیان سے کھل جاتا تھا اور بار بار جوڑنے کے باوجود پھر کھل جاتا تھا۔ آخر ڈپٹی کمشنر خود اس جگہ جا کر کھڑا ہو گیا جہاں سے پائپ بار بار کھل جاتا تھا۔ صاحب بہادر کو یہ دیکھ کر اور بھی حیرت ہوئی کہ جونہی پائپ جوڑا جاتا تھا فوری بعد ٹوپ پہنے ہوئے دو بونے سے پتلے اس کو کھول

دیتے تھے۔ فائر بریگیڈ ناکام واپس چلا گیا۔ اس کے بعد کئی عامل بلوائے گئے لیکن ناکام! بالآخر ملتان سے ایک عامل آئے جس کے عمل کرنے سے آگ فوراً بجھ گئی۔ اس سارے حیرت انگیز واقعے کا ذکر ضلع کیمبلپور کے سرکاری ریکارڈ میں بھی موجود ہے۔ ''میر صاحب'' روزنامہ مشرق لاہور کے مشہور کارٹونسٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک بار نہایت قریبی عزیز کے یہاں بطور مہمان گیا رات کو سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں سو گئے۔ میرا پلنگ برآمدے میں بچھایا گیا، بہار کا موسم تھا، سحری کا وقت ہوگا، ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا گھر میں ابھی کوئی جاگا نہیں تھا، آنکھ کھلی تو دیکھا گھنگریالے سنہرے بالوں والا چار پانچ سال کا بچہ سامنے کی دیوار سے دوڑتا ہوا اندر کمرے میں چلا گیا، حیران ہوا یہ بچہ کس کا ہے، کیونکہ گھر میں اس شکل وصورت کا کوئی بچہ نہیں تھا۔ بچے کو دو تین بار آتے جاتے دیکھا تو تجسس پیدا ہوا، اٹھ کر اس کے پیچھے ہی کمرے میں چلا گیا، دیکھا تو وہ مینٹل پیس پر پڑی ہوئی چینی کی گڑیا کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا، آہٹ سن کر میری طرف دیکھا اور فوراً اسی جگہ غائب ہو گیا۔

یہ واقعہ گھر والوں سے بیان کیا تو کہنے لگے، یہاں جنوں کا مسکن ہے، جو بچہ آپ نے دیکھا، جن کا تھا، جنات کے بچے اکثر ہمارے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہیں، اس بات سے سخت حیرت ہوئی یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہے، کیا جنات کے بچے بھی انسانوں کے بچوں سے کھیل سکتے ہیں، چند روز بعد ایسا انوکھا واقعہ دیکھنے میں آیا کہ عقل دنگ رہ گئی، دیکھا کہ صاحب خانہ کی بچی جنات کے بچوں سے کھیل رہی تھی، بچی ایک جگہ کمرے کے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے قہقہے پورے گھر میں گونج رہے تھے، معلوم ہوتا تھا کوئی اس کو گدگدا رہا ہے، تھوڑی دیر کے بعد وہ خاموش ہو گئی اس کی حرکات سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بچے کو دھکیل رہی ہے، کبھی جسم کو آگے جھکاتی اور کبھی پیچھے، پھر زور سے قہقہہ لگاتی، چند منٹ بعد باتیں کرنے لگی جیسے۔ بچے آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

بچی کی والدہ نے بتایا کہ یہ اس کا معمول ہے، بعض اوقات جنات کے بچے رات گئے تک اس کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ کبھی کبھی دو بج جاتے ہیں؛ بچی کو سلانے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر وہ سونے پر آمادہ نہیں ہوتی اور جن بچوں کے ساتھ کھیلنے پر اصرار کرتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل ایک ماہر عامل سے رابطہ قائم کیا گیا، وہ جنات کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئے، عامل اور جنوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی یہ ہے۔

عامل......تم لوگ کیوں ان کو پریشان کرتے ہو؟

جنات......ہم ان کو پریشان نہیں کرتے، ہماری طرف سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

عامل......تم ان کی بچی کو سونے نہیں دیتے اور اس طرح سب گھر والوں کو دیر تک جگائے رکھتے ہو۔

جنات......ہم کئی سال سے یہاں رہ رہے ہیں' آج تک ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا' ہمارے بچے ان کی بچی کے ساتھ کھیلنے پر ضد کرتے ہیں ہم بچوں کو کیسے منع کریں۔

عامل......تم اپنے بچوں کو منع نہیں کر سکتے تو یہ جگہ تمہیں چھوڑنی پڑے گی۔ یہ میرا حکم ہے۔

جنات......ہم اپنے بچوں کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔

اس کے بعد جنات بچوں کی آمد و رفت میں کمی ہو گئی، ایک دن بچی نے بتایا کہ جنات بچے اس سے کھیلنے کے لیے آ رہے تھے کہ ان کے بوڑھے باپ نے اس طرف آنے سے منع کر دیا اور راستے سے واپس لے گیا' کچھ دن کے بعد جنات کی ماں بچی

کے پاس آئی اور کہنے لگی، تم لوگ کتنے کمینے ہو، ہمیں یہاں سے نکلوانا چاہتے ہو۔ ہم تمہارا کیا لیتے ہیں، یہ صورت حال کئی سال سے قائم ہے۔ بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں سے مشورہ کیا لیکن کوئی بھی بچی کو بیمار تصور نہیں کرتا، بچی صحت مند ہے اور اسے کوئی بیماری نہیں، یہ صورت حال ان کی سمجھ میں نہیں آتی لیکن عاملوں کو یقین ہے کہ یہ کیفیت جنات کی وجہ سے ہے البتہ جنات بہت شریف اور امن پسند ہیں، گھر والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔

میر صاحب کا بیان ہے کہ یہ میرا چشم دید بالکل سچا واقعہ ہے۔

چشم دید واقعہ

حجاب امتیاز علی تاج برصغیر پاکستان و ہند کی مشہور ادیب اور افسانہ نگار ہیں، انہوں نے مشرق میں شائع ہونے والے ''جنات'' سے متعلق واقعات سے متاثر ہو کر ایک چشم دید واقعہ ارسال کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس نوعیت کے واقعات بعض افسانوں میں بھی ملتے ہیں لیکن جو واقعہ انہوں نے قلمبند کیا ہے حرف بہ حرف صحیح ہے اور خود ان کی اپنی ایک عزیزہ سے متعلق ہے، ان کی ارسال کردہ تحریر من وعن درج کی جاتی ہے۔

زمانہ تقسیم ملک سے پہلے۔ مقام ریاست حیدر آباد دکن۔

جگہ میرا اپنا گھر

گرمیوں کی چاندنی رات تھی پائن باغ میں چار پائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ تقریباً سبھی لوگ سو چکے تھے لیکن میں اور میری قریبی رشتہ دار بہن ''ن'' چار پائیوں کے پاس کرسیوں پر بیٹھی چاند تک رہی اور بیت بازی سے دل بہلا رہی تھی۔ اس رات میرے والد اور چچا ایک ڈنر پر گئے ہوئے تھے۔ کچھ ان کا بھی انتظار تھا۔ کہ ہم جاگ رہی تھیں کیونکہ چچا کی خواب گاہ کی چابی ''ن'' کے پاس تھی۔ یک لخت ''ن'' نے انار کے

درختوں کے جھنڈ کو بغور دیکھنا شروع کیا۔انار کے درخت ہم سے ذرا فاصلے پر باغ کے فوارے کے کنارے تھے۔

جب انہوں نے میرے شعر کا جواب شعر سے نہیں دیا تو میں حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگی ''ابھی آئی'' کہہ کر وہ انار کے درختوں کی طرف بھاگیں۔

میں نے پریشان ہو کر کہا ''ذرا ٹھہرو تو۔کہاں بھاگی جا رہی ہو؟''

جاتے جاتے بولیں ''میرا خیال ہے وہ لوگ ڈنر سے واپس آ گئے ہیں۔چھوٹے چچا بلا رہے ہیں۔''

جن اور بھوت کے شائقین حضرات و خواتین، اب ذرا جگر تھام کے بیٹھیں۔کیونکہ جو واقعہ میں اب سنانے لگی ہوں وہ واقعی ہوش اڑا دینے والا ہے۔میں انہیں جاتا دیکھ کر پھر کرسی پر نیم دراز ہو گئی اور چاند کو دیکھنے لگی۔فضا موتیا کی مہک سے معطر تھی اور ہر طرف سناٹا طاری تھی۔نصف گھنٹہ گزر گیا تو میں بیزار ہو کر کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی وقت وہ بے تحاشا دوڑتی اور پیچھے کی طرف مڑ مڑ کر دیکھتی ہوئی آئیں۔چہرہ زرد اور سانس پھولا ہوا تھا۔ہانپتے ہوئے ایک چارپائی پر لیٹ گئی۔''پانی پانی'' انہوں نے خشک گلے سے بمشکل کہا۔

میں نے گھبرا کر چشم زدن میں فلاسک کھولا انہیں برف کا پانی پلایا اور ان سے پوچھا۔''کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ دماغ تو ٹھیک ہے۔''

کہنے لگیں ''کیا بتاؤں۔واقعی دماغ ٹھیک نہیں۔چھوٹے چچا انار کے درختوں کے پاس کھڑے تھے اور مجھے بلا رہے تھے۔''

''تو اس میں اتنے حواس باختہ ہونے کی کیا بات ہے؟'' میں نے کہا۔''ن'' کہنے لگیں ''میں نے سمجھا ڈنر سے واپس آ گئے ہیں اور اپنے کمرے کی چابی مانگ رہے ہیں۔جبھی تو میں یہاں سے بھاگی تھی۔'' جب میں ان کے قریب گئی تو انہوں نے

کمرے کی چابی نہیں مانگی۔ مجھے ذرا غور اور تمسخر آمیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ مجھے ٹھنڈا پسینہ آ گیا۔ چاند کی تیز روشنی میں میں نے دیکھا انہوں نے شب طعامی کا سیاہ کوٹ پہن رکھا ہے جسے پہن کر وہ ضیافت پر گئے تھے۔ ان سے وہی ہلکی ہلکی ''ایوننگ ان پیرس'' کی خوشبو آ رہی تھی۔ جسے وہ ہمیشہ استعمال کرتے ہیں۔ میں کمرے کی چابی ان کو دینے لگی تو وہ انجان سے ہو گئے کہنے لگے ''میرا پائپ باورچی خانے میں رہ گیا ہے تم میرے ساتھ چلو اور ڈھونڈ دو''۔

''ن'' نے یہ بات بالکل ٹھیک کہی تھی۔ میرے چچا پائپ ہی پیا کرتے تھے۔ مگر ان کا پائپ باورچی خانے میں کہاں چلا گیا؟ ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ ''ن'' کہنے لگیں ''میں آگے آگے چچا میرے پیچھے پیچھے باورچی خانے تک گئے۔ میں باورچی خانے میں داخل ہوئی تو پائپ مجھے سامنے ہی الماری پر پڑا مل گیا میں اسے اٹھا کر باہر نکلی تو چچا جان پھر مجھے غور سے دیکھنے لگے پھر وہ کچھ اس انداز سے کھلکھلا کر ہنس پڑے کے میری جان ہی نکل گئی۔ کیونکہ چھوٹے چچا کبھی قہقہہ لگانے کے عادی تو نہیں ہیں۔ بس میں پائپ ہاتھ میں لیے انہیں وہیں چھوڑ کر بھاگنے لگی، مڑ کر دیکھا تو اف وہ میرے تعاقب میں قہقہے لگاتے بھاگے آ رہے تھے۔ چچا جان نے ایسی حرکتیں کبھی کاہے کو کی تھیں؟''

''ن'' سے اتنا سن کر سنجیدہ سی ہوگئی۔ خیال آیا ''ن'' میں تو واہی تباہی نہیں بک رہی ہیں؟ وہ میرا انداز سمجھ گئیں کہنے لگیں۔ ''یقین جانو میں اپنے ہوش وحواس میں ہوں۔ بیمار نہیں ہوں۔ میں مارے خوف اور دہشت کے کوٹھی کے گرد دوڑنے لگی اور وہ میرے تعاقب میں بھاگے چلے آ رہے تھے۔''

میں بولی ''میں تمہاری باتوں پر انگشت بہ دندان رہ گئی ہوں۔ سنا ہے چاند کی تیز روشنی میں مالیخولیا ہو جاتا ہے، کیسی طبیعت ہے؟'' میں قسمیہ کہتی ہوں کہ لفظ بہ لفظ میں نے سچ بیان کیا ہے'' ''ن'' نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو یہ دوڑ آخر کہاں ختم ہوئی تم دونوں کی؟ میں ششدر ہو کر پوچھنے لگی۔ کہنے لگی۔ ہم دونوں بھاگے جا رہے تھے...... اور اس تیزی سے کوٹھی کا چکر لگا رہے تھے کہ میرا سانس پھول گیا تھا اور میں ناطاقتی کی وجہ سے غش کھا کر گرنے ہی والی تھی کہ اصطبل کی طرف کچھ آہٹ سنائی دینے لگی، شاید سائس گھوڑوں کی طرف جا رہا تھا یہ دیکھ کر چھوٹے چچا کی رفتار کچھ کم ہوئی۔ وہ چھلانگیں مارتے ہوئے کنوئیں کے پاس بھاگے اور املی کے درخت پر تیزی سے چڑھنے لگے ان کا آخری فلک شگاف قہقہہ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سنا۔ یقیناً وہ چھوٹے چچا نہیں مگر ہو بہو وہی تھے۔

''اور یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟'' میں نے پوچھا

''پائپ'' ''ن'' نے کہا۔

پائپ دیکھ کر تو واقعی میرا ایمان بھی لمحے بھر کو ڈانواڈول ہو گیا۔ اور ایک جھرجھری سی آئی۔ سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی۔

ابھی یہ قصہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کوٹھی کی برساتی میں کار آ کر رکی۔ ڈیڑھ بج رہا تھا میرے والد اور چچا ڈنر سے واپس آئے تھے۔

تو پھر وہ پائپ والا کون تھا؟ کیا یہ بہن ''ن'' کے دماغ کی اختراع تھی؟ اگر اختراع تھی! تو واقعی اختراع فائقہ تھی!

دوسرا جناتی قصہ بھی انہیں پر گزرا۔ وہ بھی سنیئے اور سر دھنیئے اس زمانے میں برطانوی فیشن کے مطابق انجینئر صاحبان باورچی خانے کوٹھیوں سے ذرا فاصلے پر بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ہماری اجناس کا گودام بھی شاگرد پیشہ کے قریب تھا اور ملازمین نے جانے کیوں اس کمرے کا نام جنوں کا اڈا رکھ چھوڑا تھا۔ ہر روز باورچی کو اجناس تلوا کر دینے کی ذمہ داری ''ن'' کے سپرد تھی۔ نماز مغرب کے ذرا بعد باورچی کو زعفران کی ضرورت لاحق ہوئی تو ''ن'' صاحبہ گودام کھولنے تشریف لے گئیں۔ نصف گھنٹے کے

بعد وہ شدید بیمار ہو کر لڑکھڑاتی ہوئی چال سے واپس آئیں اور سر پکڑ کر فوراً ایک کرسی پر بیٹھ گئیں۔ گھبرا کر سب نے انہیں سنبھالا۔ جب ذرا ٹھیک ہوئیں تو میں ان کے قریب گئی سرگوشی میں پوچھا۔ کیوں؟ چھوٹے چچا نے پھر کوئی حرکت کی؟

''نہیں ایک پر اسرار مینڈک راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔'' وہ سنجیدگی سے بولیں ''آپ بھی ہوتے تو نہ جا سکتے' معمولی مینڈک نہیں تھا' اس نے کندھے پر ماچس کی تیلی اس طرح سنبھال رکھی تھی جیسے کوئی سپاہی یا چوکیدار بندوق رکھتا ہے جدھر میں جاتی سامنے آ کر میرا راستہ روک کر کھڑا ہو جاتا' یہ دیکھ کر باورچی بھاگ گیا، اور میں بھی بھاگ آئی، میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ کانپنے لگیں۔

میں سوچنے لگی مریخ میں اگر آبادی ہے تو ہمیں کیا؟ زندگی کے یہی دکھ یہی بکھیڑے اور یہی مسائل ہمارے ساتھ ہوں گے۔ جنات کا وجود ہے یا نہیں ہے، ہمارے لیے ایک سی بات ہے، کیونکہ اپنے لیے تو

وہی درد دل کی ہیں لذتیں
وہی سوز عشق کی گرمیاں

قیوم نامدار معروف اہل قلم اور پختہ فکر ادیب ہیں انہوں نے جنات کے موضوع پر ایک فکر انگیز مقالہ تحریر کیا ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اللہ جل شانہ، قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

''جنوں میں بعض نیک ہیں اور بعض بد۔ بعض فرمانبردار ہیں اور بعض حکم الٰہی سے سرتابی کرتے ہیں۔ فرمانبردار راہ ہدایت پر ہیں اور بے راہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ (سورۃ الجن)

دوسری جگہ آتا ہے۔ جن اور انسان دو مختلف قومیں ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(ترجمہ) ''ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' سورہ رحمٰن میں ارشاد ہے (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کھنکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے۔ قرآن اس کی بھی شہادت دیتا ہے کہ جن انسانوں سے پہلے پیدا کیے گئے:۔

(ترجمہ) ''ہم نے انسان کو سیاہ سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا اور اس سے پہلے ہم نے جنوں کو لو کی گرمی سے پیدا کیا تھا۔''

ماضی اور حال میں متعدد شہادتیں اس امر کی موجود ہے۔ کہ دیکھنے والوں نے جنوں کو دیکھا بلکہ بہت سوں نے انہیں ماتحت بنا کر طرح طرح کے کام لیے امام ابن تیمیہ اپنی مشہور کتاب ''ال نبوہات'' میں جنات کی کیفیت و ماہیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''جنات جن لوگوں کے مسخر و ماتحت ہو جاتے ہیں انہیں اپنی پیٹھ پر سوار کرا کے ہوا میں دور دور تک سیر کراتے ہیں اور انسانوں میں گھسے ہوئے جنات کو تو خود ہم نے مارا ہے یہاں تک کہ وہ خبیث اس انسان سے اس طرح نکل بھاگا کہ پھر واپس نہیں آیا''۔

صاحب ''آکام المرجان'' علامہ قاضی بدرالدین اپنی شہرآفاق کتاب میں ''فی بیان مناکحۃ الجن'' کے نام سے ایک باقاعدہ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور ''یہ باب انسان اور جن کے مابین نکاح سے متعلق ہے اور یہاں گفتگو دو پہلوؤں سے ہوگی۔ اول یہ کہ کیا ایسا ہونا ممکن بھی ہے اور دوم یہ کہ اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے تو جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے ہم عرض کریں گے کہ کسی انسان کا مادہ جن سے یا کسی جن کا اولاد آدم سے کسی عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج عین ممکن ہے۔''

اس کے بعد اس مسئلہ کے عدم امکان کی مختلف دلیلوں کا رد کرتے ہوئے اور مختلف

امور وامثلہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے وہ اس کی مشروعیت کا فیصلہ سناتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اور انسان کے درمیان اس طرح کا رشتہ قائم کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور تابعین میں سے ایک جماعت اسے مکروہ تصور کرتی ہے۔

اسی پر بس نہیں ہمارے فقہا کے درمیان یہ بحث بھی پیدا ہوئی کہ جنوں کو ان کے نیک اعمال پر ثواب اور برے اعمال پر عذاب دیا جائے گا یا نہیں؟ اس بحث میں حصہ لینے والے اصحاب میں امام ابوحنیفہ، ابن ابی لیلی، امام مالک، امام اوزاعی، امام ابو یوسف، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ابن حزم ایسے اکابر کے نام شامل ہیں۔

اب میں ایک ذاتی واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ۱۹۶۵ء کی ایک سرد اور تاریک رات تھی۔ میں سینما کے آخری شو سے فارغ ہو کر گھر کو لوٹا۔ ان دنوں میرے پاس موٹر سائیکل تھی اور میں بادامی باغ میں رہائش پذیر تھا۔ لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے شمال کی جانب جی ٹی روڈ کی نکڑ سے ایک سڑک اقبال پارک کی سمت مڑ کر ریل کے پھاٹک سے ہوتی ہوئی چوکی پولیس بادامی باغ تک چلی جاتی تھی۔ مینار پاکستان کی تعمیر کے ساتھ سڑک غائب ہوگئی ہے۔ اسے غالباً مینار پاکستان کے ملحقہ باغ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ سڑک دن کے وقت بھی ویران رہتی تھی۔ اس کے دونوں جانب بڑے بڑے درخت تھے اور ریلوے پھاٹک سے کوئی دو سو گز ادھر سڑک کی بائیں جانب پارسیوں کا پرانا قبرستان تھا۔

اقبال پارک والی سڑک پر ایک آدمی سر سے پاؤں تک سفید چادر میں ملبوس میرے آگے آگے چلتا ہوا نظر آیا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا۔ اف میرے اللہ! اس کا منہ سیاہ گھوڑے کی مانند تھا۔ موٹر سائیکل کی روشنی میں اس کی سیاہ و سفید آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں خوف سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے مگر میں نے ہمت کر کے سواری کو مہمیز دی اور کافی آگے نکل گیا۔

پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت نہ تھی اور ویسے بھی گھپ اندھیرا تھا۔ خدا خدا کر کے ریل کے پھاٹک پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میں نے جلدی سے موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر کھڑا کیا اور کیبن کی سمت بھاگا تا کہ کیبن کے چوکیدار سے پھاٹک کھلوا سکوں۔

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ سفید پوش پھاٹک کے پاس کھڑا ہے اس کا سارا جسم چادر میں چھپا ہوا ہے۔ صرف چہرہ ننگا ہے اب گھوڑے کی بجائے اس کی شکل بکرے سے مشابہ ہے۔ موٹر سائیکل کی روشنی میں اس کی صورت اور ابھی بھیانک نظر آ رہی تھی۔ وہ مجھے گھور رہا تھا۔ خوف سے میرا گلا بند ہو گیا اعصاب جواب دے گئے۔ ہمت کر کے پھر موٹر سائیکل پر سوار ہو گیا اور جلدی سے پیچھے کو بھاگا مگر یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کہ وہی سفید پوش مجھے آگے آگے جاتا نظر آیا۔ پھاٹک کی طرف مڑ کر دیکھا تو غائب تھا میں نے جلدی سے موٹر سائیکل کو موڑا اور گھبراہٹ میں پھسل کر سڑک کے کنارے ایک گڑھے میں گر گیا۔

جان بہت عزیز ہوتی ہے میں اپنے حواس یکجا کر کے گرتا پڑتا کیبن کے اندر پہنچا۔ چوکیدار جاگ رہا تھا اس نے جب میری بپتا سنی تو مجھے تسلی دی۔ میرے ساتھ باہر آیا اور مجھے گھر تک چھوڑ گیا۔ اثنائے راہ میں اس نے بتایا کہ اس قبرستان میں جنات کا ڈیرہ ہے یہاں اکثر لوگوں کو اس قسم کے مافوق العقل مشاہدات ہوتے رہتے ہیں مگر ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ یہ مخلوق حکم الٰہی کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں اگر کوئی خود ہی خوفزدہ ہو کر کسی حادثے کا شکار ہو جائے تو اور بات ہے۔

جناب ایم اے خان صوبائی دارالحکومت میں ایک سرکاری ادارے میں گزٹیڈ پوسٹ پر فائز ہیں:

انہوں نے بتایا وہ عرصہ گیارہ سال سے غیر مرئی مخلوق کے ہاتھوں پریشان ہیں، اس مخلوق نے کئی بار ان کے گھر میں خون گرا دیا، جس کے دھبے فرش اور دیواروں پر

جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ چند روز قبل سونے کے کمرے اور گیلری میں عجیب وغریب قسم کی راکھ دیکھی گئی حالانکہ ان کے گھر میں گیس کا چولہا جلتا ہے اور راکھ کیا دھوئیں تک کا امکان نہیں ہوسکتا، یہ راکھ بکسیوں میں رکھے ہوئے کپڑوں کی تہہ میں پہنچ گئی۔ چند دھلے دھلائے کپڑوں پر راکھ اس طرح جمی تھی جیسے کسی نے تیل میں ملا کر پمپ سے سپرے کیا ہو۔ یہی راکھ ایک بار چائے دانی میں تیرتی ہوئی نظر آئی پہلے خیال کیا شاید باریک پتی ہو مگر غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا پتی نہیں راکھ ہے۔

اکثر ایسا ہوا کہ گھر کے دروازے کے باہر ماش، لال مسور، چاول، تیل، سیندور اور انڈے کی زردی بکھری ہوئی ملی، ایک دوبار کسی نے کالے بکرے کا سر لا کر پھینک دیا یہ چیزیں واضح طور پر جادو ٹونے کے عمل کی طرف اشارہ کرتی ہیں اس سلسلے میں اب تک پچاس ساٹھ عاملوں سے رابطہ پیدا کیا جا چکا ہے لیکن کہیں سے بھی تسلی بخش جواب نہیں ملا ایک دو بزرگ ایسے ملے جن کے تعویذوں سے وقتی طور پر فائدہ ہوا۔ ایک بزرگ جو اس وقت عمل کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے مکان کے چاروں طرف ۴۱ جنوں کا پہرہ لگا دیا ہے جو غیر مرئی پراسرار مخلوق کو ان کی کارروائیوں سے باز رکھیں گے۔ انہوں نے کچھ تعویذ بھی دیئے، جو مکان کے ہر دروازے کے اوپر اس طرح چسپاں کیے گئے کہ دروازے سے گزرنے والا تعویذوں کے نیچے سے ہو کر گزرتا ہے انہوں نے کچھ پانی دم کر کے دیا جو خان صاحب کی بیگم دن کے مختلف اوقات میں استعمال کرتی ہیں۔ عاملوں کا خیال ہے کہ جادو ٹونے کے یہ وار بیگم صاحبہ پر ہی کئے جا رہے ہیں جن کا مقصد گھر میں ناچاقی اور اختلاف پیدا کرنا ہے واضح رہے کہ خان صاحب اور ان کی بیگم نے پسند کی شادی کی تھی جوان کے رشتے داروں اور لواحقین کو پسند نہیں تھی۔

بیگم خان کا کہنا ہے کہ غیر مرئی مخلوق کی کارستانی کے زیر اثر انہیں بدن میں درد، نقاہت اور سانس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دم گھٹ

رہا ہے اور سانس لینا مشکل ہے۔ ایلوپیتھی، طب یونانی اور ہومیو پیتھی کے متعدد ماہروں سے علاج کرایا گیا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا، آرام محسوس ہوا تو دم کیے ہو پانی سے ایلوپیتھی علاج کے دوران ایک بار ایسا ہوا کہ ڈاکٹر نے بازو میں انجکشن لگایا پہلے تو سوئی جلد کے اندر داخل نہ ہوسکی۔ بعد از کوشش بسیار داخل ہوئی تو دوا ایک ہی جگہ پر جمع رہی اور خون میں نہ مل سکی۔ ڈاکٹر نے چھ مختلف مقامات پر انجکشن دیئے، نتیجہ ایک ہی رہا، یہ بات خود ڈاکٹر صاحب کے لیے بھی شدید حیرت اور تعجب کا باعث تھی۔ بیگم خان کا یہ بھی کہنا ہے جب وہ سونے کے لیے بستر پر دراز ہوتی ہیں تو پلنگ ہلتا ہوا محسوس ہوتا ہے جیسے زلزلہ آ رہا ہو، یہ کیفیت رات بھر میں دو تین بار اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ محسوس ہوتا ہے جیسے زلزلہ آ رہا ہو، یہ کیفیت رات بھر میں دو تین بار اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ تب ان کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے اور وہ ڈر سے سو نہیں سکتیں۔ مسٹر خان اور ان کی بیگم نے اہل درد سے اپیل کی ہے کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے میں ان کی مدد کریں۔ کسی ایسے عامل کا پتہ بتائیں جو اپنے فن میں کامل ہو، اور جس کے موکل طاقت ور ہوں، تا کہ جادو ٹونے کرنے والوں کے موکلوں کو شکست دے سکیں۔

ایک تعلیم یافتہ خاتون کے تاثرات

میرے ایک قریبی عزیز جو اس وقت کویت میں ملازم ہیں جس زمانے میں وہ کالج میں پڑھتے تھے تو روزانہ ایک ویران علاقہ میں بنے ہوئے ایک بڑے سے مکان کے سامنے سے گزرا کرتے تھے۔ جہاں ان کا سامنا ایک بے انتہا خوبصورت لڑکی سے ہوتا۔ اس کے ناز و ادا پر بچھ گئے اور اپنے والدین سے اس کے رشتے کے متعلق تذکرہ کیا، والدین خاندان میں ایک اور لڑکی سے اس کے رشتہ کی بات چیت کر رہے تھے۔ اس لیے وہ اس بات پر تیار نہیں ہوئے۔

والدین کے انکار کے بعد لڑکے نے دوسرے رشتہ داروں کا تعاون حاصل کر کے شادی کرلی۔ شادی میں والدین نے شرکت نہیں کی۔ لیکن بعد میں خاندان والوں کے درمیان میں پڑنے سے صلح ہوگئی، لڑکی خوبصورتی میں لاکھوں میں ایک تھی جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔

ہمارے خاندان میں اس کا بڑا شہرہ اور چرچا رہا پھر ان دونوں نے اپنا مکان علیحدہ کرلیا اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔ ان کے ہاں ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ ایک دن شوہر تھکے ماندے گھر پہنچے وہ فوراً سو جانا چاہتے تھے۔ بستر پر دراز ہو گئے بچی جو جھولے میں سو رہی تھی جاگ گئی لڑکی کی ماں نے جو پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر دوسرے پلنگ پر لیٹی تھی شوہر سے کہا کہ ذرا جھولا جھلا دیں۔ انہوں نے کروٹ بدل کر بیوی سے کہا کہ وہ خود ہی اس کا خیال رکھے اور آنکھیں بند کرلیں، بیوی کا خیال تھا کہ وہ سو چکے ہیں۔ مگر وہ جاگ رہے تھے بیوی صاحبہ نے لیٹے لیٹے ہاتھ لمبا کیا اور بچی کا جھولا جھلانے لگی۔ شوہر نے یہ ماجرا دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ آنکھوں پر یقین نہ آیا، خوب غور سے آنکھیں کھول کر دیکھا، ان کی بیوی، واقعی لیٹے لیٹے جھولا جھلا رہی تھیں، اور بازو چھ فٹ کے قریب طویل تھا۔ انہوں نے ایک چیخ ماری۔ بستر سے کود کر سرپٹ بھاگے اور والدین کے پاس آ کر دم لیا۔

ان پر ہذیان کی کیفیت طاری ہوگئی دو ماہ تک ہسپتال میں زیرِ علاج رہے، کئی عاملوں اور بزرگوں کے زیرِ نگرانی وظائف اور چلے کاٹے تب کہیں جا کر ہوش و حواس میں آئے، اب لاکھ شادی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔ وہ تیار نہیں ہوتے کہتے ہیں مجھے یقین نہیں آتا کون کس رنگ میں ہے۔ اس ہنگامے کے بعد ان کی خوبصورت دلہن اور بچی بھی غائب ہوگئی۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کسی کو پھر اسکی جانب متوجہ ہونے کا موقع نہیں ملا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

جنات میں فرمانبردار بھی ہیں اور بے انصاف بھی۔

(پارہ ۲۹ سورت ۲۷۔ رکوع ۱)

جنات میں سے ان کو بھی جو نافرمان ہوں گے عذاب ہوگا۔

(پارہ ۲۷، سورت ۲۷، رکوع)

قرآن پاک کے پارہ ۲۲ اور ۲۳ میں شیاطین اور جنات کا تذکرہ ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ: شیطان بھی جنات میں سے ہی ہیں اور جنات کی طرح آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں متکبر اور کافر بھی ہیں۔

جنات کے وجود کے متعلق ایک عجیب واقعہ

صوفی عبدالکریم ہزاروی نے جنات کے وجود کے متعلق ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے، کہتے ہیں۔

ہم ضلع ہزارہ کے ایک دیہی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ والد صاحب طبیب ہیں اور علم دین کا بھی وسیع مطالعہ رکھتے ہیں وہ جنات سے متعلق واقعات کو تسلیم نہیں کرتے تھے ایک دن مویشیوں کے لیے چارہ لانے کی خاطر گدھا لے کر کھیتوں کی طرف گئے۔ گاؤں سے کچھ فاصلہ پر ایک پہاڑی نالہ ہے، وہاں سے گزرے تو ایک بچہ دکھائی دیا، اسے نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھے چند قدم گئے تھے کہ گدھے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ رسی سے پکڑ کر کھینچا کوئی اثر نہ ہوا، مڑ کر دیکھا تو بچے نے گدھے کی دم پکڑ رکھی تھی اور اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔ انہوں نے منع کیا۔ اس نے سنی ان سنی کر دی۔ تب انہوں نے اپنی بانس کی مضبوط لاٹھی کا سرا مارنے کے انداز سے آگے

بڑھایا۔ ان کا خیال تھا ڈر جائے گا۔ مگر ڈرنے کی بجائے اس نے لاٹھی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا لاٹھی دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں تھی اس نے لاٹھی کو ہاتھوں میں پکڑ کر دبایا تو وہ خشک تنکے کی طرح ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔ گدھے کی دم چھوٹی تو اس کی جان میں جان آئی۔ جدھر منہ اُٹھا سرپٹ بھاگا۔ والد صاحب بھی حیرت زدہ ہو کر واپس مڑے اور گھر پہنچ کر دم لیا۔ اس کے بعد جب بھی کوئی شخص جنات کا واقعہ بیان کرتا ہے، وہ تردید نہیں کرتے۔

پشاور سے ایک صاحب لکھتے ہیں

میں اپنی بیٹی کی شادی دو تین سال قبل کر دی تھی، لڑکا اس کی خالہ کا بیٹا تھا، گویا سسرال اس کے لیے اجنبی نہ تھا گزشتہ سال جون میں اسے بائیں ہاتھ پر چوٹ آئی جس سے اس کا ہاتھ سوج گیا اور دو انگلیاں تقریباً بیکار ہوگئیں۔ اس دوران مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ اسکی حالت دیکھ کر علاج کرایا، چند روز بعد تکلیف میں قدرے افاقہ ہوا مگر پوری طورح آرام نہ آیا ساس نے جو اس کی خالہ بھی ہے، عورتوں کی عام روایت کے مطابق طعنہ دیا کہ کھاتی پیتی تو ٹھیک ٹھاک ہے لیکن ہاتھ کا بہانہ بنا کر کام سے گریز کرتی ہے، اس بات کا شاید اس نے گہرا اثر لیا۔

اب سے کوئی چھ ماہ قبل اس کو دورے پڑنے شروع ہوئے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتی، دورے شروع ہونے کے ایک ماہ بعد اس نے بے ہوشی میں باتیں کرنی بھی شروع کر دیں۔ کبھی کبھار خون کی قے ہو جاتی، اطلاع ملنے پر گیا تو دیکھا اس کا ہاتھ تقریباً ٹھیک ہو چکا تھا۔ البتہ کمزوری موجود تھی۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ خون جو ہاتھ کے زخم کی وجہ سے گندہ ہو چکا تھا اور ساس کے طعنوں سے جو غصہ آتا رہا اور ظاہر نہ ہوا اس کے باعث ہسٹریا کے دورے پڑتے ہیں۔ جو باتیں ہوش کے وقت ذہن میں ہوتی ہیں وہی بے ہوشی کے عالم میں منہ سے نکل جاتی ہیں، اس کیفیت کو پڑوسیوں

کے توہمات اور کو داس کی اپنی قوت واہمہ نے ''جن کے سایہ'' کی شکل دے دی، چند ایک نام نہاد عاملوں نے جو جاہل عوام کو لوٹنے کی تاک میں رہتے ہیں، بچی کو باقاعدہ ''آسیب زدہ'' قرار دے دیا۔

ایک بار اس پر بے ہوشی کا دورہ پڑا تو منہ سے یہ باتیں نکلیں:

''میں ایک مسلمان جن ہوں' اس بچی کے ساتھ بچپن سے ہی لگاؤ ہے میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہوں۔ بلکہ مدد کرتا ہوں''۔ اس دوران ایک نام نہاد جعلی اور سنگدل عامل نے بچی کی ہتھیلیوں میں کیل ٹھونک دیئے، اور ایک انگلی کا ناخن آگ پر رکھ کر جلا دیا، اس پر بچی کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ ''میں اس ظلم کا بدلہ لوں گا' اس کو بلاوجہ تکلیف دی گئی ہے'' اس واقعہ کے دوسرے روز اتفاقاً میں بھی وہاں چلا گیا، بچی کی حالت دیکھ کر ان لوگوں کو برا بھلا کہا کہ تم نے اس کے ہاتھ بیکار کر دیئے، یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ جس عامل نے یہ حرکت کی، اس نے لڑکی کے سسر کے کہنے پر ایسا کیا، اس نے کہا تھا ''اس کا بھگاؤ اور اسے سخت اذیت دو۔''

دوسرے دن بچی کو ساتھ اپنے گھر لے گیا، وہاں بھی ایک مرتبہ دورہ پڑا، اس نے پھر وہی بات دہرائی کہ ''میں نے کسی کا نقصان نہیں کیا، کسی کو دکھ نہیں پہنچایا لیکن اب بدلہ لوں گا۔''

میں نے کہا: ''اگر تم واقعی جن ہو تو بتاؤ بچی کے ساتھ ایسا ظلم کیوں ہو رہا ہے، تمہاری وجہ سے اسے سخت اذیت اور تکلیف دی گئی۔'' اس نے جواب دیا ''بدلہ میں کل ہی لے لوں گا بشرطیکہ لڑکی آج اپنے سسرال پہنچ جائے۔ میں اسی روز لڑکی کو ساتھ لے کر اس کے سسرال چلا گیا، بچی نے ابھی گھر کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑی، عین اسی وقت گھر کے باہر بندھی ہوئی بھینس بھی اچانک گری اور مر گئی، اس وقت بھینس کو لڑکی کی ساس دوہ رہی تھی، بچی کو ہوش آیا تو رونے لگی اور کہا ''ہمارا چار ہزار روپے کا

نقصان ہوگیا''۔ میں نے اسے تسلی دی گھبراؤ نہیں میں تمہیں اپنی بھینس دے دوں گا۔

چند روز بعد کا واقعہ ہے کہ بچی کا شوہر جو فوج میں ملازم ہے، چھٹی پر گھر آیا، اس نے کچھ نوٹ ماں کو دیئے اور کہا، ان کو رکھ دو، بچی پر دورہ پڑا تو کہا ''یہ نوٹ جو تم نے گھر میں رکھوائے ہیں میرے ہیں' اور میں نے لے لئے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے نوٹ نکال کر دکھائے اور دوبارہ جیب میں رکھ لیے بچی کو ہوش آیا تو اس کی جیب میں صرف دو روپے تھے ساس نے جا کر صندوق دیکھا تو نوٹ غائب تھے، اس واقعے کے بعد ساس تو اس کی جانی دشمن بن گئی۔

لڑکی کا شوہر اسے ایک معروف درگاہ پر لے گیا، گدی نشین صاحبزادہ صاحب نے اس کو تین مرتبہ لانے کی ہدایت کی اور کہا ''اب اس پر جن نہیں آئے گا، لیکن اس کی وجہ سے جسم میں جو بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں ان کا علاج کرانا ہوگا۔''

لڑکی کا شوہر اسے میرے پاس شہر لے آیا، آج کل وہ ہسپتال میں داخل ہے۔ ایک تجربہ کار کرنل ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے خیال کی تائید کی ہے کہ بچی کو ہسٹریا کا مرض ہے، خون 56 فیصد خراب ہو چکا ہے ایکسرے سے پتہ چلا ہے کہ اس کے دونوں بازو ٹوٹے ہوئے ہیں معدے میں زخم ہے۔ علاج جاری ہے اور اس سے خاصا افاقہ ہے پہلے کی طرح دورے نہیں پڑتے کبھی کبھار بے ہوش ضرور ہو جاتی ہے۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ لڑکی بھاری مردانہ آواز میں کس طرح بات کرتی تھی' بھینس اچانک کس طرح مر گئی اور نوٹ کس طرح غائب ہو گئے؟ یہ ایک ایسا عجوبہ ہے جس پر جتنا غور کرتا ہوں، اتنا ہی الجھتا جاتا ہے۔

م س صاحب کی اس سرگزشت سے محترم قارئین کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ بچی ذہنی اور جسمانی طور پر بیمار تھی، جذباتی گھٹن نے اس کے ذہن کو سخت متاثر کیا تھا، ہمارے

معاشرے میں کتنی ہی ایسی بچیاں ہیں جو تند خو ساسوں کی ناروا سختیوں سے زندہ درگور ہو جاتی ہیں۔ سسرال میں سب کو مخالف اور غیر ہمدرد پاتی ہیں تو چپکے ہی چپکے جی کو جلاتی رہتی ہیں۔

اے آر ظفر (ایم اے) بھکر میانوالی سے لکھتے ہیں

ایک زمانے میں میں جنوں کے وجود کا قائل نہیں تھا لیکن بعض دوستوں نے جنوں کے متعلق جو واقعات بتائے انہیں سن کر مجھے ان کے وجود کا قائل ہونا پڑا۔ لیکن دوستوں کے واقعات کا تذکرہ کرنے سے قبل میں آپ کو یہ بتاتا چلوں میں خود جنوں کے بارے میں کیا نقطہ نظر رکھتا ہوں۔

میرے خیال کے مطابق (اور میں نے یہ رائے بعض علما کی کتابوں سے استفادہ کے بعد قائم کی ہے) جن ایک ایسی مخلوق ہے جو زمین پر انسانوں کے آباد ہونے سے پہلے بستی تھی اور اسی شکل میں اب تک آباد چلی آ رہی ہے۔ یہ اس دور کا ذکر ہے جب کرہ ارض سورج کی طرح گرم تھا اور یہاں آب و ہوا، اتنی سازگار نہ تھی کہ انسان آباد ہو سکیں۔ جنوں کا وجود آگ سے بنایا گیا ہے اور اس دور میں کرہ ارض اس غیر مرئی مخلوق کا مسکن تھا چونکہ یہ مخلوق آگ یعنی توانائی، یا حرارت سے بنی ہوئی تھی، اس لیے بے پناہ قوتوں کی مالک تھی اور اب بھی ہے۔ اس کائنات میں فطرت کی بیشمار قوتیں سرگرم عمل ہیں۔

چونکہ انسان ان کا سراغ نہیں لگا سکا، اس لیے ہم یہ بھی حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ جن کی اصلی شکل کیا ہے اور یہ کس طرح ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ابھی تک ذہنی طور پر اتنا ترقی یافتہ نہیں ہوا کہ ان قوتوں کا سراغ لگا سکے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ قوتیں موجود ہی نہیں ہیں، ہزاروں سال قبل کا انسان کیا یہ بات سوچ سکتا تھا کہ ریڈیائی لہروں کے ذریعے آواز اور تصویر ہزاروں

میل کی دوری تک منتقل کی جاسکتی ہے۔ اب اگر سائنس ان احکامات کا جائزہ لے رہی ہے کہ ٹھوس شکل کی چیزوں کو توانائی میں بدل کر ہزاروں میل دور دوبارہ ٹھوس شکل میں چند لمحوں کے اندر منتقل کیا جاسکے، تو یہ بھی آنے والے دور میں ممکن ہو سکے گا۔ ان تصریحات کا مطلب صرف یہ واضح کرنا ہے کہ جن بھی قدرت کی بیشمار توانائیوں اور مظاہر کی ایک شکل ہیں جس کی بنیاد صرف افسانوں پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ خالصتاً سائنسی بنیاد ہے۔ یہ اور بات ہے کہ موجود ذہنی سطح پر ہم اس کی سائنسی توجیہہ کرنے سے قاصر ہیں۔

عہد حاضر کے بعض مفسرین اور مفکرین نے، قرآنی الفاظ جن وانس کو دیہی اور شہری آبادیوں سے موسوم کیا ہے، چونکہ بدقسمتی سے قرآن کا میرا مطالعہ اتنا وسیع نہیں، اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتا، تاہم اس کے ساتھ بعض مفسرین نے بعض ایسی قرآنی آیات بھی بیان کی ہیں جن میں جن کو آتشی مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ یہ مخلوق، زمانہ قدیم سے کرہ ارض پر ہمارے ساتھ ساتھ رہتی چلی آ رہی ہے، اور ہمارے نظروں سے اوجھل ہے۔

میں جن واقعات کا تذکرہ کرنے والا ہوں، ان میں سے ایک کا تعلق تو میرے سسر کے والد سے ہے، وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں وہ اپنے زمانے کے نامی حکیم تھے۔ نیک پاک اور صوم وصلوٰۃ کے پابند، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کو بھی دوا دیا کرتے تھے اور ایسے لوگ موجود ہیں جو بتاتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں ہی حکیم صاحب جنوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور انہیں دوا دیتے تھے اور بعض اوقات کئی جن مریض کو دیکھنے کے لیے ان کے ساتھ چل کر جایا کرتے تھے۔ جن انہیں دوا کی قیمت ادا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ جیب میں پیسے ڈالتے اور پھر انہیں نکالتے، تو یہ کوئلہ کی شکل میں بدل چکے ہوتے۔

حکیم صاحب جنوں کی شادیوں میں باقاعدہ شرکت کیا کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ خوشی کے موقعہ پر یہ مخلوق ڈھول باجے بجاتی ہے یہ ایسے واقعات ہیں جن پر میں

یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ان کے راوی بہت مستند لوگ ہیں۔

میرے ایک دوست نے مجھے ایک بار جنوں کے بارے میں بتایا۔ میرے یہ دوست سائنس کے طالب علم تھے اور جنوں کے وجود سے انکاری، ان کی کہانی پر بھی مجھے یقین کرنا پڑتا ہے، میرے دوست کو یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک کام کے لیے گئے اور اپنے ماموں کے گھر ٹھہرے ماموں صاحب نے انہیں اس کمرے میں ٹھہرایا جو آسیب زدہ تھا۔ میرے دوست رات کو سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آنکھ کھل گئی انہوں نے دیکھا کمرے کے ایک کونے میں سفید لباس میں ملبوس ایک باریش بزرگ کھڑے تھے۔ میرے دوست حیرت زدہ رہ گئے۔ کئی بار آنکھیں ملیں۔ لیکن بزرگ برابر موجود تھے، چونکہ فطری طور پر دلیر تھے اس لیے چارپائی پر اٹھ بیٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ واپس آئے تو وہی بزرگ دوبارہ ایک کونے میں کھڑے تھے اور شکل اتنی واضح تھی کہ اس کی باریکیاں آج بھی ان کے ذہن میں محفوظ ہیں اس کے فوراً بعد کمرے میں گھنٹیاں بجنی شروع ہوگئی، دوسری نے گھڑی دیکھی، رات کے دو بجے کا عمل تھا۔ آخر کار وہ لحاف اوڑھ کر سو گئے صبح کو جب انہوں نے میزبان سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ کمرہ جنوں کا مسکن ہے اور صرف اس کی تصدیق کرنے کے لیے انہوں نے اسے یہاں ٹھہرایا تھا۔

دوست نے بتایا کہ اسے کئی بار دریا خان سے ڈیرہ اسماعیل خان سائیکل پر جانے کا اتفاق ہوا ہے، وہ رات کو چار، پانچ بجے کے بعد نور کے تڑکے سفر کرتے، تاکہ گرمی سے محفوظ رہیں، سفر کے دوران بارہا انھوں نے سائیکل کے ساتھ مینڈھا دوڑتا ہوا دیکھا جو کئی جانوروں کا روپ بدل کر سائیکل کے ساتھ ساتھ دوڑتا تھا، یعنی یہ کبھی بکرا بن جاتا، کبھی بھیڑ اور کبھی کتا۔ بعد میں وہ ان جانوروں کے اتنے عادی بن گئے کہ

انھوں نے اس سے خوف کھانا چھوڑ دیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جنات کا بہت بڑا مسکن ہے اور پہاڑی علاقے میں صرف یہی مخلوق آباد ہے۔
کچھ عرصہ قبل ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک نواحی قصبے کے کئی لوگ اشتہار چھپوا کر، اخباری دفتروں کے چکر لگا رہے تھے اور مطالبہ کر رہے تھے کہ انھیں اس مخلوق سے نجات دلائی جائے کیونکہ وہ اس مخلوق کے ہاتھوں تنگ ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ لوگ اس قصبہ سے ہجرت کر گئے ہیں۔

ہرن مینار کا بوڑھا جن

ریواز گارڈن لاہور سے اذکی قیوم نے لکھا ہے:۔ میں کالج میں پڑھتی تھی، گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو ہم مکتبوں نے سیر کا پروگرام بنایا، والد محترم سخت طبیعت کے تھے، مجھے یقین تھا کہ باہر جانے کی اجازت نہیں دینگے۔ چنانچہ تین چار سہیلیوں کی مدد لی اور بڑی مشکل سے ایک رات باہر جانے کی اجازت مل گئی۔ اب مرحلہ یہ تھا کہ رات کہاں گزاری جائے؟ بڑی سوچ بچار کے بعد ''ہرن مینار'' جانے کا فیصلہ ہوا۔ ہرن مینار شیخوپورہ سے کوئی پانچ میل دور واقع ہے، یہ عمارت ایک شکارگاہ ہے جہاں شہنشاہ جہانگیر مرغابی کا شکار کھیلا کرتے تھے۔ ہمارا قافلہ کوئی چار بجے بعد دوپہر لاہور سے روانہ ہوا، ہماری جماعت بیس افراد پر مشتمل تھی، جس میں چودہ لڑکیاں، تین چھوٹی عمر کے ملازم لڑکے، دو ڈرائیور اور ایک بوڑھا باورچی شامل تھا۔
ہم قریباً پانچ بجے ہرن مینار پہنچے، اس وقت آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی آسمان سے پانی برسنا شروع ہو جائیگا، جلدی جلدی گاڑیوں سے نکل کر بارش سے بچنے کی پناہ ڈھونڈنے لگے۔
شکارگاہ کی عمارت ایک بہت بڑا تالاب ہے، اس کے چاروں طرف پختہ روشیں بنی ہوئی ہیں، تالاب کے درمیان میں ایک تین منزلہ عمارت ہے جس کے اوپر ایک

بہت خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے، داخلے کے دروازے کو ایک پختہ راستہ اس عمارت تک لے جاتا ہے، ہم سب اپنا اپنا سامان اٹھا کر اس عمارت میں آ گئے۔

ہمارے یہاں پہنچتے پہنچتے ہوا زور سے چلنے لگی اور آن کی آن میں شدت اختیار کر گئی پھر پانی برسنے لگا، چاروں طرف سے مینہ کی بوچھاڑ اور ہوا کی شدت ناقابل برداشت حد تک بڑھتی جا رہی تھی، ہمارے کپڑے اور سامان بھیگ چکا تھا۔ مغرب کی جانب ایک خستہ مینار تھا جو قریباً زمین سے سو، سوا سو فٹ بلند ہوگا اس موسلہ دھار بارش میں وہ مینار بڑا بھیانک نظر آ رہا تھا۔ میرے استفسار پر بوڑھے باورچی نے بتایا کہ: اس مینار کے نیچے ملکہ نور جہاں کا ایک بڑا پیارا ہرن دفن ہے جو اثنائے شکار میں اس جگہ سے جہاں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تالاب میں گر کر مر گیا تھا اور اسی وجہ سے اس مینار کا نام ''ہرن مینار'' ہے۔ میں نے ایک انجانے تجسس سے مجبور ہو کر بوڑھے باورچی سے کہا چلو بابا مینار کو دیکھیں، میں باورچی کے ساتھ چلی تو لڑکیوں نے مجھے روکا مگر میں ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مینار کی طرف چل دی۔

ہم مینار کے قریب پہنچے تو بارش اور بھی تیز ہو گئی۔ میرے قدم لڑکھڑائے اور قریب تھا کہ میں گر جاتی مگر بوڑھے باورچی نے میرا ہاتھ تھاما اور کہا کہ ذرا آنکھیں بند کر لو.....!! میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر کہا آنکھیں کھولو.....!! میں نے آنکھیں کھولیں تو میں مینار کے اوپر کھڑی تھی۔ بوڑھا باورچی مینار کی شکستہ منڈیر پر میرے ساتھ بیٹھا تھا، بارش ختم ہو چکی تھی اور سامنے تالاب کی درمیانی عمارت کی چھت پر میری ساتھی لڑکیاں خوش گپیوں میں مصروف تھیں، میں حیران تھی اور دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ بغیر سیڑھیاں چڑھے مینار کے اوپر کیسے آ گئی ہوں.....؟ یہ سارا قصہ ایک خواب کی سی کیفیت معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اس کیفیت میں دیکھ کر بوڑھے باورچی نے کہا: بیٹا تم کیا سوچ رہی ہو؟ میں اس جگہ کا رہنے والا ہوں، یہ مینار میرا مسکن

ہے، بچپن سے لے کر بوڑھاپے تک میں نے کئی سال انہی سیڑھیوں پر گزارے ہیں، مجھے اس عمارت سے والہانہ محبت ہے۔ آج سے کوئی دو سو سال قبل میں یہاں پہلی بار آیا تھا تو یہ مینار اپنی مکمل حالت میں تھا، اس کے اوپر محراب دار گنبد بھی تھا۔ اس مینار کا کافی حصہ منہدم ہو چکا ہے میں حیرت سے یہ باتیں سن رہی تھی اور ایک انجانے خوف سے بوڑھے باورچی کی طرف دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک اور ہاتھوں میں ارتعاش تھا میں سہم گئی اور سوچنے لگی کہ یہ آدمی دو سو سال پہلے یہاں آیا تھا۔

اتنے میں وہ میری طرف بڑھا میرے حواس جواب دے گئے جب ہوش آیا تو میں ایک ویران عمارت کے فرش پر پڑی تھی اٹھ کر دیکھا تو عمارت کے چاروں طرف ویران اور بنجر زمین تھی سبزہ نام کو نہ تھا دور دور تک زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے، میں چیخیں مارتی ہوئی نیچے کو دوڑی نچلی منزل پر پہنچی تو خوف سے میرا خون خشک ہو گیا کیا دیکھتی ہوں کہ اس عمارت کے وسط میں ایک بوسیدہ قبر ہے اور اس کے قریب ہی بوڑھا باورچی بیٹھا ہوا ہے مجھے دیکھ کر وہ پیار سے بولا آؤ بیٹی میرے پاس بیٹھ جاؤ ڈرنے کی کوئی بات نہیں یہ میرے مرشد کا مزار ہے میں ہر روز یہاں سلام کرنے آتا ہوں۔ میں نے کہا بابا میں سخت پریشان ہوں یہ سب کیا ہے...!؟ لِلّٰہ مجھے تفصیلاً بتایئے ورنہ میں خوف سے مر جاؤں گی۔

بوڑھے باورچی نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا، بیٹا میری کہانی سن کر تمہیں حیرت ہوگی، میں انسان نہیں بلکہ جن ہوں میرا نام دین محمد ہے۔ اوائل عمر میں میرے ماں باپ کافر تھے۔ انہوں نے میرا نام شمہورش رکھا تھا مگر خوش قسمتی سے ان بزرگوں کی شفقت و محبت سے میں مسلمان ہو گیا اور میرا اسلامی نام دین محمد رکھا گیا۔ آج سے قریباً سو برس قبل ان بزرگوں کے حکم سے میں انسانی شکل میں بھولے بھٹکے مسافروں

کی راہنمائی کے لئے لاہور جایا کرتا تھا۔

بوڑھے باورچی کی بات کاٹتے ہوئے میں نے کہا: بابا یہ کون سی جگہ ہے اور ہم لاہور سے کتنی دور ہیں۔

باورچی نے کہا ہم لاہور سے کوئی ۲۰ میل دور ہیں، یہ دریائے راوی کا بیلا اور بابکوال کا صحرا ہے۔ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے بوڑھے باورچی نے کہا زندگی کی سب سے بڑی بھول جو مجھ سے سرزد ہوئی وہ ایک آدم زاد لڑکی سے محبت تھی، اس لڑکی کو شبہ ہو گیا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہوں اور اس کے مجبور کرنے پر میں نے اسے بتادیا کہ میں کون ہوں اس سے وہ بہت پریشان ہوئی اور بیمار رہنے لگی۔ میں نے بہت جتن کئے مگر وہ جانبر نہ ہوسکی میں اس لڑکی کو حاصل تو نہ کر سکا مگر اپنی برادری کے فیصلے کے مطابق اب مجھے ایک سو سال انسانوں میں رہ کر ان کی خدمت کرنی ہوگی۔ میں پچھلے پچاس سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں اور ابھی میری سزا کے پچاس سال باقی ہیں۔

میں حیرت سے بوڑھے باورچی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ سسکیاں بھرتے ہوئے کچھ منہ میں بڑبڑایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ میرے اوسان خطا ہو گئے۔ جب حواس درست ہوئے تو میں ہرن مینار پر اسی جگہ کھڑی تھی۔ بوڑھا باورچی منڈیر پر بیٹھا میری طرف دیکھ رہا تھا میں مینار سے نیچے اتر آئی۔ اور گرتی پڑتی اپنے ساتھیوں میں آگئی۔

میں ازدواجی زندگی میں منسلک ہو چکی ہوں۔ کالج چھوڑے کئی سال ہو چکے ہیں۔ بوڑھا باورچی نوکری چھوڑ کر جا چکا ہے۔ مجھے نہیں معلوم وہ آج کل کہاں ہے۔ کس حال میں ہے اس کی سزا کب پوری ہوگی اور کب آزاد ہوگا۔ میں اس راز کو جاننے کے لئے سخت بے چین ہوں۔ عورت زیادہ دیر تک کسی راز کو اپنے سینے میں

محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ میں نے اسی جذبے کے تحت یہ سرگزشت اپنے میاں سے بیان کردی اور التجا کردی کہ وہ بوڑھے باورچی کا پتہ لگانے میں میری مدد کریں۔ چنانچہ ہم دونوں کئی دفعہ ہرن مینار گئے۔ پھر بابکوال کے نواحی شورزاروں میں گھومتے رہے۔ آخر تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ میرے میاں اسے ایک مفروضہ سمجھتے ہیں اور باقی گھر والے ایک واہمہ مگر میرے لئے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مولوی ف ن صاحب جڑانوالہ کے ہیں۔ اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے کہتے ہیں:

جنات کو تصرف میں لانے کے لئے سخت محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑی، چھ چھ ماہ کے چھ چلے کاٹے، ہر چلے کے آخر میں جنات نے مختلف شکلوں میں ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مرشد کی توجہ اور فضل ایزدی سے منزل بہ منزل طے کرتا چلا گیا۔ آخری چلے کے آخری چھ دن سخت دشوار گزرے، ایک دن آدھی رات کے وقت دریا کے کنارے آسن جمائے بیٹھا تھا کہ محسوس ہوا کہ دریا میں زبردست طغیانی آرہی ہے پانی کی لہروں میں ایسا شور محسوس ہوا، جیسے پہاڑ آپس میں ٹکرا رہے ہوں، اتنے میں طوفانی ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگے، تند و تیز ہواؤں کے تھپیڑے کبھی ادھر اور کبھی ادھر دھکیل دیتے، تھوڑی دیر بعد سخت مہیب آوازیں آنے لگیں۔ جیسے چڑیلیں چنگھاڑتی اور شور مچاتی ہوں، ہواؤں نے جلد ہی آندھی کا روپ اختیار کر لیا، سرخ رنگ کی زبردست آندھی چاروں طرف پھیل گئی۔ بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اکھڑ گئے پھر بارش ہونے لگی اور ساتھ ہی اولے پڑنے لگے، پھر یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں خونخوار کتے بھونکتے ہوئے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ عجیب عجیب ڈراؤنی شکلیں آنکھوں کے سامنے گھومنے لگیں، لمبے لمبے نوکیلے دانت، آنکھوں سے شعلے نکلتے ہوئے کالی سیاہ رنگت، سر پر سینگ، جسم پر لمبے لمبے بال، نوکیلے تیز، شیر کے پنجوں جیسے ناخن لنگوروں کی طرح لمبی دم، اس قسم کے سینکڑوں ہیولے میرے اردگرد چکر کاٹنے لگے۔ لیکن طویل مشقوں سے مجھ میں حوصلہ

پیدا ہو چکا تھا حصار میں جم کر بیٹھا رہا۔ مرشد کا بتایا ہوا وظیفہ ورد زبان تھا۔

بالآخر ان پر اسرار مظاہر میں قدرے سکون پیدا ہوا شور وغل آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا۔ ڈراؤنی شکلیں غائب ہو گئیں۔ دریا کی طوفانی لہریں تھم گئیں۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بارش کا زور ٹوٹ گیا۔ چودھویں کا چاند پوری تابانی سے نظر آنے لگا۔ ایک جانب سے ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز آنے لگی۔ معطر ہوا کے نرم خوشگوار جھونکوں نے سرور کی ایک کیفیت پیدا کرنی شروع کی۔ اعصابی تناؤ میں کمی ہوئی اور یوں محسوس ہوا جیسے حواس پر غنودگی طاری ہو رہی ہے۔ خوبصورت پریوں کے خوابناک سائے ادھر ادھر منڈلاتے دکھائی دینے لگے۔ یہ کیفیت لحہ بہ لحہ گہری ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ہوش برقرار رکھنے میں سخت دشواری پیش آنے لگی۔ یہ حالت دو چار منٹ مزید جاری رہتی تو میں یقیناً گہری نیند میں کھو جاتا۔ معاً خیال آیا کہیں یہ جنات کا پیدا کردہ ماحول نہ ہو؟ اس خیال کے ساتھ ہی توجہ اپنے مقصد پر مرکوز ہو گئی۔ اب میں پوری طرح مستعد اور وظیفہ میں منہمک تھا۔

آزمائشیں ختم ہوئیں۔ فجر کی اذان کے ساتھ ہی روح میں خوشگوار سکون اور طمانیت کا احساس ہوا۔ ورد ختم کر کے نماز کے لئے اٹھا۔ محسوس ہوا کہ کوئی پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ مڑ کے دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ مسجد میں جا کر نماز پڑھی۔ نماز کے بعد دیر تک تلاوت کرتا رہا۔ دھوپ خاصی نکل آئی تھی۔ معاً خیال رات کے واقعات کی جانب چلا گیا۔ زبان پر بے اختیار وظیفہ جاری ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر ایک مضبوط جسم کا نوجوان کھڑا ہے۔ پوچھا کون ہو؟ جواب آیا ہم وہی ہیں جن کو آپ بلانا چاہتے تھے۔

میرا نام فیروز کوہی ہے اور میں جنات کے ایک قبیلے کا سردار ہوں، کہیے کیا حکم ہے؟

میں نے کہا اس وقت آپ چلے جائیں جب ضرورت ہو گی بلا لیں گے۔ اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ ریاضت رنگ لائی ہے اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو

چکا ہوں۔ اس سے خوشی تو ہوئی لیکن کوئی دنیاوی خواہش دل میں محسوس نہ کرسکا جو جنات کے ذریعے پوری کرواتا۔ جنات کی وساطت سے لوگوں کی کھوئی ہوئی چیزوں اور بیماروں کی شفا کے بارے میں ہی کوشش کرتا جو اکثر کامیاب ہو جاتی۔ مجھے کوئی ایسا دن یا رات یاد نہیں جب میں نے نماز پنجگانہ تا تہجد قضا کی ہو۔ میں سمجھتا ہوں جنات انسان کے قابو میں یقیناً آسکتے ہیں۔ لیکن اس طاقت کو دنیاوی فائدے اور لالچ کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ میرے علم میں کئی ایسے عامل آئے جنہوں نے جنات کو دنیا کمانے کے لئے استعمال کیا۔ لیکن ان کا انجام انتہائی عبرتناک ہوا۔

ایک بار خیال پیدا ہوا کہ جنات کو اصل شکل میں دیکھنا چاہیے۔ اپنے معمول فیروز کو ہی کو بلایا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ کہنے لگا: ہم غیر مرئی مخلوق ہیں۔ نظر نہیں آسکتے البتہ ہم مختلف شکلیں اور بھیس بدل سکتے ہیں اور اس طرح کبھی کبھی عام لوگوں کو بھی نظر آجاتے ہیں۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے جنات کو اصل شکل میں دیکھا ہے غلط کہتا ہے۔ (مولوی صاحب کا بیان ختم ہوا)

ایک سچا واقعہ

م س صاحب پنجاب یونیورسٹی میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ صاحب رائے اور بالغ نظر انسان ہیں۔ جنات کے سلسلہ میں ایک سچا واقعہ ارسال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں۔

آج سے دو سال پیشتر میں اپنے گاؤں "چک ۹ ایم بی قائد آباد میں تھا۔ فصل کی کٹائی کا موسم تھا اور ہم سب لوگ مل کر کٹائی میں لگے تھے۔ دوپہر کو بھائی نے کہا کہ جا کر گھر سے کھانا لاؤ۔ تقریباً گیارہ بجے تھے۔ میں گھر آگیا۔ ہمارے کھیتوں سے گھر کا فاصلہ تقریباً سوا میل تھا۔ ہم بہت سے لوگ ملکر کام کر رہے تھے۔ اس لئے کھانا

بھی بڑی مقدار میں تیار کرایا تھا۔ میں اور میری والدہ نے کھانا لے کر جانا تھا۔ والدہ نے کہا تم گوشت والا برتن اٹھا کر چلو۔ میں روٹیاں لے کر آتی ہوں۔ میں گوشت کا وزنی برتن اٹھا کر جلدی جلدی کھیتوں کی جانب چل پڑا۔ تقریباً آدھا راستہ طے کیا ہوگا کہ پیچھے سے کچھ شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا بہت سے بچے مل کر شور مچا رہے ہیں کہ "بھائیا سانوں وی دے جا۔ اوئے چاچا سانوں وی دے دے"۔

میرے پیچھے کی جانب خربوزوں کا کھیت تھا اور ساتھ ہی ایک بیری کا درخت، میں سمجھا شاید وہاں سے کچھ بچے شور مچا رہے ہوں گے۔ حیران ہوا کہ اس وقت یہ بچے یہاں کیا کر رہے ہیں۔ چند قدم اور آگے بڑھا تو ایک بڑا پتھر تڑاخ سے میری کمر پر آ کے لگا۔ مڑ کر دیکھا تو جسم خوف سے کانپ گیا۔ چھوٹے چھوٹے ننگ دھڑنگ بچے...... سر گنجے اور چھوٹے چھوٹے سینگ...... رنگ سیاہ کالا...... آنکھیں اتنی خوفناک کہ بیان نہیں کر سکتا گرمی تو پہلے ہی بہت تھی...... ان کی شکلیں دیکھ کر سرتا پاؤں پسینہ میں شرابور ہو گیا۔ ان میں سے تین یا چار جوان تھے...... وہ ان کو خاموش کرا کے بولے جاؤ وہ پتھر اٹھا کر لاؤ اور اسے مارو یہ مر جائے گا تو کھانا ہم کھا لیں گے۔ یہ سن کر سخت خوف اور دہشت طاری ہوئی۔ زبان خشک ہوئی، ٹانگیں کانپنے لگیں...... جسم اس طرح ہو گیا جیسے جان ہی نہیں۔ اتنے میں بزرگوں سے سنی ہوئی ایک بات یاد آ گئی یہ مخلوق جھوٹی چیزیں نہیں کھاتی۔ میں نے گرم گرم سالن میں سے ایک بوٹی نکالی۔ میرا ہاتھ بری طرح جھلس گیا لیکن اس وقت گرمی سردی کا ہوش نہ تھا۔ بوٹی نکال کر فوراً کھانی شروع کر دی لیکن وہ پھر بھی کھڑے ادھر ادھر اچھل کود رہے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ پھر میں نے آدھی بوٹی دوبارہ سالن میں ڈال دی۔ بوٹی ڈالنے کی دیر تھی کہ سب غائب ہو گئے۔ میں جلدی جلدی کھیتوں میں چلا گیا اور بھائیوں کو یہ واقع سنایا سب نے میرے زندہ بچ آنے کو ایک معجزہ خیال کیا۔ والدہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے قرآن شریف ختم کرایا اور نیاز دلوائی۔

جنات کے بارے میں مذہبی نقطہ نظر

مولانا صاحب کہتے ہیں موجودہ زمانے کے بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جنات کسی حقیقی چیز کا نام نہیں بلکہ یہ بھی پرانے زمانے کے اوہام وخرافات میں سے ایک بے بنیاد خیال ہے۔ یہ رائے انہوں نے کچھ اس بنا پر قائم نہیں کی ہے کہ کائنات کی ساری حقیقتوں کو وہ جان چکے ہیں اور انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ جن کہیں موجود نہیں ہیں۔ ایسے علم کا دعویٰ وہ خود بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن انہوں نے بلا دلیل یہ فرض کر لیا ہے کہ کائنات میں بس وہی کچھ موجود ہے جو ان کو محسوس ہوتا ہے حالانکہ انسان کے محسوسات کا دائرہ اس عظیم کائنات کی وسعت کے مقابلہ میں وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو سمندر کے مقابلے میں قطرے کی نسبت ہے وہ موجود نہیں ہے اور جو موجود ہے اسے لازماً محسوس ہونا چاہیے وہ دراصل خود اپنے ذہن کی تنگی کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ طرز فکر کو اختیار کر لیا جائے تو ایک 'جن' ہی کیا انسان کسی ایسی حقیقت کو بھی نہیں مان سکتا جو براہ راست اس کے تجربے اور مشاہدے میں نہ آتی ہو اور اس کے لئے خدا تک کا وجود قابل تسلیم نہیں ہے کیا وہ کسی اور غیر محسوس حقیقت کو تسلیم کرے۔

قرآن میں ایک جگہ نہیں بکثرت مقامات پر 'جن' اور انسان کا ذکر اس حقیقت سے کیا گیا ہے کہ یہ دو الگ قسم کی مخلوقات ہیں۔ 'جن' کا مادہ تخلیق بھی الگ ہے۔ 'جن' انسانوں سے پہلے پیدا کیے گئے تھے۔

انسان جنوں کو نہیں دیکھ سکتا لیکن 'جن' انسانوں کو دیکھتے ہیں۔ انسان کو زمین کی خلافت دی گئی اور جنوں سے افضل رکھا گیا۔ 'جن' نہ صرف انسانوں کی باتیں سنتے ہیں بلکہ انہیں سمجھتے بھی ہیں۔

انسانوں کی طرح 'جن' بھی ایک بااختیار مخلوق ہیں ان میں اخلاقی لحاظ سے اچھے اور برے اور اعتقادی لحاظ سے مسلم اور حق سے منحرف دونوں طرح کے 'جن' پائے

جاتے ہیں وہ اللہ کے وجود اور اس کے رب ہونے کے منکر نہیں ہیں۔ لیکن نبوت اور کتب الٰہی کا سلسلہ جنوں کے ہاں جاری نہیں ہوا۔

جس طرح پہلا انسان مٹی سے بنایا گیا اسی طرح پہلا 'جن' خالص آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا گویا اس پہلے 'جن' کی حیثیت جنوں کے معاملہ میں وہی ہے جو آدم علیہ السلام کی حیثیت انسانوں کے معاملہ میں ہے۔ 'جن' چونکہ خالص آتشیں اجزا سے مرکب ہیں اس لئے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

''ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادات کے لئے پیدا کیا''

دوسری جگہ سورہ رحمٰن میں فرمایا:

''حق تعالیٰ نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جن کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا''۔

قرآن پاک کے مطابق جنات حضرت آدم علیہ السلام سے بھی بہت عرصہ پہلے پیدا کئے گئے تھے۔ سورہ حجر میں آتا ہے:

''ہم نے انسان کو سیاہ اور سڑے ہوئے مٹی کے گارے سے پیدا کیا تھا''۔

ارشادات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (جن کو قاضی حمید الدین ناگوری نے قلمبند کیا تھا) میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس سرزمین پر وارد ہونے سے قبل اپنے اصلی وجود میں سکونت پذیر تھے اس وقت ان کو یہ طاقت حاصل نہیں تھی کہ جب چاہیں پرندہ بن جائیں، جانور بن جائیں، سانپ بن جائیں یا ہوا بن جائیں۔ یہ طاقت حق تعالیٰ نے ان کو تب عطا کی جب انسان کو اس کرہ ارضی پر بھیجا گیا تھا۔ جنوں کو حکم دیا گیا کہ اب وہ پہاڑوں، غاروں اور جنگلات کو اپنا مسکن بنائیں

اس کے عوضانہ میں ان کو صرف یہ طاقت عطا کر دی گئی کہ جو انسانی یا حیوانی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں بلکہ ان کی اوسط عمر بھی ۱۵۰ سال کر دی گئی۔ ان انعامات الٰہیہ پر وہ خوش ہو گئے اور انہیں پھر کوئی شکوہ نہ رہا کہ ان کو کیوں پہاڑوں اور غاروں کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے؟

انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات پر کامل اختیار دیا گیا تھا بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ملکہ سباء (مع اپنے تخت کے) آنکھ جھپکنے کے عرصہ میں ہی جنات نے لا ڈالی تھی۔ اس واقعہ کا ذکر بھی قرآن حکیم میں آتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں بھی متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنات میں بھی تبلیغ اسلام کی اور متعدد جن سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک پر شرف بہ اسلام ہوئے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی ہے جس کا نام انہوں نے اپنے شیخ طریقت (مشہور اردو شاعر اور صوفی) حضرت مولانا مظہر جان جاناں نقشبندی مجددی کے نام پر ''تفسیر مظہری'' رکھا ہے۔ اس تفسیر کے صفحہ ۸۰ پر علامہ ابن جوزی کے حوالہ سے انہوں نے مندرجہ ذیل روایات قلمبند کی ہیں۔ یہی واقعہ مدارج النبوۃ حصہ دوم مصنفہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی درج ہے۔ روایت دونوں جگہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

> ''ایک چاندنی رات کو سرور کائنات ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور راستہ میں فرمایا کہ آج رات میں حق تعالیٰ کے حکم سے جنات میں تبلیغ اسلام کروں گا۔ جنوں کی ایک جماعت آج رات نینوا سے آ رہی ہے اور مقام حجون میں ان کو میں تبلیغ کروں گا۔ (مقام حجون مکہ مکرمہ کی بلندی پر واقع ہے) ایک

دوسری جماعت حجون میں نصیبین سے آ رہی ہے۔ تم نے ڈرنا نہیں۔ میں تمہارے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا تم اس حصار سے باہر مت نکلنا۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ چنانچہ ہم دونوں مقام حجون پر پہنچ گئے۔ چاندنی رات میں سرور کائنات ﷺ ایک گھاٹی کے قریب رک گئے۔ میرے گرد ایک حصار کھینچ دیا۔ مجھے اس حصار کے اندر رہنے کا حکم دیا گیا اور خود سو قدم آگے بڑھ گئے اور خوش الحانی سے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے پرندے (عقابوں کی شکل میں) سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں آ رہے ہیں اور بڑے ہی ادب سے قطار اندر قطار بیٹھ رہے ہیں۔ ان پرندوں سے بڑی ہی ہولناک آوازیں آ رہی تھیں۔ میں ڈر گیا لیکن حصار کے اندر ہی کھڑا یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ اس کے بعد صبح ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ نماز میں مشغول ہوئے اور سورہ طٰہٰ کی تلاوت فرمائی۔ ان پرندوں نے بھی اقتدا کی۔ میں باوضو ہی تھا اور میں نے بھی حصار کے اندر ہی نماز پڑھی اس کے بعد وہ پرندے آہستہ آہستہ اڑ کر رخصت ہو گئے۔ پھر سرور کائنات ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حصار سے باہر آ جانے کا حکم دیا۔ مجھ سے پوچھا ''عبداللہ تم ڈر تو نہیں گئے تھے؟'' میں نے عرض کی ''یا رسول اللہ! ان پرندوں کی آوازوں سے میں ڈر گیا تھا بڑی ہولناک آوازیں تھیں'' فرمایا ''حصار کے اندر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اگر تم حصار کے باہر آ جاتے تو ہو سکتا تھا کہ تمہیں کوئی پرندہ اٹھا کر لے جاتا یہ جنات

تھے جو تعداد میں چھ ہزار تھے ان کی آبادی بہت زیادہ ہے مگر
یہاں صرف چھ سات ہزار ہی آئے تھے ان تمام نے اسلام قبول
کرلیا ہے اور پھر آگے اپنے بھائیوں میں تبلیغ اسلام کریں گے
جن کی قسمت میں دین اسلام لکھا ہے وہ مسلمان ہو جائیں گے
میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ جنات کی خوراک کیا
ہوتی ہے؟ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جنات کی خوراک
ہڈیاں اور خشک گوبر ہوتا ہے اس لئے میری شریعت میں ہڈی یا
گوبر خشک سے کسی مسلمان کے لئے استنجا کرنا منع ہے۔
جنات کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ میرے پاس پرندوں کی شکل
میں آئیں۔ اگر وہ اپنی اصلی شکل میں آتے تو میں تو بحکم اللہ
ان کے مہیب وجود کو برداشت کر لیتا مگر تم ڈر کے مارے یقیناً
بیہوش ہو جاتے اس لئے تمہارے پاس خاطر سے ان کو میں
نے پرندوں (عقابوں) کی شکل میں آنے کا حکم دیا تھا۔"

بخاری شریف صفحہ ۵۴۴ پر حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اس قسم کی ایک روایت ہے
جس میں جنات کا نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا۔ اسلام لانا اور مسائل دریافت کرنا
تفصیلاً درج ہے بلکہ سرور کائنات ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل ایک عرب جلیح نامی
نے ایک ہولناک آواز سنی تھی جو ایک 'جن' کی آواز تھی اور ریگستان میں گونجی تھی۔

ترجمہ: "اے جلیح ایک عجیب واقعہ ہونے والا ہے۔ ایک فصیح و بلیغ
شخص کا ظہور ہونے والا ہے جو کہے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں۔ اس لئے اے جلیح تو اب بت پرستی چھوڑ دے اور اس
نورانی ہستی کی تلاش میں رہ"۔

اوپر کی روایات سے معلوم ہوا کہ جنات بنی نوع انسان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں ورنہ نبی اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ نہ فرماتے کہ اگر تو میرے کھینچے ہوئے دائرہ (حصار) سے باہر آتا تو تجھے جن اٹھا کر لے جاتے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ جنات اس وقت تک بنی نوع انسان کو تکلیف نہیں پہنچاتے جب تک ان کو انسان سے تکلیف نہ پہنچے۔ علامہ قاضی بدرالدین اپنی مشہور تصنیف ''فتاویٰ'' کے ایک باب ''فی بیان مناکحت الجن'' میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ آیا انسان اور جن کے درمیان نکاح ممکن ہے؟ اور میں نے جواب دیا کہ انسان اور جن کے درمیان رشتہ ازدواج عین ممکن ہے۔ لیکن سرور کائنات نے جن اور انسانوں کے درمیان اس طرح کا رشتہ قائم کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور اسے مکروہ نکاح کہا ہے۔

نسائی شریف میں ہے کہ جب سانپ کو لاٹھی سے مارنا چاہو تو ایک بار زور سے آواز دے لو کہ اگر تو 'جن' ہے تو غائب ہو جا تو پھر اس پر ضرب لگاؤ۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے دور میں بھی جن حضرات نے ان سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی ان کی سوانح عمری میں مفصل واقعات درج ہیں۔

تین سو سال قبل شاہ جہاں کے عہد میں اس طرح کا ایک واقعہ شہر سیالکوٹ میں بھی رونما تھا جس کا ذکر چند تاریخی کتب میں موجود ہے۔ میں خود سیالکوٹ کا باشندہ ہوں اور اس واقعہ کی چھان بین بیشتر تاریخی کتب سے بھی کی ہے۔ آج سے تین ساڑھے تین سو سال قبل سیالکوٹ میں ایک مشہور عالم دینی مدرسہ تھا جس کی شہرت ہندوستان سے باہر بھی تھی۔ افغانستان، ایران وغیرہ سے بھی طلبا سیالکوٹ کے اس دارالعلوم میں پڑھنے کے لئے آتے تھے اس مدرسہ یا دارالعلوم کے پہلے پرنسپل ملا کمال تھے ملا کمال (سال سوم) کی کلاس میں تین طالب علم بعد میں جا کر بہت ہی مشہور ہوئے۔

۱۔ علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قریشی صدیقی۔

۲۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم ہندوستان۔

ملا کمال کی وفات کے بعد اس دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کو اس مدرسہ کا پرنسپل مقرر کر دیا تھا۔ ملا عبدالحکیم کے وقت میں یہ مدرسہ بہت ہی ترقی کر گیا اور طلبا کی تعداد سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔

ملا عبدالحکیم ایک جید عالم تھے جن کی شہرت بلاد عرب وشام تک پہنچ چکی تھی (اس وقت بھی ملا صاحب کی کئی ایک تصنیفات جامعہ ازہر قاہرہ، مصر، دارالعلوم دیوبند بھارت، جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴ اور مدرسہ اسلامیہ جکارتہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ملا صاحب کا مزار پرانوار شہاب روڈ سیالکوٹ پر واقع ہے اور اہلیان سیالکوٹ نے حال ہی میں اس مزار کی نئے سرے سے تعمیر کی ہے۔

محیر العقول واقعہ

ان ایام میں ایک جن بھی (انسانی شکل میں عبدالرحمٰن کے نام سے اس مدرسہ میں آ داخل ہوا، آخری سال مکمل کرنے سے ۵ ماہ پہلے ہی اس کا راز کسی طرح ملا عبدالحکیم پر فاش ہو گیا۔ ملا صاحب کو پتہ لگ گیا کہ عبدالرحمٰن انسان نہیں ہے بلکہ 'جن' ہے۔ ہوا یوں کہ عبدالرحمٰن کہیں سے سبز الائچی کا پودے لے آیا۔ (جو تمام ہندوستان میں نایاب تھا) تا کہ اپنے استاد ملا عبدالحکیم کے لئے دوائی تیار کر سکے۔ اس محیر العقول واقعہ نے عبدالرحمٰن کا راز فاش کر دیا۔ اس سے قبل بھی عبدالرحمٰن نے اپنے ہم جماعتوں کو بے موسم سنگترے کہیں سے لا کر کھلا دیئے تھے مگر وقت کسی نے اس پر اس کے 'جن' ہونے کا شک نہیں کیا تھا لیکن اب تو سبز الائچی کے تازہ تازہ پودے نے

اس کا راز فاش کر دیا، ملا عبدالحکیم نے عبدالرحمٰن کو کہا کہ وہ مدرسہ چھوڑ جائے کیوں کہ اب ان کو علم ہو گیا ہے کہ وہ 'جن' ہے اور ہم 'جن' کو طلبا کی کلاس میں شرعاً رکھ نہیں سکتے اس نے بہتیری منت سماجت کی کہ مزید ۵ ماہ کی اجازت دے دی جائے تاکہ اس کا کورس ختم ہو سکے۔ مگر ملا جی نہیں مانے...! آخر کار وہ جانے پر تیار ہو گیا جاتے ہوئے اس نے کچھ مالی امداد کی پیشکش کی، مگر ملا جی نے قبول نہیں کی انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: تیرا پیسہ......؟؟؟ حلال کی رقم نہیں ہو گی...! چوری کی رقم ہو گی۔ مجھے ایسے مال کی ضرورت نہیں ہے...! میں نہیں لیتا۔

آخر کار عبدالرحمٰن سیالکوٹ کا مدرسہ چھوڑ گیا اور دہلی جا کر شاہ جہاں بادشاہ کی لڑکی پر وارد ہو گیا شاہ جہاں نے آگرہ، لکھنو، میرٹھ، کانپور، لاہور سے کئی عامل بلوائے کہ شہزادی اس بلا سے نجات پائے لیکن دوران عمل یہ 'جن' یہی کہتا رہا کہ:

"مجھے نکالنا مقصود ہے تو سیالکوٹ سے ملا عبدالحکیم کو بلاؤ۔ کسی اور عامل یا عالم کے عمل پر میں نہیں نکلوں گا۔ میں خود عالم دین ہوں۔ لاکھ جتن کر کے دیکھ لو میں نہیں نکلوں گا"۔

تنگ آ کر بادشاہ نے شاہی رسالہ سیالکوٹ بھیجا اور بصد احترام و تعظیم ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کو دہلی لایا گیا۔ ملا عبدالحکیم نے دہلی پہنچ کر عبدالرحمان کو بہت برا بھلا کہا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا:

"جب تک شاہ جہاں بادشاہ اشرفیوں سے لدے بھرے سات اونٹ ملا عبدالحکیم کو نہیں دے گا میں اس لڑکی سے نہیں نکلوں گا"۔

مجبوراً شاہ جہاں نے سات اونٹوں پر اشرفیاں لدوا کر ملا عبدالحکیم کے حوالے کر دیں اور عبدالرحمٰن لڑکی کے وجود سے نکل گیا۔ شہزادی صحت مند ہو گئی۔ اس رقم سے ملا عبدالحکیم نے سیالکوٹ شہر میں ایک تالاب، ایک جامع مسجد اور ایک سرائے تعمیر

کروائی سرائے تو ایام سے ختم ہو چکی ہے مگر تالاب اور جامع مسجد ابھی تک باقی ہیں۔
دو سال بعد ملا عبدالحکیم کو شاہ جہاں نے دوبارہ دہلی بلوایا اور سونے چاندی سے انہیں دوبار تولا گیا اور یہ سونا چاندی ملا جی نے فی سبیل اللہ سیالکوٹ کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

کہتے ہیں کہ 'عبدالرحمٰن جن' ابھی تک زندہ ہے اور کبھی کبھار انسانی شکل میں اپنے استاد ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے مزار پرانوار پر فاتحہ خوانی کے لئے آتا ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت بڑی ہی خوش الحانی سے کرتا ہے اور ایسا وقت خاص ڈھونڈ کر اس مزار پر آتا ہے جب انسانوں کا گزر وہاں نہ ہو۔ اس کا ظاہری لباس عموماً پٹھانوں جیسا ہوتا ہے۔ چند صوفیاء کرام کا قول ہے کہ اس وقت بھی دنیا میں تین ایسے جن موجود ہیں جنہوں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی تھی آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی۔ یہ صحابی جن بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ باقی تمام صحابی جن وفات پا چکے ہیں یہی صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ جنات کی جان بھی عزرائیل کے ہاتھوں قبض ہوتی ہے اور جب ان کا وقت آخر آتا ہے تو اس مقصد کے لئے ان کو آگ کا کوڑا...... (ضرب شدید کی شکل میں) مارا جاتا ہے اور اس طرح وہ آگ میں بھسم ہو کر راکھ ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ 'مسلمان جن' یا کسی 'یہودی جن' یا کسی 'عیسائی جن' کی قبر نہیں ہوتی۔ شریف النفس 'جن' بھی موجود ہیں اور بت پرست بھی۔

ابلیس کی تخلیق بطور 'جن' ہوئی تھی

ابلیس (شیطان) کی خلقت بطور 'جن' کے آگ سے ہوئی تھی۔ قرآن حکیم میں آتا ہے ''ابلیس کی خلقت بطور جن کے ہوئی تھی۔'' عبادت الٰہی میں انتہائی مشغولیت کی بنا پر اسے ترقی دے کر معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) بنا دیا گیا اور اسے چرخ ہفتم پر فرشتوں کے ساتھ نشست صحبت اور رہائش کی اجازت خصوصی حق تعالیٰ جل شانہ کی

طرف سے مل گئی۔ باوجود جن ہونے کے اسے فرشتوں جیسا رتبہ عطا کر دیا گیا۔ مگر اس نے بعد میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور غضب الٰہی وقہر خداوندی کا مستوجب ہوا۔ اس کی خلقت (پیدائش) بطور فرشتہ کے نہیں تھی۔ خلقتاً وہ 'جن' تھا وہ نار سے پیدا ہوا تھا۔ فرشتوں کی طرح نور سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بصورت دیگر مولانا کوثر نیازی پوچھتے ہیں کہ: کیا ہم نے کائنات کے تمام عجائب وغرائب کا احاطہ کر لیا ہے؟ کیا ہمارا اس کائنات کے رموز و اسرار کے مقابل ایک بڑے سائنس دان کے الفاظ میں ابھی تک ایسا نہیں ہے جیسے کوئی سمندر کے کنارے سیپیاں چن رہا ہو! اگر صورت حال یہی ہے تو کیا یہ جسارت نہ ہوگی کہ اگر ہم ایک ایسی مخلوق کے وجود کا انکار کریں جو فی الوقت ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔

سینئر وکیل کے جناتی مشاہدات

ایم اے ایف میاں لاہور ہائی کورٹ کے سینئر وکلاء میں سے ہیں۔
معروف مصنف اور ماہر تعلیم، عمر قریباً ۶۰ سال، پختہ فکر اور محکم دانش کے مالک ہیں، انہوں نے ناری مخلوق کے متعلق ذاتی تجربات پر مبنی ایک مضمون بھیجا ہے۔ جس کے کچھ حصے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

ایک روسی سائنس دان گاڑی میں بیٹھا گہرے انہماک سے فضائی پرواز کے متعلق کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس کی نظر 'جن' کے لفظ پر پڑی جس سے کبیدہ خاطر ہو کر کتاب پھینک دی اور اس کے ریسرچ سکالر مصنف کو گالیاں دینے لگ گیا۔

سائنس دان کو اضطراب کی حالت میں دیکھ کر پاس بیٹھے ہوئے مسافر نے کہا: ''کیا آپ جنات کو نہیں مانتے''۔ ''کہاں ہوتے ہیں جن؟ اچھے بھلے سائنس دان بھی توہمات کا شکار ہو گئے''! روسی سائنس دان نے شدید ترین غصے کے عالم میں کہا۔

اتنے میں گاڑی کے سب مسافران کی طرف متوجہ ہوگئے، کیا دیکھتے ہیں کہ معترض کا وجود لحہ بہ لحہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہے اور اس کے سب اعضاء تیزی سے بڑھتے اور پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر میں اس نے گرج کر کہا ''میاں! کیا اب بھی آپ نہیں مانتے جنوں کو؟'' اتنا کہا اور اچانک ہوا میں غائب ہوگیا۔

یہ ہے اس کہانی کا خلاصہ جسے ایک روسی صحافی نے ''سچا واقعہ'' کے عنوان سے قلم بند کیا تھا۔ میں نے اس سے متاثر ہو کر اس مخلوق کے متعلق تحقیق و تدقیق کرنی شروع کر دی اور آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ناری مخلوق جس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے واقعی موجود ہے لیکن غیر مرئی ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں کے نزدیک غیر مسلمہ ہے۔

ان کی ذاتیں، رہن سہن اور ضروریات بالکل ہماری طرح ہیں لیکن افسوس کہ غیر معمولی طاقت کے باوجود خود نہیں کماتے۔ انسان کی کمائی سے حصہ لینا اپنا حق سمجھتے ہیں، یہ نقال اچھے ہوتے ہیں مگر موجد یا مخترع نہیں، فصل کے موقعہ پر یہ ہر خرمن سے بقدر ضرورت اناج اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے دور کے کسان کھیتوں میں پہلے خرمن کے گرد کڑا دیتے ہیں پھر اس کا وزن کرتے ہیں۔ اور جو ایسا نہیں کرتے ان کا اناج تخمینہ سے خاصہ کم نکلتا ہے۔ یہ مخلوق طالب علم بن کر سکولوں اور کالجوں میں تعلیم تو حاصل کرتی ہے مگر ملازمتیں یا کاروبار نہیں کرتی۔

میں اپنے گاؤں پہنچ چکا ہوں

آج سے ۴۲ سال پہلے میں شجاع آباد (ملتان) سے اپنے گاؤں جا رہا تھا۔ شام کے ساڑھے سات بج چکے تھے۔ ہر طرف اندھیرا گھپ چھا چکا تھا۔ سانپ اور بچھو کھجوروں کے جھنڈ سے نکل نکل کر شور یلی اور کلر والی پگ ڈنڈی پر پھیل رہے تھے ڈر رہا تھا کہ کہیں کوئی سانپ ڈس کر مجھے اس عارضی منزل مقصود کی بجائے دوامی منزل مقصود پر نہ پہنچا دے۔ معاً مجھے بچپن کا پڑھا ہوا سچا واقعہ یاد آ گیا اور لاشعوری طور پر

قدرے مایوسی اور غصے کے عالم میں آ کر زور سے بولا: ''جن! اگر واقعی کوئی ایسی مخلوق ہوتی تو کیا وہ میری اس بے بسی اور مشکل میں مدد نہ کرتی۔......'' بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں۔ میں اپنے گاؤں پہنچ چکا ہوں۔

خاکی مخلوق....! چھوڑ ہمارا پیچھا

اس حیرت انگیز واقعہ نے میرے شوق کو مہمیز لگائی اور آخر تلاش کرتے کرتے میں ایک بوڑھے عامل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر وہاں حزن، ملال، مایوسی اور حوصلہ شکنی کی متعدد رکاوٹیں تھیں۔ جنہیں پھلانگ کر گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے خاصی محنت کرنا پڑی بہر حال میں ان سے عمل سیکھ کر رخصت ہوا اور صرف ایک جن کو نہیں بلکہ حرص کی وجہ سے جنوں کی ایک فوج کو مطیع و منقاد کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔

پہلی جمعرات دریائے چناب کے کنارے چڑھاؤ کو رخ کر کے اپنے گرد آیۃ الکرسی کا کڑا دیا۔ اور سامنے چھرا گاڑ کر ورد میں محو ہو گیا۔ یہ عمل رات کے تین بجے ختم ہوا۔ لیکن سوائے تھکاوٹ کے اور کچھ حاصل نہ ہوا دوسری جماعت مجھے دریا میں ایک معمولی تلاطم محسوس ہوا۔ تیسری جمعرات دریا میں ایک خاص روشنی اور تھوڑا سا شور سنائی دینے لگا۔ چوتھی جمعرات دریا میں کچھ مخلوق تیرتی اور نہاتی ہوئی نظر آئی۔ پانچویں جمعرات دریا میں بیساکھی کے میلے کا سا سماں نظر آیا۔ جو آدھی رات کے بعد ایک مشتعل ہجوم کی صورت اختیار کر گیا اور مجھے ڈرانے دھمکانے لگا۔ چھٹی جمعرات قیامت کی رات تھی اس روز وہ مخلوق مجھے ایک منظم اور مسلح فوج کی شکل میں نظر آئی اس کے کمانڈر نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔

''خاکی مخلوق! چھوڑ ہمارا پیچھا۔ کیوں ہماری فوج کے پیچھے پڑ گیا ہے اس کو تابع کرنے اور غلام بنانے سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔ سفلیت تیرے خمیر میں بھی ہے۔ ہو

سکتا ہے کہ اس وجہ سے بندگان خدا کو ناحق پریشان کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کرے اور اس طرح کارگاہ ایزدی کے اس نظام میں مخل ہو۔ بہتر ہے اپنے آپ کو انسانی سرگرمیوں تک محدود رکھ اور ہماری اقلیم میں مداخلت نہ کر"۔

ان سب باتوں کے باوجود میں اپنے رہبر کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ورد میں مشغول رہا اور ان کی طرف ذرا التفات نہ کرتا۔ اس پر کمانڈر نے غصے میں آ کر فوج کو حکم دیا۔

"جانبازو! آگے بڑھو۔ اس ننھی مخلوق کو گرفتار کر لو۔ مارو اور ریزہ ریزہ کر دو۔ آخر ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم نے کیا بگاڑا ہے اس کا۔ جاؤ نہیں سمجھتا تو اسے اپنی غلط روی کا خوب مزا چکھاؤ"۔

اس پر ساری فوج نقارے بجاتی، بندوقیں چلاتی اور توپیں داغتی آگے بڑھتی لیکن میرے قریب آ کر از خود غائب ہو جاتی۔ جنوں نے مجھ پر ایسے کئی حملہ بار بار کئے۔ ساری رات مجھے اپنے ارادے سے باز رکھنے کی خاطر تہدیدی کارروائی کرتے رہے۔ عمل ختم ہوا۔ میں کڑے سے باہر نکلا۔ چند قدم چلنے کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پہلو بہ پہلو ایک خرگوش چل رہا ہے۔ میں سمجھا کہ دریائی جنگلوں میں ایسی چیزیں عام ہوتی ہیں لیکن کچھ دیر کے بعد وہ خرگوش کبھی تو کتے کا روپ دھار لیتا اور کبھی میمنے کا۔ آخر میں مجھے ڈرانے کی خاطر ایک دفعہ بھیڑیا اور دوسری طرف شیر بن کر خوب غرایا اور دھاڑا مگر میں اسے ذرا خاطر میں نہ لایا۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ذرا ڈرا، یا میں نے اسے ذرا چھیڑا تو فوراً اس کے قبضے میں چلا جاؤں گا۔ چلتے چلتے جب حویلی والہ کے زمانہ قدیم کے قبرستان کے سامنے پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لاکھوں مردے میری راہ روک کر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

"اے فانی انسان! شرم کر آخر جلد یا بدیر ایک دن تو نے بھی ہمارے پاس آنا ہے۔

کیا حاصل ہوگا تجھے ان غیر فطری کاموں سے۔ دفع کر، چھوڑ دے پیچھا جنوں کا اور مت کر خیال ان کی فوج کو تابع کرنے گا''۔

تاہم میں نہ تو ناری مخلوق کی دھمکیوں سے مرعوب ہوا اور نہ استخوانی ڈھانچوں کی نصیحتوں سے متاثر تاہم دہشت کی وجہ سے راتوں رات میرا وزن دو سیر کم ہوگیا اور سر کے بیشتر بال سفید ہوگئے۔

صبح کاذب سے پہلے گھر پہنچ تو گیا لیکن اب کے میری حالت بہت دگرگوں تھی۔ جسم بخار سے پھک رہا تھا اور نقاہت کی وجہ سے بولا یا چلا تک نہ جاتا تھا۔ گھر والوں نے حکیموں اور ڈاکٹروں کو بلایا مگر آرام مجھے ایک کالے بکرے کے صدقے سے آیا۔

ساتویں جمعرات میں نے جنوں کو تابع کرنا تھا۔ مگر افسوس اس رات میں سخت بیمار اور لاغر تھا۔ چلنے کے لئے جسم کو بار بار گھسیٹتا مگر کمزوری کا کوئی علاج نہ تھا اس لئے کلیجے پر بے چارگی کا پتھر رکھ کر لیٹ گیا اور صبح اپنی ناکامی اور ناتمامی پر بہت سٹ پٹایا۔ اگرچہ جنوں کو تابع کرنے کی مہم ناکام ہوگئی لیکن پھر بھی اس مخلوق کے کچھ نہ کچھ اثرات میرے دل پر ضرور بیٹھ گئے ہیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ:

> ''جن انسانوں سے الگ تھلگ زندگی بسر کرتے ہیں وہ اپنی شکل وصورت بدلنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، بعض شریر جن انسانی تنازعوں کو ہوا دے کر ہمیں مزید پریشان کرتے ہیں۔''

پُراسرار مخلوق

پُراسرار مخلوق کے متعلق میرا ایک اور تجربہ یہ ہے کہ میں زمانہ طالب علمی میں مظفر گڑھ بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ کچن منیجر منتخب ہوگیا۔ اس رات میں بہت خوش تھا اور بہت دیر تک یہی سوچتا رہا کہ اس مہینے غبن کر کے خوب مزے اڑاؤں گا۔ صبح سویرے باورچی کو لے کر سودا سلف لینے چل پڑا۔ باورچی آگے تھا اور میں اس

سے کوئی پچاس گز پیچھے رقم ہڑپ کرنے کے متعلق سوچتا جا رہا تھا، یک دم کوڑے کرکٹ کے ایک ڈھیر سے ایک مکروہ شکل کی معمر اور انتہائی غلیظ عورت کھڑی نظر آئی۔ اس نے صرف ایک لمبا کرتا پہنا ہوا تھا۔ جب میں اس کے سامنے آیا تو اس نے مجھے ایک ٹھیکری میں گندگی پیش کر کے کہا۔ ''یہ کھا لینا دوسرے کا مال غبن نہ کرنا''۔ حیران رہ گیا کہ یہ کون ہے اس نے کیا کہا اور اسے میرے دل کی بات کا کیسے علم ہوا۔ کوئی دس قدم آگے جا کر اس خیال سے پھر واپس آیا کہ اس سے کچھ اور پوچھوں مگر وہ غائب ہو چکی تھی اور تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔ تاہم اس کی موثر نصیحت میرے دل میں ہمیشہ کے لئے بیٹھ گئی جس سے میں نے ایک متوسط درجے کی خوشحال زندگی بسر کی ہے اور اطمینان قلب ایسی دولت سے مالا مال رہا ہوں۔

محمد منیر چودھری لکھتے ہیں

۲۵ سالہ ذاتی مشاہدہ میں ہر دن نئی مصیبت لایا اور ہر رات نیا عذاب لے کر آئی۔ جنات کے اثرات سے جو تکلیف ہوتی ہے اس کی عکاسی ہی ناممکن ہے۔ ان سے مختلف اثرات نمودار ہوتے ہیں جو بیماری کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ بسا اوقات انسانی شکل میں...... تلاوت کلام پاک تو تقریباً ناممکن بنا دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک آنے سے وقتی تکلیف ہوتی ہے کہ بعض شخصیتیں تو خودکشی کو ترجیح دیتی ہیں۔ یہاں مختلف سوال پیدا ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ایسے سوالات کا جواب صرف مشاہدے ہی سے ممکن ہے کچھ مجبوریوں اور رکاوٹوں کی بنا پر ان کا ظاہر کرنا مصلحتاً درست نہیں ان کو بلایا جا سکتا ہے۔ ان سے باتیں کرنا ممکن ہے۔ خواہ انسانی ٹھوس شکل میں ہوں یا مائع صورت میں۔ ان کے اثرات کافی گہرے ہوتے ہیں۔ امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ ایک بات واضح کر دوں کہ ان چیزوں کے آنے پر تکلیف ناقابل برداشت حد تک ہو جاتی ہے مگر تادم تحریر مجھ پر بے

ہوشی طاری نہیں ہوتی۔

یاد رہے کہ انسان بہرحال اشرف المخلوقات ہے۔ اس پر یہ مخلوق غالب نہیں آسکتی ماسوائے وسوسہ پیدا کرنے کے مگر جب انسان ان کو استعمال کرتا ہے کسی عمل کے ذریعہ تو امراض کا لاحق ہونا بعید از قیاس نہیں۔ اس مخلوق کی ساخت فرشتوں کی ساخت کے قریب تر ہے۔ اس مخلوق کو علمی طاقت سے بلایا جاسکتا ہے۔ دور کیا جاسکتا ہے مگر انہیں حاضر کرنا مشکل ہے۔ مجھے اس مخلوق کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اور امراض کے علاوہ کینسر کا مرض صرف، صرف اور صرف ان کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔

ماخوذ از ''نفسیاتی اور جناتی امراض'' (ڈاکٹر ایم اے فاروقی)

☆☆☆☆☆

غوث علی قلندر نے بتایا

حضرت غوث علی شاہ قلندر نے زندگی کا آخری حصہ پانی پت میں گزارا، مشہور مصنف اور شاعر اسماعیل میرٹھی جو مرزا غالب کے نامور شاگرد تھے، آپ کے خاص مرید تھے۔

آپ لکھتے ہیں (اصل عبارت ذرا مختصر اور آسان کی گئی ہے): ''جب ہماری عمر دس بارہ سال کی تھی۔ ''کافیہ نما'' کا سبق پڑھ کر گھر واپس آرہے تھے، راستے میں ایک فقیر نے ایک عمل بتایا جسے گیرہ دن تک پڑھنا تھا۔ پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ تنہا مکان میں حصار کر کے وظیفہ کرنا تھا اور اس دوران سامنے رکھے روشن چراغ کے اوپر نظر رکھنا تھی۔ پہلے دن وظیفہ پڑھا، کچھ نہ ہوا، دوسرے روز دو بٹیر جھینگے کے برابر چراغ کی لو پر لڑتے ہوئے نظر آئے، تیسرے دن ان کا قد چوہے اور چوتھے روز بلی کے برابر ہو گیا۔ پانچویں دن وہ کتے کے برابر ہو گئے اور چراغ گل ہو گیا۔ ہم ڈر کر بھاگ نکلے اور والدہ کی آغوش میں چھپ گئے، بخار چڑھ گیا۔ صبح کو وہی فقیر ناراض ہو کر آیا کہ تم نے عمل خراب کر دیا۔ ہمارے نانا صاحب نے فقیر سے کہا کہ شاہ صاحب! آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں، آپ کو ان کے پاس بیٹھنا چاہیے تھا۔ اس پر شاہ صاحب کا غصہ کم ہوا اور پھر ایک اور عمل بتایا جو یہ قطعہ تھا:

اے کریما کہ از خزانہ غیب
گبرو ترسا وظیفہ خود داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

کہا اسے سوتے وقت تین بار پڑھ، صبح کے وقت ایک روپیہ مل جایا کرے گا۔ ہم نے پڑھا، صبح روپیہ ملا تو والدہ کو دے دیا۔ تیسرے روز انہوں نے پوچھا روپیہ کہاں

سے آتا ہے؟ ہم نے بتا دیا تو پوچھا کہ اس عمل کی ہمیں بھی اجازت ہے؟ ہم نے اجازت دے دی، انہیں بھی ایک روپیہ ملنے لگا۔ پھر کہا کہ والد کو بھی اجازت دے دو۔ شبہ ہوا کہ کہیں عمل کی تاثیر نہ جاتی رہے اور ایسا ہی ہوا۔ والد نے بھی یہ عمل کیا لیکن اگلے روز کسی کو کچھ نہ ملا۔

ہمارے دادا کو یہ معلوم ہوا تو کہا کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آج رات یہ شعر پڑھ کر سونا:

کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا

یہ عمل کیا تو پانچ روپے روز ملنے لگے پھر انہوں نے ۵۰ روپے روز کا عمل بھی بتایا لیکن کہا کہ ''آئندہ یہ عمل نہ کرنا''۔

انہوں نے ایک بہت ہی انوکھا واقعہ یوں بیان کیا:

''ہم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے سبق پڑھتے تھے کہ ایک شخص امیرانہ لباس پہنے آیا اور کہا کہ میری کہانی سننے کے قابل ہے، میں تو حیران ہوں کہاں جاؤں۔ اس نے بتایا کہ میں لکھنؤ میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ بے کاری کے باعث گھر پر تنگی سے گزر ہونے لگی۔ تھوڑا سا زادِ راہ لے کر تلاشِ معاش میں نکلا اور اودے پور کو چلا۔ راستے میں ریواڑی آیا۔ وہاں صرف ایک سرائے اور تکیہ آباد تھا۔ سرائے میں چند بھٹیارنیں اور دو ایک کسبیاں رہتی تھیں۔ میں سرائے میں اترا، خرچ پاس نہیں تھا۔ اتنے میں ایک کسبی آئی اور کہنے لگی کس فکر میں بیٹھے ہو، کھانے دانے کا سامان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے ٹال دیا۔ وہ دوسری بار آئی، پھر تیسری بار آئی اور پوچھا، میں نے اسے سچ سچ بتا دیا کہ کوڑی گرہ میں نہیں۔ وہ خاموشی سے گئی اور پھر ۱۰ روپے مجھے لا کر دیئے کہ یہ میں نے چرخہ کات کر اپنے کفن دفن کے لیے اکٹھے کیے تھے، جب تم کو خدا دے، لوٹا دینا۔

میں اودے پور پہنچا جہاں فوراً نوکری مل گئی اور اتنا خدا کا فضل ہوا کہ پانچ برسوں میں ہی امیر ہو گیا۔ نوکر چاکر، ہاتھی گھوڑے، گھر سے خط آیا کہ بیٹا جوان ہو گیا ہے، اس کی شادی کا انتظام کرو، میں راجہ سے چھٹی لے کر گھر چلا۔ راستے میں ریواڑی آیا اور سرائے میں اتر کر اس کسبی کا حال پوچھا۔ پتہ چلا کہ بہت بیمار اور کوئی دم کی مہمان ہے۔ میرے وہاں پہنچتے ہی وہ چل بسی۔ میں نے اس کا کفن دفن کیا اور اپنے ہاتھ سے اس کو قبر میں اتارا۔ نصف شب کو پتہ چلا کہ جیب میں ۵ ہزار کی ہنڈی نہیں ہے۔ خیال آیا کہ اس قبر میں گری ہوگی۔ سیدھا قبرستان پہنچا اور قبر کھود ڈالی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہاں میت ہے نہ ہنڈی، ایک طرف دروازہ تھا، اس کے اندر گیا۔ نہایت پر فضا اور خوبصورت باغ نظر آیا جس میں ایک عالی شان مکان تھا اور اس میں ایک نہایت حسین عورت بیٹھی تھی۔ اس کا ایک غلام مجھے بلا کر پاس لے گیا، وہ عورت بولی تم نے مجھ کو پہچانا نہیں، میں وہی عورت ہوں جس کو تم نے دس روپے دیئے تھے۔ لو یہ تمہاری ہنڈی اور اب دیر مت کرو، واپس چلے جاؤ، میں نے کہا یہاں کی سیر تو کرلوں۔ بولی وہ تو تم قیامت تک نہیں کر سکو گے۔ اتنی دیر میں دنیا کے اندر کیا سے کیا ہو گیا ہوگا، بس جاؤ۔ خیر میں واپس آ گیا۔ کوئی تین گھنٹے لگے ہوں گے۔ باہر نکلا تو یہ تکیہ نہ سرائے نہ وہ آدمی نہ بستی، ایک شہر آباد ہے۔ جس سے حال پوچھا، مجھے دیوانہ سمجھنے لگا۔ کیسی سرائے اور کون سا امیر۔

آخر ایک آدمی مجھے ایک بزرگ کے پاس لے گیا۔ میرا حال سن کو سوچ میں ڈوب گیا، پھر کہا ہاں مجھے کچھ یاد ہے۔ میرے دادا بتاتے تھے کہ اگلے زمانے میں یہاں ایک سرائے تھی جس میں ایک کسبی رہتی تھی۔ ایک امیر آدمی نے یہاں آ کر اس کا کفن دفن کیا پھر آدھی رات کو وہ بھی غائب ہو گیا، اس کے ساتھی رو پیٹ کر چلے گئے، اس قصے کو تو تین سو برس گزر گئے۔

اب میرا گھر ہے نہ در، کہاں جاؤں؟ شاہ صاحب نے کہا، بے شک وہاں کی ایک گھڑی یہاں کی ایک صدی ہوتی ہے۔ اب حج کو جاؤ اور باقی عمر خدا کی یاد میں گزارو۔

ایک فقیر نے اسے پاگل بنادیا

یہ ایک صدی پہلے کا قصہ ہے۔ کلکتہ میں ایک عامل جنات حسن خاں کا بہت چرچا تھا۔ پورے ملک میں جواہرات کی سب سے بڑی دکان ہملٹن اینڈ کمپنی یہیں تھیں۔ حسن خاں اس دکان پر ایک انگوٹھی خریدنے گیا۔ اسے بہت سی انگوٹھیاں دکھائی گئیں۔ ان میں سے ایک اسے بہت پسند آئی لیکن اس کی قیمت ادا کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ اس نے ایک انوکھا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا یہ انگوٹھی اسے ایک ماہ کے لئے اُدھار دے دی جائے۔ دکان کے ملازموں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا۔ اس نے منیجر سے اس کی شکایت کی اور بتایا کہ وہ کل پھر دکان پر آئے گا۔

اگلے دن وہ دکان پر نہیں آیا لیکن انگوٹھی غائب ہوگئی۔ حسن خان پر شک کی گنجائش نہیں تھی اس لیے کہ اس کے جانے کے بعد بھی یہ انگوٹھی دکان پر موجود تھی اور اس کے بعد حسن خاں تو آیا نہیں تھا۔

پولیس نے تفتیش شروع کی۔ اس دوران حسن خاں وہی انگوٹھی لیے ہوئے موقع پر پہنچ گیا۔ پولیس نے اسے گرفتار کرلیا اور حوالات میں بند کر دیا۔ تھانہ انچارج دوپہر کو حوالات پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حسن خاں دونوں ہاتھوں کی دس دس انگلیوں میں بالکل ویسی ہی دس انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا۔ تھانیدار نے حسن خاں کو جیل بھیج دیا۔

دوسری صبح جیل کی کوٹھڑی کا دروازہ کھولا تو ہملٹن کمپنی کی زیورات اور جواہرات سے بھری پوری الماری اندر موجود تھی۔ سنتری نے اس حیران کن واقعے کی اطلاع افسروں کو دی جو وہاں آئے اور الماری دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ انہوں

نے حسن خاں سے پوچھا کہ یہ الماری یہاں کیسے آ گئی۔ اس نے جواب دیا جس طرح آپ کے گھروں میں سونے چاندی کے زیورات سے بھرے صندوق پہنچے ہیں، اسی طرح یہ الماری یہاں بھی آ گئی۔ افسروں کو یہ جواب سمجھ میں نہیں آیا لیکن جب وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو ان کے حواس گم ہو گئے کہ ہملٹن کمپنی کی ایک ایک الماری ان سب کے گھروں میں موجود تھی۔

اگلے دن حسن خاں نے کہا کہ اگر اس پر چوری کا مقدمہ ختم نہ کیا گیا تو ہملٹن کمپنی کے سارے زیورات خلیج بنگال میں غرق کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اس پر نہ صرف مقدمہ واپس لیا گیا بلکہ وہ انگوٹھی، جس سے یہ سارا ہنگامہ شروع ہوا تھا، بھی اس کو تحفے میں دے دی گئی۔ سارے کلکتہ میں حسن خاں کی دھوم مچ گئی، کیا انگریز کیا دیسی، سارے افسر حسن خاں کے دوست بن گئے۔

حسن خاں دہلی آتا جاتا رہتا تھا۔ وہاں اس کا قیام رائے بہادر مہیش داس کے مکان پر ہوتا جو کٹڑہ نیل کے قریب واقع تھا۔ ایک دن وہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ سینکڑوں مہمان مکان کے وسیع صحن میں موجود تھے۔ حسن خاں کے سامنے ایک میز رکھی تھی۔ اس نے رائے صاحب سے کہا کہ وہ اپنی گھڑی انہیں عنایت کریں۔ رائے بہادر نے کہا، تم تماشا کر کے اسے خراب کر دو گے، پھر اسے کلکتہ بھیجنا پڑے گا۔ گھڑی بہت قیمتی تھی۔ حسن خاں نے ہاتھ اوپر اٹھایا۔ رائے صاحب کی کرسی حسن خاں کی طرف گھسٹنے لگی اور اس کے قریب پہنچ گئی۔ حسن خاں نے جیب سے گھڑی نکال لی، رائے صاحب کچھ مزاحمت نہ کر سکے۔ اس کے بعد حسن خاں نے اپنے ملازم کو حکم دیا کہ اسے ہاون دستے میں کوٹ کر باریک پیس دو۔ پھر یہ سفوف اس نے اپنے پستول میں بھرا اور رخ رائے صاحب کی طرف کر کے گھوڑا دبا دیا۔ دھماکے سے گولی چلی، دھواں چھٹا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ رائے صاحب صحیح سلامت کھڑے ہیں

اور وہی گھڑی ان کے ہاتھ پر بندھی ہے۔ یہ واقعہ شروع سے آخر تک تمام مہمانوں نے دیکھا۔ ایک واقعہ آگرے کا ہے جہاں کمشنر آفس کے ایک افسر حکیم عنایت اللہ حسین نے کہا کہ اٹاوہ (یوپی کا ایک قصبہ) کی مشہور طوائف لال جان کو تو منگوادو۔ حسن خاں نے کہا، آنکھیں بند کرو۔ حکیم صاحب نے آنکھیں بند کیں اور ایک منٹ کے بعد کھولیں تو لال جان ان کے سامنے کھڑی تھی۔ حسن خاں سے آگرہ کے ایک تیراکی کے میلے میں کشتی ڈبونے اور پھر اسے پانی سے نکالنے کا واقعہ بھی منسوب ہے۔

لکھنؤ میں حسن خاں نے ایک عجیب شعبدہ دکھایا۔ وہاں ایک نواب صاحب کو تماشا دکھانے کی پیش کش کی۔ جمعہ کے دن یہ تماشا ہوا، حسن خاں کے پاس ایک بے حد خوبصورت لڑکی تھی جسے دیکھ کر سب دنگ رہ گئے۔ نواب صاحب تو اس پر فدا ہی ہو گئے۔ حسن خاں کے حکم پر اس نے ناچنا شروع کر دیا اور زمین سے دس فٹ بلند ہوگئی۔ یہ قصہ خاصا لمبا ہے۔ آخر میں یہ حسینہ غائب ہوگئی اور حسن خاں نے بتایا کہ اس نے ماش کے آٹے سے ایک پتلی بنا کر تماشا دکھایا تھا۔

حسن خاں کی ساری زندگی جس طرح عجیب تھی، اسی طرح اس کا انجام بھی حیران کر دینے والا ہے۔ بریلی شہر میں ایک نواب کے ہمراہ حسن خاں عید کی نماز پڑھنے جا رہا تھا۔ راستے میں ایک فقیر نے گدڑی بچھا رکھی تھی۔ حسن خاں نے راستہ بنانے کے لئے فقیر کو حکم دیا کہ وہ گدڑی ہٹالے۔ فقیر نے کہا جس طرح دوسرے لوگ ایک طرف سے ہو کر نکل رہے ہیں، تو بھی نکل جا۔ اس پر حسن خاں برہم ہوگیا اور فقیر پر جادو کے عمل کرنے شروع کر دیئے۔ فقیر پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حسن خاں آدھے گھنٹے تک اس پر جادو کے وار کرتا رہا۔ آدھے گھنٹے بعد فقیر نے صرف اتنا کہا: ''اے اللہ! ایسے لوگوں کو تو پاگل کیوں نہیں کر دیتا''۔ یہ الفاظ سنتے ہی حسن خاں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور جنگل کی طرف بھاگ نکلا۔

اس دن کے بعد کسی نے حسن خاں کو دیکھا، نہ اس کے بارے میں کچھ سنا۔

بھٹو پھانسی کے بعد جاوید اقبال کے گھر پہنچے

سابق جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال ایک روشن خیال اور ترقی پسند مسلمان ہیں لیکن ان کے ساتھ بھی کچھ ایسے واقعات گزرے ہیں کہ مرحوم قدرت اللہ شہاب کی طرح انہیں بھی اپنے سائنٹیفک ذہن میں کچھ جگہ ''مافوق الفہم دانش'' کو دینی پڑی۔ اپنی کتاب ''اپنا گریباں چاک'' میں انہوں نے لکھا ہے:

لاہور ہائیکورٹ کے مقدمے میں چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین کی سربراہی میں بنچ نے بھٹو کو مجرم قرار دے کر انہیں پھانسی کی سزا سنائی۔ بنچ کے دیگر جج صاحبان تھے ذکی الدین پال، ایس ایم ایچ قریشی، گلباز خان اور شاید کرم الٰہی چوہان۔ فیصلہ متفقہ تھا (جیسے میں عرض کر چکا ہوں کہ مولوی مشتاق حسین دوستی کے ساتھ دشمنی بھی پوری طرح نبھاتے تھے۔ دشمنوں کو کبھی معاف نہ کرتے تھے۔ مثلاً جب چیف جسٹس نامزد ہوئے تو حلف لینے گورنر ہاؤس جانے سے صاف انکار کر دیا کیونکہ گورنر اسلم ریاض حسین کو اپنا حق مارنے والا دشمن سمجھتے تھے، چنانچہ گورنر کو ہائی کورٹ میں آ کر انہیں چیف جسٹس کا حلف دلانا پڑا) سپریم کورٹ میں بھٹو کی اپیل چیف جسٹس انوار الحق کی قیادت میں فل بنچ نے اکثریت کی بنا پر نمٹا دی۔ ریویو ناکام رہا اور رحم کی اپیل بھی خارج ہو گئی۔ فوجداری قوانین کے ضابطے اور فیصلہ شدہ نظیروں کے مطابق یہ فیصلہ درست نہ تھا۔ اس لئے آج تک کبھی کسی ایسے کیس میں نظیر کے طور پر پیش نہیں کیا جاتا۔

مجھے اپنی زندگی میں چند مشاہدات نے ''عالم ارواح'' کے وجود کا قائل کر دیا ہے۔ اس ضمن میں پہلا واقعہ تو بھٹو کو پھانسی دیئے جانے سے متعلق ہے۔ ہم میں سے کسی کو علم نہ تھا کہ بھٹو کو کب پھانسی دی جائے گی مگر ماہ اپریل کے اوائل میں ایک شب میں اور ناصرہ سو رہے تھے کہ کوئی تین بجے کے قریب اچانک یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اوڑھی ہوئی چادر میرے اوپر سے کھینچ کر پرے پھینک دی ہے۔ میں ہڑبڑا کر بستر پر

بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ کھلے کالر اور کھلی کفوں کی قمیص اور شلوار پہنے بھٹو نہایت تلخ لہجے سے انگریزی میں بتا رہے ہیں "لک وٹ دے ہیوڈن ٹو می" (دیکھو انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا ہے) ناصرہ بھی جاگ اٹھیں۔ کہنے لگیں کہ کیا کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا "ابھی ابھی بھٹو یہاں موجود تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پھانسی دے دی گئی ہے۔"

دوسرا واقعہ میرے پرانے دوست منور حسین بخاری کی موت کا ہے۔ اس رات ہمارا چھوٹا بیٹا ولید ہوائی جہاز پر نیویارک سے لاہور آرہا تھا۔ ناصرہ کسی کام سے اسلام آباد گئی ہوئی تھیں اور میں خواب گاہ میں اکیلا تھا۔ رات کے کوئی دو بجے کے قریب مجھے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ میں نے پہلی کھٹکھٹاہٹ تو شاید خواب میں سنی مگر دوسری بار کھٹکھٹاہٹ کے وقت میں یقیناً جاگ رہا تھا۔ میں اٹھ بیٹھا اور سمجھا کہ ممکن ہے باہر تیز ہوا چل رہی ہو۔ پردہ ہٹا کر باہر جھانکا مگر ہر طرف خاموشی اور رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ پھر جس دروازے پر کھٹکھٹاہٹ ہوئی تھی، میں نے کھول کر دیکھا مگر وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ میں ڈر گیا اور طرح طرح کے وسوسوں نے مجھے آلیا۔ یہی دعا کرتا رہا کہ خداوند تعالیٰ ولید کا نگہبان ہو اور وہ بخیر و عافیت لاہور پہنچ جائے۔ اگلے روز صبح ہمارے بیٹے منیب نے مجھے فون پر بتایا کہ گزشتہ شب دو بجے میرے دوست منور حسین بخاری حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئے اور چار بجے بعد از دو پہر ان کا جنازہ ہے۔

میرے مشاہدے سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے کہ جب کسی کی روح اس جہان سے پرواز کرتی ہے تو جاتے جاتے جسے چاہے اسے کسی غیر مادی یا مادی ذریعہ سے اپنی رخصت کی اطلاع دے دیتی ہے مگر اس کے بعد وہ کہاں جاتی ہے؟ اس کے بارے میں قیاس یا ایمان کا سہارا ہی لیا جا سکتا ہے کیونکہ پھر اس سے ملاقات شاذ و نادر یا تو

خوابوں میں ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتی۔

ایک اور مسئلہ غور طلب ہے۔ جسم کے اندر روح کا مقام کہاں ہے؟ کیا روح دراصل ذہن ہے جو دماغ میں مقید ہے یا روح کا مسکن قلب ہے؟ ذہن اگر بیمار ہو جائے تو کیا روح بھی بیمار تصور کی جائے گی؟ مجھے اپنے دوست اور تایا زاد بھائی مختار کی یاد آ گئی۔ ان کی وفات بیاسی برس کی عمر میں ہوئی اور وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھے تھے۔ میں ان کی بیمار پرسی کے لیے گیا اور ان کا احوال پوچھا۔ نہایت بے تکلفانہ انداز میں جواب دیا ''شکر الحمدللہ میں بخیریت ہوں''۔ قریب کھڑے بیٹے نے بتایا ''ابا جان! یہ چچا جاوید ہیں۔ آپ نے انہیں پہچانا نہیں؟'' اس پر یکدم مجھے پہچان کر گلے لگا لیا اور زاروقطار رونے لگے۔ میں انہیں دلاسا دیتا رہا۔ اسی کشمکش میں تقریباً پندرہ منٹ گزر گئے اور ان کا رونا تھما۔ پھر اچانک مجھے اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر فرمایا ''آپ سے تعارف نہیں ہوا؟ آپ کون ہیں؟'' چند روز بعد وہ فوت ہو گئے۔ کیا ان کی روح نے یادداشت سے محرومی کی کیفیت میں قفس عنصری سے پرواز کی؟ کیا روح نکلتے وقت جسمانی نہ سہی، اپنی ذہنی بیماری ساتھ لے جاتی ہے؟

خوفناک چہرے نے لارڈ ڈفرن کی جان بچالی

لارڈ ڈفرن ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۶ء تک برطانوی ہند کے نائب وزیر رہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں برطانیہ کے سفیر رہے، پھر کینیڈا کے گورنر جنرل بنے اور ۱۸۷۱ء میں انہیں لارڈ کا خطاب ملا۔ ۱۸۸۴ء میں برطانوی مقبوضہ ہند کے وائسرائے مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ واقعہ جو امریکہ سے شائع ہونے والی کتاب سے لیا گیا ہے، لارڈ ڈفرن کے گرد گھومتا ہے اور گارڈ ڈفرن کی ڈائری کے علاوہ ان کے بعض قریبی عزیزوں نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی ہے۔

واقعے کا آغاز آئرلینڈ سے ہوتا ہے جہاں لارڈ ڈفرن اپنے دوست کے ہاں

ٹھہرے ہوئے تھے اور چھٹیوں کے دن سیر وشکار میں گزار رہے تھے۔ایک دن وہ دن بھر کشتی کی سیر کے بعد تھکے ہوئے واپس گھر آئے اور کھانا کھاتے ہی سو گئے۔ کچھ ہی لمحوں بعد اچانک ان کی آنکھ کھل گئی۔انہیں سمجھ نہیں آئی کہ ان کی آنکھ کیوں کھل گئی ہے جب کہ سارا ماحول پر سکون تھا۔ وہ کچھ دیکھ بھال کے بعد دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگے لیکن اچانک ہی انہیں کھڑکی سے باہر ایک ڈراؤنی آواز سنائی دی۔ وہ کھڑکی کی طرف لپکے لیکن وہاں کوئی قابل ذکر چیز نظر نہ آئی۔ وہ حیران کھڑے تھے کہ وہی چیخ پھر سنائی دی، اس بار یہ آواز اتنی اونچی تھی کہ وہ مارے ڈر کے اچھل پڑے اور تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر باہر کو لپکے۔

باہر کوئی شے نہیں تھی، ہر طرف رات کا سناٹا طاری تھا، وہ باغ میں ادھر اُدھر تلاش میں مصروف ہو گئے، ایک درخت پر ان کی نظر پڑی جہاں ایک اُلو انہی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا، ایک لمحے کے لئے انہوں نے سوچا کہ کہیں وہ چیخ اُلو ہی کی تو نہیں تھی۔ الو نے گویا ان کے خیالات پڑھ لیے، اس نے زور سے ایک چیخ ماری۔ اس میں اور اس چیخ، میں جو لارڈ ڈفرن نے دو مرتبہ سنی تھی، کوئی مشابہت نہیں تھی۔انہیں محسوس ہوا کہ وہ چیخ کسی انسان کی تھی۔وہ ایک مرتبہ پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ اچانک انہیں سامنے کچھ فاصلے پر ایک سفید ہیولا آگے بڑھتا ہوا نظر آیا، اس کے ہاتھ نظر نہیں آ رہے تھے۔

لارڈ ڈفرن پہلے تو ڈرے پھر ہمت کرتے ہوئے ہیولے کے پاس پہنچ گئے اور اسے رُکنے کا حکم دیا لیکن ہیولے پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ برابر بڑھتا گیا۔لارڈ نے پستول نکالا اور اسے گولی مارنے کا انتباہ کیا۔ حیرت انگیز طور پر ہیولا رک گیا اور اپنا رخ بدلنا شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کے روبرو کھڑا تھا۔ لارڈ کے ماتھے پر پسینہ آ چکا تھا۔وہ ہیولے کی تیز آنکھوں کی تاب نہیں لا سکتے تھے۔

لارڈ ڈ نے دنیا دیکھی تھی لیکن اتنا خوفناک اور مسخ شدہ چہرہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کوشش کے باوجود وہ اپنی نظریں اس سے نہیں ہٹا سکے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ہیولا تحلیل ہونا شروع ہوا۔ اگلے ہی لمحے وہاں کچھ نہیں تھا۔

حیرت سے لارڈ کھڑے کے کھڑے رہ گئے، انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ انہیں کچھ یاد نہیں کہ وہ کب تک وہاں اسی حالت میں منجمد کھڑے رہے، یہاں تک کہ میزبان انہیں تلاش کرتا ہوا ان تک پہنچ گیا۔ میزبان کی آمد پر ان کے حواس واپس آ گئے اور انہوں نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ میزبان نے انہیں بتایا کہ اس مکان یا باغ میں اس سے پہلے ایسا ہیولا کبھی نہیں دیکھا گیا نہ ہی کبھی اس کے بارے میں کسی نے کوئی تذکرہ کیا۔

لارڈ ڈفرن نے واپس آ کر یہ واقعہ اپنی ڈائری میں لکھ لیا، ڈائری میں انہوں نے یہ فقرہ بھی لکھا کہ ''اس پراسرار ہیولے کا چہرہ چاندنی میں بھی صاف نظر نہیں آ رہا تھا، پھر بھی میرا خیال ہے کہ ایسا چہرہ یا تو 'مصر کے عجائب خانوں' میں نظر نہیں آ سکتا ہے یا اجنتا کے غاروں میں۔

اس واقعے کا اگلا حصہ فرانس میں رونما ہوا، جہاں بعد میں لارڈ ڈفرن سفیر تھے۔ پیرس کے گرانڈ ہوٹل میں ایک سفارتی عشائیہ دیا گیا۔ کئی دوسرے سفیر اور متعدد ملکوں سے آنے والے وزیر بھی اس تقریب کے مدعو کیے گئے افراد میں شامل تھے۔ ان دنوں برطانیہ سے فرانس کے خصوصی تعلقات کے پیش نظر برطانوی سفیر کی عزت بڑھ چڑھ کر تھی۔ لارڈ اپنے سیکرٹری کے ساتھ لفٹ کے گیٹ پر سب سے آگے کھڑے تھے جس کے ذریعے سے انہیں اور دوسرے مہمانوں کو چھٹی منزل پر جانا تھا۔

لفٹ کا گیٹ کھلا، لارڈ ڈ نے اندر جانے کے لیے قدم اٹھایا وہ اٹھے کا اٹھا ہی رہ گیا۔ لفٹ آپریٹر وہی ہیولا تھا جو انہوں نے آئرلینڈ کے باغ میں دیکھا تھا۔

لارڈ ڈفرن نے رُخ بدلا اور ہوٹل کے منیجر کے کمرے کی طرف چلے گئے۔ اور اس سے پوچھا کہ لفٹ آپریٹر کون ہے۔ منیجر نے بتایا کہ یہ آپریٹر ہوٹل کا ملازم نہیں ہے بلکہ عشائیے کے منتظمین نے عارضی طور پر اسے رکھا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کہ مزید بات ہو سکتی لفٹ کی طرف سے شوروغل کی آوازیں آئیں۔ ایک آدمی بھاگتا ہوا ہوٹل کے منیجر کی طرف آیا اور اسے بتایا کہ لفٹ اوپر جاتے ہوئے پانچویں منزل سے ذرا پہلے تار ٹوٹ جانے سے گر پڑی اور لفٹ آپریٹر مارا گیا جب کہ کئی سفیر شدید زخمی ہوئے ہیں۔

یہ واقعہ تمام دنیا کے اخبارات میں چھپا۔ لارڈ ڈفرن نے بھی بیان دیا جس پر حکومت نے پراسرار آپریٹر کے بارے میں تحقیقات شروع کر دیں۔ ہر ایک شخص سے اس بارے میں پوچھا گیا لیکن آج تک یہ سراغ نہیں مل سکا کہ وہ پراسرار لفٹ آپریٹر کون تھا اور کہاں سے آیا تھا۔ کیا اس واقعے کی یہ توجیہہ ہو سکتی ہے کہ قدرت نے لارڈ ڈفرن کو بچانے کے لئے ایک ''ترکیب'' استعمال کی تھی۔

اورنگ زیب کی تلوار اور مجذوب کا سر

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور کا یہ واقعہ بادشاہ اور مجذوب کے درمیان کشمکش کی ایک انوکھی کہانی ہے جس میں مجذوب اور بادشاہ دونوں ہی جیت گئے۔ اس طرح کہ مجذوب نے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور اورنگ زیب عالمگیر مجرم کو نہیں تو اس کے وکیل اور نجات دہندہ کو سزا دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب خود بھی اسی ''نظام'' میں کسی عہدے پر فائز تھا جس نظام کا یہ پراسرار مجذوب حصہ تھا۔

اس وقت کے قانون کے تحت قتل کے مجرم کے لئے رحم کی آخری اپیل بادشاہ کے حضور پیش کی جاتی اور اگر بادشاہ یہ اپیل مسترد کر دے تو پھر مجرم کسی صورت بچ نہیں سکتا تھا۔ اسی دور کی بات ہے کہ ایک بار دہلی میں قتل کی ایک واردات ہوئی۔ اورنگ زیب

عالمگیر کا دارالحکومت اس وقت دہلی ہی تھا۔ عدالت نے اس قاتل کو سزائے موت سنا دی اور شہنشاہ اورنگ زیب نے اس کی رحم کی اپیل بھی مسترد کر دی۔ قاتل کا خاندان اگرچہ بااثر تھا لیکن اس کا اثرورسوخ اورنگ زیب کے ہوتے ہوئے قاتل کو بچانے میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا تھا۔

پھانسی کا وقت قریب آ گیا۔ پھانسی سے ایک روز پہلے کی بات ہے، قاتل کا غم زدہ بھائی پریشانی کے عالم میں بازار میں گھوم رہا تھا کہ ایک نامعلوم شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک غلیظ لباس والا بوڑھا مجذوب کھڑا تھا جس کا سر، چہرہ اور پورا جسم گرد آلود تھا۔ اس کی حالت سے فاقہ زدگی ٹپک رہی تھی۔

اس مجذوب نے اس سے صرف دو لفظ کہے بھوک، روٹی۔ اسے مجذوب کی حالت پر رحم آ گیا اور اس نے قریبی دکان سے اسے کھانا کھلایا۔ اس نے دیکھا کہ مجذوب وحشیوں کی طرح کھانا کھا رہا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر مجذوب اس شخص سے مخاطب ہوا اور کہا ''مانگ کیا مانگتا ہے۔''

غمزدہ شخص مسکرایا کہ جسے کھانے کو نہ جانے کب سے کچھ نہیں ملا، وہ مجھے کیا دے گا لیکن مجذوب نے دوبارہ تحکم آمیز انداز میں کہا ''مانگ کیا مانگتا ہے''۔ اس پر وہ شخص بولا ''کل صبح دس بجے میرے بھائی کو پھانسی دی جا رہی ہے، اسے رکوا سکتے ہو؟''

یہ سن کر مجذوب کی کیفیت ہی بدل گئی۔ خوف اس کے چہرے سے ٹپکنے لگا اور وہ ''موت، موت، دیر ہو گئی، دیر ہو گئی'' کے عجیب و غریب الفاظ کہتا ہوا ایک طرف کو بھاگ نکلا۔

اگلے روز وہ شخص اپنے بھائی سے آخری ملاقات کے لئے آٹھ بجے قید خانے کے باہر پہنچ گیا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ بادشاہ اورنگ زیب گھوڑے پر سوار قید خانے کی طرف آ رہا ہے۔ قید خانے کے عملے میں شہنشاہ کی اس غیر متوقع آمد پر کھلبلی مچ گئی۔

بادشاہ سیدھا اندر چلا گیا اور جیلر سے پھانسی پانے والے شخص کے کاغذات طلب کیے اور ان پر حکم لکھا ''قاتل کو فوراً رہا کر دیا جائے'' جیلر اس حکم نامے پر ششدر تھا۔ بادشاہ نے پہلی مرتبہ اپنا سزائے موت کا فیصلہ منسوخ کیا تھا۔ بہر حال بادشاہ کے حکم کے تحت قاتل کو رہا کر دیا گیا اور وہ ہنسی خوشی اپنے بھائی کے ساتھ گھر چلا گیا۔ بادشاہ بھی واپس چلا گیا۔

پھانسی کا وقت دس بجے مقرر کیا گیا تھا۔ متعلقہ افسر مجرم کو پھانسی لگانے قید خانے پہنچا تو جیلر نے اسے قاتل کی رہائی کے بارے میں سب کچھ بتایا۔ حاکم نے جیلر کی اس بات پر یقین کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا محل جا پہنچا۔ وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ شہنشاہ تو ابھی باہر جانے کے لئے کہیں نکلے ہی نہیں۔ اس کے ہوش اُڑ گئے۔ اس نے فوراً شہنشاہ کو ملاقات کے لیے عریضہ بھیجا۔ اورنگ زیب نے اسے بلا لیا اور تفصیل سن کر سخت مشتعل ہو گیا اور ساتھ لے کر قید خانے جا پہنچا۔

جیلر ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔ اس نے بادشاہ کو بتایا'' آپ اتنی دیر پہلے تشریف لائے تھے اور قاتل کی رہائی کا اس طرح تحریری حکم دیا تھا'' کاغذات پر بادشاہ کے دستخط اور مہر تھی جو بالکل اصلی تھی۔ جیلر بے قصور تھا۔ بادشاہ نے دُکھ سے صرف اتنا کہا:

''ہم نے قاتل کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیا۔''

کچھ دیر سوچنے کے بعد گویا بادشاہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ اس نے جیلر سے پوچھا'' ہم قاتل کو آزاد کرنے کے بعد کس طرف واپس گئے تھے''۔

جیلر نے اس سمت کی طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ بڑی تیزی سے گھوڑے پر اسی سمت روانہ ہو گیا۔ گھوڑا بہت تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ اب وہ شہر سے باہر ویرانے میں داخل ہو چکا تھا۔ کچھ آگے جا کر اس نے دیکھا کہ ایک مجذوب دوڑتا ہوا جا رہا ہے جو خوفزدہ ہے اور بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہا ہے۔ بادشاہ کے گھوڑے نے اسے جلد ہی جا لیا۔ اب وہ

سر جھکائے خاموش کھڑا تھا۔

اورنگ زیب نے مجذوب سے پوچھا ''نظام میں خلل ڈالنے کی سزا معلوم ہے؟ مجذوب نے جواب میں صرف ایک لفظ کہا ''موت''۔ ''پھر ایسا کیوں کیا؟'' بادشاہ نے پوچھا۔

''وعدہ کر چکا تھا'' مجذوب نے پھر مختصر جواب دیا۔ ''اب اپنی گردن پیش کرو''۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ مجذوب نے گردن بڑھا دی۔

بادشاہ کی تلوار لہرائی اور مجذوب کا سر تن سے جدا ہو کر دُور جا گرا۔

گولکنڈے کا ''کنگ میکر'' موچی

گولکنڈہ کی سلطنت کے آثار آج بھی حیدر آباد (دکن) سے بارہ میل دور کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں۔ جنوبی ہند کی اس سلطنت پر اورنگ زیب کی فتح ایک انوکھی کہانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہی خاندان کا آخری سلطان عبداللہ علی قطب شاہ اولاد نرینہ سے محروم تھا اس لیے اس نے اپنے داماد سید احمد سلطان کو ولی عہد بنا دیا۔ سلطان کی دوسری لڑکی جب شادی کی عمر کو پہنچی تو اس کا رشتہ ایک مغل شہزادے محمد سلطان کے ساتھ کیا گیا۔ رجب میں شادی ہونی تھی جس کی تیاریاں ایک بڑے جشن کی شکل میں شروع کر دی گئیں۔ چار مینار سے لنگر حوض تک کا ۱۲ میل کا لمبا راستہ دلہن کی طرح سجا دیا گیا۔ جشن دیکھنے کے لئے دور دراز سے بھی لوگوں کی بہت بڑی تعداد پہنچ گئی اور خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔ شادی سے کچھ دن پہلے مغل شہزادہ چار مینار کے مہمان خانے میں پہنچا۔ رجب کا چاند نظر آتے ہی توپیں داغی گئیں اور رات کو مغل شہزادہ جوڑے کی رسم میں شرکت کے لئے کڑے پہرے میں قلعے کی طرف چلا، جہاں اس کا ولی عہد سے بھی تعارف کرایا جانا تھا۔ شہزادے کے جلوس کے ہمراہ آتش بازی ہو رہی تھی، بینڈ باجا بج رہا تھا اور جلوس پر پھولوں کی بارش

کی جا رہی تھی۔ شہزادہ ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اس کے ساتھ وزیر بھی موجود تھا۔
ولی عہد نے قلعے کے دروازے پر استقبال کیا۔ وزیر اعظم گولکنڈہ ''شری اکنا'' نے دونوں کا باہمی تعارف کرایا جس کے بعد یہ لوگ دربار خاص میں داخل ہوئے۔ سلطان عبداللہ تخت پر بیٹھے تھے، ان کے دائیں بائیں ان دونوں کو نشستیں دی گئیں، باقی معززین پیچھے بیٹھے تھے۔

رسمیں ادا ہوئیں، پھر سلطان نے ولی عہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہزادے سے کہا کہ سید احمد سلطان بہت ہی نجیب الطرفین سید ہیں۔

مغل شہزادے نے آہستگی سے کہا، جی ہاں میں انہیں جانتا ہوں، ان کے آباؤ اجداد ہمارے خاندان کے پرانے نمک خواروں میں سے تھے۔

پتہ نہیں، شہزادے نے یہ بات کس نیت سے کہی لیکن سلطان یہ سن کر فکر مند ہو گیا، چہرے سے ناراضگی ٹپکنے لگی۔ سلطان کھانے کے کمرے میں چلا گیا۔ اس دوران ولی عہد کو یہ خبر پہنچ گئی کہ مغل شہزادے نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے۔ وہ کھانے پر نہیں گیا، بادشاہ نے پوچھا تو بتایا گیا کہ ولی عہد کی طبیعت ناساز ہے۔

کھانے کے بعد بادشاہ ولی عہد کی خواب گاہ میں پہنچا۔ دوسرے دن ملکہ حالات معلوم کرنے بڑی شہزادی کے محل گئی۔ تھوڑی دیر بعد بادشاہ بھی وہاں جا پہنچا اور کیا دیکھتا ہے کہ ولی عہد نے ہاتھ میں بندوق اور شہزادی نے خنجر پکڑا ہوا ہے اور دونوں سخت مشتعل ہیں۔ دونوں نے بادشاہ پر واضح کر دیا کہ جس روز محمد سلطان کی بارات آئے گی، ہم دونوں کا جنازہ اٹھے گا، بادشاہ نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔

ادھر شادی میں چھ دن رہ گئے تھے، ہر طرف جشن منایا جا رہا تھا اور مغل شہزادے کی باراتِ واپس لوٹانا اور اس طرح مغلوں کی دشمنی مول لینا بھی ناممکن تھا۔ آخر بادشاہ

نے فیصلہ سنادیا کہ ہم قول دے چکے ہیں، شادی ہو کر رہے گی۔

اس دوران بادشاہ نے قلعے سے شہر جانے والا راستہ خاص خاص لوگوں کے سوا سب کے لیے بند کر دیا اور ولی عہد، شاہی خاندان کے افراد اور ان کے محلوں کی ملازموں کی آمدورفت پر بھی پابندی لگادی تا کہ ولی عہد کی ناراضگی کی اطلاع مغل شہزادے اور اس کے ساتھیوں تک نہ پہنچے۔ ولی عہد کو منانے کی کوششیں بھی جاری تھیں لیکن وہ نہ مانا۔ چوتھی رات ملکہ نے بادشاہ کو بتایا کہ بڑی شہزادی نے چار دن سے کھانا نہیں کھایا۔ یہی حال ولی عہد کا بھی ہے لیکن بادشاہ نے فیصلہ بدلنے سے انکار کر دیا۔ ملکہ نے یہ تجویز بھی دی کہ شادی مؤخر کر دی جائے تا کہ اس دوران ولی عہد کو منایا جاسکے، بادشاہ نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی۔

شادی میں دو دن باقی تھے کہ ملکہ نے بھی اپنا فیصلہ سنادیا اور کہا کہ مغل بچے کی یہ مجال کہ سیدزادے کی شان میں گستاخی کرے، اسے کہہ دو وہ آج ہی واپس چلا جائے ورنہ آپ سن لیں کہ نکاح سے پیشتر ولی عہد اور بڑی شہزادی کا ہی نہیں، میرا بھی جنازہ اُٹھے گا۔ بادشاہ نے ملکہ کو اس سنگین انجام سے خبردار کیا جو شادی سے انکار کی صورت میں متوقع تھا، لیکن ملکہ نہیں مانی۔ پریشان بادشاہ ساری رات جاگتا رہا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کیا جائے۔

آخر صبح کے وقت وہ اپنے مرشد سید شاہ راجو قتال کے در پر حاضر ہوا۔ جب وہ مرشد کے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ راجو قتال کا ایک خادم ابوالحسن پانی لینے کے لئے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ بادشاہ راجو قتال کے حجرے میں داخل ہوا تو اسے دیکھتے ہی قتال نے نعرہ لگایا ”ایک بادشاہ گیا، دوسرا آتا ہے۔“

بادشاہ اس نعرے کو نہ سمجھ سکا۔ اس نے راجو قتال کو مسئلہ بتایا اور دعا کی درخواست کی۔ قتال نے بے نیازی کے عالم میں جواب دیا ”پریشانی کی کیا بات ہے، ابوالحسن کو

لے جا اور شہزادی اس سے بیاہ دے'' بادشاہ اس عجیب مشورے پر حیران ہوا، پھر بولا کہ کل نمازِ فجر کے بعد نکاح لازمی ہونا ہے، انکار نہیں کر سکتا'' کچھ کیجیے۔ راجو قتال جواب میں ایک بات ہی کہتا رہا'' شہزادی کی شادی ابوالحسن سے ہی ہوگی، جا مغلوں سے کہہ دے کہ تم کون ہوتے ہو.....!!'' اسی دوران خادم ابوالحسن پانی کا مٹکا لے کر آ گیا، راجو قتال نے کہا تانا شاہ (ابوالحسن کا عرفی نام) بادشاہ کے ساتھ جا، جو یہ کہے وہی کر۔ بادشاہ اب بہت ہی پریشان تھا، راجو قتال نے برہم ہو کر کہا جا فوراً شادی کر ورنہ کل تو رہے گا نہ تیرا خاندان۔

سلطان نے ابوالحسن کو ساتھ لیا اور محل سرا میں داخل ہو گیا۔ ابوالحسن تانا شاہ نے اس کے پوچھنے پر بتایا کہ اس کا سلسلہ بہمنی خاندان کے آخری فرمانروا سلطان محمود بہمنی سے ملتا ہے۔ شاہی چھننے کے بعد ان کا خاندان تباہ ہو گیا اور اب وہ کوئی ۲۰ سال سے راجو قتال کی خدمت کر رہا ہے۔

سلطان نے ملکہ اور ولی عہد سے پوچھا کہ کیا چھوٹی شہزادی کا رشتہ ابوالحسن سے کر دیا جائے، اس صورت میں ولی عہد ابوالحسن ہو گا۔ ولی عہد نے کہا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں، دوسرے روز شہزادی کا نکاح تانا شاہ سے ہو گیا۔

ادھر مغل شہزادہ سلطان کی بارات مہمان خانے سے قلعہ گولکنڈہ کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔ شہزادے کی بارات موسیٰ ندی کے پل تک پہنچی تھی کہ توپیں چلنے کی آواز آئی۔ بارات ٹھٹک گئی۔ توپیں قلعے سے نکاح کے بعد سلامی کے طور پر چلائی جا رہی تھیں۔ کچھ تعجب اور حیرانی کے عالم میں بارات نے پھر چلنا شروع کیا۔ موسیٰ ندی کے پل پر بارات کے لوگوں کو سامنے سے ایک گھڑ سوار قاصد آتا ہوا نظر آیا۔ اس قاصد نے قریب آتے ہی بارات کو اطلاع دی کہ شہزادی کا نکاح ہو چکا ہے، باراتی واپس چلے جائیں۔

یہ پیغام سن کر بارات میں سنسنی دوڑ گئی، غصے سے مغلوں کے منہ سرخ ہو گئے،

شہزادہ سلطان نے اپنا سہرا اُتار پھینکا اور کسی کو بتائے بغیر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ عروسی لباس ہی سیدھا اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اورنگ زیب عالمگیر ان دنوں دکن کا صوبیدار تھا۔ اورنگ زیب یہ واقعہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اس نے سرداروں کو اکٹھا کرنے کے بعد گولکنڈہ پر حملہ کر دیا۔

یہ جنگ ایک دو دن نہیں، کئی مہینے چلتی رہی، بے شمار جانی نقصان ہوا لیکن گولکنڈہ کی قطب شاہی فوج حیران کن مزاحمت کر رہی تھی۔ کافی تگ و دو کے باوجود اورنگ زیب ناکام واپس ہوا۔

اس واقعہ ۲۴ سال گزر گئے۔ اس عرصہ میں سلطان عبداللہ قطب شاہ راہی ملک فنا ہوا اور حکومت اس کے ولی ابوالحسن عرف تاناشا کے پاس آگئی۔

تاناشاہ ایک شریف اور بہادر آدمی تھا۔ اس کے حکومت سنبھالنے کے بعد پہلی رات ہی راجو قتال نے اپنے خادم کے ذریعے ایک انار اس کے پاس بھیجا۔ خادم کو حکم تھا کہ یہ انار وہ اپنے سامنے تاناشاہ کو کھلائے۔ خادم اس کے پاس پہنچا تو ابوالحسن بہت خوش ہوا اور پوچھا مرشد نے میرے لیے کیا بھیجا ہے؟ خادم نے انار دکھایا اور کہا کہ یہ تبرک بھیجا ہے اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ آپ اسے میرے سامنے کھولیں اور اس کے دانے نوش کریں۔

ابوالحسن نے انار کھولا، چکھا تو دانے نہایت شیریں تھے، ایک ایک کر کے اس نے سات دانے کھائے اور پھر کہا اور نہیں کھایا جا سکتا، تو یہ مجھے دے دے، باقی صبح کھاؤں گا۔

خادم واپس چلا گیا اور راجو قتال کو سارا ماجرا بتایا۔ قتال ناراض ہوا اور خادم کو واپس تاناشاہ کے پاس بھیج دیا، یہ حکم دے کر باقی انار بھی ابھی کھاؤ۔

خادم واپس گیا اور تاناشاہ کو راجو قتال کا پیغام دیا۔ ابوالحسن نے سات دانے اور کھائے اور پھر معذرت کر لی کہ اب ایک دانہ بھی اور نہیں کھایا جا سکتا، کل اسے ضرور کھا

لوں گا۔خادم نے واپس جا کر یہ بات بھی قتال کو بتا دی۔راجو افسردہ ہو گیا اور اس کے منہ سے نکلا افسوس، ابوالحسن تو صرف چودہ سال حکومت کرے گا، سات برس بعد راجو قتال کا انتقال ہو گیا۔

اسی سال اورنگ زیب نے تسخیر دکن کی ادھوری مہم پھر شروع کی لیکن پہلا حملہ ناکام ہو گیا، اس کے بعد جتنی بھی کوششیں کی گئی، سب ناکام رہیں، یہ امر بڑا پراسرار تھا کہ مغلوں کی اتنی عظیم الشان سپاہ مگر گولکنڈہ کی فتح کے کوئی آثار نہیں۔

اسی چکر میں سات برس مزید گزر گئے۔ابوالحسن کی حکوت کو ۱۳ سال اور ۵ ماہ گزر چکے تھے، اورنگ زیب نے ایک اور بڑا حملہ کیا اور اس بار ایک سے بڑھ کر ایک جنگی ہتھکنڈہ آزمایا لیکن فتح کی کوئی علامت نمودار نہیں ہوئی۔تانا شاہ کی حکومت کے چودہ سال مکمل ہونے میں ابھی دس دن باقی تھے کہ زبردست آندھی نے مغل فوج کے خیمے اکھاڑ دیئے۔کافی دیر کے بعد جب طوفان تھما تو اورنگ زیب آندھی سے ہونے والی تباہی کا جائزہ لینے نکلا۔اسے ایک کنارے پر دیا جلتا ہوا نظر آیا۔اورنگ زیب متعجب ہو کر اس طرف چلا، دیکھا کہ دو مغل سپاہی عبادت میں مصروف ہیں۔وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اورنگ زیب نے ان سے بے ساختہ پوچھا کہ آپ بزرگ ہستیاں ہیں، فتح کی دعا کیوں نہیں کرتے؟۔

سپاہیوں نے کچھ تامل کے بعد بتایا کہ جب تک وہ قطب نہ مانے جس کے ذمے گولکنڈے کی حفاظت ہے، فتح ممکن نہیں۔اورنگ زیب پہلے تو حیران رہ گیا، پھر اس نے اصرار کیا کہ اس قطب تک رسائی ہونی چاہیے۔

سپاہیوں نے ایک پرچہ لکھ کر اورنگ زیب کو دیا اور اشارہ بتایا کہ لنگر حوض میں ایک موچی آپ کو ملے گا، اسے یہ پرچہ دے دیجیے اور جواب ہمیں بتائیے۔دوسرے دن بادشاہ موچی کے پاس جا پہنچا او سلام کے بعد پرچہ اس کے حوالے کیا۔اس وقت

موچی جوتے سی رہا تھا۔ پرچہ دیکھ کر پہلے تو ناراض ہوا پھر کوئلے سے اس پر لکیریں ڈال کر واپس کر دیا۔ اورنگ زیب پرچہ واپس لے کر سپاہیوں کے سامنے پہنچا اور پرچہ ان کے حوالے کر دیا۔ وہ پرچہ دیکھ کر مایوس ہوئے اور کہا کہ موچی کا ماننا مشکل ہے، ایک بار پھر جائیں شاید مان جائے۔ ساتھ ہی انہوں نے پرچے پر اپنی اشاروں والی زبان میں ایک اور تحریر لکھ دی۔ اورنگ زیب اگلے دن پھر موچی کے پاس جا پہنچا۔ موچی کچھ دیر تک رقعے کو گھورتا رہا پھر ''نگرانی ختم'' کہہ کر جوتے اُٹھائے اور ایک طرف نکل گیا۔

اس واقعہ کے تیسرے دن قلعہ فتح ہو گیا۔ اورنگ زیب نے دونوں سپاہیوں کی تلاش شروع کی تو پتہ چلا کہ جس روز موچی غائب ہوا تھا، اسی رات دونوں سپاہیوں کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔

یہ واقعہ پڑھ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر تانا شاہ کی حکومت کے ۱۴ سال انار کے ۱۴ دانوں سے مشروط تھے تو پھر اگر ''موچی'' اپنی نگرانی ختم نہ کرتا تب بھی کیا گولکنڈے کو فتح نہیں ہو جانا چاہیے تھا؟ دوسرے لفظوں میں اگر موچی نگرانی ختم کرنے سے انکار کر دیتا تو کیا تانا شاہ مزید حکومت کرتا رہتا، حالانکہ اس نے صرف ۱۴ دانے کھائے تھے۔ اس کی ایک تشریح یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ موچی کے انکار کے بعد تانا شاہ کی حکومت تو ختم ہو جاتی لیکن اس کے خاندان کی حکومت بدستور رہتی بہر حال یہ بھی ان بہت سے واقعات میں سے ایک ہے جو تاریخ کی کتابوں میں موجود تو ہیں۔

تابوت سے نکلنے والی تختی پر سزائے موت کا حکم

''جو بھی میرے مقبرے میں داخل ہوگا یا میری کسی شے کو ہاتھ لگائے گا، موت اس پر عقاب بن کر جھپٹ پڑے گی۔''

یہ بددعا مصر کے ایک فرعون توتنخ آمن کے مقبرے سے ایک تختی کی شکل میں لکھی ہوئی نکلی تھی۔

مصر کے اہرام اور قدیم مقبرے ایک سائنسی، تاریخی یا کچھ اور قسم کا کہہ لیجیے، بہت بڑا راز ہیں جو ابھی تک کھل نہیں سکا۔ ان کی تعمیر کا انداز، ان کے مخروط کے زاویے پر اسرار جہتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور مجسم رمز ہیں۔ باقی باتوں کو چھوڑیئے، ان کی تعمیر کا معمہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا کہ آخر یہ کیسے بنائے گئے۔ اتنی بڑی عمارت بنانے کے لئے جو مشینری چاہیے وہ کہاں سے آئی۔ اس کا ذکر نہیں ملتا۔ اتنے بڑے بڑے پتھر اتنی بلندی تک پہنچانے کے لئے تو اس ترقی یافتہ مشینی دور میں بھی کوئی کل موجود نہیں ہے۔ توتنخ آمن کو فراعنہ مصر میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ اس کا مقبرہ ''کنگز ویلی'' نامی قبرستان میں واقع ہے جو قاہرہ سے کوئی ڈیڑھ سو میل دور لکسر کے پاس واقع ہے۔ اس مقبرے کو تلاش کرنے کا فیصلہ انگلینڈ کے مشہور ماہر سر برج ٹاوان نے کیا تھا۔ یہ مقبرہ پراسرار طور پر اب تک دریافت نہیں ہو سکا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس گمشدگی کا تعلق اسی تختی سے تھا جس میں اندر داخل ہونے والوں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ سر برج ٹاوان کو مختلف کتابیں پڑھ کر یہ اندازہ تھا کہ یہ مقبرہ کنگز ویلی ہی میں واقع ہے۔ اس مہم کے لئے انہیں بڑی رقم کی ضرورت تھی جو انہیں ان کے دوست لارڈ ھاس کارپوان نے فراہم کر دی۔ وہ خود بھی آثار قدیمہ اور نوادرات کے بہت شوقین تھے۔ اس لیے وہ بھی اس مہم میں شامل ہو گئے۔ مہم کا تیسرا رکن ان کا دوست کیپٹن رچرڈ بودل تھا۔ مہم کا آغاز ۱۹۱۱ء میں ہوا۔

لندن سے یہ لوگ بحری جہاز کے ذریعے مصر کی بندرگاہ سکندریہ پہنچے۔ اور وہاں سے قاہرہ جانے کی ٹرین پکڑی۔ قاہرہ میں انہوں نے حکومت سے مہم شروع کرنے کی اجازت نامہ حاصل کیا اور قاہرہ ہی میں سر برج ٹاوان کے مصری دوست اور مشہور عالمِ حلیم بے، مہم کے چوتھے رکن بن گئے۔ اب اس چار رکنی ٹیم کی منزل لکسر تھی۔

کنگز ویلی میں پہاڑ ایسی کوئی نشانی نہیں ظاہر کرتے جس سے اندازہ ہو سکے کہ یہاں کوئی مقبرہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی کھدائی کرنے والے اب تک ۲۰ مقبرے دریافت کر چکے تھے لیکن توتخ آمن کے مقبرے کی تلاش سب سے مشکل ثابت ہوئی۔ مہم کئی مہینے جاری رہی لیکن مقبرے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ سردی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور عین ان دنوں میں جب مہم کے ارکان مایوس ہو کر واپسی کی تیاریاں کر رہے تھے، انہیں خوش خبری ملی کہ ایک غیر متوقع مقام پر مقبرے کا سراغ مل گیا ہے۔

حکومت کو اطلاع دینے سے قبل لارڈ کارپوان نے وہاں سے بہت سے قیمتی نوادرات اُڑا لیے۔ یہی حال سر برج ٹاوان اور حلیم بے کا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اب دنیا کے دولت مند ترین افراد میں شامل ہو جائیں گے۔ البتہ کیپٹن رچرڈ بودل کو نوادرات سے کوئی غرض نہیں تھی۔ پہلا سانحہ اس دن ہوا جب سرکاری محکمہ آثار قدیمہ کے تین کارکن ان کے پاس پہنچے اس روز ٹیم کے تین عرب مزدور غائب ہو گئے۔

تابوت کھول کر توتخ آمن کی ممی، اس کا خزانہ اور نوادرات نکالے گئے جن کے ساتھ ہی ایک تختی بھی تھی۔ یہ سب کچھ قاہرہ روانہ کر دیا گیا۔ عرب مزدوروں کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ ہیضے سے مر گئے۔ اس کے فوراً بعد سر برج ٹاوان کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ وہ دل کے مریض نہیں تھے لیکن ان پر اتنا سخت دورہ پڑا کہ وہ طبی امداد پہنچنے سے قبل ہی چل بسے۔ ان کی موت کے بعد تختی کی عبارت پڑھنے میں کامیابی مل گئی۔ یہ وہی موت کی دھمکی والی عبارت تھی۔

اگلا شکار آثار قدیمہ کے وہ کارکن تھے جنہوں نے ممی اور خزانے کو قاہرہ کے عجائب گھر پہنچایا تھا۔ ایک کے بعد ایک حادثہ ہوتا گیا اور وہ تمام کارکن ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد مصری عالم حلیم بے کی باری تھی۔ اسے بھی ایک ٹریفک حادثے نے نگل لیا۔ لارڈ کارپوان اتنے خوفزدہ ہوئے کہ تمام نوادرات حتیٰ کہ اپنا وزنی سامان بھی مصر چھوڑ کر کیپٹن بودل کے ہمراہ پہلے دستیاب جہاز میں سوار ہو کر لندن کو بھاگ نکلے۔ دوران سفر دونوں جہاز کے عرشے پر کھڑے تھے اور جنگلے کے ساتھ لگ کر سمندر کی موجوں کا نظارہ کر رہے تھے کہ اچانک کیپٹن پر بے ہوشی کا دورہ پڑا۔ اس سے قبل کہ لارڈ کارپوان اسے پکڑنے کی کوشش کرتے، وہ سمندر میں جا گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے لہروں نے اسے نگل لیا۔ لارڈ پوان بے حد خوفزدہ ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ وہ انگلستان نہیں پہنچ سکتے۔ ان کا یقین سچ ثابت ہوا اور وہ جہاز کے انگلستان پہنچنے سے قبل ہی موت سے ہمکنار ہو گئے۔

حادثات کا یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا اور وہ تمام لوگ باری باری موت کا شکار ہو گئے جو مقبرے کی کھدائی اور نوادرات کو نکالنے اور انہیں قاہرہ تک پہنچانے کے کام میں شریک رہے تھے۔ حیرت کی بات ہے کہ اتنی کارگر بددعا کے باوجود یہ نوادرات اور خزانہ آج بھی قاہرہ کے عجائب خانے کا حصہ ہیں۔

مسجدِ جن کا بزرگ نمازی

مشہور مصنف ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا نام محتاج تعارف نہیں۔
انہوں نے ایک بزرگ جن سے اپنی ملاقات، جو مسجد جن میں
ہوئی، کا ذکر یوں کیا ہے: (ملخصاً)

جنت المعلیٰ سے نکل کر میں نے مسجد جن کا رُخ کیا جو اس کے قریب ہی واقع ہے۔ اس کی اہمیت اس واقعے کی وجہ سے ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ جن میں

ہے۔ یہاں میرے ساتھ ایک بڑا ہی پراسرار اور غیر معمولی نوعیت کا واقعہ پیش آیا جس نے مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

مسجد سنسان تھی۔ اس میں کسی ذی روح کے آثار نہیں تھے۔ میں نے غور سے اسے اندر اور باہر سے دیکھا پھر دوگانہ پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد دعا مانگنے لگا تو کسی بہت خوش الحان قاری کے تلاوت کرنے کی آواز آئی۔ غضب کا سوز و گداز تھا، روح وجد میں آ گئی۔ میں دعا بھول گیا اور اس قاری کو تلاش کرنے لگا۔ آواز ہر طرف سے آ رہی تھی لیکن مسجد میں کوئی نہیں تھا۔ میں حیران بھی ہوا اور خوفزدہ بھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہ کونہ جو کچھ دیر قبل خالی تھا، اس میں ایک بزرگ بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ میں بے اختیار ہو کر ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور مجھ پر کیف و سرور طاری ہوتا گیا۔

تلاوت کے بعد اس بزرگ نے دعا کی اور پھر جب میری طرف دیکھا تو میں دہشت زدہ رہ گیا۔ ان کی آنکھیں شعلہ بار تھیں اور چہرے پر عجیب سی اجنبیت۔ خوف کو ایک طرف رکھ کر میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا:

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

میں: پاکستان کے شہر لاہور سے

وہ: جو امرتسر کی سرحد پر ہے؟

میں: امرتسر کا نام سن کر حیران رہ گیا اور کہا ''ہاں''

وہ: آپ امرتسر کے رہنے والے تھے؟

میں: ہاں، لیکن آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

وہ: میں ایک مدت سے یہیں رہتا ہوں۔

میں: کیوں؟

وہ: اس لئے کہ مجھے اس مسجد سے پیار ہے۔ یہاں جنات نے حضور اکرم ﷺ سے قرآن مجید سنا تھا اور ایمان لائے تھے۔

میں: کیا آپ نے کبھی جن دیکھا ہے؟

وہ: ہاں

میں: کیا جنات اب بھی اس مسجد میں آتے ہیں؟

وہ: ہاں

میں: کیوں؟

وہ: یہ ان کی زیارت گاہ ہے جو مومن جنات ہیں۔

میں: کیا آپ انہیں پہچان لیتے ہیں؟

وہ: ہاں

میں: کیا آپ کو ان سے ڈر نہیں لگتا؟

وہ: نہیں، مردان خدا شناس غیر اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اکثر انسان جنات پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ آپ کا کیا اعتقاد ہے؟

میں: میں تو جنات کو ناری مخلوق سمجھتا ہوں لیکن جن، جو غیر مرئی مخلوق ہیں، انسانی شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں؟

وہ: کیوں نہیں!

میں: جن انسانی صورت میں ہو تو نشانی کیا ہوتی ہے؟

وہ: یہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو؟

میں: تجسس کے لیے۔

وہ: اس سے تو تجسس اور بھی بڑھے گا۔ بہر حال مومن جن کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کا بشرہ آتشی رنگ کا اور آنکھیں شعلہ بار ہوتی ہیں۔

میرے منہ سے بے اختیار نکلا کہ:

آپ کی طرح......؟؟؟

یہ سن کر وہ مضطرب ہوئے اور تیزی سے باہر نکل گئے۔ میں ان کے پیچھے لپکا لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دیئے۔

نامعلوم زمانوں کی خلائی پائلٹ

''آسیب زدہ'' شخص کے حوالے سے مروجہ تصورات یہ ہیں کہ اس پر کسی مرے ہوئے شخص کی روح قبضہ کر لیتی ہے یا پھر کوئی شیطانی طاقت اس میں حلول کر جاتی ہے لیکن نیویارک میں ایک عورت پر آنے والی روح نہ تو کسی انسان کی تھی نہ روایتی معنوں میں کوئی شیطانی قوت، یہ تو کچھ اور ہی چیز تھی جس کا تعلق پچھلے جنم یا اس سے پچھلے جنم کے ساتھ بھی نہیں تھا کیونکہ یہ قوت جب بولتی تھی تو نامعلوم زمانے کے واقعات کی بات کرتی تھی۔ صرف یہ نہیں، وہ جدید دور کے سائنسی کوڈ بھی استعمال کرتی تھی جن کا علم نہایت تخصص یافتہ سائنس دانوں کو ہی ہو سکتا تھا۔

اس عورت کا نام 'مسز مونیکا فرائی برگ' تھا جو ''حال'' آنے کے بعد یہ دعویٰ کرتی تھی کہ وہ نامعلوم زمانوں میں کسی خلائی جہاز کی پائلٹ رہی ہے اور خلا میں بہت زمانے پہلے اس کے بازو کا آپریشن ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے وہ درد ہوتا ہے جسے ڈاکٹر گنٹھیا سمجھتے تھے۔ اس کا یہ دعویٰ بالکل مضحکہ خیز لگتا تھا لیکن کچھ باتیں ایسی تھیں جن سے سائنس دانوں اور ڈاکٹروں کا دماغ چکرا کر رہ گیا ان سائنس دانوں میں

''ناسا'' کے ماہرین بھی شامل تھے۔ اسے جب ہپناٹائز کیا جاتا تو وہ کسی ناقابل فہم زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دیتی۔

قصے کا آغاز ۱۹۷۲ء میں ہوا جب مونیکا کے ڈاکٹر نے اس کے گنٹھیا کو ناقابل فہم سمجھ کر اسے نیویارک کے کلینیکل ہپناٹسٹ ڈاکٹر ناتھن آریا ورز کے پاس بھیجا۔ مونیکا کے ذاتی ڈاکٹر کا یہ فیصلہ تھا کہ اسے کوئی بیماری نہیں ہے، اس کا بازو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ پھر بھی اسے گنٹھیا کا درد کیوں ہوتا ہے، یہ بات وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

ڈاکٹر ناتھن نے مونیکا پر گہرا ہپناٹزم کیا۔ جب وہ ''ٹرانس'' میں چلی گئی تو اس نے بتایا کہ وہ ایک خلائی جہاز کی پائلٹ تھی اور کچھ لوگوں کو کہکشاں کے دوسرے سرے پر لے کر جا رہی تھی کہ راستے میں ان کا جہاز کسی سیارے کی کشش ثقل کے میدان میں داخل ہو گیا اور اس طرح حادثہ ہو گیا۔ پائلٹ ہونے کی وجہ سے حادثے کی ذمہ داری اس پر ڈال دی گئی۔ مونیکا نے ''انکوائری کمیٹی'' کی رپورٹ بھی ڈاکٹر کو بتائی۔ ڈاکٹر ناتھن کو اس کی گفتگو کا بہت سا حصہ سمجھ میں نہیں آیا لیکن اس نے ساری گفتگو ریکارڈ کر لی۔ جب مونیکا کو ہوش آیا تو اس نے اس گفتگو کو اپنی گفتگو ماننے سے انکار کر دیا اور اسے حد درجہ مضحکہ خیز قرار دیا۔ اس نے کہا کہ اسے خلا یا خلائی تحقیق سے کوئی دلچسپی ہے نہ کبھی سائنس فکشن دیکھنا پسند کرتی ہے۔ دو ہفتے بعد اسے پھر ''ٹرانس'' میں لایا گیا تو اس نے بتایا کہ خلائی مشن میں اس کا بایاں بازو زخمی ہو گیا ہے اور ایک دوسرے خلائی جہاز کے ڈاکٹر نے اس کا آپریشن کیا ہے اور کہا ہے کہ چند گھنٹوں میں اس کا درد ختم ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے یہ کہہ کر ڈاکٹر کو حیران کر دیا کہ اب اس کے بازو کا درد بڑی حد تک ختم ہو چکا ہے۔

چند ہفتے بعد ڈاکٹر ناتھن نے مونیکا کو پھر ٹرانس میں لے جانے کا فیصلہ کیا اور اس

موقع پر جھوٹ پکڑنے والے آلے کا استعمال کیا مونیکا نے ٹرانس میں جانے کے بعد اپنے کسی اور خلائی مشن کی تفصیلات بتائیں۔ جھوٹ پکڑنے والے آلے نے اسے سچ قرار دیا۔ مونیکا کے لیے یہ ساری گفتگو حیران کن تھی۔ اگست ۱۹۷۲ء میں اس نے کچھ عجیب وغریب فارمولے بیان کرنا شروع کر دیئے جو اس موقع پر موجود لوگوں کے لیے ناقابل فہم تھے۔ یہ فارمولے جوں کے توں ''ناسا'' کے سائنس دانوں اور ماہرین کو بھجوا دیئے گئے جو انہیں دیکھ کر دنگ رہ گئے کیونکہ یہ تو کمپیوٹر کے جدید ترین کوڈ تھے جن کا کسی غیر سائنس دان کے پاس ہونا ناقابل یقین تھا۔

صرف یہی نہیں، حیرت کی بات یہ تھی کہ بہت دور دراز واقع ستاروں کے جس ''کلسٹر'' کے بارے میں مونیکا نے بہت کچھ بتایا، وہ واقعتاً موجود تھا۔ اس کلسٹر کا نام ''پلائی ڈاس'' تھا۔ مونیکا نے اس کلسٹر کے بارے میں بہت سے ہندسے اور اعداد وشمار بتائے جن کا ناسا کو علم نہیں تھا۔ کمپیوٹر کے ماہرین نے ۵ ماہ تک ان ہندسوں اور اعداد وشمار کے بارے میں تحقیقات کیں اور آخر میں اس ناقابل یقین نتیجے تک پہنچے کہ مونیکا نے ایک ایک بات بالکل درست بتائی تھی اور اس مجمع النجوم میں سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا مونیکا نے اپنی تفصیلات میں بتایا تھا۔

اس عام گھریلو خاتون مونیکا کا یہ دعویٰ کہ وہ نامعلوم زمانوں میں خلائی پائلٹ رہی ہے بالکل مضحکہ خیز اور غیر عقلی ہے لیکن وہ جو اعداد وشمار فارمولے، ہندسے اور تفصیلات بتاتی ہیں، وہ ناقابل تردید ہیں۔

کیا مونیکا پر کوئی ایسی ''شیطانی روح'' آتی ہے جو خلائی پائلٹ تو نہیں رہی ہوگی لیکن اس کے پاس خلا کے راز موجود ہیں اور وہ انہیں مونیکا کی زبان سے بیان کرتی ہے؟۔ امریکہ کے سائنس دان آج تک مونیکا کا کیس نہیں سمجھ سکے یا شاید اس پر کسی ایسے سائنس دان کی روح آتی ہے جو مرنے کے بعد ستاروں کی دنیا کو سیر کو نکل گئی تھی.....؟

ہاسٹل میں بچوں کے ساتھ بھوت

یہ ۱۹۹۵ء کے موسم سرما کا ذکر ہے، مسٹر سلیمن امریکی ریاست میساچیوسٹس کے شہر نیوبری پورٹ میں ایک سو سال پرانی عمارت میں قائم بچوں کے ایک ہاسٹل میں ملازمت کرتا تھا۔ اس ہاٹل کے بیشتر بچے کرسمس کی چھٹیوں کے باعث اپنے والدین کے پاس یا دوستوں کے ساتھ کرسمس منانے گئے ہوئے تھے اور ہاسٹل میں اس وقت صرف آٹھ بچے موجود تھے۔

رات گئے سلیمن یہ دیکھنے کے لیے نیچے ہال میں چلا گیا کہ تمام بچے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے ہیں یا کوئی ابھی تک ہال میں موجود ہے۔ ہال کی آخری کونے میں دیوار پر ایک قد آدم آئینہ تھا۔ سلیمن نے بتایا کہ آئینے پر نظر پڑتے ہی مجھے اپنی پشت پر ایک بوڑھی خاتون کھڑی دکھائی دی جس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ میں نے اپنا سر موڑے بغیر آئینے میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا کہ وہ وہاں کیوں کھڑی ہے اور کیا چاہتی ہے۔ اگر چہ وہاں میرے علاوہ صرف دو اور خواتین ملازم موجود تھیں اور ان دونوں میں سے کوئی بھی اس معمر خاتون کی طرح دکھائی نہیں دیتی تھی مگر پھر بھی میں نے سوچا کہ شاید یہ عملے ہی کی کوئی رکن ہے۔ میں آئینے میں سے ہی اس کی جانب دیکھ رہا کہ اچانک وہ خاتون آہستگی سے مڑی۔ میں نے فوراً گھوم کر پیچھے دیکھا تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ میں نے پورے ہال میں نگاہ دوڑائی مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ میں پریشان ہو گیا اور اس لمحے میں اپنے آپ کو اس طرح محسوس کر رہا تھا جیسے میں کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہوتے ہوئے پکڑا گیا ہوں، میں فوری طور پر وہاں سے واپس آگیا تا کہ دوسرے سٹاف کو اس واقعے کے بارے میں آگاہ کر سکوں تاہم اس وقت میں نے اس بات کی تسلی کر لی کہ اس ہال میں کوئی بچہ تو موجود نہیں ہے۔

اگلے چند ماہ کے دوران جب میں نے دیگر سٹاف ممبران سے اس ضمن میں رازدارانہ انداز میں بات کی تو پتہ چلا کہ میرے علاوہ بھی کافی تعداد میں سٹاف ممبران اس سفید لباس والی معمر خاتون کو دیکھ چکے ہیں جبکہ ایک خاتون سٹاف ممبر کا کہنا تھا کہ وہ اس خاتون کو دیکھنے کے علاوہ اپنے کاندھے پر کسی ان دیکھے ہاتھ کا دباؤ بھی محسوس کر چکی ہے جب کہ ایک ممبر جو کہ ہمارا سپروائزر تھا، نے بتایا کہ ایک بار اس نے کسی کو زور سے اپنا نام پکارتے ہوئے سنا، جب وہ دوڑ کر نیچے ہال میں گیا تو وہاں اس نے گہرے دھوئیں کے بادلوں میں اس خاتون کو کھڑے دیکھا اور جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اسے ایسا لگا کہ وہ کسی ڈیپ فریزر میں گھس گیا ہے، اسے شدید سردی اپنی ہڈیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس ساری صورتحال نے اسے انتہائی خوفزدہ کر دیا۔

ایک روز سہ پہر کے وقت جب تمام بچے سکول گئے ہوئے تھے اور ہاسٹل میں کوئی نہیں تھا اس نے دیگر تین سٹاف ممبرز کے ہمراہ دیکھا کہ ہاسٹل کے دفتر میں وہی سفید لباس والی خاتون داخل ہو رہی ہے جبکہ دفتر کے دروازے لاک تھے، تھوڑی دیر بعد اندر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی جب سب نے اندر جا کر دیکھا تو انہیں ہاں کوئی بھی نہیں ملا۔

اس واقعہ کے بعد چند بچوں نے بھی اس خاتون کو دیکھنے کی تصدیق کی جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھی۔ ایک روز ایک بچی جس کا بچوں اور عملے کے ساتھ رویہ انتہائی اچھا تھا، چیختی چلاتی ہوئی نگران کے پاس پہنچی اور اسے بتایا کہ اس نے ایک خاتون کو اپنے کمرے میں دیکھا ہے اور وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ پھر یہ شکایت اور بہت سی بچیوں نے بھی کی کہ انہیں ایک خاتون کمرے میں دکھائی دے رہی ہے جو ان کی طرف دیکھ کر مسکراتی رہتی ہے۔

ان تمام واقعات کے بعد سٹاف نے محسوس کیا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا کہ یہاں

بچوں کے ساتھ ایک بھوت بھی رہتا ہے مشکل ہے، اور پھر انتظامیہ نے ایک سٹاف ممبر کو اس بات پر نوکری سے بھی فارغ کر دیا کیونکہ اس نے یہ راز بچوں کے سامنے افشا کر دیا تھا۔ بعدازاں جب اس بات کی تحقیقات کی گئیں تو یہ بات سامنے آئی کہ یہ عمارت برسوں پہلے ایک خاتون کی ملکیت تھی جو اسی عمارت میں قتل کر دی گئی تھی اور یہ اسی خاتون کا بھوت تھا۔

انگوٹھی کا بھوت

یہ کہانی میری لینڈ (امریکہ) کی ایک ۱۳ سالہ لڑکی ایمنڈا کی ہے۔ اس نے بتایا کہ:

''جب میں ۱۱ برس کی تھی تو ایک رات مجھے حیران کن طور پر بخار ہو گیا۔ میں اپنے بستر پر سو رہی تھی کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میرے بستر کے پاس کالے رنگ کی کوئی شے کھڑی ہے۔ پہلے پہل مجھے ایسا لگا جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں لیکن میں نے اپنی آنکھیں ملیں تو اندھیرے میں واقعی کوئی چیز کھڑی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ چلی جاؤ اور وہ غائب ہو گئی۔ اگلے روز میں نے سکول میں اپنی سب سے بہترین سہیلی ٹونیا کو سارا واقعہ سنایا۔

ہفتہ کے آخر روز میں ٹونیا کو اپنے ساتھ گھر ٹھہرانے کے لئے لے آئی تاکہ اسے یقین ہو سکے کہ میں جو کچھ کہہ رہی تھی، وہ سب ٹھیک تھا۔ اس رات ٹونیا نے مجھے سوتے سے جگایا، وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا ہوا تو وہ بولی کہ اس نے ایک عورت کا بھوت دیکھا ہے، اس کے سرخ لمبے بال تھے اور وہ میرے بستر کے کنارے پر کھڑا تھا۔

میں نے اس سارے عمل کا تعلق ایک انگوٹھی سے جوڑا جو میری والدہ نے مجھے ایک رات دی تھی جس رات مجھے بھوت نظر آیا۔ اگلے روز میں نے ٹونیا کو وہ انگوٹھی دکھائی

اور پھر ہم ایک ندی کی طرف چل دیئے اور انگوٹھی اس میں پھینک دی۔

اس کے بعد سے اب تک میرے اور ٹونیا کے ساتھ کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا۔ میں نہیں جانتی کہ میں نے کیا دیکھا تھا تاہم میں اتنا ضرور جانتی ہوں وہ سب کچھ معمول سے ہٹ کر تھا۔''

ملائیشیا کا اداس بھوت

یہ واقعات مغربی ملائشیا کے ایک نوجوان جارنگ کے ساتھ پیش آئے اس نے لکھا ہے:

''مافوق الفطرت واقعات جو میرے اور میرے خاندان کے ساتھ رونما ہوئے، میرے لیے آج بھی خوف کا باعث ہیں۔ اس سے پہلے میری بڑی بہن کو مختلف آوازیں سنائی دیتیں تاہم ہمارے پاس اسے مافوق الفطرت واقعہ قرار دینے کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔ البتہ میری دوسری بہن کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ میری سب سے چھوٹی بہن ۲ برس کی عمر میں ایک رات خوفزدہ ہو کر اٹھی اور ہسٹیریائی انداز میں چیختی ہوئی ۲۰ سیکنڈز تک فضا میں دیکھتی رہی۔ اس وقت تو اس واقعے کی کچھ سمجھ نہیں آسکی لیکن جب وہ تین سال کی ہوئی تو اس کی خاصی وضاحت ہوگئی۔ ۳ سال کی عمر میں میری بہن نے بتایا کہ اس نے وکٹورین دور کے ایک انگریز کو کالے لباس میں دیکھا تھا، اس نے ہیٹ پہنا ہوا تھا اور آنکھیں سرخی مائل تھیں، اس کو دیکھنے کے بعد میری بہن نے اپنی دائیں ٹانگ میں مسلسل درد رہنے کی شکایت کی، اسے ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ جوڑوں کا درد ہے۔ جب میری بہن سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ شخص اچانک اس کے پاس آیا اور پوری طاقت سے اسی جگہ کاٹا جہاں اس وقت تکلیف ہو رہی ہے لیکن اس وقت وہ صرف ۲ سال کی تھی اس لیے میں نے اسے تخیل کی بات سمجھ کر رد کر دیا پھر جب میں ۱۰ سال کا تھا تو مجھے احساس ہوا کہ جس

جگہ میں نے ساری زندگی گزاری وہاں کچھ عجیب وغریب باتیں ہو رہی ہیں۔ میں اپنے کمرے میں تنہا سویا کرتا تھا جبکہ میری دونوں بہنیں میرے ساتھ والے کمرے میں سوئی تھیں۔

ایک رات میرا بستر بڑی شدت کے ساتھ ہلنا شروع ہو گیا، یہ حرکت چند سیکنڈ تک جاری رہی۔ میں نے فوراً بیڈ پر سے چھلانگ لگائی اور اپنی بہنوں کے کمرے کی طرف بھاگا اور معاملے کو سمجھنے کی کوشش کی۔ پہلے سوچا کہ شاید زلزلہ آیا ہے لیکن ملائیشیا میں زلزلہ کم ہی آتا ہے اور اگر زلزلہ آیا بھی تھا تو میری بہنیں کیوں نہیں اٹھیں۔ میں نے پورے گھر کی تلاشی لینا شروع کی خاص طور پر اپنے بستر کے اردگرد کے حصوں کا غور سے معائنہ کیا، پوری رات میں سو نہیں سکا اور اپنے والدین کے کمرے میں جا کر لیٹا رہا۔ اس واقعہ کے بعد میری دوسری بہن نے ایک ایسے واقعہ کا تذکرہ کیا جس کا میں خواب وخیال میں بھی تجربہ نہیں کر سکتا تھا۔ میری بہن اس وقت ۸ برس کی تھی۔ ایک دن دوپہر کے وقت وہ اوپر والے کمرے میں جا رہی تھی، وہاں پہنچنے سے قبل اسے ایک کالی بلی کی شکل کی دھندلی سی چیز نظر آئی گویا بڑا سا چوہا ہو، وہ میرے بستر کے نیچے سے نکلا، کمرے کا چکر لگایا اور پھر بستر کے نیچے ہی غائب ہو گیا۔ میرے والد اور میں نے اس کو بہت تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں ملا۔

میں ۱۶ برس کا تھا اور میں اپنی دادی کے گھر جا رہا تھا۔ یہ گھر دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں ہم نے جاپانیوں کو کرایہ پر دیا ہوا تھا۔ رات کو تقریباً ایک بجے میں ہمیشہ کی طرح ایک ریسٹورنٹ پر سے پارٹ ٹائم ملازمت کر کے واپس گھر آیا تھا۔ اور آتے ہی سو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد میں کتوں کے بھونکنے کی وجہ سے جاگ اٹھا، میرے کانوں میں دو مختلف قسم کی آوازیں بیک وقت گونج رہی تھیں جیسے کئی ٹیپ ریکارڈر اکٹھے چل رہے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں، ایک شخص کا ہلتا ہوا سر نظر آیا۔ صرف سر تھا اس کے

علاوہ کچھ نہیں تھا، تقریباً ۴ سیکنڈز تک وہ سر میرے سامنے رہا اور پھر اچانک غائب ہو گیا، اس کے ساتھ ہی کتوں نے بھی بھونکنا بند کر دیا اور ہر جگہ خاموشی چھا گئی۔ میں نے فوراً کمرے کی بتیاں جلائیں اور اسے دوبارہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ اپنی دادی سے کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہاں جو لوگ پہلے کرایہ پر رہتے تھے، وہ بھی اسی قسم کی مخلوق نظر آنے کی شکایت کرتے تھے۔

ایک کرایہ دار نے بتایا کہ اس نے ایک بغیر سر کے بھوت کو کمرے میں چلتے پھرتے دیکھا جبکہ میرے نئے کرایہ داروں نے بتایا انہوں نے گھر کے پیچھے کئی عجیب وغریب لوگوں کو آپس میں کھیلتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے یہ ساری بات اپنے والدین کو بتائی تو انہوں نے اس گھر کو کسی عامل سے چیک کروایا جو رشتہ میں میرے چچا لگتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جس شخص کو میں نے دیکھا ہے وہ ایک چینی کا بھوت تھا۔ یہ بھوت افسردہ اور مایوس نظر آتا تھا، جنگ کے دوران کمیونسٹوں نے اس کا سر قلم کر دیا تھا، اس نے اپنی موت خود ہی پسند کی تھی کیونکہ اس کی ۶ ماہ کی حاملہ بیوی کو کمیونسٹوں نے بغیر کسی وجہ کے مار ڈالا تھا۔ وہ اس دکھ کو اپنے ساتھ لیے پھرتا تھا۔ اسے صحیح طور پر دفن بھی نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اس کا سر میرے گھر کے نزدیک ایک درخت کے نیچے دفن تھا جبکہ باقی جسم وہاں سے ۲۰ کلومیٹر دور دبایا گیا تھا۔ یہ یقین ہونے کے بعد کہ بھوت اسی کا ہے، ہم نے یہ گھر خالی کر دیا۔

تلاوت کرتی جاؤ، ہم سن رہے ہیں

یہ کہانی سرگودھا کی سمیرا نے بیان کی کہ:

میری کہانی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ اس کا تعلق میری امی کی سگی خالہ یعنی ہماری نانی سے ہے جو کراچی میں رہتی تھیں۔ امی بتایا کرتی ہیں کہ نانی بچپن سے ہی صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ گھر کا خرچہ چلانے کے لیے وہ گارمنٹس کی ایک فیکٹری میں

ملازمت کرتی تھیں۔ ہمارے نانا فوج میں تھے جو جنگ میں شہید ہو گئے۔

ان کی شہادت کے بعد نانی نے حالات سے گھبرا کر ہمت نہیں ہاری اور نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلایا بلکہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے نوکری کر لی اور گھر کی ساری ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھالی۔ اسی دوران نانی کیلئے ایک رشتہ آیا، شروع میں نانی نے انکار کر دیا مگر گھر والوں کے اصرار پر انہوں نے ہاں کر دی، پھر ان کی شادی کر دی گئی۔

حسن اتفاق سے ہمارے دوسرے نانا بھی فوج میں ملازمت کرتے تھے۔ وقت ہنستے کھیلتے ہوئے گزرتا گیا۔ نانی بہت خوش اخلاق اور چاق و چوبند تھیں، اپنا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ہاتھوں اور سر پر مہندی بھی باقاعدگی سے لگاتیں۔ موتیے کے پھول ہر وقت ان کے کانوں میں لگے رہتے تھے۔ گھر والوں کے علاوہ باہر والے بھی نانی کے حسن سلوک سے بہت متاثر تھے، ہر کوئی ان کی تعریف ہی کرتا تھا۔

کچھ عرصے بعد ہمارے دوسرے نانا بھی انتقال کر گئے اور نانی پھر اکیلی رہ گئیں۔ اس مرتبہ نانی نے ملازمت کرنے کی بجائے اللہ سے لو لگا لی، ہر وقت عبادت میں مشغول رہتیں۔ اللہ نے انہیں انتہائی خوبصورت آواز بھی عطا کر رکھی تھی، وہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتیں تو سونے پر سہاگہ ہو جاتا۔ نانی کا اپنا ایک مخصوص کمرہ تھا، وہ وہاں بیٹھ کر اونچی آواز میں تلاوت کیا کرتیں۔

ایک روز نانی جان حسب معمول تلاوت کر رہی تھیں کہ اچانک انہیں ایک آواز سنائی دی ''آپ قرآن کی تلاوت کرتی رہیں ہم سن رہے ہیں، آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔'' آس پاس کوئی نہیں تھا، نانی بہت ڈر گئیں، ان کے ذہن میں خیال آیا کہ آئندہ تنہا بیٹھ کر تلاوت نہیں کیا کریں گی۔ اسی اثناء میں پر آواز آئی ''آپ ہر روز

قرآن کی تلاوت کیا کریں، ہم آپ کے پاس بیٹھ کر سنیں گے، اس بات کا آپ کسی سے ذکر نہیں کریں گی''۔ اس طرح وہ نادیدہ بزرگ کافی عرصے تک نانی کی تلاوت سنتے رہے، وہ نانی سے اس قدر خوش تھے کہ انھوں نے گھر کے کھانے نانی جان کے لیے بند کر دیئے اور نانی نے گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ جب انہیں بھوک لگتی یا ان کے کھانے کا وقت ہوتا تو وہ اپنے مخصوص کمرے میں ہوتیں اور وہ بزرگ نانی جان کے لیے مزے مزے کے گرما گرم کھانے لاتے۔ یہ بات کافی عرصے تک راز ہی رہی اور کسی کو کچھ پتہ نہ چلا۔ سب گھر والے کہتے کہ آپ ہمارے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتیں مگر نانی ہمیشہ ٹال جاتیں۔

ایک روز یہ راز نانی کی چھوٹی پوتی کی وجہ سے سب پر ظاہر ہو گیا۔ نانی ایک روز دروازہ بند کر کے کھانا کھا رہی تھیں اسی دوران ان کی سب سے چھوٹی پوتی ثنا کمرے میں داخل ہو گئی۔ ثنا دادی کے پاس پلاؤ، زردہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور دادی سے پوچھنے لگی، دادی کیا کھانا پڑوس سے آیا ہے...؟ کیونکہ گھر میں تو چاول نہیں پکے۔ نانی نے ثنا کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پاس ہی بٹھا لیا اور بولیں خاموشی سے کھاؤ اور کسی سے ذکر مت کرنا۔

لیکن ثنا بہت چھوٹی تھی دوسرے اس کے ہونٹ پر چاول کا دانہ لگا رہ گیا، جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو دوسرے بہن بھائی اس سے پوچھنے لگے تمہارے منہ سے بڑی پیاری خوشبو آ رہی ہے اور چاول بھی لگے ہوئے ہیں۔ کہاں سے آ رہی ہو، پہلے تو ثنا نے انکار کیا لیکن جب بہن بھائیوں نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ میں دادی اماں کے کمرے میں گئی تھی۔ وہاں دادی اماں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور چاول کھلائے۔

اس طرح نانی کا یہ راز سب پر فاش ہو گیا۔ اس کے بعد بزرگ نے نانی کو کچھ نہیں

کہا تاہم انہیں فیملی کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت دیدی۔قبل ازیں نانی جب بھی کسی کے گھر جاتیں اور وہ کھانے پینے کے لیے اصرار کرتا تو نانی انکار کر دیتی تھیں۔ نانی جب ہمارے چچا کی وفات کا افسوس کرنے آئیں تو دو روز رہنے کے باوجود انہوں نے کھانا نہ کھایا،گھر والوں نے بہت کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔کسی نے انہیں گھر میں کچھ کھاتے پیتے نہ دیکھا۔ہم نے چپ چھپ کر بھی انہیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔اس دوران انہوں نے حج اور عمرے کی سعادت بھی حاصل کی۔

استفادہ

ماخوذ از کتاب: حیرت کدہ

بملا کماری کی بے چین روح

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:۔

کٹک پہنچ کر میں نے اڑیسہ کے چیف سیکرٹری مسٹر آر ڈبلیو ولیمز کو اپنی آمد کی اطلاع دی تو وہ کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ غالباً اسے تردد تھا کہ جنگ کے زمانے میں خوراک کے ذخیرے کا تالا توڑ کر چار ہزار من دھان بھوکے لوگوں میں مفت تقسیم کرنے والے ایس ڈی او کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ چند روز کی ہیض بیض کے بعد آخر مسٹر ولیمز نے میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو اس زمانے میں ایک آئی سی ایس دوسرے آئی سی ایس کے ساتھ کیا کرتا تھا اور میری پوسٹنگ برہام پور گنجم کے ایس ڈی او اور ساورا ایجنسی کے سب ایجنٹ ٹو گورنر کے طور پر ہوگئی۔

اگرچہ اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی ایک فیصد سے بھی کم تھی لیکن کسی زمانے میں یہاں مسلمان بادشاہوں کو خزانہ ہوا کرتا تھا اسی وجہ سے برہام پور کے ساتھ ''گنج عام'' کا لقب لگا ہوا تھا یہ لقب بگڑ کر گنجم بن گیا تھا۔

برہام پور کے قریب ایک بستی چکا کول نام کی تھی۔ دراصل اس کا اصلی نام ''سکہ کھول'' تھا کیونکہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں یہاں ٹکسال قائم تھی۔

مسلمانوں کی حکومت کے زوال کے بعد صرف شہروں اور قصبوں کے نام ہی نہیں بگڑے تھے بلکہ برہام پور کے کچھ دور افتادہ علاقوں میں مسلمانوں کی اپنی حالت بھی عبرتناک حد تک ناگفتہ بہ تھی۔ سنگلاخ پہاڑوں اور خاردار جنگل میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، جس میں مسلمانوں کے بیس پچیس گھر آباد تھے۔ ان کی معاشرت ہندوانہ اثرات میں اس درجہ ڈوبی ہوئی تھی کہ رومیش علی' صفدر پانڈے' محمود مہنتی' کلثوم دیوی' اور' پربھا دئی' جیسے نام رکھنے کا رواج عام تھا۔ گاؤں میں ایک نہایت مختصر کچی

مسجد تھی جس کے دروازے پر اکثر تالا پڑا رہتا تھا۔ جمعرات کی شام کو دروازے کے باہر ایک مٹی کا دیا جلایا جاتا تھا۔ کچھ لوگ نہا دھو کر آتے تھے اور مسجد کے تالے کو عقیدت سے چوم کر ہفتہ بھر کیلئے اپنے دینی فرائض سے سبکدوش ہو جاتے تھے۔

ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک مولوی صاحب اس گاؤں میں آ کر ایک دو روز کیلئے مسجد کو آباد کر جاتے تھے۔ اس دوران میں اگر کوئی شخص فوت پا گیا ہوتا تو مولوی صاحب اس کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ نوزائیدہ بچوں کے کان میں اذان دیتے تھے' کوئی شادی طے ہوگئی ہوتی تو نکاح پڑھوا دیتے تھے۔ بیماروں کو تعویذ لکھ دیتے تھے اور اپنے اگلے دورے تک جانور ذبح کرنے کیلئے چند چھریوں پر تکبیر پڑھ جاتے تھے۔ اس طرح مولوی صاحب کی برکت سے گاؤں کا دین اسلام کے ساتھ ایک کچا سا رشتہ بڑے مضبوط دھاگے کے ساتھ بندھا رہتا تھا۔

برہام پور گنجم کے اس گاؤں کو دیکھ کر زندگی میں پہلی بار میرے دل میں مسجد کے ملا کی عظمت کا کچھ احساس پیدا ہوا۔ ایک زمانے میں ملا اور مولوی کے القاب علم و فضل کی علامت ہوا کرتے تھے لیکن سرکار انگلشیہ کی عملداری میں جیسے جیسے ہماری تعلیم اور ثقافت پر مغربی اقدار کا رنگ و روغن چڑھتا گیا اسی رفتار سے ملا اور مولوی کا تقدس بھی پامال ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ یہ دونوں تعظیمی اور تکریمی الفاظ تضحیک و تحقیر کی ترکش کے تیر بن گئے۔ ڈاڑھیوں والے ٹھوٹھ اور ناخواندہ لوگوں کو مذاق ہی مذاق میں ملا کا لقب ملنے لگا۔ کالجوں' یونیورسٹیوں اور دفتروں میں کوٹ پتلون پہنے بغیر دینی رجحان رکھنے والے کو طنز و تشنیع کے طور پر مولوی کہا جاتا تھا۔ مسجدوں کے پیش اماموں پر جمعراتی' شبراتی' عیدی' بقرعیدی اور فاتحہ درود پڑھ کر روٹیاں توڑنے والے' قل اعوذئے ملاؤں کی پھبتیاں کسی جانے لگیں۔ لو سے جھلسی ہوئی گرم دوپہروں میں خس کی ٹٹیاں لگا کر پنکھوں کے نیچے بیٹھنے والے یہ بھول گئے کہ

محلے کی مسجد میں ظہر کی اذان ہر روز عین وقت پر اپنے آپ کس طرح ہوتی رہتی ہے؟ کڑکڑاتے ہوئے جاڑوں میں نرم و گرم لحافوں میں لپٹے ہوئے اجسام کو اس بات پر کبھی حیرت نہ ہوئی کہ اتنی صبح منہ اندھیرے اٹھ کر فجر کی اذان اس قدر پابندی سے کون دے جاتا ہے؟ دن ہو یا رات' آندھی ہو یا طوفان' امن ہو یا فساد' دور ہو یا نزدیک' ہر زمانے میں شہر شہر' گلی گلی' قریہ قریہ' چھوٹی بڑی کچی پکی مسجدیں اسی ایک ملا کے دم سے آباد تھیں جو خیرات کے ٹکڑوں پر مدرسوں میں پڑا تھا اور در بدر کی ٹھوکریں کھا کر گھر بار سے دور کہیں اللہ کے کسی گھر میں سر چھپا کر بیٹھ رہا تھا اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم تھی نہ کوئی فنڈ تھا' نہ کوئی تحریک تھی۔ اپنوں کی بے اعتنائی' بیگانوں کی مخاصمت' ماحول کی بے حسی اور معاشرے کی کج ادائی کے باوجود اس نے نہ اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کی مخصوص وردی کو چھوڑا۔ اپنی استعداد اور دوسروں کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں دین کی شمع' کہیں دین کا شعلہ' کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی۔ برہام پور گنجم کے گاؤں کی طرح جہاں دین کی چنگاری بھی گل ہو چکی تھی' ملا نے اس کی راکھ کو ہی سمیٹ سمیٹ کر باد مخالف کے جھونکوں میں اڑ جانے سے محفوظ رکھا۔ یہ ملا ہی کا فیض تھا کہ کہیں کام کے مسلمان کہیں نام کے مسلمان' کہیں محض نصف نام کے مسلمان ثابت و سالم و برقرار رہے اور جب سیاسی میدان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان آبادی کے اعداد و شمار کی جنگ ہوئی تو ان سب کا اندراج مردم شماری کے صحیح کالم میں موجود تھا۔ برصغیر کے مسلمان عموماً اور پاکستان کے مسلمان خصوصاً ملا کے اس احسان عظیم سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے جس نے کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی حد تک ان کے تشخص کی بنیاد کو ہر دور اور ہر زمانے میں قائم رکھا۔

مسلمانوں کی اس انتہائی پس ماندہ تھوڑی سی تعداد کے علاوہ برہام پور گنجم میں ایک اور علاقہ تھا جسے ساورا ایجنسی کہا جاتا تھا۔ اس ایجنسی کا نظم و نسق براہ راست گورنر

کے ماتحت تھا اور مقامی ایس ڈی او اس مقصد کیلئے سب ایجنٹ ٹو گورنر کہلاتا تھا۔ ساورا ایجنسی بے حد سنگلاخ پہاڑوں پر انتہائی دشوار گزار جنگلوں کے درمیان واقع تھی۔ بھیل گونڈ اور دراوڑ جیسے قدیمی قبائل کی طرح یہاں پر ساورا قوم آباد تھی۔ ان کی اپنی زبان تھی اپنا لباس تھا اور اپنی الگ طرز معاشرت تھی۔ مرد صرف لنگوٹی باندھتے تھے عورتیں کمر سے گھٹنوں تک کپڑا لپیٹتی تھیں اور بچے بالکل ننگ دھڑنگ رہتے تھے۔ جو کی روٹی اور شکار کے گوشت پر ان کا گزارہ تھا اور پینے کیلئے وہ وسیع پیمانے پر جو کی شراب کشید کرتے تھے ان پراچین لوگوں میں نہ جھوٹ بولنے کی عادت تھی نہ چوری کا رواج تھا نہ ڈاکہ زنی کا' نہ دھوکہ اور فریب کا' ان کی لڑائیاں فقط زن اور زمین پر ہوتی تھی۔ زر ابھی ان کی زندگی پر مسلط نہیں ہوا تھا کیونکہ ان کا معاشی نظر چیز کے بدلے چیز کے لین دین پر مبنی تھا۔

ساورا ایجنسی میں پولیس کی ایک چھوٹی سی چوکی تھی لیکن اسے کسی واردات میں تفتیش کی زحمت گوارا کرنے کا کبھی موقع ہی نہ ملتا تھا اگر کہیں قتل ہو بھی جاتا تھا تو ملزم مقتول کی گردن کاٹ کر اسے بالوں سے پکڑ کر ہاتھ میں لٹکائے خود پولیس کی چوکی پر حاضر ہو جاتا تھا عدلیہ اور انتظامیہ کے اختیارات سب ایجنٹ ٹو گورنر کے پاس تھے لیکن وکیلوں کو کسی مقدمے میں پیش ہونے کی اجازت نہ تھی۔

وکیلوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کیلئے بھی ایجنسی کے داخلہ پر کڑی پابندی تھی۔ سفر کی دشواریوں کے علاوہ ایجنسی کے علاقے کی آب و ہوا ناخوشگوار تھی، زہریلے حشرات الارض کی بھرمار تھی اور کالا آزار دیرقان اور گردن توڑ بخار جیسی بیماریوں کی وبا عام تھی۔ باہر کے لوگوں میں سے صرف دو شخص ایسے تھے جو وہاں مدت سے قیام پذیر تھے۔ ایک تو ہسپانوی عیسائی مشنری تھا جو ساورا زبان اور تاریخ کا ماہر تھا اور عرصہ دس برس سے وہیں جم کر بیٹھا ہوا مسیحیت کی تبلیغ میں دل و جان سے مصروف تھا۔ تبلیغ کے

ساتھ ساتھ وہ کسی قدر علاج معالجہ بھی کرتا تھا لیکن دس سال کے طویل عرصہ میں وہ صرف چار آدمیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوا تھا۔ ان میں سے ایک تو ہسپانوی مشنری کا اسسٹنٹ بن کر اس کے ساتھ ہی مقیم تھا باقی تین کلکتہ کے ایک مسیحی ادارے میں مشنری بننے کی ٹریننگ حاصل کر رہے تھے۔ وقتاً فوقتاً کچھ اسلامی انجمنیں اور آریہ سماجی سنگھٹن بھی اس علاقے میں تبلیغ کرنے کی اجازت مانگتے رہتے تھے لیکن انگریز گورنر ہمیشہ انکار کر دیتا تھا۔

باہر کا دوسرا آدمی جو ساورا ایجنسی میں دس پندرہ برس سے قیام پذیر تھا ایک پنجابی سکھ سردار ہرنام سنگھ تھا۔ اس علاقے میں خودرو کیوڑا کثیر مقدار میں اگتا تھا سردار جی طویل مدت کیلئے اس کا ٹھیکہ لے کر کیوڑے کی تجارت کرتے تھے۔ وہ ساورا زبان بڑی روانی کے ساتھ بولتے تھے اور کپڑوں سے بے نیاز کچھرا پہنے، کمر سے کرپان باندھے، کیس کھولے مقامی لوگوں کی طرح ان میں مکمل طور پر گھل مل کر رہتے تھے۔ سردار صاحب نے ساوروں سے شراب کشید کرنے کا راز پالیا تھا اور وہ سارا دن ایک مٹکے سے گلاس بھر بھر کر پانی کی طرح جو کی شراب پیتے رہتے تھے۔

ساورا قوم اعتقاداً مظاہر پرست تھی۔ پوجا تو غالباً وہ کسی چیز کی نہ کرتے تھے، لیکن بھوت پریت کے قائل تھے اور سنگ و شجر، آب و آتش، باد و باراں اور روح کی حاضرات پر عقیدہ رکھتے تھے۔ تبت کے لاماؤں کی طرح ان کا روحانی پیشوا بھی بڑی شدید اور کٹھن ریاضتیں کاٹتا تھا اور اپنے باطنی تصرفات سے لوگوں کا علاج معالجہ بھی کرتا تھا۔ ان کے دل کی مرادیں بھی بر لاتا تھا، موت و حیات کی رسومات بھی نبھاتا تھا۔ پولیس کی چوکی میں ان کے معاملات کی پیروی بھی کرتا تھا اور گورنر کے سب ایجنٹ کی عدالت میں ان کے مقدمات کی وکالت بھی کرتا تھا۔

سب ایجنٹ کی حیثیت سے مجھے ہر دوسرے ماہ دس، بارہ دن کیلئے ساورا ایجنسی کا

دورہ کرنا پڑتا تھا۔ ان دوروں پر ہم بچوں کیلئے رنگ برنگی میٹھی گولیاں' عورتوں کیلئے کانچ کی چوڑیاں' منکوں کے ہار' پیتل اور تانبے کی بالیاں اور مردوں کیلئے چاقو' چھریاں اور ربڑ کے چپل' تحفے کے طور پر بانٹنے کیلئے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ایجنسی میں سرکاری نرخ پر سالم بکرے کی قیمت دو روپے تھی۔ ایک روپے میں آٹھ مرغیاں آجاتی تھیں اور چار آنے میں پچاس انڈے مل جاتے تھے۔ ساورا قبیلے کی ہر بات میں حکومت کا دست نگر رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ انہیں روپے پیسے کی قدر و قیمت سے نا آشنا رکھا جائے چنانچہ ان چیزوں کی تجارت قطعی طور پر ممنوع تھی اور کھانے پینے کی اشیاء کو ایجنسی سے باہر لانے پر کڑی پابندی تھی۔

ساورا ایجنسی کے طول و عرض میں کوئی سڑک نہ تھی چھوٹے چھوٹے جنگلی راستے اور پہاڑی پگڈنڈیاں تھیں، جن پر دورہ کرنے کیلئے مجھے ایک سرکاری ہاتھی ملا ہوا تھا۔ یہ ہاتھی برس ہا برس سے اسی خدمت پر مامور تھا اور ہر نئے ایس ڈی او کے ساتھ وہ بڑی جلدی نہایت خوشگوار تعلقات استوار کر لیتا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اپنی سونڈ ماتھے پر رکھ کر سلام کرتا تھا اور پھر انعام کے طور پر کسی کھانے کی چیز کا انتظار کرنے لگتا تھا۔ اگر کسی سلام کے بعد اسے اپنا متوقع انعام نہ ملے تو وہ روٹھ جاتا تھا اور اگلی بار سونڈ ماتھے پر رکھنے کی بجائے ایسے ہی بے اعتنائی سے پنڈولم کی طرح ہوا میں گھماتا رہتا تھا۔

ہاتھی پر سوار ہونے کیلئے ہودج کے ساتھ بانس کی ایک چھوٹی سی سیڑھی لٹکتی رہتی تھی لیکن ہاتھی کی اپنی خواہش یہی ہوتی تھی کہ میں اس کی سونڈ کے ساتھ لپٹ جاؤں اور وہ مجھے گیند کی طرح اچھال کر اپنی گردن پر ڈال دے کبھی کبھی اس کی خوشنودی برقرار رکھنے کیلئے ایسا کرنا بھی پڑتا تھا لیکن ہاتھی پر سوار ہونے کا آسان طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی اس کی دم کو بائیں طرف کھینچ کر پائیدان سا بنا لیتا تھا اور دوسرا اس پر قدم رکھ کر پیٹھ پر کود جاتا تھا۔

ایک روز میں ہاتھی پر سوار ساورا ایجنسی کے ایک گھنے جنگل سے گزر رہا تھا کہ سامنے ایک درخت کی شاخوں سے بڑا موٹا سانپ لٹکتا ہوا دکھائی دیا۔ سانپ کو دیکھتے ہی ہاتھی نے سونڈ اٹھا کر زور کی چیخ ماری اور پھر پیٹھ پھیر کر اس قدر بے تحاشا بھاگا کہ ہمارا ہودج درختوں سے ٹکرا ٹکرا کر زمین پر گرنے کے قریب آ گیا۔

ہاتھی جب خوف اور غصے کی حالت میں بھاگ نہ رہا ہو تو اس کی چال بڑی مستانہ ہوتی ہے۔ اس کے ہچکولوں میں روانی اور تناسب کا ایسا باقاعدہ تواتر ہوتا ہے کہ مجھے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھتے ہی نیند کا خمار چڑھنے لگتا تھا۔ تعجب نہیں کہ راجوں' مہاراجوں اور بادشاہوں کی یہ پسندیدہ سواری رہی ہے۔ خواب غفلت میں سرشار رہنے کیلئے اس سے بہتر سواری ملنا محال ہے۔ ہاتھ پر بیٹھ کر زمین پر چلنے والی مخلوق واقعی بہت فاصلے پر بڑی بے مایہ' بے حد پست اور نہایت بے حقیقت نظر آنے لگتی ہے۔

میرا سرکاری ہاتھی اپنے مہاوت کے مقابلہ میں زیادہ عقل منداور ہوشیار تھا۔ اگر کسی روز مہاوت بے ایمانی سے کام لے کر اس کے راتب میں ڈنڈی مار جاتا تھا تو وہ اسے اپنی سونڈ کے حلقے میں لے کر جکڑ لیتا تھا۔ ایسے موقع پر ایس ڈی او کو خود آ کر مہاوت کو چھڑانا پڑتا تھا۔ مہاوت ہاتھ جوڑ کر ہاتھی سے معافی مانگتا تھا اور بھاگ کر خوراک کی مقدار پوری کرنے کیلئے ایک ٹوکری میں اضافی راتب لے آتا تھا۔ اپنا پورا راشن وصول کرنے کے بعد ہاتھ مہاوت کے منہ پر کوچی کی طرح سونڈ پھیر کر اس کے ساتھ صلح کر لیتا تھا۔

اس فہیم وسلیم اور خوش مذاق ہاتھی کے ساتھ میری رفاقت بہت کم عرصہ رہی۔ برہام پور گنجھم میں ایک سال گزرنے کے بعد میرا تبادلہ کٹک ہو گیا اور اڑیسہ کے سیکرٹریٹ میں مجھے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں پہلے انڈر سیکرٹری اور پھر ڈپٹی سیکرٹری مقرر کر دیا گیا۔

کٹک میں سرکاری رہائش گاہوں کی قلت تھی خصوصاً غیر شادی شدہ افسروں کیلئے

سرکاری مکان ملنا محال تھا اس لیے میں کافی عرصہ کٹک کلب کے ایک کمرہ میں مقیم رہا' چند ماہ بعد جب صوبے میں کانگریس کی وزارت برسراقتدار آئی تو شری ہری کرشن مہتاب چیف منسٹر مقرر ہوئے۔ باقی کئی محکموں کے علاوہ ہوم ڈیپارٹمنٹ بھی ان کے چارج میں تھا۔

شری ہری کرشن مہتاب بڑے خوش مزاج اور خوش اطوار وزیراعلیٰ تھے اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ذاتی مسائل میں بھی گہری دلچسپی لیا کرتے تھے۔ ایک روز میں چند فائلیں لے کر ان کے پاس گیا تو انہوں نے میرے مکان کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ کٹک کی سول لائنز میں ایک کوٹھی ہے جو سالہا سال سے غیر آباد چلی آ رہی ہے جب کبھی کوئی کوٹھی میں رہائش اختیار کرتا ہے تو چند ہی روز میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ کیونکہ اس گھر کے متعلق مشہور ہے کہ یہ آسیب زدہ ہے۔ مہتاب صاحب نے کہا کہ اگر تم وہمی طبیعت کے مالک نہیں ہو تو بڑی خوشی سے اس بنگلے کو آزما کر دیکھ لو۔

میں کلب میں ایک کمرے کی گھٹن سے تنگ آیا ہوا تھا اس لیے میں نے فوراً حامی بھر لی اور سول لائنز کی کوٹھی نمبر 18 میرے نام الاٹ ہو گئی۔

یہ ایک ہلکے زرد رنگ کی چھوٹی سی خوش نما کوٹھی تھی جس کے گرد ڈیڑھ دو ایکڑ کا وسیع وعرض لان پھیلا ہوا تھا لان میں گھٹنوں گھٹنوں تک اونچی گھاس اگی ہوئی تھی اور چاروں طرف سوکھے ہوئے کالے پیلے پتوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ جابجا سوکھے ہوئے اور تازہ گوبر پر کھیاں بھنبھنا رہی تھیں' ایک جامن اور آم کے کچھ پیڑ تھے جن کے نیچے بلیاں اور کتے وقتاً فوقتاً اپنی مخصوص آواز میں رویا کرتے تھے۔ دوسری طرف پیپل کا پرانا درخت تھا جس کی شاخوں سے بے شمار کالی کالی' بھوری بھوری چمگادڑیں الٹی ٹنگی رہتی تھیں۔ کوٹھی کے عقب میں ایک کچا تالاب تھا جس کے پانی پر سبز کائی کی دبیز

تہہ جمی ہوئی تھی اور کناروں پر مینڈکوں، جھینگروں اور دوسرے کیڑے مکوڑوں کا جم غفیر موجود رہتا تھا۔ کوٹھی سے کوئی ڈیڑھ دو سو گز کے فاصلے پر باورچی خانہ تھا اس کے ساتھ دو سرونٹ کوارٹر تھے جن میں میرا کشمیری خانساماں رمضان اور بنگالی ڈرائیور روز محمد رہتے تھے۔ 18 سول لائنز میں ایک ڈرائنگ روم ایک ڈرائنگ روم اور تین بیڈ روم تھے۔ میں نے اپنے استعمال کیلئے جو بیڈ روم منتخب کیا اس کا ایک دروازہ ڈرائنگ روم کی طرف کھلتا تھا اور دوسرا دروازہ اور ایک کھڑکی برآمدے میں کھلتے تھے جس کے سامنے عقبی لان کا وسیع پھیلاؤ تھا اس بیڈ روم کے ساتھ ایک ڈریسنگ روم اور غسل خانہ بھی ملحق تھا۔

ایک رات میں سب دروازے اور کھڑکی بند کر کے بستر پر لیٹا کتاب پڑھ رہا تھا۔ میرے پاس کوئی ٹیبل لیمپ نہ تھا اور بجلی کا سوئچ پلنگ دور والی دیوار پر لگا ہوا تھا۔ گیارہ بجے کے قریب میں نے کتاب بند کر کے تپائی پر رکھ دی اور بجلی بجھانے کیلئے اٹھنے لگا تھا کہ پیتل کا سوئچ کھٹاک سے بجا اور بجلی اپنے آپ بجھ گئی۔ میں نے سوچا کہ سوئچ کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو گیا ہو گا۔ اس لیے اس کا بٹن اپنے آپ بل گیا ہے لیکن پھر خیال آیا کہ بجلی آف کرنے کیلئے سوئچ کا بٹن کافی زور سے اوپر کی طرف گھمایا جاتا ہے۔ اگر وہ ڈھیلا ہو گیا ہے تو اسے نیچے کی طرف گرنا چاہیے تھا۔ وہ خود بخود اوپر کی طرف کیسے اٹھ سکتا ہے؟ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سوئچ پھر کھٹ سے بجا اور بجلی آن ہو گئی۔ ساتھ ہی ڈرائنگ روم والے بند دروازے پر تین بار دھیمی سی دستک ہوئی جیسے کوئی انگلی بند کر کے اس کے جوڑے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے میں نے ڈرتے ڈرتے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ڈرائنگ روم بالکل خالی تھا۔ البتہ صوفے کے قریب سفید دھوئیں کا ایک چھلا ضرور نظر آیا جو دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں تحلیل ہو گیا۔ اس چھلے کی ہیئت کچھ اس طرح کی تھی جس طرح کی سگریٹ کا کش لے کر دھوئیں کے رنگ بنائے جاتے ہیں جس جگہ یہ چھلا ہوا میں معلق تھا وہاں

پر انگریزی سینٹ اور حنا کے عطر کی ملی جلی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

اب یہ روز کا معمول ہو گیا کہ ادھر میں کتاب بند کرتا تھا ادھر بجلی خود بخود کھٹ سے بجھ جاتی تھی۔ دوسرے تیسرے دن دروازے پر دستک بھی بدستور ہوتی تھی اور ہر بار دھوئیں کا چھلا پہلے کی نسبت بڑا نظر آتا تھا اور زیادہ دیر تک قائم رہتا تھا۔ ایک رات میں اپنے بیڈ روم میں آیا تو میرے سلیپر غائب تھے کافی دیر ڈھونڈتا رہا لیکن کہیں نہ ملے لیکن جب میں بستر پر لیٹا تو تکیے سے چرمر چرمر کی آواز آئی۔ اٹھ کر دیکھا تو دونوں سلیپر تکیے کے غلاف کے اندر پڑے تھے۔ سلیپر پہن کر منہ ہاتھ دھونے باتھ روم گیا تو صابن دانی غائب پائی۔ واپس آ کر بستر پر لیٹا تو وہ بھی تکیے کے غلاف سے برآمد ہوئی۔ صابن دانی غسل خانے میں رکھ کر دوبارہ کمرے میں آیا تو تکیے پر بسکٹوں کا ڈبہ کھلا پڑا تھا جو میرے بیڈ روم کی الماری میں رکھا رہتا تھا۔ دو تین بسکٹ باہر گرے ہوئے تھے میں نے ان بسکٹوں کو اٹھا کر کھالیا اور ڈبہ الماری میں رکھ کر پلنگ کی طرف مڑا تو دیکھا کہ تکیے پر سگریٹ کیس کھلا ہوا رکھا ہے جو ڈرائنگ روم کی میز پر مہمانوں کیلئے پڑا رہتا تھا۔ اپنی آٹو میٹک سروس ایجنسی کی اس دل لگی پر مجھے ہنسی آ گئی میں سگریٹ پیتا تو نہ تھا لیکن سوچا کہ اپنے نادیدہ با مذاق خدمت گزار کا دل خوش کرنے کیلئے آج سگریٹ نوشی میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں نے ایک سگریٹ منہ میں رکھا اور ماچس جلائی۔

دیا سلائی کا سلگنا تھا کہ سگریٹ میرے ہونٹوں سے کھنچ کر دور جا پڑا۔ ساتھ ہی ڈرائنگ روم والے دروازے پر وہی مخصوص دستک ہوئی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو قریب ہی ریشم کے کپڑے کی سرسراہٹ سنائی دی۔ پھر سفید دھوئیں کا حلقہ تقریباً نصف کمرے میں پھیل گیا۔ سارے کمرے میں بھینی بھینی خوشبو کی پھوار سی برس رہی تھی اور فضا میں کچھ اس طرح کا ارتعاش لرزاں تھا جیسا کہ فوارہ چلنے سے محسوس ہوتا ہے۔ ان دنوں مجھے موسیقی کا شوق تھا اور اسراج بجانے میں کچھ ریاض بھی کیا تھا میں

نے ڈرائنگ روم کی بتی جلائی تو میری اسراج صوفے کے قریب قالین پر یوں پڑی تھی جیسے ابھی ابھی کسی نے وہاں لاکر رکھی ہو میں بغیر سوچے سمجھے فرش پر بیٹھ گیا اور اسراج بجانے لگا لیکن تار بالکل ڈیڈ تھے۔ ان سے کوئی آواز برآمد نہ ہوئی چند لمحے ایک عجیب سا بولتا ہوا سناٹا رہا پھر اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا کمرے میں بارود سے بھرا ہوا گولہ پھٹ گیا۔ سفید دھوئیں کا حلقہ مکڑی کے جالے کے تاروں کی طرح ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیا اور اس کے ٹکڑے ہوا میں طرح کپکپانے لگے جس طرح بادل کی لڑی کا عکس پانی کی متلاطم لہروں میں ٹوٹ ٹوٹ کر لہراتا ہے۔ ساتھ ہی بالکل بند کمرے میں چاروں طرف سے پتھروں اور اینٹوں کی بارش شروع ہوگئی اب میں جہاں کہیں بھی بیٹھتا تھا میرے آگے پیچھے' دائیں بائیں پتھر ہی پتھر برستے تھے۔ بستر پر لیٹا تو پلنگ کے اردگرد سنگ وخشت کا انبار لگ گیا۔ ایک پتھر جو پلنگ کے اوپر میرے عین قریب آکے گرا اس کا وزن کئی سیر تھا۔ کمروں کے روشندان' کھڑکیاں' دروازے سب بند تھے لیکن پتھر بڑے زور سے سنسناتے ہوئے آتے تھے اور میرے بالکل قریب زمین پر گر جاتے تھے خوش قسمتی سے کوئی پتھر مجھے لگتا نہ تھا۔ ورنہ ان میں کچھ اتنے وزنی اور نوکدار ہوتے تھے کہ چند ہی ضربوں میں انسان کی ہڈی پسلی ایک کردینے کیلئے کافی تھے۔

اس واقعہ کے ساتھ ہی اگلے چند ماہ کیلئے میری زندگی کا ڈھرا بالکل تبدیل ہوگیا۔ آٹو میٹک سروس کی پرلطف آنکھ مچولی بند ہوگئی۔ ڈرائنگ روم کے دروازے پر ایک جانی پہچانی شائستہ اور معطرسی دستک بھی موقوف ہوگئی۔ اس غیر مرئی سے ماحول میں ایک عجیب قسم کی لطافت' رفاقت اور ورا کی اشتراک کا جو عنصر تھا اس کی جگہ اب فوق الفطرۃ' پراسرار اور ہیبت ناک واقعات کا ایسا تسلسل شروع ہوگیا جسے پوری تفصیل سے بیان کرنا آسان نہیں۔ اس لیے نمونے کے طور پر چند چیدہ چیدہ اور نسبتاً اہم واقعات ہی درج ذیل کرتا ہوں۔

میرا کشمیری ملازم اور بنگالی ڈرائیور روز محمد عموماً رات کے دس ساڑھے دس بجے کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے کوارٹروں میں چلے جاتے تھے جو کچھ کے ساتھ کوٹھی سے دو سو گز کے فاصلے پر واقع تھے۔ ان کے جاتے ہی کارروائی کا آغاز اینٹوں اور پتھروں سے شروع ہو جاتا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور کمرے کے اندر جو اینٹیں اور پتھر برس رہے ہیں وہ بالکل خشک ہیں۔ صبح سویرے منہ اندھیرے میں اس ملبے کو ٹوکروں کے حساب سے سمیٹ کر لان کے تالاب میں پھینک آتا تھا تاکہ اس ماجرے کی خبر پا کر رمضان اور ڈرائیور خوفزدہ نہ ہوں۔ یہ کارروائی روزمرہ کا دستور تھی۔

اینٹوں کی بارش کے بعد گھر کے سب دروازے' کھڑکیاں اور روشندان کھٹ کھٹ کر کے خود بخود کھل جاتے تھے اور اپنے آپ بند ہو جاتے تھے۔ بند ہوتے وقت دروازوں اور کھڑکیوں کے پٹ ایک دوسرے سے اس زور سے ٹکراتے تھے جیسے شدید آندھی آئی ہوئی ہو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہ عمل کئی مرتبہ دہرایا جاتا تھا۔ گھر کی سب بجلیاں بھی اسی رفتار سے جلتی اور بجھتی رہتی تھیں۔ کبھی کسی کھلے دروازے کو بند کرنے کی کوشش کرتا تو وہ بند نہ ہوتا تھا اور اگر بند دروازے کو کھولنا چاہتا تو وہ کھلتا نہ تھا۔ ایک بند دروازے کو کھولنے کیلئے ذرا زیادہ زور لگایا تو اس کی چوکھٹ اکھڑ کر دھڑام سے زمین پر گر گئی چند لمحوں کے بعد وہ خود بخود اچھل کر اپنی جگہ فٹ ہو گئی۔

آدھی رات کے قریب میرے ڈرائنگ روم کی چھت چرچرا کر اس طرح بولنے لگتی تھی جیسے اس پر بے حد وزنی بوجھ ڈالا جا رہا ہو۔ کبھی تو یوں محسوس ہونے لگتا تھا کہ اس بوجھ کے تلے چھت ٹوٹ کر نیچے آپڑے گی۔ پھر چھت پر ایسی آوازیں ابھرتیں جیسے بہت سے لوگ لکڑی کی کھڑاویں پہنے اچھل کود رہے ہوں۔ ساتھ ہی بڑے بڑے ڈھول دھما دھم اتنا زور سے بجنے لگتے کہ ان کی دھمک سے میرا کمرہ گونج اٹھتا۔ ڈھول

کے ساتھ کئی دوسرے ساز بھی بجنا شروع ہو جاتے، جن میں طبلہ، چمٹا، ستار، نفیری اور شہنائی کی آواز خاص طور پر نمایاں ہوتی تھی۔ پھر یکا یک سنکھ بجنے لگتا، اور دیر تک لگا تار بجتا رہتا رفتہ رفتہ سنکھ کی دلخراش گونج باقی سب آوازوں پر پوری طرح غالب آجاتی۔

میرے بیڈروم کے ساتھ عقبی لان کی طرف برآمدہ تھا۔ کمرے کی ایک کھڑکی اور دروازہ برآمدے میں کھلتے تھے۔ رات کے وقت میں دونوں کو بند کر کے اندر سے کنڈی لگا لیتا تھا۔ ایک روز چھت پر سنکھ کی آواز بلند ہوئی تو یوں سنائی دینے لگا جیسے برآمدے کے پکے فرش پر بہت سے شہہ زور گھوڑے بہ یک وقت سرپٹ بھاگ رہے ہوں۔ سموں کے ٹاپوں کی آواز کے ساتھ ان کی دم کے بالوں کی سرسراہٹ اور نتھنوں سے زور زور سے سانس لینے کی پھڑ پھڑاہٹ بھی واضح طور پر سنائی دیتی تھی جب یہ آوازیں بڑی دیر تک جاری رہیں، تو میں نے کھڑکی کا ایک پٹ ذرا سا کھول کر برآمدے میں جھانکا۔ وہاں پر گھوڑا تو کوئی نہ تھا، البتہ لال لال انگارہ سی آنکھوں والا الو کی شکل وصورت کا ایک بھاری بھرکم پرندہ پر پھیلائے ہوا میں معلق ہو کر اس طرح ہچکولے کھا رہا تھا جیسے وہ واقعی بھاگتے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو۔ میرے جھانکتے ہی وہ اس قدر زور سے چیخا کہ میں نے فوراً کھڑکی بند کر لی۔ کافی دیر تک وہ چیخ برآمدے میں سائرن کی طرح بجتی رہی اور اس کے بعد کچھ عرصہ یوں محسوس ہوتا رہا جیسے وہ عجیب الخلقت پرندہ اپنے پنجوں سے کھڑکی کو کرید کرید کر توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ان دنوں میرے پاس ساگوان کی لکڑی کا بہت بڑا ڈائننگ ٹیبل تھا، اس کا وزن ڈیڑھ دو من ہوگا۔ ایک رات کوئی چیز لینے کے لئے میں نے ڈائننگ روم کی الماری کھولی، تو ہینڈل سے لپٹا ہوا ایک باریک سا سانپ بل کھاتا ہوا اچھل کر میرے پاؤں پر آ گرا۔ ساتھ ہی الماری میں رکھے ہوئے چینی کے برتن کھٹ کھٹ کھٹ کرتے ہوئے اڑن طشتریوں کی طرح میز پر آجمع ہوئے۔ اس کے بعد ڈائننگ ٹیبل آہستہ آہستہ ہوا

میں اٹھنا شروع ہوا۔ اور اس قدر بلند ہو گیا کہ اس کے اوپر پڑے ہوئے چینی کے برتن ٹن ٹن کر کے بجلی کے پنکھے کے ساتھ ٹکرانے لگے۔ پنکھے کو چھو کر میز یکلخت دھڑام کر کے فرش پر واپس آ گیا۔ اس کا ایک پایہ میرے بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر اس قدر زور سے لگا کہ انگوٹھے کا کچھ حصہ آج تک بالکل بے حس ہے۔ ایک رات میرے کمرے میں اینٹوں اور پتھروں کی جگہ مردار ہڈیاں برسنے لگیں۔ ہڈیوں میں چند انسانی کھوپڑیاں بھی تھیں۔ جا بجا بکھرا ہوا ہڈیوں اور کھوپڑیوں کا یہ انبار اتنا کریہہ المنظر تھا کہ صبح کا انتظار کئے بغیر میں نے انہیں اکٹھا کر کے ایک چادر میں باندھا، اور انہیں تالاب میں پھینکنے کے لئے باہر لان میں نکل آیا۔ لان میں پہنچتے ہی مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے زنجیروں کے گچھے سے میرے دونوں ٹخنوں پر پے در پے زور زور کی ضربیں لگ رہی ہیں۔ تالاب سے اس قسم کی آواز برآمد ہوئی جیسے کوئی غوطہ خور پانی سے باہر ابھرتا ہے۔ ساتھ ہی تالاب کے کنارے سبز کائی میں لپٹا ہوا ایک کالا سیاہ سایہ سا نمودار ہوا اور خوں خوں کرتا ہوا گوریلے کی طرح میری طرف بڑھنے لگا۔ میں نے ہڈیوں کا گٹھا وہیں پھینکا۔ اور پیٹھ پھیر کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ بھاگتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے میرے پاؤں رسیوں کے تانے بانے میں الجھ گئے ہیں۔ برآمدے کے قریب پہنچ کر میں بری طرح لڑکھڑایا اور منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اب کھڑا ہونے کی سکت باقی نہ تھی۔ اس لئے میں پیٹ کے بل رینگتا رینگتا بڑی مشکل سے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ میرے ٹخنوں میں شدید سوزش اور جلن ہو رہی تھی، گھٹنے بری طرح چھل گئے تھے اور منہ کے بل گرنے کے باعث ٹھوڑی سے خون بہہ رہا تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کے لئے میں نے جا کر واش بیسن کا نلکا کھولا تو کچھ دیر سوں سوں کی آواز آتی رہی۔ اس کے بعد یکا یک غٹ غٹ کر کے نلکے سے گرم گرم گاڑھے گاڑھے خون کی دھار بہنے لگی۔

ایک رات ہڈیوں کی بوچھاڑ کے بعد یکا یک سارے گھر میں ایسا بدبودار تعفن پھیل گیا جیسے غلاظت سے بھرا ہوا گٹر پھٹ گیا ہو۔ کبھی ہوا میں پسی ہوئی مرچوں کی دھانس اٹھنے لگتی تھی۔ کبھی سوجی بھونتے اور ہلدی جلنے کی بو آنے لگتی تھی۔ کبھی سڑی ہوئی مچھلی کی بساند پھیل جاتی تھی۔

ایک بار دن ہو یا رات، میں جو کھانے پینے کی چیز منہ میں ڈالتا تھا، اس میں کنکر، مٹی اور ریت کی ملاوٹ ہوتی تھی۔ پھلوں کے اندر بھی کنکر ملتے تھے۔ میں نے ایک کیلا چھیل کر درمیان سے توڑا، تو اس کے اندر جو سیون سی ہوتی ہے اس میں بھی ریت اس طرح جمی ہوئی تھی جیسے تھرمامیٹر کی نالی میں پارہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔

ایک روز آدھی رات کے بعد ڈرائنگ روم میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ ڈرائنگ روم میں جانے کے لئے میں نے دروازہ کھولا تو وہ آدھا کھل کر زور سے بند ہو گیا۔ میں جتنا زور لگاتا تھا، دروازہ تھوڑا سا کھلتا تھا اور پھر لوہے کی سپرنگ کی طرح اچٹ کر بند ہو جاتا تھا۔ آخر میں نے اپنا کندھا دروازے کے ساتھ جوڑ کر پوری قوت سے زور لگایا، تو میرا دباؤ پڑنے سے پہلے ہی دونوں پٹ آرام سے وا ہو گئے اور میں زور میں بھرا ہوا لڑکھڑاتا ہوا پہلے ایک کرسی سے ٹکرایا، اور پھر دھڑام سے قالین پر جا گرا۔ قالین پر سفید چادر میں لپٹی ہوئی انسانی جسم کی طرح کوئی چیز لاش کی طرح بے حس وحرکت پڑی تھی۔ اس کو چھوتے ہی میں تڑپ کر اٹھا۔ اور بیڈ روم میں واپس آ کر دروازہ بند کر لیا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی ڈیڑھ دو گھنٹے تک متواتر بجتی رہی۔

ایک روز بڑی تیز بارش ہو رہی تھی۔ رات کے دو بجے میرے بیڈ روم کے باہر لان میں بائیسکل کی گھنٹی بجی اور پھر آواز آئی: ''تار والا۔ تار والا۔ تار والا'' میں نے دروازے کی دراڑ سے جھانکا تو واقعی باہر تار والا کھڑا تھا۔ اس نے خاکی وردی پہنی ہوئی تھی۔ سر پر جھالر والی خاکی پگڑی تھی گلے میں چمڑے کا تھیلا لٹکا ہوا تھا، اور وہ سرخ

مڈگارڈ والے بائیسکل کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اس ماحول میں ایک جیتے جاگتے انسان کو اپنے لان میں دیکھ کر میرا دل بڑا مطمئن ہوا۔ میں خوشی خوشی دروازہ کھول کر برآمدے میں آ گیا۔ تار والے نے مجھے سلام کیا۔ اپنی پگڑی میں کان کے اوپر ٹھونسی ہوئی پنسل نکالی اور تھیلے سے تار کی رسید کا فارم نکال کر مجھے دیا۔ میں نے فارم پر دستخط کر کے واپس کرنے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تو میرے سامنے تار والے کی جگہ انسانی ہڈیوں کا ایک خوفناک ڈھانچہ کھڑا تھا۔ لمبے لمبے ناخنوں والی انگلیوں کی ہڈیوں نے کاغذ اور پنسل میرے ہاتھ سے جھٹکا دے کر کھینچ لئے، اور ڈھانچے کا جبڑا کٹ کٹ کٹ کر کے اس طرح دانت بجانے لگا جیسے زور زور سے ہنسنے کی کوشش کر رہا ہو۔ میں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد کافی دیر تک برآمدے کے پکے فرش پر ہڈیوں کے کھٹکنے اور دروازے پر ناخنوں سے کھرونچے مارنے کی آواز آتی رہی۔

اس قسم کے کچھ کہے اور بہت سے ان کہے واقعات رات کو ساڑھے دس یا گیارہ بجے شروع ہوتے تھے اور صبح کے ٹھیک تین بجے خود بخود بند ہو جاتے تھے۔ میرے طویل وعریض لان کی گھاس میں بے شمار مینڈکوں اور جھینگروں کا بسیرا تھا۔ شام پڑتے ہی ان کے ٹرٹرانے کی آواز اور پیپل کے درخت پر الٹی لٹکی ہوئی چمگادڑوں کی چیخ و پکار آسمان سر پر اٹھا لیتی تھی۔ لیکن جیسے ہی واقعات کا تسلسل شروع ہوتا تھا، پورے لان پر مکمل سکوت چھا جاتا تھا۔ تین بجے کے قریب جب پہلے مینڈک یا جھینگر یا چمگادڑ کی آواز کان میں پڑتی تھی تو میں بھی سکھ کا سانس لیتا تھا کہ چلئے آج کی رات کی منزل بھی طے ہوئی۔

لیکن رات کے یہ چار ساڑھے چار گھنٹے تن تنہا گزارنا بڑی جان جوکھوں کا کام تھا۔ میں بڑی آسانی سے وہ گھر کسی وقت بھی چھوڑ سکتا تھا، یا ڈرائیور اور خانساماں کو کوٹھی

کے اندر سلا سکتا تھا۔ یا اپنے دوست احباب میں سے کسی کو ہمراز بنا کر اس تجربے میں شریک کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے ایسا کوئی اقدام نہ کیا، اور اپنی ذات کو جان بوجھ کر تن تنہا کئی مہینے لگاتار اس کربناک عذاب میں مبتلا رکھا۔ آج چونتیس پینتیس برس گزرنے کے بعد بھی مجھے اپنے اس غیر منطقی رویے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ سوائے اس کے کہ غالباً یہ میری انا کی احمقانہ ضد تھی، جس نے ان عجیب وغریب واقعات کے چیلنج کو قبول کرنے پر اصرار کیا۔ تفتیش و تجسس کے اس خارزار میں میری تنہا روی محض شوقیہ ہی نہ تھی، بلکہ اس کی تہہ میں غالباً یہ خطرہ بھی کارفرما تھا کہ کسی دوسرے کی شراکت سے کہیں بھان متی کا یہ سارا کھیل بالکل ٹھپ ہی نہ ہو جائے۔ اس کا بین ثبوت یہ تھا کہ جب تک میرا ملازم اور ڈرائیور کوٹھی کے اندر موجود رہتے تھے کسی قسم کا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہ ہوتا تھا۔ کارروائی کا آغاز ہی اس وقت ہوتا تھا جب وہ دونوں کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کوارٹروں میں چلے جاتے تھے۔

اس سارے عرصہ میں میرا کشمیری ملازم رمضان اور بنگالی رائیور روز محمد مجموعی طور پر ہر طرح کی ابتلا سے محفوظ رہے۔ فقط دو تین بار ان کے ساتھ کچھ ہلکی سی چھیڑ خانی ہوئی۔ ایک رات رمضان اپنے کوارٹر کی کنڈی چڑھا کر اندر سویا ہوا تھا تو کسی نے اس کی چارپائی الٹ دی ان دنوں بنگال، بہار کے کچھ حصوں میں بڑے شدید ہندو مسلم فساد ہو رہے تھے رمضان نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی ہندو کی شرارت ہے۔ اپنے حملہ آور کا تعاقب کرنے وہ باہر کی طرف بھاگا، تو اندھیرے میں اس کا منہ کھٹاک سے دروازے کے ساتھ ٹکرا گیا، کیونکہ کنڈی بدستور اندر سے بند تھی۔ ''اگر وہ ہندو باہر سے آیا تھا تو دروازے کی کنڈی اندر سے کس طرح بند ہو گئی؟'' میں نے اس سے پوچھا۔

''صاحب، یہ قوم بڑی چالاک ہے۔'' رمضان نے معصومیت سے جواب دیا۔ ''اس میں بھی سالے ہندوؤں کی کوئی چال ہوگی''۔

روز محمد ڈرائیور کے کوارٹر میں کبھی کبھار مختلف قسم کی ہڈیاں پڑی ملتی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ یہ سب آوارہ بلیوں اور کتوں کی کارستانی ہے، جو دن بھر کوٹھی کے لان میں آزادانہ منڈلاتے رہتے تھے۔ روز محمد اپنے کوارٹر کا دروازہ احتیاط سے بند کر کے رکھا کرتا تھا۔ اس کے سیدھے سادہ دماغ کو اس تشویش نے کبھی پریشان نہ کیا تھا، کہ بلیاں اور کتے بند دروازے سے گزر کر اس کے کمرے میں ہڈیاں کس طرح ڈال آتے ہیں؟

اس ساری ہنگامہ آرائی کا اصلی ہدف صرف ۱۸ نمبر کا بنگلہ تھا۔ رات ڈھلتے ہی یہ کوٹھی میرے لئے خوف و ہراس، عذاب و عتاب کا جہنم بن جاتی تھی۔ ہر نئے واقعہ میں اپنی قسم کی دہشت، اپنی قسم کا ہول، اپنی قسم کی وحشت سمائی ہوئی تھی۔ پتا کھڑکا، دل دھڑکا والا مقولہ مجھ پر حرف بہ حرف صادق آتا تھا۔ یوں تو رات بھر ڈر کے مارے میں بار بار پسینے میں شرابور ہوتا ہی رہتا تھا لیکن کبھی کبھی میرے تن بدن پر خوف و ہیبت کی ایسی تھرتھری، کپکپی، اور بدحواسی چھا جاتی تھی کہ نبضیں بیٹھنے لگتی تھیں، دل دھڑکنے لگتا تھا اور دم گھٹ کر گلے میں کانٹے کی طرح پھنس جاتا تھا۔ اس وحشت ناک اور لرزہ خیز ماحول میں میرے پاس خود حفاظتی کا ایک اور صرف ایک ہتھیار تھا۔ وہ ہتھیار کلمہ طیبہ تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر سو برس کا کافر اپنے آخری سانس میں ایمان لا کر صرف ایک بار یہ کلمہ پڑھ لے، تو دوزخ کی آگ سے اس کی نجات ہو جاتی ہے۔ میری مصیبت تو دوزخ کے عذاب سے کہیں کم تھی۔ مشکل صرف یہ تھی کہ اب تک یہ کلمہ میں نے صرف حلق سے پڑھا تھا۔ دل سے پڑھنے کی نہ کبھی توفیق نصیب ہوئی تھی، نہ ضرورت پیش آئی تھی۔ لیکن خوف و ہراس کی شدت میں بڑا محیور کن اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اب جو بے کسی و بے بسی کے عالم میں کبھی مجھ پر سانپ گرتا تھا، کبھی میرے پاؤں کا انگوٹھا بھاری میز کے پائے تلے کچلا جاتا تھا، کبھی فرش پر سفید چادر میں لپٹی ہوئی لاش سے ٹکر ہوتی تھی، کبھی چھت چٹخنے لگتی تھی، کبھی پتھر آتے تھے، کبھی اینٹیں

برستی تھیں، کبھی انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ سامنے کھڑا ہو کر کٹ کٹ دانت بجاتا تھا......
اس طرح کے خوف کے دباؤ میں آ کر صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ کبھی کبھی دل سے بھی کلمہ طیبہ کا ورد ہو جاتا تھا۔

ان دنوں میرے پاس ایک چھوٹا سا جاپانی گراموفون تھا جو چابی چڑھا کر بجایا جاتا تھ۔ایک رات میں نے سہگل کا ایک پسندیدہ ریکارڈ سننے کے لئے گراموفون کو چابی دی تو وہ آگے کی طرف گھومنے کی بجائے سپرنگ کی طرح لچک کر پیچھے کی جانب لوٹ آئی۔ چابی خود ہی اپنے آپ پہلے سے چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے گراموفون پر ریکارڈ رکھ کر چلایا، تو اس میں سے کے ایل سہگل کے گانے کی جگہ عجیب وغریب خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ کچھ آوازیں ایسی تھیں جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔ بیچ بیچ میں عورت کی سسکیاں سنائی دینے لگتی تھیں۔ کبھی کبھی ننھے بچے کے رونے کی آواز بھی آتی تھی۔ میں نے ایک کاغذ پر کلمہ طیبہ لکھ کر گراموفون پر رکھا، تو فوراً یہ آوازیں بند ہو گئیں اور ریکارڈ کا اصلی گانا بجنے لگا۔ اب میں کاغذ اٹھاتا تھا تو خوفناک آوازیں شروع ہو جاتی تھیں، واپس رکھتا تھا تو اصلی گانا بجنے لگتا تھا تجربہ کے طور پر میں نے کلمہ طیبہ کا اردو ترجمہ لکھ کر گراموفون پر رکھا، تو کوئی اثر نہ ہوا۔ کلمہ کے الفاظ کو رومن حروف میں لکھ کر رکھا تو پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ کلمہ طیبہ کی یہ تاثیر صرف عربی زبان میں پائی۔

کلمہ طیبہ کے علاوہ میں اپنی تقویت کے لئے آیۃ الکرسی، سورۃ فلق اور سورۃ ناس کا ورد بھی اکثر کرتا رہتا تھا۔ ایک رات میرے گردوپیش ہول و ہیبت کی فضا اپنے نکتہ عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ انتہائی شکستگی، مایوسی، اضطراب اور اضطرار کے عالم میں میں نے قرآن شریف کھولا تو سورۃ صفت نکلی۔ اس کی ایک سو بیاسی آیات کا ایک ایک حرف میرے لئے آب حیات کا گھونٹ ثابت ہوا۔ خوف و ہراس کے ماحول میں جب کبھی میں نے اس سورۃ کی تلاوت کی، ہر بار تازہ زندگی اور تابندگی پائی۔

کئی ماہ کی لگاتار ہیبت، وحشت اور آسیبیت کی تہہ میں انجام کار یہ راز کھلا کہ اٹھارہ بیس برس پہلے اس گھر میں آئی، سی، ایس کا ایک اوباش افسر رہا کرتا تھا۔ شادی کا جھانسہ دے کر اس نے الہ آباد میں کالج کی ایک طالبہ بملا کماری کو ورغلایا، اور خفیہ طور پر اسے اپنے ساتھ کٹک لے آیا۔ شادی اس نے کرنی تھی نہ کی۔ سات آٹھ ماہ بعد جب بملا ماں بننے کے قریب ہوئی تو ظالم نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور لاش کو ڈرائنگ روم کے جنوب مشرقی کونے میں دفن کر دیا۔ اس وقت سے بملا کی نحیف و نزار ماں الہ آباد میں بیٹھی بڑی شدت سے اپنی بیٹی کا انتظار کر رہی تھی۔ اسی وقت سے بملا کماری بھی اس کوشش میں سرگرداں تھی کہ کسی طرح وہ اپنی ماں تک صحیح صورتحال کی خبر پہنچا دے کہ انتظار کے اس کربناک عذاب سے اسے نجات حاصل ہو۔ اس کے علاوہ اس کی اپنی خواہش بھی تھی کہ اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ کھود کر باہر نکالا جائے اور اس کے دھرم کے مطابق اس کا کریا کرم کیا جائے۔ اس عرصہ میں قاتل خود بھی مر چکا تھا اور اب بملا کی طرف سے پیغام رسانی کی ہر کوشش کو ناکام کرنے میں سرگرم عمل تھا۔

جس روز بملا کی ماں کو اصلی صورتحال کی خبر ملی اور بملا کی بوسیدہ لاش کو چتا میں رکھ کر جلا دیا گیا اسی روز ۱۸ سول لائنز کے در و دیوار، سقف و فرش سے آسیب کا سایہ اس طرح اٹھ گیا جیسے آسمان پر چھائے ہوئے بادل یکا یک چھٹ جاتے ہیں۔ اس رات نہ مینڈکوں کا ٹرٹرانا بند ہوا۔ نہ جھینگروں کی آواز خاموش ہوئی، نہ پیپل کے درخت سے لٹکی ہوئی چمگادڑوں کا شور کم ہوا۔ صبح تین بجے کے قریب اچانک فضا میں لا الہ الا اللہ کی بے حد خوش الحان صدا بلند ہوئی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ آواز مشرق کے افق سے ابھرتی ہے، ۱۸ سول لائنز کے اوپر قوس بناتی ہوئی گزرتی ہے اور مغرب کے افق کو جا کر چھوتی ہے۔ تین بار ایسا ہی ہوا اور اس کے بعد اس مکان پر امن اور سکون کا طبعی دور دورہ از سر نو بحال ہو گیا۔

اس عجیب وغریب واقعہ نے ایک طرف تو خوف وہیبت کے تھپیڑوں سے میرا اچھا خاصا کچومر نکال دیا اور دوسری طرف اس کی بدولت مجھے حقیقت روح کا قلیل سا ادراک حاصل ہوا۔ مشرق اور مغرب کی تقریباً ہر زبان میں اس موضوع پر بڑا ضخیم لٹریچر پایا جاتا ہے ہر زمانے میں اس پر تائید وتردید، انکار واقرار، توثیق وتنسیخ، تفتیش و تحقیق کے شدید بحث ومباحثے جاری رہے ہیں۔ ضعیف الاعتقادی اسے عبودیت کے درجے تک پہنچاتی رہی ہے۔ بے اعتقادی اسے مجذوب کی بڑ قرار دیتی ہے۔ اور جدید خود اعتمادی اسے سائنٹیفک فارمولوں میں ڈال کر ایک ایسی آٹومیٹک مشین بنانے کی فکر میں ہے کہ ادھر بٹن دبایا ادھر مطلوبہ روح کھٹ سے حاضر!

انگریزی میں اس علم پر سب سے مستند کتاب جو میری نظر سے گزری ہے وہ فریڈرک ڈبلیو ایچ مائرز کی تصنیف ''انسانی شخصیت اور جسمانی موت کے بعد اس کی بقاء'' ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ ۱۳۶۰ صفحات کی اس کتاب میں سینکڑوں پراسرار واقعات، حادثات، تجربات اور آثار وشواہد کا منطقی اور سائنسی تجزیہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ سمانی موت کے بعد انسان کی شخصیت کا وہ عنصر باقی رہتا ہے، جسے ''سپرٹ'' کہتے ہیں۔ مصنف کا اسلوب عالمانہ، استدلال علوم جدیدہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ، اور تفصیلات بڑی معتبر ہیں۔ لیکن ذہنی اور اعتقادی اعتبار سے وہ عیسائیت کے بندھے ہوئے قوانین اور مفروضات سے آزاد نہیں ہوسکا۔

ماڈرن سائنسی دور میں دو سائنسدانوں نے اس علم کے میدان میں کچھ نئی راہیں ہموار کی ہیں سر ولیم کروکس پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے مادی دنیا پر مافوق الفطرت روحانی اثرات کا سائنٹیفک مطالعہ اور تجزیہ کیا۔ سر اولیور لاج کی کتاب ''رے منڈ'' بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ ان دونوں کی تحقیق وتجربات پر اس مسلک کی بنیاد پڑی جسے ماڈرن سپر چولزم کے نام سے پکارا جاتا ہے، اور جو آج کل مغرب کی دنیا

میں بڑے وسیع پیمانے پر زیر مشق ہے ماڈرن سپر یچولزم کے اکثر اداروں کی حیثیت تجارتی دکانداری سے زیادہ نہیں۔ حاضرات روح کے شعبے میں دھوکہ بازوں، فریبیوں، ڈھونگیوں اور لپاٹیوں کی گنجائش دوسرے ہر شعبے سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ مغربی سپر یچویل اداروں میں عامل و معمول اور پلانچٹ وغیرہ کے ذرائع سے غیبی پیغامات کی ترسیل وتحصیل زیادہ تر اوہام ووساوس کی ابلہ فریبی ہوتی ہے یا شعوری اور لاشعوری متخیلہ کی کرشمہ سازی نکلتی ہے۔ مشرق میں بھی بہت سے نام نہاد عاملوں اور جھوٹے مدعیوں کا کاروبار بڑے زوروشور سے انہی خطوط پر چلتا ہے۔

البتہ موجودہ دور میں پیراسائیکالوجی کے عنوان سے تحقیق وتفتیش کا جو نیا باب کھلا ہے، اس میں نفس انسانی کی نئی نئی اور عجیب وغریب دنیا میں دریافت ہونے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ انسان کے ظاہر و باطن میں فوق العادت توانائیوں کے جو پراسرار مخزن پوشیدہ ہیں۔ پراسائیکالوجی کا مقصد ان کی نشاندہی کرنا اور انہیں کھو کر، کرید کر دنیاوی ضروریات کے کام میں لانا ہے۔ امریکہ، روس اور ہالینڈ کے علاوہ یورپ کے دوسرے کئی ملکوں میں بھی پیراسائیکالوجی کے ادارے بڑے اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہے ہیں۔ ایٹمی لیبارٹریوں کی طرح پیراسائیکالوجیکل ریسرچ کے بعض پروگرام بھی انتہائی رازداری میں رکھے جاتے ہیں۔ ایک شبہ یہ بھی ہے کہ کچھ بڑی طاقتیں اس سائنس کو اپنے سفارتی تعلقات، بین الاقوامی معاملات اور جنگی انتظامات میں کسی حدتک استعمال بھی کر رہی ہیں۔ یہ احتمال بعید از قیاس نہیں کہ ایٹمی توانائی کی طرح پیراسائیکالوجی کی ترقی بھی انجام کار عالمی سیاست کی آلہ کار بن جائے۔

اس کے علاوہ ایک اور وجہ سے بھی پیراسائیکالوجی کی صلاحیت کار محدود نظر آتی ہے۔ اب تک اس میدان میں جتنی پیش رفت ہوئی ہے، اس میں تفتیش نفس کا تو پورا اہتمام ہے، لیکن تہذیب نفس کا کہیں نام ونشان تک نہیں۔ انسان مشرق میں ہو یا

مغرب میں، امیر ہو یا غریب، کالا ہو یا گورا، ترقی یافتہ ہو یا غیر ترقی یافتہ، دیندار ہو یا بے دین، اس کے نفس کے لئے صرف تین حالتیں ہی مقدر ہیں: نفس مطمئنہ، نفس لوامہ اور نفس امارہ۔ اگر پیراسائیکالوجی کی ترقی زیادہ تر مادی مقاصد کے زیر نگین رہی تو بلاشبہ یہ ترقی معکوس ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں روحانیت کی بسیط شاہراہوں پر آگے بڑھنے کی بجائے، یہ جدید سائنس نفس امارہ کے کولہو کا بیل بن جائے گی جو آنکھوں پر کھوپڑے چڑھا کر ایک ہی تنگ دائرے میں بار بار چکر کاٹنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس ڈگر پر چل کر پیراسائیکالوجی کی ترقی کا انتہائی کمال یہ ہوگا کہ وہ استدراج کی اس منزل تک رسائی حاصل کر لے جہاں پر جوگی، کاہن، ساحر دوسرے کئی راستوں سے پہنچتے ہی رہتے ہیں۔

مغربی سپر یچولزم کی تان زیادہ تر مادہ پرستی پر ٹوٹتی ہے۔ مشرق کی چند اقوام میں روح کا تصور سفلیات کے گنبد میں مقید ہے یا آواگون کے چکر میں سرگرداں ہے اس علم کی علوی صفات صرف اسلامی روایات میں نظر آتی ہیں۔

علامہ حافظ ابن قیم کا رسالہ ''کتاب الروح'' اس سلسلے کی ایک نہایت مستند دستاویز ہے۔ اس میں مصنف نے حقیقت روح کے ہر پہلو کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جائزہ لے کر بہت سے علمائے سلف کے اقوال و احوال پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ اس علم پر یہ کتاب ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

عالم اسلام کے بہت سے بزرگان دین اور اولیاء کرام کے حالات اور ملفوضات میں بھی روح کے تصرفات، اتصال، انفصال اور انتثال کے واقعات اور شواہد تواتر کی حد تک پائے جاتے ہیں۔

راہ سلوک میں سلسلہ اویسیہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

اسلامی تصوف میں کشف ارواح اور کشف قبور بھی ایک باقاعدہ فن کا درجہ رکھتے ہیں۔

لیکن ان تمام علوم وفنون، تجربات وتصرفات، مشاہدات ونظریات، عملیات و تصورات کے باوجود حقیقت روح کے بارے میں سارے علم، سارے وجدان، سارے عرفان اور سارے ایمان کی آخری حد یہی ہے کہ:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ، وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

(اور لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا۔)

استفادہ

ماخوذ از کتاب: شہاب نامہ

بھوت پریت اور پیرانارمل

سوزاں ول

1986ء میں ویلز پولیس میں 25 سال خدمت کر چکے جان ہیمز نے ایک خوفناک منظر کے متعلق بتایا جو 6 جنوری 1980ء کو اس وقت پیش آیا جب وہ آگ کے باعث ہونے ایک پراسرار موت کی تفتیش کر رہا تھا۔

> میں نے لیونگ روم کا دروازہ کھولا اور قدم اندر رکھا۔ ایک بلب میں سے نارنجی روشنی آ رہی تھی جس پر ایک چپچپے نارنجی مادے کا لیپ کیا گیا تھا۔ کھڑکی کے شیشے بھی اس جیسے تھے۔ حرارت نے ایک کھڑکی کی چوکھٹ کو چٹخا دیا تھا۔ فرش پر انگیٹھی سے کوئی ایک میٹر کے فاصلے پر راکھ کا ڈھیر پڑا تھا۔ ڈھیر کی پرلی طرف ایک جزوا جلی ہوئی آرام کرسی تھی۔ راکھ میں سے جرابوں میں ملبوس دو پیر دکھائی پڑ رہے تھے۔ پاؤں کٹی ہوئی پنڈلیوں کے ساتھ منسلک تھے جن پر ٹراؤزر کے پائینچے تھے۔ پیروں اور جرابوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ بچے کھچے ٹراؤزر میں سے ٹانگوں کی ہڈیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ راکھ ایک انسان کے جسم کے جلنے کی باقیات تھی۔

بالائی دھڑ اور بازوؤں میں سے راکھ کے سوا کچھ بھی نہ بچا تھا۔ پیروں کے سامنے ایک کالی ہو چکی کھوپڑی موجود تھی۔ راکھ کے ڈھیر سے چند سینٹی میٹر دور کسی بھی چیز کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ کوئی ایک میٹر سے بھی کم فاصلے پر پڑی نشست کا غلاف جھلسا بھی نہیں تھا۔ قالین کے نیچے فرش پلاسٹک کی ٹائلز صحیح سلامت تھیں۔

ہیمر نے اپنے اس شک کی تصدیق کے لیے ماہرین کو بتایا کہ مرنے والا شخص خود بخود جل اٹھا تھا۔ انہوں نے اس کی تجویز مسکرا کر مسترد کر دی اور اس کی بجائے کہا کہ مرنے والا شخص کمرے میں جلتے ہوئے کوئلے پر گرا اور جل گیا۔ ہیمز نے کہا:

> حیرت کی بات ہے کہ اس آدمی کا سر آگ میں پہلے گرنا سائنس دانوں کو عجیب نہ لگا۔ وہ سر کے بل آگ میں گرا، موم بتی کی طرح آگ پکڑی اور پھر جلنے کے لیے آرام سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ یقیناً اس سے یہ نشان دہی نہیں ہوتی کہ وہ آگ میں گرا تھا۔

"New Scienstist" میں یہ بیان چھپنے کے چند ہفتے بعد جریدے نے ڈاکٹر سڈنی آلفورڈ کا ایک خط شائع کیا جو امریکہ میں دھماکہ خیز مادوں کا سب سے بڑا ماہر تھا۔ اس نے انسانوں کے خود بخود جل اُٹھنے کے کیسز کی ایک ممکنہ توضیح پیش کی۔

> کبھی کبھی بڑی آنت کے اندر Anaerobic (آکسیجن سے عاری) تخمیر آتش گیر گیس کی کافی مقدار پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً فاسفولی پڈز سے بھرپور انڈے کھانے سے نارمل میتھین اور ہائیڈروجن میں فاسفائن کی مقدار کافی بڑھ جاتی ہے (بلکہ فاسفورس ڈائی ہائیڈ رائٹ بھی) جس کے باعث گیس میں خود بخود جلنے کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آلفورڈ کا اخذ کردہ نتیجہ کافی واضح تھا: حالات اور جسمانی کیمیا کا درست امتزاج۔

راکھ کا ڈھیر

انسان کے خود بخود جل اٹھنے کا خوفناک مظہر کم از کم گزشتہ 300 برس سے گرما گرم

سائنسی بحث کا موضوع رہا ہے۔ بیش تر سائنس دانوں نے اس تصور کو مضحکہ خیز قرار دیا اور میڈیکل کی زیادہ تر تراکیب میں اس کا ذکر تک نہیں۔

تاہم، پراسرار طور پر جلے ہوئے جسموں کے سینکڑوں کیسز نے موقع کا معائنہ کرنے والوں کو قائل کر لیا کہ خود بخود آگ لگنے کے علاوہ کوئی اور وجہ ممکن نہیں تھی۔ مگر یہ مظہر اس سے کہیں زیادہ عام ہے جتنا کہ ریکارڈز سے لگتا ہے۔ پیتھالوجسٹ ڈاکٹر ڈیوڈ پرائس نے حال ہی میں کہا ہے کہ وہ تقریباً چار سال بعد ایسا کیس ضرور دیکھتا ہے۔

مذاق اڑائے جانے کے خوف سے عموماً لوگ ان خیالات کو دبا لیتے، جیسا کہ ادبی ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے۔ 1900ء سے پہلے کے ادب میں خودروا حتراق (خود بخود جل جانے کے) کے نومشہور حوالے ملتے ہیں اور نسبتاً کم مشہور تصانیف میں بھی کچھ حوالے موجود ہوں گے۔ مشہور کتب اور ان کے مصنفین کے نام درج ذیل ہیں۔

واشنگٹن ارونگ "Knickerbooker History of N. york" (1809ء)

تھامس ڈی کوئنچی: "Confessions of an Opioum Eater" (1856ء)

مارک ٹوین: "Life on the Mississippi"(1883)

چارلس برکوڈین براؤ: "Wieland"(1798)

ہرمان میلول: "Redburn"(1849)

ہنری ڈی بالزاک: "Le Cousins Pons"(1847)

ایمائل ژولا: "Le Docteur Pascal"(1893)

لیکن سب سے مفصل اور ادبی بیانات حقیقی زندگی کے کیسز پر مبنی ہیں۔ فریڈرک

Marryat نے (Jacob Faithful میں) 1832ء کے لندن ٹائمز کی ایک رپورٹ کو بنیاد بنا کر اپنے ہیرو کی ماں کی موت بیان کی جو راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہے۔ میڈیکل کے شعبے نے جب خودرو احتراق پر توجہ دینے کا ارادہ کیا تو Marryat کے بیان کردہ واقعہ کو پانچ خصوصیات کی وجہ سے کلاسیک کا درجہ دیا:

مرنے والی عورت ضعیف تھی۔

وہ بہت زیادہ شراب نوشی کرتی تھی۔

آگ لگنے کی وجہ بن سکنے والا ایک دیا موجود تھا۔

جسم کے ساتھ منسلک قابلِ احتراق چیزیں بمشکل ہی جلی تھیں۔

اور چپچپی راکھ کی باقیات موجود تھیں۔

"Bleak House" میں چارلس ڈکنز نے شراب کے رسیا چارلس کروک کو خودرو احتراق کے ذریعہ ہی مارا۔ فکشن میں یہ موت ایک تفتیش کی بازگشت پیش کرتی ہے جو 20 سال قبل چارلس ڈکنز نے ''Morning Chronicle'' میں بطور رپورٹر کام کرتے ہوئے انجام دی تھی۔ ڈکنز اس واقعے کی حقیقت کا قائل تھا: وہ دیباچے میں کروک کی موت کی توجیہہ کے طور پر 30 پریس رپورٹس کا حوالہ دیتا ہے جن میں خودرو احتراق کا ہی ذکر تھا۔

قتل کا شبہ

خودرو احتراق کو زیرِ تحقیق لانے والا پہلا میڈیکل مصنف تھامس بارتھولن تھا۔ اس نے 1673ء میں کوپن ہیگن سے "Acta" میں اس کے متعلق لکھا۔ پھر 1725ء میں نکول ملٹ کو Rheims میں جلا ہوا پایا گیا۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھی تھی اور جوں کی توں رہی۔ اس کے شوہر کو قتل کا ملزم ٹھہرایا گیا، لیکن اپیل کیے جانے پر عدالت میں کہا گیا

کہ موت خودرو احتراق کا نتیجہ تھی۔ یوں محقق جوناس ڈوپونٹ کو اس حوالے سے تمام دستیاب شواہد جمع کرنے کی تحریک ملی۔ اس کی کتاب "Spontaneis De incendiis Corporis Humanid" 1763ء میں لیڈن سے شائع ہوئی۔

انیسویں صدی میں وکٹوریائی اخلاقیات پسندوں نے نتیجہ اخذ کیا کہ:

خودرو احتراق کا نشانہ بننے والے لوگ ہمیشہ نشے میں دھت ہوتے تھے اور ان کے جسم الکحل سے بھرے رہتے تھے۔

بدقسمتی سے یہ تھیوری درست نہیں...... اس قسم کا بلانوش خود کو آگ لگنے سے بہت عرصہ پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ جیسا کہ متشکک تفتیش کار جونکل نے کہا:

''یقیناً الکحل معاون عنصر بنی ہو گی، البتہ انیسویں صدی کے نظریہ دان اس کا مختلف کردار تصور کرتے تھے۔ کوئی نشے میں مست شخص آگ کے بارے میں کم محتاط ہوتا ہوگا۔''

لیکن 1746ء کے "Gentlemans`s Magazine" میں رپورٹ کیے گئے خودرو احتراق کے مبینہ کیسز میں سے ایک ایسی عورت کا تھا جس کے جاننے والوں نے اسے کبھی شراب کے قریب بھی جاتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ 62 سالہ کاؤنٹس بانڈی تھی جو 1731ء میں ویرونے کے قریب جل مری۔ وہ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئی البتہ ٹانگیں اور بازو صحیح سلامت رہے۔ دیگر چند کے علاوہ بانڈی کا کیس بھی خودرو احتراق کے متعلق لکھی گئی کتب اور مضامین میں بار بار دہرایا گیا۔

کچھ حصوں کی تباہی

خودرو احتراق سے ہونے والی اموات کا ایک انوکھا وصف یہ ہے کہ جب شعلے اپنا کام کر چکیں تو باقی کی لاش جتنی بھی بچی ہو......!!! نہایت تیزی سے خراب ہوتی ہے۔ ایسے کیسز کی ایک اور عجیب بات فرنیچر، کپڑے یاحتیٰ کہ ملبوسات کا بھی بالکل

ٹھیک رہتا ہے......اور 75 فیصد پانی پر مشتمل جسم ان سب چیزوں کی نسبت کم قابل احتراق ہے۔ مگر وہ قطعی تباہ ہوجاتا ہے۔

کچھ حصوں کی تباہی اس امر کے پیش نظر اور بھی پراسرار ہے کہ جسم کو جلانے کے لیے بہت زیادہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً لاشیں جلانے والی بھٹی میں درجہ حرارت 1700 ڈگری فارن ہائیٹ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی جسم کو مسلسل آٹھ گھنٹے تک 2000 ڈگری فارن ہائیٹ پر جلایا جائے تب بھی قابل شناخت ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ جبکہ خودرو احتراق کا شکار بننے والے لوگوں کی ہڈیاں بھی تقریباً راکھ ہو گئیں۔ نیز لاشیں جلانے والی بھٹی میں مسلسل ایندھن ڈالا جاتا ہے۔ خودرو احتراق میں انسانی جسم کو جلانے والا ایندھن کیا ہوسکتا ہے؟

متشکک محققین کا کہنا ہے کہ جسم کی پگھلتی ہوئی چربی، بستر کی چادر وغیرہ دیے کی بتی جیسا کام کرتی اور آگ کو جلائے رکھتی ہیں۔ لیڈز یونیورسٹی کے پیتھالوجسٹ ڈاکٹر ڈیوڈ جی نے دکھایا کہ یہ عمل کیسے واقع ہوسکتا ہے۔ اس نے ایک ٹیسٹ ٹیوب پر انسانی چربی کا لیپ کیا، اسے انسانی جلد میں لپیٹا اور 8 انچ لمبی شمع بنادی۔ تب اس نے اس کے گرد کپڑا لپیٹا اور بنسین برنر کی مدد سے آگ دکھائی۔ ''شمع'' کو آگ لگنے میں ایک منٹ اور پوری طرح جلنے میں کوئی ایک گھنٹہ لگا۔ ایک پنکھے سے دی گئی ہوا کے باعث شعلہ شمع پر آگے بڑھتا گیا۔ لیکن یہ مظاہرہ ان کیسز کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں کرتا جن میں لوگ بدیہاً کسی بیرونی ماخذ کے بغیر جل مرے۔ اس سے یہ بھی وضاحت نہیں ہوتا کہ وہ اس خوفناک عمل کی ابتداء میں ہی ہڑبڑا کر اٹھ کیوں نہ بیٹھے۔

"Mysterious Fires and Light"(1967) کے مصنف اور "Investingating the Unexplained"(1972ء) کے مصنف بالترتیب ونسنٹ ایچ Gadolis اور آئیوان ٹی سینڈرسن نے ایک ممکنہ سلسلہ واقعات

کا خاکہ پیش کیا جس کا نتیجہ خودرواحتراق کی صورت میں برآمد ہوگا۔ اس کا آغاز انتہائی بیماری یا اسی قسم کی کسی اور جذباتی وجہ سے ہوا اور ذہن کی حالت منفی ہوگئی۔ پھر نشانہ بننے والے شخص کا میٹابولزم (تحول) اس انداز میں متاثر ہوا کہ فاسفاجین، بالخصوص وٹامن B10...... اس کے پٹھے کے ٹشوز میں جمع ہوگیا۔ فاسفاجین ایک مرکب نائٹروگلیسرین اور مخصوص حالات میں نہایت آتش گیر ہے۔ شدید سن سپائس، میگنیٹک طوفانوں یا ارضیاتی سرگرمی سے پیدا ہونے والی الیکٹریکل توانائیوں سے جنم لینے والی برقی رو تب احتراق کا عمل شروع کردیتی ہے۔

لیونگ سٹون جیرہارڈ کی تحقیق 1975ء کے "Pursuit" میگزین میں شائع ہوئی جس میں دکھایا گیا کہ خودرواحتراق کے بہت سے کیسز کرۂ ارض کی مقناطیسیت میں مقامی زیادتی کے ساتھ ہم وقوع تھے۔ ممکن ہے کہ کرۂ ارض کی مقناطیسیت میں اضافہ بجلی کے ایک گولے کی تشکیل میں حصہ دار ہو جو مائیکروویو اوون اور ریڈار آلات میں استعمال ہونے والی ریڈیو لہریں پیدا کرسکتا ہے۔ (اسی لیے عام لوگوں کی رسائی والے مقامات پر ریڈار ایریا کے گرد خبردار کے نوٹس اور اونچی باڑیں لگائی جاتی ہیں تاکہ آپ کسی کام کرتے ہوئے طاقتور ریڈار کے قریب نہ جانکلیں اور آپ کا جگر نہ بھونا جائے) خودرواحتراق کے شکار کچھ افراد غالباً اندر سے باہر کی طرف جلے تھے، کہ جیسے وہ کسی قسم کی مائیکروویو تابکاری کا نشانہ بنے ہوں۔

ایک نسبتاً کم مادیت پسندانہ نکتہ نظر ہے کہ خودرواحتراق' منی پور چکر' کے بے قابو ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے...... منی پور چکر جسم کا ''مرکزِ آگ'' ہے۔ مشرقی طب اور آکو پنکچر میں یہ مرکز سینے کے نچلے حصہ میں بتایا جاتا ہے جہاں پسلیاں جدا ہوتی ہیں۔ کوئی ماہر یوگی اس چکر کو حرکت میں لاکر تاریکی میں بھی چمکتا ہوا دکھائی دے سکتا ہے۔ تبت کے Tumo دستور میں ایسے ماہر افراد کے متعلق بتایا گیا ہے جو عالم وجد میں اپنے

اندر سے اتنی زیادہ حرارت پیدا کرتے ہیں کہ اردگرد کی برف پگھل جاتی ہے اور اکثر مشاہدے میں آیا ہے کہ خودرواحتراق کا نشانہ بننے والے افراد نے شاذ و نادر ہی چیخ د پکار کی.....شاید وہ بھی حالت وجد میں ہوتے ہوں گے!!

آزمائش بذریعہ آگ:

متشککین نے خودرواحتراق کے باعث ہونے والی اموات کے لیے منطقی توضیحات مہیا کرنے کی زبردست کوششیں کیں، اور کبھی کبھی اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔لیکن کسی کے سامنے عمل میں نہ آنے والے واقعے پر دلیل بازی کرنا آسان ہے، بہ نسبت ان موقعوں کے جب لوگ شعلوں میں گھرنے کے بعد زندہ بچ گئے ہوں۔

15 نومبر 1974ء کو کپڑے کا سفری تاجر جیک اینجل جارجیا میں سوانا کے مقام پر Ramada سرائے میں اپنے سفر گھر پر رات گزارنے کے لیے رکا۔ اگلے روز بیدار ہونے پر اس نے اپنا دایاں ہاتھ جلا ہوا دیکھا جس پر آبلے پڑے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ چھاتی، ٹانگ، ران، ٹخنے اور پشت پر بھی جلنے کے نشانات تھے۔ اس نقصان کے باوجود اسے کوئی درد محسوس نہ ہوئی اور بستر کی چادر یا لباس پر کوئی نشان نہ تھا۔ وہ ہوٹل کی بلڈنگ میں لڑکھڑاتا ہوا پھرنے لگا اور بیہوش ہو گیا۔ ہوش آنے پر وہ ہسپتال میں تھا اور اسے شدید درد ہو رہی تھی۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ جلنے کا عمل اندر سے ہوا تھا۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ کیسے۔ اس واقعے کے نتیجے میں اینجل کا ہاتھ اور بازو کا اگلا حصہ کاٹنا پڑا۔ جارجیا کی ایک مشہور لاء فرم نے اینجل کے موبائل گھر والی کمپنی پر 30 لاکھ ڈالر ہرجانے کا دعوئ کر دیا، لیکن دو سال پر محیط تفتیش کے باوجود آگ کی وجہ معلوم نہ ہو سکی، حالانکہ موبائل گھر کا ایک ایک حصہ الگ کر کے جانچا گیا۔

9 اکتوبر 1980ء کو امریکی بحریہ کی سابقہ خاتون پائلٹ جینا ونچسٹر ایک

دوست لیزلی سکاٹ کے ہمراہ گاری ڈرائیو کر کے فلوریڈا جا رہی تھی۔ اچانک مس ونچسٹر کے جسم سے پیلے شعلے نکلے۔ مس سکاٹ نے انہیں ہاتھوں سے بجھانے کی کوشش کی۔ شعلے بجھ تو گئے مگر مس ونچسٹر کا 20 فیصد جسم جل چکا تھا۔ اس کا دایاں کندھا اور بازو، گردن، پہلو، پشت اور پیٹ کے علاوہ چھاتی کو بھی نقصان پہنچا۔ بعد میں اس نے بتایا:

''پہلے تو میں سمجھی کہ کوئی منطقی وضاحت مل جائے گی، لیکن ایسا نہ ہوا۔ میں سگریٹ نہیں پی رہی تھی اور شیشے چڑھے ہوئے تھے، لہٰذا باہر سے کوئی چیز نہیں آسکتی تھی۔ کار بالکل بھی نہیں جلی تھی۔''

پولیس نے تصدیق کی کہ کار کے اندر گیسولین کا شائبہ تک نہ تھا۔

''جب کوئی بھی وجہ نہ مل سکی تو میں نے خودروانسانی احتراق کے متعلق سوچا۔''

1978ء کے موسم بہار میں مشہور و معروف تفتیشی صحافی ہیری ایش بروک زخمی ٹانگ کا علاج کروانے کے لیے لندن کے رائل فری ہاسپٹل میں گیا ہوا تھا۔ پھر وہ ایک ساتھی صحافی پیٹر کنزلے کے ہمراہ بار میں گیا۔ وہ پب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایش بروک نے اچانک کرب انگیز چیخ ماری۔ اس کی پٹی کی ہوئی ٹانگ سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ کنزلے اسے دوبارہ ہسپتال لے کر گیا۔ ایمرجنسی روم میں بدحواس ڈاکٹروں نے دیکھا کہ اگرچہ پٹی جوں کی توں تھی، لیکن کسی چیز نے ایش بروک کی ٹانگ کو جلا کر ہڈی تک ایک سوراخ بنا دیا تھا۔ لیکن ایش بروک کے بیان کے مطابق ڈاکٹروں نے کہا کہ صرف لوہے کی کوئی گرم سرخ سلاخ یا گولی ہی اس قدر نقصان پہنچا سکتی تھی۔

19 سالہ کمپیوٹر آپریٹر پال ہائیز (جو سگریٹ نہیں پیتا تھا) مشرقی لندن کی ایک گلی

میں جاتے ہوئے اچانک جل گیا۔ یہ مئی 1985ء کا واقعہ ہے۔ اس نے بتایا۔

''یوں لگا جیسے مجھے تپتی ہوئی بھٹی میں پھینک دیا گیا ہو۔ میری بازو میں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے کندھوں سے لے کر کلائیوں تک گرم سلاخیں ڈال دی ہوں۔ میرے گال تپ رہے تھے اور کان کچھ بھی سننے سے قاصر تھے۔ چھاتی پر جیسے کسی نے کھولتا ہوا پانی ڈال دیا تھا۔ میں نے بھاگنے کی کوشش کی، کہ جیسے ان شعلوں سے دور بھاگ جاؤں گا۔ مجھے اپنے دماغ میں سے بلبلوں کی آواز آئی۔''

آخر کار وہ گچھا مچھا ہو کر زمین پر لیٹ گیا۔ کوئی آدھے منٹ بعد شعلے اچانک بجھ گئے۔ ہائیز لندن ہاسپٹل پہنچا اور علاج کروایا۔

دنیاوی آفات کے پیچھے شرانگیز قوت کارفرما......!!!

خودرو احتراق کا نشانہ صرف انسان ہی نہیں بنتے۔ یہ کیسز غالباً آسیب کی ایک آتشیں صورت ہیں۔ ان کا نشانہ عموماً (ہمیشہ نہیں) کوئی بچہ بنتا ہے اور اس دوران وہ قریب پڑی چیزوں کو جلانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کے کیسز نے لوگوں کو یہ سوچنے پر مائل کیا کہ دنیا کی آفات کے پیچھے درحقیقت کوئی شرانگیز قوت کارفرما ہے۔

شعلہ غضب

1971ء اور 1975ء کے درمیان مسز باربرا بولی نے متعدد موقعوں پر اپنے غضب کی آگ برسائی۔

اگست 1971ء میں پہلی مرتبہ آگ اس وقت لگی جب گلوسیسٹر شائر میں برکلے

ہوٹل کی انتظامیہ نے مسز باربرا کو برطرف کر دیا (وہ باورچی خانے میں ملازم تھی) اگلا واقعہ اسی سال نومبر میں سینٹ ہلڈا اسکول (برج واٹر) کی ڈارمیٹری میں پیش آیا۔ مسز باربرا وہاں کام کرتی تھی اور ایک روز قبل اس کا انتظامیہ سے جھگڑا ہوا تھا۔ تیسرا واقعہ 1973ء کے ایسٹر کو باتھ ہائی سکول فار گرلز (سامرسیٹ) میں ہوا۔ مسز باربرا نے بتایا:
''چونکہ ایک روز پہلے نگران کے ساتھ میری لڑائی ہوئی تھی، اس لیے پولیس نے مجھے جلانے کی کوشش کی تھی۔'' چوتھی، پانچویں اور چھٹی مرتبہ سوان ہوٹل گلوسیسٹر شائر میں ''آگ'' لگی۔ ہوٹل کے احاطے میں کھڑی ایک کار شعلوں میں گھر گئی اور دو دن بعد فرنیچر کے سٹور میں شعلے بھڑک اٹھے۔ مسز باربرا ہوٹل سے چلی گئی اور ایک مرتبہ پھر آگ لگی۔ آخری واقعہ Devon کے ہوٹل میں ہوا۔ اکتوبر 1975ء کے اوائل میں مسز باربرا کو نوکری سے جواب مل گیا: ایک روز بستر کی چادر میں پراسرار طور پر آگ لگ گئی۔ اس نے آگ بجھانے میں مدد دی لیکن پولیس نے ایک مرتبہ پھر اسے شامل تفتیش کیا۔ اس نے تسلیم کیا کہ شعلے ایک تلخ کلامی کے بعد لگے تھے، لیکن قسم کھائی کہ آگ لگانے میں اُس کا ہاتھ نہیں۔

''کاش مجھ پر الزام لگتا اور میں خود کو بے قصور ثابت کر سکتی۔''

آتشیں لڑکا

سبھی پراسرار آتش زدگیاں غصے کا نتیجہ ہونا لازمی نہیں۔ اس حوالے سے بینیڈیٹو سوپینو کی صلاحیت 1982ء میں منصہ شہود پر آئی۔ وہ روم کے قریب فورمینا کے ایک بڑھئی کا بیٹا تھا۔ نو سال کی عمر میں وہ دانتوں کے ایک ڈاکٹر کے ویٹنگ روم میں بیٹھا ہوا رسالہ پڑھ رہا تھا کہ اچانک اُس میں آگ لگ گئی۔ کچھ ہی روز بعد ایک صبح بیدار ہونے پر اس نے بستر کی چادر کو جلا ہوا پایا اور اس کا اپنا جسم بھی جھلسا ہوا تھا۔ بینیڈیٹو نے اپنے چچا کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک پلاسٹک کی چیز کو گھورا، تو اس میں آگ لگ

گئی۔ وہ جہاں بھی جاتا فرنیچر، آس پاس کی چیزیں وغیرہ سلگنے لگتیں۔

آگ لگنے کے ساتھ ہی انوکھے الیکٹرو میگنیٹک سگنلز بھی پیدا ہوتے۔ بینیڈیٹو کے قریب رکھے ہوئے الیکٹریکل آلات میں گڑبڑ ہوتی اور اس کے گھر کی بجلی بھی متعدد بار فیل ہوئی۔ چوٹی کے ڈاکٹروں نے لڑکے کا معائنہ کیا مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ لیکن آرچ بشپ Vincenzo نے اس مظہر کو "غیر شیطانی" قرار دے کر بینیڈیٹو کے والدین کو کچھ راحت دلائی۔ ایک اور "آتشیں لڑکا" مئی 1987ء میں روسی اخبار "Izvestia" کی شہ سرخی بنا۔ 13 سالہ ساشا کی موجودگی میں فرنیچر، کپڑے اور دیگر اشیاء میں آگ لگ جاتی تھی۔ کوئی 100 مرتبہ آگ لگنے کا سلسلہ نومبر 1986ء میں شروع ہوا۔ اسے معائنہ کے لیے ہسپتال لیجایا گیا تو کمرے میں موجود دوسرے لڑکے کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ جب ساشا قریب ہوتا تو چیزیں ہوا میں بھی اڑنے لگتیں اور بلب پھٹ جاتے۔

آتش مزاج آیا

حالیہ برسوں کی غالباً مشہور ترین "آتش مزاج" شخصیت سکاٹش آیا کیرول کومپٹن تھی جسے 1983ء میں آگ لگانے کے جرم میں اٹلی کی عدالت میں بلایا گیا۔ 2 اگست 1982ء کو 20 سالہ کیرول کو گرفتار کر کے Livorno جیل میں بند کیا گیا۔ اس پر تین سالہ اطالوی بچے (جس کی وہ آیا تھی) کے پالنے میں آگ لگا کر اسے قتل کرنے کی کوشش کا الزام تھا۔ ایک رات قبل بچی کے دادا کے کمرے میں بھی اسی قسم کی آگ لگی تھی۔ دونوں موقعوں پر کیرول گھر والوں کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اور آگ لگنے والی جگہ سے کافی دور تھی۔ لڑکی کی توہم پرست دادی نے کیرول پر الزام عائد کیا کہ اس نے "بری نظر" کے ذریعہ آگ لگائی۔

مقدمے کا آغاز 12 دسمبر 1983ء کو لائیوورنو میں ہوا۔ کیرول کے سابقہ مالک

رچی نے بتایا کہ وہ کام سے ناخوش تھی۔ گھر میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر کئی مرتبہ آگ لگ چکی تھی اور نوکرانی روزا نے میڈونا کی مورتیاں دیوار سے نیچے گر جانے، کیرول کے قریب ہونے پر بجلی کا میٹر تیزی سے گھومنے اور میزوں پر رکھی چیزیں نیچے گر پڑنے کے متعلق بتایا۔ کیرول جب بھی مسز رچی کے دو سالہ بیٹے کو چھوتی تو وہ رونے لگتا کہ وہ اسے جلا رہی ہے۔ یہ سب Poltergeist فعالیت کی کلاسیکی مثالیں ہیں۔

بایں ہمہ، کیرول کو اقدام قتل کی ملزم قرار دے کر اڑھائی سال کی قید سنائی گئی۔ تاہم وہ جلد ہی رہا ہو گئی کیونکہ مقدمے کی کارروائی میں 16 ماہ گزر چکے تھے۔ اگلے روز وہ ایبرڈن میں واپس چلی آئی۔ فیصلہ شاید ناگزیر تھا: اس میں ایسی عورت کو قید کرنے کی تشویش سے گریز کیا گیا جو آگ لگانے کی پیرانارمل اہلیت رکھتی تھی۔

جنسی گھٹن

ریکارڈ میں ایسے گھروں کے متعدد کیس موجود ہیں جو مبینہ طور پر خود بخود جل گئے تھے۔

6 اگست 1979ء کو فرانس کے علاقے سیرون میں ایک لاہوری خاندان نے اپنی زمینوں پر ایک خالی پڑے فارم ہاؤس میں سے دھواں نکلتے دیکھا۔ آگ بجھادی گئی، لیکن دو گھنٹے کے اندر اندر مزید دو جگہ پر آگ لگ گئی۔ اس مرتبہ خاندان کا نیا فارم ہاؤس نشانہ بنا جو پرانے والے کے بالمقابل تعمیر کیا گیا تھا۔ بعد کے ایک ماہ کے دوران گھر میں 90 مرتبہ پراسرار آگ لگی۔ کچھ دیر کے لیے فارم کے قریب 20 پہرے دار بٹھائے گئے، لیکن 24 گھنٹے مسلسل نگرانی کے باوجود انہیں کوئی آگ لگانے والا مشتبہ شخص نظر نہ آیا۔ ایک روز گھر میں 132 الگ الگ جگہوں پر آگ بھڑک اٹھی جس کے نتیجے میں تولیے، چادریں، کپڑے اور فرنیچر جل گیا۔ پہلے دھوئیں کی بو آتی، پھر کسی چیز پر گولائی میں جلے ہوئے ہونے کا نشان ملتا۔ پانی کی بالٹیاں لانے

سے پہلے ہی آگ بھڑک اٹھتی۔

لاہوری خاندان میں 59 سالہ ایڈورڈ، اس کی بیوی میری لوائزے، دو بیٹے 29 سالہ راجر اور 24 سالہ جین مارک جبکہ 19 سالہ لے پالک بیٹی میشیل شامل تھے۔ میشیل 6 سال قبل ان کے پاس رہنے آئی تھی۔ بہت سے Poltergeist کیسز میں جنسی گھٹن بھی ایک عنصر ہے (اور اسی طرح خودرو آتش زدگی میں بھی) لیکن مزید معلومات کے بغیر اس کیس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہوگا۔ متعلقہ پولیس افسر اور تفتیشی جج دونوں ہی آگ لگنے کی وجہ جاننے میں ناکام رہے۔ کیرول کومپٹن کی طرح دونو جوانوں کو قربانی کے بکرے بنا کر گرفتار کیا، ان پر مقدمہ چلایا اور جیل میں ڈالا گیا، حالانکہ کوئی شہادت، عینی شاہد یا بدیہی محرک موجود نہ تھا۔ لیکن حکام کی انا مجروح ہونے سے بچ گئی: نوجوانوں کو معاف کر کے رہا کر دیا گیا۔

لیکن کچھ کیسز میں آگ لگنے کی وجہ کے طور پر کوئی Poltergeist عنصر دلچسپی یا کوئی اور بدیہی فطری یا پیرانارمل وجہ نہیں ملتی۔

1932ء کی ایک یخ بستہ صبح کو شمالی کیرولینا میں Bladenboro کے چارلس ولیم سن نے اپنی بیوی کو مدد کے لیے چلاتے سنا۔ چارلس اور اس کی بیٹی بھاگ کر اوپر والے کمرے میں پہنچے تو مسز ولیم سن شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔ انہوں نے فوراً اس کا لباس اتارا۔ عورت کسی شعلے کے قریب نہیں کھڑی تھی اور نہ ہی اس کا لباس کسی آتش گیر مادے کے قریب تھا۔ دو روز بعد اسی کمرے میں ایک بستر اور دوسرے کمرے میں پردوں کو آگ لگ گئی۔ کچھ عرصہ ہی گزرا ہوگا کہ کپڑوں کی الماری میں لٹکا ہوا مسٹر ولیم سن کا ٹراؤزر جل اٹھا۔ پانچ دن کے دوران اِدھر اُدھر متعدد مرتبہ آگ لگی۔ ماہرین نے تفتیش کی مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔

1990ء میں شمالی اٹلی کے ایک گاؤں San Gottardo کے تمام مکانات

انجانی آگ کی لپیٹ میں آ گئے۔ بجلی کے تار پگھل کے اور ہر قسم کی چیزیں جلنے لگیں۔ گاؤں والوں نے طبیعت خراب ہونے، پیٹ میں درد اٹھنے اور جلد پر جلن ہونے کی شکایت کی۔ لوگوں نے اُڑن طشتریوں، اہل مریخ اور قریبی امریکی مواصلاتی اڈے میں ہائی پاور جنریٹروں سے پیدا ہونے والی فالتو بجلی کو موردالزام ٹھہرایا۔ تفتیش کرنے والوں کی پوری ایک فوج آئی، لیکن کوئی جواب نہ مل پایا۔

یہ کیسز بھی خودرو احتراق کے کیسز کی طرح ہنوز حل طلب ہیں۔

ذرا مختلف قسم کے بھتنگڑ (Poltergeist)

12 مارچ 1985ء کو Abidjan شہر (مغربی افریقہ) کے ایک گھر کے لوگوں نے دیواروں میں سے خون بہتے دیکھا۔ کپڑے، باورچی خانے کے برتن، غسل خانہ اور کچھ دروازے خون کی چھینٹوں سے بھر گئے۔ مزید خوفناک بات یہ کہ جب گھر والوں نے گھر میں اِدھر اُدھر جا کر دیکھا تو ان کے قدموں کے نشان بھی خون جیسے سرخ دکھائی دیئے۔ تاہم کسی ایک فرد کو بھی زخم نہ آیا اور نہ ہی چوٹ لگی۔ ستمبر 87ء میں اوسط عمر کا ایک جوڑا، مسٹر ولیم ونسٹن اور اس کی بیوی نے جارجیا میں واقع اپنے گھر میں خون کے نہایت تیز فوارے نکلتے دیکھے۔ گھر کے کئی کمروں اور فرشوں پر نجانے کیسے خون کے فوارے چھوٹ گئے۔ ایک خوفناک موقعہ پر مسٹر ونسٹن نے جب ہاتھ میں سے نکل کر تولیے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ خون سے بھیگا ہوا تھا

''میری بیوی اور نہ ہی میرے جسم سے خون بہہ رہا ہے اور کوئی بھی شخص وہاں موجود ہے'' مسٹر ونسٹن نے کہا۔

کہانی کی صداقت کا اندازہ اس امر سے ہوا کہ تجزیہ کے بعد وہ انسانی خون ''O گروپ'' نکلا، جبکہ مسٹر اور مسز ونسٹن کے خون ''گروپ A'' کا تھا۔ تو وہ ''O گروپ'' کا خون کہاں سے آ گیا؟

جنسی گڑبڑ

بھتنوں (Poltergeist) کے یہ حملے عام تصور سے مختلف ہیں۔ بھتنا عموماً چیزیں اٹھا کر اِدھر اُدھر پھینکتا، رات کے وقت پر اسرار دھم دھم کی آوازیں پیدا کرتا، روزمرہ استعمال کی اشیا چھپا دیتا اور ٹیلی فون، ٹی وی اور ریڈیو کے ساتھ مختلف حرکات کرتا ہے۔ کبھی کبھی وہ آگ سے بھی کھیلتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم دیکھیں گے، بھتنے اس سے کہیں زیادہ کچھ کرنے کے قابل ہیں...... اتنا زیادہ کچھ کہ ہر کیس دوسرے سے قطعی مختلف ہے۔ بھتنے کے حیران کن حربوں میں چیزوں کا اچانک سامنے آ جانا، چیزوں کا انجانے ذرائع سے اِدھر اُدھر منتقل ہونا، اچانک آوازیں پیدا کرنا، لوگوں اور چیزوں کو فضا میں بلند کر دینا اور مختلف بوئیں چھوڑنا شامل ہے۔

اس کا سوال کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا جا سکا کہ ''بھتنے''(Poltergeist) کہاں سے آتے ہیں۔ انگریزی میں بھتنوں کے لیے استعمال ہونے والا لفظPoltergeist اصل میں ایک جرمن لفظ ہے جس کا مطلب ''شور مچانے والی روح'' بنتا ہے۔ کوئی روح یا کسی شخص کی ذہنی حالت یا جذبات (ابھی تک نا قابل توضیح) اور توانائی کی تسلیم شدہ سائنسی صورتوں کے درمیان ردعمل ملوث ہے یا نہیں؟ دوٹوک صداقت یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ بھتنے کیسے عمل کرتے ہیں یا وہ کچھ مخصوص لوگوں کو ہی کیوں تنگ کرتے ہیں؟ یہ بھی کسی کو نہیں معلوم کہ آیا وہ کسی فرد سے براہ راست طور پر متاثر ہوتے ہیں، یا متاثرہ شخص کسی علیحدہ ہستی کو 'بلا لیتا' ہے جو اس کے ایما پر عمل کرتی ہے۔ نفسیاتی ماہرین اس مسئلے سے اپنی لاعلمی کو تسلیم کرتے ہوئے اب (RSPK)"RepetitiveSpontaneous Psychokinesis" کی اصلاح کے ذریعہ بھتنے والے کیسز کو بیان کرتے ہیں۔ RSPK کا مفہوم یہ بنتا ہے: نفسیاتی علت رکھنے والے طبعی نتائج کا ایک سے زائد مرتبہ اور کسی کے دانستہ ارادے کے بغیر واقع ہونا۔

لیکن یہ درست ہے کہ بھتنوں کی سرگرمی کا محور اکثر نوجوان بچے ہی رہے ہیں، بالخصوص عنفوانِ شباب کے دونوں میں کچھ لوگ اس موقع پر پریشانی سے نہیں گزرتے اور کچھ صورتوں میں داخلی گڑبڑ بیرونی دنیا میں بہ نکلتی ہے اور قریب ترین لوگ نہایت پریشان کن نتائج کا سامنا کرتے ہیں۔ لیکن تمام بھتنوں والے واقعات کی وضاحت اسی بنیاد پر نہیں کی جاسکتی، بالخصوص اس صورت میں جب کوئی قابلِ اعتراض شخص موجود نہ ہو۔

تاہم، ریکارڈ میں بہت سے کیسز ایسے موجود ہیں جو تہہ میں جنسی انتشار کی موجودگی کی جانب سے اشارہ کرتے ہیں۔ بندش حیض کے مرحلے سے گزرنے والی کچھ عورتیں بھی اس تجربے سے گزرتی ہیں۔ جارجیا کی مسز ونسٹن کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہوگا۔ بالغ انسان بھی بھتنے بن سکتے ہیں۔ 1980ء کی دہائی میں محقق اینڈریو گرین نے سامرسیٹ، انگلینڈ کے چار افراد پر مشتمل ایک گھرانے کے متعلق بتایا جو ''ہر قسم کی نفسیاتی گڑبڑ پیدا کرسکتا تھا۔ دو بچے 15 تا 16 سال کی عمر کے تھے، اور ان کا گڑبڑ کا مرکز ہونا عین ممکن نظر آتا تھا۔ انجام کار پتا چلا کہ اصل میں ان کا 49 سالہ باپ ساری گڑبڑ کا مرکز تھا۔ کام کے دباؤ کے باعث وہ بےخوابی کے مرض میں مبتلا ہوا اور پھر نامرد ہوگیا۔ اس کا نفسیاتی بریک ڈاؤن ہونے والا تھا کہ نفسیاتی گڑبڑ ہونے لگی۔ موزوں طبی دیکھ بھال سے گڑبڑ رک گئی۔

بہت سے معاملات میں انسانوں کی بجائے جگہیں مسئلے کا مرکز ہوتی ہیں...... اور کونسل یا پبلک ہاؤسنگ پروجیکٹ اس قسم کی عام ترین جگہیں ہیں۔ برطانیہ میں کیے گئے ایک تجزیہ کے مطابق تمام نفسیاتی گڑبڑ کے واقعات میں سے 86 فیصد میں کونسل ہاؤسز والے لوگ ملوث تھے۔ اس کا لازمی مطلب یہ نہیں کہ ملوث گھرانے اپنا معیار حیات بلند کرنے کے لیے مصنوعی مظہر پیش کر رہے تھے۔ گھر بدلنے، اہل خانہ کے

ساتھ انفرادی جذباتی تنازعات یا حتیٰ کہ نئے گھر اور گردوپیش سے نفرت کا امتزاج پیرا نارمل مظاہر کو تحریک دے سکتا ہے۔

ناشائستہ حضوری

کچھ زیادہ اوٹ پٹانگ بھتنوں والے کیسز میں غیر مجسم روحوں کی بدیہی حضوری ملوث ہوتی ہے، اور ان میں سے کچھ نہایت غیر متوقع طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔

مثلاً 1979ء کے اوائل میں ایک بھتنے نے Devon میں Whitchurch Inn کے مقام پر بوتلیں اور آرائشی سامان ادھر ادھر کرنا شروع کر دیا، لیکن بعد میں زیادہ ناشائستہ انداز اپنایا۔ ایک روز مالک مکان عورت کے گھر والے باہر گئے ہوئے تھے کہ ایک گلدان میں ہل جل ہوئی، لیکن اس میں موجود پانی ''غائب'' ہو گیا۔ آخر مالک مکان کو لگا کہ کسی نے پیچھے سے اسے گلے لگایا ہے، حالانکہ پیچھے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے پلٹی مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔

ایک اور شہوت پرست بھتنے نے بولٹن، لنکا شائر کے ایک ہوٹل میں اودھم مچایا...... وہ پمپوں میں سے بیئر ختم کر دیتا یا پھر ٹونٹیاں کھول دیا کرتا تھا۔ جولائی 1929ء کی ایک رات کو مالک بار برا بارنز نہانے کے لیے غسل خانے میں داخل ہوئی ہی تھی کہ اسے لگا جیسے کوئی اس کے کولہوں کو سہلا رہا ہو۔ وہ سمجھی کہ شوہر ہے، اور کوئی اعتراض نہ کیا۔ مگر جب پلٹ کر دیکھنے پر کوئی بھی نظر نہ آیا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ اطمینان کرنے کے لیے شوہر کو دیکھنے گئی۔ مگر وہ سارا وقت بار میں ہی رہا تھا اور اب بھی وہیں تھا۔

کچھ بھتنے شہوت پسند ہیں تو کچھ دیگر اسے سخت ناپسند کرتے ہیں۔ ہر دو صورتوں میں ان کی حرکات لاشعور یا دبائے ہوئے تخلیات یا خوف یا حتیٰ کہ کراہت کی عکاسی کرتی ہیں۔

سہاگ راتیں بالخصوص ناتجربہ کار عورتوں کے لیے یہ سب کچھ سامنے لا سکتی ہیں۔

نیز شدید ذہنی دباؤ کے دوران بھی ایسا ہونا ممکن ہے۔ مثلاً 17 سالہ دلہن ڈیبی Mikloz بیاہ کر بالکل نئے فلیٹ میں آئی۔ لہٰذا یہ عین ممکن تھا کہ کوئی نہایت عجیب واقعہ سہاگ رات کی مسرتوں کو تباہ کر ڈالے۔

نومبر 1978ء میں ڈیبی اور اس کا شوہر نارتھیم پٹن شائر Raunds کے مقام پر نئے فلیٹ میں سہاگ رات منانے گئے اور بستر پر لیٹے۔ اچانک ڈیبی کو یہ تشویش ناک احساس ہوا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں۔ تب شوہر Steve کو بھی لگا کہ کوئی اسے گلے سے پکڑ کر بستر سے نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ لیکن کمرے میں نو بیاہتا جوڑے کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔ محبت کی تمام لذت کافور ہو جانے پر دونوں نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور وہاں سے نکل گئے۔ چونکہ حملہ آور دکھائی نہیں دے رہا تھا، اس لیے فوری نتیجہ یہی نکالا گیا کہ وہ کوئی حاسد بھوت تھا، لیکن مالک مکان نے اصرار کیا کہ فلیٹ میں پہلے کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ افسوس کہ ہمیں اس بارے میں معلوم نہیں کہ کہ آیا دونوں میاں بیوی کو اور بھی کسی موقعہ پر یہی تجربہ ہوا یا نہیں؟

کچھ شہوت پرستانہ واہموں کے معاملے میں یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ آیا یہ کسی بھتنے یا پھر آسیب کا کام ہے۔ جب جائے وقوع کوئی کونسل ہاؤس ہو تو حقیقی یا تصوراتی بھتنوں پر الزام عائد کرنے والے شخص کو معاف کیا جا سکتا ہے اور مندرجہ ذیل کیس میں کچھ دیگر عوامل بھی موجود ہیں جو مخصوص کشیدگیوں کو کم از کم ممکن بناتے ہیں۔ لیکن کیس کی ''علامات'' کو بہ آسانی آسیب پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ مگر ایسا کہنے کا مطلب محض ایک نامعلوم کو دوسرے نامعلوم کے ساتھ تبدیلی کر دینا ہی ہوگا۔

1978ء میں 57 سالہ ماں جیسی 24 سالہ بیٹا، باپ اور بیٹوں (20 سالہ ویلری اور 19 سالہ مارگریٹ) پر مشتمل ہارڈی خاندان سٹاکٹن Teesside کے ایک کونسل ہاؤس میں مقیم تھا۔ انہیں چھت سے آنے والی دھا دھم کی آوازوں نے پریشان کیا، لیکن یہ آوازیں ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھیں جو کچھ عرصہ قبل مکان کی مرمت

کے دوران آئی تھیں۔ ایک رات کو مارگریٹ اپنے بستر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اپنے بیڈ روم کی بیرونی طرف سے بھاری بھرکم چیز گرنے کی آواز آئی۔ تب بیڈروم کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ مارگریٹ کا بستر لرزنے لگا۔ تب اس کے بستر کی چادریں آہستہ آہستہ اوپر اٹھیں۔ انسانی ہاتھ جیسی کوئی چیز اس کے شانوں کو سہلانے کے بعد سامنے والی طرف سے نائٹی کے اندر گئی اور پھر ٹانگوں کے درمیان دبک گئی۔ خوفزدہ مارگریٹ میں ہلنے کی سکت بھی نہ رہی۔

لگتا ہے کہ وہ اسی مرحلے پر حملہ آور کو حقیقتاً دیکھنے کے قابل ہوئی...... وہ ایک گنجا آدمی تھا اور اس نے وکٹورین ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اس نے اپنا چہرہ نیچے جھکا رکھا تھا تا کہ مارگریٹ اسے دیکھ نہ سکے۔ لیکن مارگریٹ کو اس کی آواز آئی...... ''مارگریٹ'' باتھ روم میں آؤ'' ...... اور اس نے یہ نہایت غیر رومانی قسم کی دعوت دو یا تین بار دہرائی۔ اب مارگریٹ بلند آواز میں چیخنے کے قابل ہوگئی۔ ماں دوڑتی ہوئی کمرے میں آئی اور مارگریٹ کو پسینے میں شرابور تنہا بیٹھے پایا۔ ماں اُسے اپنے ساتھ نچلے کمرے میں سلانے لے گئی۔ مگر بھوت نے وہاں بھی تعاقب کیا۔ گھر کے دیگر لوگ بھی اس بھوت کی جھلک سی دیکھنے لگے، لیکن اس نے انہیں کچھ نہ کہا۔ خاندان نے آسیب دور کرنے کے لیے گھر کو ''پاک'' کروانے کا فیصلہ کیا۔

عناصر کی علامات

ہارڈی خاندان میں افراد کے درمیان تعلق کے حوالے سے کافی کچھ جانے بغیر، یا مارگریٹ کی جذباتی تاریخ کے متعلق معلوم کیے بغیر یہ قیاس کرنا بھی ناممکن ہے کہ ان دست درازیوں کا محرک کیا ہوگا۔ نفسیاتی محقق جو کوپر Joe Cooper نے متاثرہ شخص کے تعلقات کی نوعیت جانے کی اہمیت کے متعلق بھی یہی رائے دی۔ اس نے 1980ء کی دہائی کا اواخر میں یارک شائر کے ایک ہوٹل کے مالک بوڑھے پر آسیب

کے حملوں پر رپورٹ تیار کی۔ اس کے الماری میں لٹکے کپڑے جل جاتے، ہوٹل کے لاؤنج میں چیزوں سے دھواں نکلنے لگتا اور قینچی نے پیانو کے کوپر پر خراشیں ڈال دیں۔
لیکن سب سے عجیب وغریب بات تھی کہ وہ اپنے بستر میں لیٹا ہوتا جب پانی کی ایک بوچھاڑ اسے بھگو دیتی۔ معمے کی گہرائی میں پہنچنے کی متعدد کوششیں ناکام ہوئیں۔ بدروحیں بھگانے کی کارروائیوں سے کچھ بھی نہ حاصل ہوا۔ ایک روحانی عامل نے نشان دہی کی پہلی عالمی جنگ کے دوران ایک سپاہی سے خنجر سے ایک ملازم کا گلا کاٹ دیا تھا اور یہ واقعہ ہوٹل کے ہال میں پیش آیا۔ لیکن پرانے مقامی اخبارات اور نہ ہی ضعیف لوگوں سے اس کی تصدیق ہو سکی۔ لیکن اگر ایسا ہوا بھی تھا تو یہ کردار ہوٹل کے ایک اور حصے میں رہنے والے بیچارے بوڑھے کو آگ اور پانی سے کیوں پریشان کر رہے تھے؟ سادہ سی علامتی سطح پر اس کا کوئی مفہوم نہیں، بشرطیکہ ان کے ناموں کے درمیان کوئی تعلق نہ ہو۔ آپ اس قسم کے ایک رابطے کا تصور کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک ویٹر کا نام میچ اور بوڑھے کا نام باکس تھا۔ لیکن نوکر اور سپاہی دونوں ہی ایک روحانی عامل کے تخیل کی پیداوار ہونے کے باعث یہ تفتیش لاحاصل تھی۔
کوپر نے بوڑھے آدمی کو کمرہ بدلنے کا مشورہ دیا۔ اس کے باوجود مسائل میں کچھ کمی نہ آئی اور قینچیاں بدستور ہوٹل کے پیانو کو خراب کرتی رہیں۔
کمرہ بدلنے کے کوئی ایک ماہ بعد خبر آئی کہ بوڑھے کی بیوی فوت ہو گئی ہے وہ کافی عرصہ سے ہسپتال میں کوما میں تھی۔ بوڑھے نے یا کیس کی تفتیش کرنے والے کسی بھی اور شخص نے اسے امر پر غور نہیں کیا تھا تاہم، بوڑھے کی بیوی کو ہسپتال میں داخل کروائے جانے کے بعد ہی بھتنے نے مشکلات پیدا کرنا شروع کی تھیں اور اس کی وفات کے ساتھ ہی سارا مسئلہ ختم ہو گیا۔
آپ بس یہی سوچ سکتے ہیں کہ دونوں میاں بیوی کا باہمی تعلق کس نوعیت کا تھا۔

بوڑھے نے کبھی کسی کو بیوی کے متعلق نہ بتایا اور اکیلا ہی اس سے ملنے جاتا۔ وہ اپنے لباس پر آگ اور پانی کی علامات بناتی تھی (اور شاید صلیب کی صورت میں قبرستان کی علامت بھی) یہ تعبیر بہت دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہوگی شاید وہ اب بھی شوہر کی محبت کی آگ میں جل رہی تھی: اور اسی لیے آگ لگی شاید بوڑھا نہ صرف بیوی سے لا پرواتھا بلکہ اس کی پسند کے مطابق ٹھیک طرح سے نہاتا بھی نہیں تھا...... اور اسی لیے پانی کی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ کون ہے جو اس کی تصدیق کر سکے؟ تاہم اگر بوڑھے نے اپنی بیمار بیوی کا ذکر کر دیا ہوتا تو تفتیش کرنے والے افراد ان کے تعلق کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل کر لیتے...... اور ہم بھتنوں کے طور طریقوں کے حوالے سے کچھ زیادہ پر یقین بات کر سکتے۔

توجہ طلب امر

مشہور نفسیاتی محقق ہیری پرائس نے بھتنوں کی صفات کچھ اس طرح بیان کیں:

”بدخواہ، تباہ کن، شور کرنے والے، ظالم، خبیث، چور صفت،
نمائش پسند، بے مقصد، مکار، کینہ پرور، متکبر، ستانے والے،
انتقام پرور، بے رحم، باوسائل اور عفریت نما۔“

یہ الفاظ کسی تھیسارس کے لگتے ہیں۔ اور بھتنوں کی ایک وسیع اکثریت اس تعریف پر پورا اترتی ہے۔

ایک اور لحاظ سے دیکھا جائے تو غصے اور غضب کے عالم میں انسان کا ایک اپنا طرز عمل بھی ایسا ہی ہوتا ہے...... اپنے اوپر، ناانصافی پر، جذباتی بلیک میل پر، ناممکن حیثیت پر غصہ یہ امر غیر متعلقہ ہے کہ آیا اس قسم کا تجزیہ درست، ایمان دارانہ، سچا یا معروضی ہے کہ نہیں۔ یقیناً غیر جانب دار نکتہ نظر رکھنے کے اہل لوگ ہی شاذ و نادر اس

قدر گہرائی تک پہنچ پاتے ہیں۔ لیکن کسی کو بھی ذرا کرید کر دیکھیں...... چاہیے وہ شخص کتنا ہی منطقی ہو...... کہ کیا ان کی زندگیوں میں کوئی ایسی جگہ موجود ہے جہاں وہ اس قدر گہرے احساس کو منکشف کریں گے۔ وہ جگہ ان کا اپنا خاندان ہوگا۔ غیض وغضب کے طوفانی احساسات پیدا کرنے کے لیے انسانی خاندان جیسی چیز اور کوئی نہیں اور غالباً بھتنے غیض وغضب پر ہی انحصار کرتے ہیں۔ مگر وہ کبھی کبھی مہربان بھی ہوسکتے ہیں۔

فائدہ کرانے والے بھتنگو

ڈیرک نیومن کا گھرانہ کوئی ایک سال تک کلاسیکی قسم کے بھتنے سے دوچار رہا۔ وہ آرائشی چیزیں اٹھا کر ادھر اُدھر پھینکتا، باورچی خانے میں سب کچھ تہہ وبالا کر دیتا، اور شیفیلڈ میں ان کے فلیٹ میں دھمادھم کی اوازیں پیدا کرتا۔ جنوری 1982ء کی ایک رات کو معمولی کی گڑبڑ شروع ہوئی اور سب گھر والے جاگ اٹھے۔ یوں لگا ''جیسے کوئی شخص ہتھوڑا ہاتھ میں لیے لاونج میں بھاگ رہا ہو۔'' تاہم اس نے بھتنے کو اسی انداز میں جواب دینے کا فیصلہ کیا۔ اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور اپنے بیڈروم کا دروازہ کھولا۔ گاڑھا دھواں بھاہر آیا۔ ڈیرک کو محسوس ہوا کہ فلیٹ میں آگ لگ گئی ہے اور 999 ڈائل کر دیا۔ فائر مین نے نیومین گھرانے کو شعلوں میں گھرے فلیٹ سے بچا لیا۔ ڈیرک نیومن نے کہا:

> ''اگر بھتنے بروقت خبردار نہ کر دیتے تو وہ اور اس کے گھر والے جل کر مر جاتے۔''

لیکن آخر آگ لگی کیسے؟ کیا یہ بھتنے کی کارستانی تھی یا پھر وہ اتفاقی آگ کے باعث جاگ اٹھا اور شور مچا دیا؟

بھتنوں پر غور کرنے کے اس طریقے سے مظہر کو سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی، لیکن کم از کم ایک پہلو ضرور واضح ہو جاتا ہے۔ بھتنے اکثر توجہ کے طالب نظر آتے ہیں۔ بھتنے

کے بارے میں ہیری پرائس کا بیان بھی نوجوانی کی بے قرار پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ یہ سمجھنا آسان نہیں کہ آیا ہم اس قسم کے رویے کو معاف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ہم میں سے زیادہ تر لوگ بلوغت کے نقاب تلے چھپے ہوئے نوجوان ہی ہیں...... غیر مشروط محبت کی حد تک قبولیت کے لیے برقرار، اور ساتھ ساتھ ایک کمرے اور مکمل آزادی کے خواہش مند بھی جہاں ہمیں ہماری تمام تر خود غرضی سمیت چھوڑ دیا جائے۔

بھتنے پر غور کرنے کا ایک نسبتاً مہربانی انداز بھی ہے...... یعنی اسے شناخت کے بحران میں مبتلا بے قرار انسانی روح کا مظہر خیال کرنا۔ بہت سے نوجوان عنفوان شباب کی جسمانی اور جذباتی تبدیلیوں کو ایک ایڈونچر اور وجہ فخر کے طور پر لے سکتے ہیں، جبکہ دیگر یقیناً اس سے خوف کھاتے ہیں...... بچپن کی سادگی سے محرومی کا خوف (محصور شناخت) اور کبھی کبھی اس کی نئی ذمہ داریوں سے سراسیمہ۔ اگر کوئی نوبالغ شخص اس موقع پر ماں باپ یا کسی اور رشتہ دار کی جانب سے جنسی دلچسپی کا خدشہ محسوس کرے تو سارا انتشار انگیز عمل مزید ناقابل قبول بن جائے گا۔

صرف نوجوان ہی شناخت کے بحران سے دوچار نہیں ہوتے۔ بالغ افراد بھی کسی تعلق میں گھرا ہونے یا نوکریوں اور رفقائے کار کے باعث پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔ کسی بھی وجہ سے نامردی کا شکار مرد واقعتاً خصی پن محسوس کرے گا۔ ڈپریشن صرف نوبالغوں کو ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی صرف وہ بھتنے بنتے ہیں۔ بہت سے کیسز میں تفتیش کرنے والے افراد بھتنے کے حملے کی جڑیں تلاش نہ کر سکے کیونکہ انہیں ذاتی یا خاندانی زندگی کی تفصیلات نہ بتائی گئیں، یا شاید اس لیے کہ ملوث افراد کچھ بتانے سے خوفزدہ یا شرمسار تھے۔ لیکن تقریباً اسی مرحلے پر متشکک حضرات عموماً ایک اعتراض پیش کرتے ہیں۔ وہ چلاتے ہیں کہ اگر یہ سب درست ہے تو پھر ذہنی دباؤ کے وقت ہم سب ہی بھتنوں کو پیدا کیوں نہیں کرتے؟

یہ اسی قسم کا سوال ہے جیسے یہ پوچھنا کہ ''کچھ لوگ بیتھوون کو ناپسند کیوں کرتے ہیں؟'' یا ''ہر کوئی شخص اڑان کا مقابلہ کرنے والے کبوتر کیوں نہیں پالتا؟'' مزاج، رجحان، صلاحیت، ماحول، موروثی خوبیاں...... یہ سب یا ان میں سے کسی ایک کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔ کچھ لوگ تند مزاج اور دیگر ولیوں جیسے صابر ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ذہنی تناؤ، گڑبڑاہٹ یا غصب نا کی کو سکوائش کھیل کر یا وسکی پی کر یا حتیٰ کہ بینکوں کو لوٹ کر دور کر لیتے ہیں۔ کچھ مزاحیہ اداکار بن جاتے ہیں اور کچھ ایک بھتنے پیدا کرتے ہیں۔

بد دعائیں

30 اگست 1990ء کو صبح 2 بجے 28 سالہ سائمن کریون اپنے گھر کی طرف (سیکس) جا رہا تھا کہ اس کی کار سڑک کنارے کھڑی گاڑیوں سے ٹکرا گئی۔ کریون ہسپتال جانے سے پہلے ہی ایمبولینس میں دم توڑ گیا۔ یہ کوئی عام ٹریفک حادثہ نہیں تھا: مرنے والا شخص کریون کا آٹھواں ارل (Earl) تھا، اور اس کی موت سے خاندان کو دی گئی 350 سال پرانی بد دعا پوری ہوئی۔ لارڈ کریون کے دادا کی وفات 35 سال کی عمر میں ایک کشتی پر رنگ رلیاں منانے کے دوران ہوئی۔ اس کا باپ 47 برس کی عمر میں لیوکیمیا کا شکار ہوا۔ سائمن کریون کو 1983ء میں یہ خطاب ملا جب اس کے بھائی تھامس نے خود کو 26 سال کی عمر میں گولی مار لی۔ اصل ارل کریون نے 1664ء میں بادشاہ چارلس دوم سے لارڈ کا خطاب حاصل کیا تھا اور 1679ء میں 91 برس زندگی گزار کر فوت ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی جاگیر ورثہ میں پانے والا کوئی بھی شخص 57 سال سے زیادہ نہیں جی سکا۔ درحقیقت کہا جاتا ہے کہ بد دعا کریون خاندان کے آبائی گھر کو دی گئی تھی۔ روایت کے مطابق یہ بد دعا ایک خادمہ نے دی جسے خاندان کے ایک نوجوان نے حاملہ کر کے ٹھکرا دیا تھا۔ ساتویں ارل یعنی تھامس کی موت کے بعد گھر بیچ دیا گیا، لیکن یہ اقدام بھی سائمن کریون کو بے وقت موت سے نہ بچا سکا۔ اس

کی موت سے صرف ایک ہفتہ قبل آبائی گھر کے نئے مالک ڈاکٹر رابرٹ پر خودکشی کا ایک فیصلہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس خوفناک تاریخ کے باوجود کریون خاندان کے وکیل نے کہا کہ گھرانے کا کوئی بھی فرد بددعا پر یقین نہیں رکھتا۔

Riverdale ڈیوان کے ڈورین سکوائر کے خاندان کو بھی اسی قسم کی ایک لعنت کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ اس وقت پریشان ہوئی جب اس کے 25 سالہ بیٹے مارٹن کی آنکھ میں لوہے کا ایک ٹکڑا اڑ کر لگا۔ لڑکے کا باپ، دادا اور پردادا سبھی مختلف حادثات میں اپنی دائیں آنکھ کھو چکے تھے۔ سب 29 ستمبر کو پیدا ہوئے جو برطانوی بحریہ کے ہیرو "ہوریشو نیلسن" کا یوم پیدائش بھی ہے۔ 1794ء میں کورسیکا کے مقام پر اس کی دائیں آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ وہ دشمن کو گولہ باری کے دوران گولے کا ایک ٹکڑا لگنے سے حادثے کا شکار ہوا۔ تاہم، مارٹن سکوائرز کی بینائی بچ گئی۔ لیکن اس کا یوم پیدائش 29 ستمبر نہیں تھا۔

مکروہ عفریت

خاندان اور ان کی آئندہ اولادوں پر بددعاؤں کے اثرات کوئی نئی بات نہیں۔ کوہ سینائی پر حضرت موسیٰ کو دیئے گئے احکامات عشرہ میں سے دوسرا حکم اس کا ایک حوالہ رکھتا:

"میں تیرا خداوند خدا ایک غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔" (توریت)

قدیم یونانیوں نے بددعاؤں کو بہت سنجیدگی سے لیا۔ حتیٰ کہ جانور بھی مستثنیٰ نہیں تھے یونانی مسطورہ کے مطابق کووں کے کالے ہونے کی وجہ صرف دیوی ایتھنے کا قہر ہے۔ کسی زمانے میں وہ سفید رنگ کے اور دیوی کے پسندیدہ پرندے تھے۔ دیوتا ہیفے سٹوس، ایتھنے پر فریفتہ ہو گیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ نتیجتاً ایک کالا عفریت پیدا ہوا...... نصف

لڑکا اور نصف سانپ۔ ایتھنے نے اس انوکھی مخلوق کا خیال رکھنے کا دلچسپ فریضہ اختیار کیا، لیکن ایتھنز کے بادشاہ کیکروپس (Kekrops) کی بیٹیوں کو ذمہ دار بنایا۔

ایتھنے نے بچے کو ایک ٹوکری میں ڈال لیا اور اصرار کیا کہ شہزادیاں کبھی بھی اندر نہیں جھانکیں گی۔ مگر انہوں نے دیکھ لیا اور اس قدر حقارت محسوس کی کہ ایکروپلس سے کود کر جان دے دی۔ یہیں پر ایک نامعلوم کوے نے بنیادی غلطی کی۔ اس نے نیکی کی نیت سے ایتھنے کو سارا حال بتایا۔ ایتھنے بہت غضب ناک ہوئی اور کوے کی ساری نوع کے پر کالے کر دیئے۔ ہر وہ شخص اس کہانی کی سچائی کو جانتا ہے کہ جس نے یونانی کوے (Hooded) دیکھے ہیں۔ کسی دور میں ان کے سفید ہونے کی یاددہانی ان کے سیاہی مائل گلابی پروں میں محفوظ ہے، جبکہ باقی سارا جسم کالا ہے۔

ممی کی بددعا

لگتا ہے کہ ایک اچھے ہیرے کی طرح ایک اچھی بددعا بھی ابدی ہوتی ہے۔ قدیم دور کی مشہور ترین بددعا غالباً ان لوگوں نے دی جو نوجوان مصری بادشاہ توت آنخ آمن کو دفنانے آئے۔ توت آنخ آمن اندازاً 1340ء قبل مسیح میں اٹھارہ سال کی عمر میں مرا تھا۔

توت آنخ آمن کی قبر کی بے حرمتی کے نتیجے میں زبردست نفسیاتی خطرات لاحق ہونے کی افواہیں 1923ء میں کارنارودون کے پانچویں ارل کی موت کے ساتھ پھیلنا شروع ہوئیں۔ ایسا فرعون کی قبر دریافت ہونے کے صرف چند ماہ بعد ہوا۔ کارنارودون نے مقبرے کی کھدائی کے لیے رقم دی تھی۔ اس نے انگلش ماہر آثار قدیمہ ہاورڈ کارٹر کو 1907ء میں مصری آثار قدیمہ کی کھوج پر لگایا۔ 1922ء میں کارٹر نے متعدد مقبرے کھود نکالے لیکن کارنارودون کی نظر میں خرچ کردہ رقم (40,000) پونڈ منافع کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تھی...... اُس دور میں آثاریاتی تحقیق کا مطلب محض خزانے

ڈھونڈ نکالنا اور زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا تھا۔ بنیادی طور پر مقبروں کی لوٹ کھسوٹ کا دوسرا نام تھا۔

اکتوبر 1922ء میں کارٹر نے کارناروون پر زور دیا کہ وہ مزید ایک سیزن تک کھدائی کے لیے رقوم فراہم کرنا جاری رکھے۔ اس کے مصری مزدوروں نے کہا کہ وہ خوش قسمتی کے دن دیکھیں گے۔ 26 نومبر 1922ء کو کارٹر نے واقعی سونا کھود نکالا: اس نے کارناروون، اس کی بیٹی لیڈی ایولین اور اسسٹنٹ آرتھر کے ہمراہ توت آنخ آمن کی قبر میں نقب لگائی۔ چار دن بعد کارناروون کو مصر میں اپنی موت کی پیش گوئی موصول ہوئی جو مشہور روحانی حامل کاؤنٹ ہیمن کو آٹو میٹک تحریر کے ذریعے موصول ہوئی تھی۔

ممی کے مزین سرپوش کے طلائی ماسک پر ناگ دیوی Wadjet کی شبیہ کندہ تھی جو مصری بادشاہوں کی محافظ تھی۔ موقع پر موجود مصری مزدوروں نے محسوس کر لیا کہ یقیناً اور جلد ہی کسی انسان کی موت ہوگی۔ واقعی ایسا ہو گیا۔

فروری کے آخر میں کارناروون بیمار ہوا: اس کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اور جسم بخار سے تپ رہا تھا۔ وہ سکتے کی حالت میں چلا گیا۔ وجہ فوڈ پوائزننگ بتائی گئی۔ وہ 4 اپریل 1923ء کو 57 سال کی عمر میں مر گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کا پالتو کتا بھی عین اسی وقت داعی اجل ہوا۔

اس موقعہ پر یہ خیال سامنے آیا کہ فرعون کا مقبرہ ملعون تھا۔ ''فراعین کی بددعا'' کے شعلوں کو ہوا دینے والے اولین لوگ یقیناً جھوٹی خبریں پھیلانے والے صحافی تھے جنہوں نے بتایا کہ توت آنخ آمن کے مقبرے کے دروازے پر یہ الفاظ کندہ تھے: ''مقبرے کو چھونے والا شخص مر جائے گا......'' یا غالباً یہ ''فراعین کے آرام میں خلل ڈالنے والا کوئی بھی شخص موت کا شکار ہو جائے گا۔''

مصر کے شاہی مقبروں پر واقعی اس قسم کی دھمکیاں کندہ کی گئی تھیں۔ ایک میں دو ٹوک الفاظ میں کہا گیا ہے کہ آخری شاہی قیام گاہ کے تقدس کو پائمال کرنے والا کوئی بھی شخص ''بھوک، پیاس، غشی اور بیماری'' کا شکار بنے گا۔ لیکن ہاورڈ کارٹر نے پورے وثوق سے کہا کہ توت آنخ آمن کی قبر کے ساتھ اس قسم کی کوئی لعنت یا بددعا منسلک نہیں تھی۔ 1980ء کی دہائی کے اوائل میں ایک سابق فوجی رچرڈ ایڈمسن (جو کھدائی کے کام پر پہرہ دیتا تھا) نے کہا کہ لعنت یا بددعا کی افوہ خود کارنارووِن نے اڑائی تھی...... تاکہ چوروں کو خزانے تک پہنچنے سے باز رکھ سکے۔

بایں ہمہ، مقبرے کا دورہ کرنے یا اس کے خزائن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے کچھ دیگر لوگوں کی اموات اچانک اور ناقابل توضیح ثابت ہوتی ہیں۔ ایک پروفیسر لافلیوز (La Fleur) اُسی روز مر گیا جب اس نے مقبرے کا دورہ کیا۔ امریکہ لکھ پتی شخص جارج جے گولڈ وہاں جانے کے اگلے روز بخار میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ کارٹر کے معاونین میں سے ایک اے سی میس نے 1924ء میں مسلسل بکار کے دورے پڑنے کے بعد استعفیٰ دے دیا اور 1928ء میں فوت ہوا۔ ایک اور اسسٹنٹ رچرڈ 45 برس کی عمر میں مر گیا۔ تیسرا اسسٹنٹ نامعلوم بخار کا شکار بنا۔ دریافت سے متعلق کم از کم 21 افراد لقمہ اجل بنے۔

تاہم، ہاورڈ کارٹر نہ صرف مقبرے میں نقب لگانے والی ٹیم کی قیادت کی بلکہ متعدد جواہرات نکال کر اپنے ذاتی خزانے میں بھی جمع کر لیے۔ مافوق الفطرت لعنت یا بددعا کا سب سے بڑا ہدف اسے ہی ہونا چاہیے تھا، مگر وہ 17 سال تک بحفاظت جیتا رہا اور 65 برس کی عمر میں 1965 فوت ہوا۔

بدیہی لعنت یا بددعا کی وضاحت کرنے والی تازہ ترین تھیوری یہ ہے کہ کچھ ممیاں تاب کاری ہوتی ہیں۔ جنوری 1992ء میں قاہرہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے (نیو

سائنٹسٹ میں) کہا کہ کارنارووَن اور دیگر افراد شاید تاب کاری کی وجہ سے بیمار ہو کر مرے ہوں۔ لیکن ہاورڈ کارٹر تو اس تاب کاری سے بھی محفوظ رہا۔

نصف انسان نصف بھیڑیا

فروری 1972ء میں کولن اور لیزی رابسن برادران نارتھمبر لینڈ میں دریائے Tyne کے کنارے نیوکاسل سے کوئی 20 میل دور Hexham میں اپنے کونسل ہاؤس کے باغیچے سے فالتو جڑی بوٹیاں تلف کر رہے تھے کہ انہیں پتھر کے دو تراشے ہوئے سر ملے۔ دونوں کا سائز ٹینس کے گیند جتنا تھا۔ ایک سبزی مائل سرمئی اور بہت وزنی تھا، جسے رابسن برادران نے "لڑکا" کہا۔ دوسرا سر نسبتاً کھردرا اور چڑیل سے مشابہہ تھا، جسے انہوں نے "لڑکی" قرار دیا۔ بھائی ان سروں کو گھر میں لے گئے؟ لیکن تب عجیب وغریب واقعات پیش آنے لگے...... سر خود بخود گھوم جاتے' ایک آئینے کا فریم فرائی پین میں پڑا ہوا ملا، چابک مارنے کی پراسرار آوازیں سنائی دیں اور رابسن کی ایک بیٹی کا میٹرس کانچ کے ٹکڑوں سے بھر گیا۔

یہ اثرات صرف رابسن برادرن کے گھر تک ہی محدود نہ رہے۔ ایک رات کو پڑوسیوں کے دس سالہ بیٹے کو لگا کہ جب وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا تو کسی نے اندھیرے میں اُسے چھوا تھا۔ ماں نے اسے جھڑکا، لیکن اگلے ہی لمحے "نصف انسان نصف بھیڑیا" جیسی شبیہ کو دیکھ کر خوفزدہ ہوگئی جو چاروں پیروں پر چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ رابسن لڑکوں نے یہ بھی کہا کہ ایک کرسمس کو اسی جگہ پر روشن پھول کھل آئے جہاں سے سر ملے تھے، اور ایک پراسرار روشنی کو اس جگہ پر منڈلاتے دیکھا گیا۔ 1972ء میں جب یہ پتھر کے سر مطالعہ کی غرض سے کیلٹک سکالر ڈاکٹر این راس نے (جو ساؤتھمپٹن یونیورسٹی میں ماہر آثار قدیمہ تھی) ادھار لیے تو گھر سے تمام گڑبڑ ختم ہوگئی۔ ابتدا میں ڈاکٹر راس نے سروں کو روایتی کیلٹک شبیہیں قرار دیا جو کوئی

1800 سال پرانی تھیں۔ چند راتوں بعد وہ خوف کے عالم میں بیدار ہوئی اور اپنے بیڈروم کے دروازے میں ایک لمبوتری سی شبیہ دیکھی۔

وہ کوئی چھ فٹ اونچی، کچھ آگے کو جھکی ہوئی اور کالے رنگ کی تھی...... بالائی نصف دھڑ بھیڑیئے کا اور زیریں نصف انسان کا تھا۔ ایک کالے سے رنگ کی سمور نے اسے ڈھک رکھا تھا۔ وہ باہر چلی گئی اور پھر غائب ہو گئی۔ نجانے میں کیوں اس کے پیچھے بھاگی...... مجھے اس کے سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے کی آواز آئی۔ پھر وہ گھر کے پچھلی طرف جا چھپی۔ زینہ اتر کر نیچے پہنچنے پر مجھے بہت ڈر لگا۔

تب ڈاکٹر راس نے واپس آ کر شوہر کو جگایا، لیکن اچھی طرح تلاش کرنے کے باوجود کوئی سراغ نہ مل سکا۔

چند روز بعد ڈاکٹر راس کی بیٹی بیرینائس سکول سے واپس گھر آئی اور ایک ''بھیڑیا نما انسان شبیہ'' کو زینہ اتر کر اپنی جانب آتے دیکھا۔ وہ ٹھوکر کھا کر فرش پہ گر پڑی۔ اپنی ماں کی طرح بیرینائس بھی نادانستہ اس کے پیچھے گئی تو وہ موسیقی والے کمرے کے دروازے کا پاس غائب ہو گئی۔ بعد میں ڈاکٹر راس نے کبھی کبھی گھر میں کسی ٹھنڈی چیز کی موجودگی محسوس کی۔ اس کے سٹڈی روم کا کمرہ خود بخود کھل جاتا۔

شبیہ کو اگرچہ نصف انسان اور نصف بھیڑیا بیان کیا گیا، لیکن اصل میں وہ شمالی یورپی اساطیر والی نصف بھیڑ اور نصف انسان تھی جو بیسویں صدی کے دوران Shetlands میں متعدد مرتبہ دیکھی گئی۔ مشہور ہے کہ نصف بھیڑ نصف انسان کو اگر تنگ نہ کیا جائے تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ تاہم، رابسن برادران نے کہا کہ جب تک پتھر کے سر گھر میں موجود رہے تب تک نحوست کا تاثر چھایا رہا۔

سروں کو گھر سے نکالے جانے کے بعد بھی ڈاکٹر راس گا ہے بگا ہے گھر میں شبیہ کی موجودگی محسوس کرتی رہی۔ اس نے کہا ''یوں لگتا تھا جیسے وہ اس کی زیر ملکیت دیگر کیلٹک سروں میں 'بند' ہو گئی تھی۔'' انجام کار اس نے سب سروں کو باہر نکال پھینکا اور دم جھاڑا کروایا۔

قدیم سر کیلٹوں کے ہاں قابل پرستش اشیا تھے اور وہ بری نظر کو دور رکھنے کی خاطر اپنے دروازوں پر کٹے ہوئے انسانی سر بھی آویزاں کیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر راس کے خیال میں وہ دو ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی جادوئی قوتیں رکھتے تھے۔ لیکن 1972ء کے آخر میں رابسن برادران کے مکان کے سابقہ رہائشی ٹرک ڈرائیور ڈیسمنڈ کریگی نے انکشاف کیا کہ اس نے 1956ء میں اپنی بیٹی کے لیے سیمنٹ سے یہ سر بنائے تھے، اور جاتے وقت انہیں باغ میں پھینک دیا گیا۔ ڈاکٹر راس نے اختلاف کیا وہ سر واقعی اور بلاشبہ کیلٹک شباہت رکھتے تھے، اور سپیکٹر وگرافک تجزیہ میں کیلشیم سلیکیٹ کے کوئی آثار نہیں ملے تھے، جو سیمنٹ کا اہم عنصر ہے۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ:

> چاہے وہ کسی نے بھی کسی بھی دور میں بنائے ہوں، لیکن ان سے پیدا ہونے والے مظاہر نا قابل تردید لگتے ہیں...... میں یہ نہیں کہتی کہ سر کیلٹک دور کے ہیں۔ لیکن انہوں نے کسی نہ کسی طرح جادوئی قوتیں حاصل کر لیں۔

یقیناً ایک اور توضیح بھی موجود ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تینوں متاثرہ گھروں میں نو بالغ بچے موجود تھے جو عموماً عجیب و غریب نفسیاتی مظاہرہ کا مرکز بنتے ہیں۔ (ذہن، جذبے، توانائی اور مادے کا کوئی امتزاج ان میں عجیب و غریب قوتیں بھی پیدا کر سکتا ہے) کیا تو بالغوں کی جذباتی کشمکش اور قدیم جادو نے مل کر یہ شبیہیں پیدا کی تھیں جنہوں نے رابسن برادران، ان کے پڑوسیوں اور ڈاکٹر راس کو پریشان کیا؟

آتشیں کوڑا

ہوسکتا ہے کہ Hexham کے کیلٹک سر کسی قدیم ڈرووڈی (Druid) لعنت یا بددعا کے حامل ہوں۔شاید یہ جان کر آپ کو حیرت ہو کہ دنیا کہ اہم مذاہب کے پیشوا اب بھی بددعائیں دیتے ہیں اور لعنتیں ڈالتے ہیں۔

روایتی لحاظ سے نسبتاً نرم مزاج چرچ آف انگلینڈ میں بھی سروس آف Commination ہوتی ہے جو پہلی بار 1662ء میں ''بک آف کامن پریئرز'' میں نمودار ہوئی۔سروس میں 12 بددعائیں شامل ہیں......جن میں سے کچھ ایک آج ہمیں بہت چھوٹی چھوٹی خطائیں معلوم ہوتی ہیں......مثلاً لعنت ہو اس پر جو اپنے پڑوسیوں کی زمین کی نشانی (لینڈ مارک) ہٹاتا ہے۔'' جبکہ کچھ بددعائیں یا لعنتیں جدید شخص کو بہت مبہم لگتی ہیں: ''لعنت ہو اس پر جو چوری چھپے اپنے پڑوسی کو نقصان پہنچاتا ہے۔'' بدگوئی اور نشہ میں دھت ہونا بھی کسی کو ''مطلق تاریکی'' میں پھینکنے کے لیے کافی تھا۔

یہودیت میں Pulsa de nuxa (آتشیں کوڑا) موجود ہے جسے روشن سلاخ کی تقریب بھی کہتے ہیں۔اسے شمعوں سے روشن ایک کمرے میں رکھا جاتا ہے جہاں آس پڑوس کے کم از کم دس نیک آدمی (Minyan) جمع ہوتے، قبالہ کی تلاوت کرتے اور جن لوگوں کو ملعون کرنا ہوان کے نام ایک کاغذ پر لکھ کر جلا دیتے ہیں۔سروس کے دوران مینڈھے کے سینگ کا باجا بجا کر بدروحوں کو بھگایا جاتا ہے۔ ستمبر 1981ء میں ربی موشے ہرش نے ماہر آثار قدیمہ Yigal Shilo کو ''روشنی کی سلاخ'' سے ڈرایا جو قدیم یروشلم کے ایک حصے کی کھدوائی کر رہا تھا اور قرونِ وسطیٰ کا ایک یہودی قبرستان پامال ہونے کا خدشہ تھا۔ربی نے کہا۔

> یہ تقریب قطعی آخری حربہ ہے۔گزشتہ تیس برس کے دوران صرف دو مرتبہ اس سے مدد مانگی گئی ہے اور دونوں مرتبہ خوفناک

نتائج برآمد ہوئے۔ موت آنے کے کئی طریقے ہیں لیکن کچھ
طریقے دوسروں کی نسبتاً زیادہ ناگوار ہوتے ہیں۔

Shilo نے قبرستان کی موجودگی کا امکان مسترد کیا اور اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ کیونکہ ربی لعنت ڈالنے کے لیے اسکی ماں کا نام معلوم نہیں کر سکا تھا۔

جنوری 1991ء میں دوسری خلیجی ے جنگ کے آپریشن ڈیزرٹ سٹارم کے دوران اسرائیل کے ایک نہایت کٹر مذہبی گروپ Eda Haredit نے واقعی ایک تقریب انجام دی تھی جس میں عراقی صدر صدام حسین پر موت کی لعنت ڈالی گئی۔

ایک مرتبہ کسی جج نے ساری کیلی فورنیا ریاست کو باقاعدہ ملعون کیا تھا...... اس لیے لگتا ہے کہ سیکولر قانون بھی لعنت ڈال سکتا ہے۔ امریکی ڈسٹرکٹ جج سیموئل کنگ کے کیس میں اس کے عدالتی حکم نے توقع سے کہیں زیادہ گہرا اثر ڈالا۔ وہ بہت غصے میں تھا کیونکہ تیز بارش کے باعث وکلا سان فرانسسکو عدالت میں حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ جج کنگن نے 1986ء میں حکم دیا: ''میں حکم دیتا ہوں کہ بارش منگل کو روک جائے۔'' کیلی فورنیا پانچ سال تک بارش سے محروم رہا۔ ایک مرتبہ کسی نے اسے وہ حکم یاد دلایا یا تو جج کنگ نے کہا ''میں اپنا 18 فروری 1986ء کا حکم منسوخ کرتا اور حکم دیتا ہوں کہ 27 فروری 1991ء سے کیلی فورنیا میں بارش ہونے لگے۔

''عین اسی روز ایک زبردست طوفان نے کیلی فورنیا کو 4 انچ بارش میں سے ترکر دیا۔ یہ گزشتہ دس برس کے دوران ریاست میں سب سے زیادہ بارش تھی۔ اس اتفاق سے متاثر ہوئے بغیر جج نے کہا، ''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم قانون کی اطاعت کرنے والی قوم ہیں۔

لعنت کو زائل کرنا

تھائی لینڈ کے دوسرے بڑے شہر چانگ مئی کو 1991ء میں ایک کہیں

زیادہ پیچیدہ معاملے کا سامنا کیا۔ اس سال موسم گرما میں افواہ گردش کرنے لگی کہ شہر کو بددعا لگی ہے۔

اصل مشکل گھڑی کے ڈانڈے 1986ء تک جاتے تھے جب ایک کنسٹرکشن فرم نے مقدس پہاڑ تک ایک کیبل ریلوے بنانے کی تجویز دی۔ پہاڑ پر ایک قدیم مندر موجود تھا۔ مندر کے راہب اس منصوبے کا سب کر بہت پریشان ہوئے: شاگردوں نے منصوبے کے خلاف درخواست پر 20,000 افراد کے دستخط کروائے۔ عام لوگوں اور راہبوں کے جذبات برانگیختہ ہو رہے تھے۔ کیونکہ شہر کے اوپر سے گزرنے والی رائل تھائی ایئر فورس کے پائلٹوں نے بتایا کہ انہوں نے راہبوں کو بادلوں پر آسن جما کر بیٹھے دیکھا تھا۔ لیکن ریلویز کی تعمیر کی پیش نظر کنسٹرکشن کمپنیوں نے آس پاس جدید اپارٹمنٹ بلاکس اور ہوٹلوں کی تعمیر شروع کر دی۔ رائے عامہ کے مطابق اس وجہ سے شہر کا ارضی توازن خراب ہو رہا تھا۔

دریائے پنگ کے کنارے ایک قدیم مندر کے ساتھ جب ایک 24 منزلہ اپارٹمنٹ بلاک کے لیے عمارت کا آغاز ہوا اور پرانے شہر کے باسیوں نے دیکھا کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تو بدروحوں سے مدد مانگنے کا فیصلہ کر لیا۔

اگست 1989ء میں ایک بہتر بڑا احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ لوگوں نے روحوں کو اشتعال دلانے کی خاطر بدنظمی کی مختلف علامات اٹھا رکھی تھیں، جیسے ٹوٹی پلیٹیں، اور عورتوں نے مقدس سوتروں کی نقل اتاری۔ تقریب کے نقطہ عروج پر آسمان تاریک ہو گیا اور تین ڈرامائی کوندے لپکے۔ تین روز بعد شہر ایک زبردست زلزلے کے باعث دہل کر رہ گیا۔ لوگوں کو اس بارے میں کوئی شک نہیں تھا کہ بدروحیں حرکت میں آ گئی تھیں۔

اپریل 1991ء میں ایک آندھی نے سوآن ڈورک معبد میں قدیم ترین بودھی درخت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا۔ ماہ مئی کے آغاز میں موسم برسات معمول کے مطابق

شروع نہ ہوا۔ جائیداد کی مارکیٹ کا دیوالہ نکل گیا۔ نئے پروجیکٹس منسوخ کرنا پڑے۔ گورنر نے بلند بالا عمارات پر پابندی لگانے کا وعدہ کیا۔ مئی کے اختتام پر Lauda ائیر بوئنگ 13 وی آئی پی شخصیات سمیت گر کر تباہ ہو گیا۔ چار روز بعد چیانگ مئی کے ایک اہم ترین بودھی آشرم کا گورو مر گیا۔

لوگ بدبخت شہر کو چھوڑ کر جانے لگے۔ واحد حل بدروحوں کو دوبارہ قابو میں لانا تھا۔ چیانگ مئی یونیورسٹی کے پروفیسر نے کہا۔

بدروحیں اس قدر طاقت ور ہیں کہ کوئی نہایت زوردار زائل کرنے والا حربہ ہی انہیں بھگا سکتا ہے۔

شہری کونسل نے اسے روحوں کو بھگانے کی رسوم کا سربراہ تعینات کیا۔

8 جون 1991ء کو صبح صادق کے وقت عورتیں نذرانوں کے تھال اٹھائے شہر کے مرکزی دروازے پر پہنچیں۔ ان تھالوں کو شہر کے ساتھ مختلف حصوں میں رکھ دیا گیا۔ نذرانے بینکوں اور تعمیراتی کمپنیوں کی جانب سے تھے اور ان میں مچھلی، کچا گوشت، بانس کی ڈالیاں، پھل، گنا اور تمباکو شامل تھا جنہیں کیلے کے پتوں پر رکھا گیا تھا۔ سب سے بڑا نذرانہ بصد احترام اس چوک میں رکھا گیا جہاں 1311ء میں شہر کے بانی بادشاہ مینگ رائے پر بجلی گری تھی۔ پروفیسر نے رقت بھری آواز میں کہا: "ہم روحوں کو کھانے پر بلاتے اور انہیں شہر سے چلے جانے کی درخواست کرتے ہیں۔" شام 5 بجے 108 راہب بدروحوں کا اثر زائل کرنے کے لیے سوتروں کا ورد کرنے لگے۔

یونیورسٹی کے پروفیسر نے کہا:

اس کا توہمات سے کوئی تعلق واسطہ نہیں: اس کا تعلق فطرت کے ساتھ ہمارے تعلق سے ہے۔ تمام جدید رجحانات کی وجہ سے ہم اپنی جڑوں سے جدا ہوتے جا رہے ہیں۔ لعنت نے ہمیں اپنے ماحول کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

راہبوں نے ابھی ورد ختم ہی کیا تھا کہ ہلکی سی بارش ہونے لگی۔ جب نذرانے لیجا کر دریا میں ڈالے گئے تو آسمان کھل گیا اور سورج کی روشنی نے شہر کو جگمگا دیا۔ بعد میں پروفیسر مانی نے کہا:

اگر لوگ جدید بلند و بالا عمارتوں سے نالاں ہوں تو کسی بھی وقت بدروحوں کو واپس بلا سکتے ہیں۔

بدنصیب بحری جہاز

Mary Celeste بحریہ کا مشہور ترین جہاز ہے۔ وہ 5 دسمبر 1872ء کو Azores سے 400 میل مشرق میں پایا گیا: اس کے بادبان کھلے تھے، سب کچھ باترتیب تھا......لیکن عملے کا ایک بھی فرد نہ ملا اور 25 فٹ چھانچ کا ایک کھمبا بھی غائب تھا...... جہاز کا کل وزن 198.42 ٹن تھا۔ اس کا پہلا سفر ابھی شروع ہی نہیں ہوا تھا کہ نامزد کردہ کپتان رابرٹ مک کلین بیمار اور مر گیا۔ نیا کپتان نٹنگ پار کر امیزون کو لے کر روانہ ہوا تو کچھ ہی دور پہنچ کر اس کی ٹکر ماہی گیروں کی ایک کشتی سے ہوگئی۔ ابھی مرمت ہی کی جا رہی تھی کہ آگ لگ گئی اور کپتان نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

امیزون کا تیسرا کپتان اسے اٹلانٹک پار لے کر گیا۔ Dover آبنائے میں اس کی ٹکر ایک فوجی کشتی سے ہوئی جو ڈوب گئی۔ مرمت کے دوران ہی کپتان نے استعفیٰ دیدیا۔ اب معاملات کچھ مبہم ہو گئے، لیکن لگتا ہے کہ "امیزون" مرمت کے بعد اٹلانٹک پار کر کے انگلینڈ پہنچا، مگر بریٹن جزیرے کے ساحل پر ریت میں پھنس گیا۔ تب غالباً اسے الیگزینڈر مک بین کے خرید لیا۔ اس نے مرمت اور توسیع پر مزید 16,000 ڈالر خرچ کیے اور نام بدل کر "میری سلیسٹی" رکھ دیا۔ جہاز نے مک بین کا دیوالہ نکال دیا اور پھر ایک کے بعد دوسرے مالک سے ہوتا ہوا نیویارک کنسورشیم جے ایچ ونچسٹر اینڈ کمپنی کی ملکیت میں آیا۔ 7 نومبر 1872ء کو میری سلیسٹی 1701 بیرل کمرشل شراب

لے کر 36,943 ڈالر کی انشورنس کے ساتھ جنیوا، اٹلی کی طرف روانہ ہوا۔

28 روز بعد برطانوی جہاز Dei Gratia نے اسے بالکل صحیح سلامت کھڑا پایا، لیکن عملے کوئی بھی شخص نظر نہ آیا۔ طویل مقدمہ بازی کے بعد نیویارک کی ونچسٹر کمپنی کو ملکیتی حقوق واپس مل گئے اور آخر کار مارچ 1873ء میں اس نے سامان جنیوا میں اتارا۔ تب ونچسٹر نے جہاز کو فوراً بیچ دیا اور اس نے آئندہ بارہ سال کے دوران 17 نئے مالکان کو اپنایا۔

لگتا ہے کہ کوئی بھی میری سلیسٹی سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اکثر اس پہ لدا ہوا سامان غائب ہو جاتا، بادبان پھٹ جاتے اور کبھی کبھی آگ بھی لگ جاتی۔ آخر کار 1884ء میں ایک بدنام جہاز ران گلمین سی پارکر نے اسے خرید لیا۔ پارکر کو قزاقی کے سوا ہر قسم کے بحری جرائم کا مرتکب قرار دیا جاتا تھا اور یقیناً وہ میری سلیسٹی سے کوئی ایماندارانہ فائدہ اٹھانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ جنانچہ اس نے جہاز میں 30,000 ڈالر کی انشورنس مگر صرف 500 مالیت کا سامان لادا اور بوسٹن سے ہیٹی کی جانب روانہ ہو گیا: اس نے میری سلیسٹی کو 3 جنوری 1885ء کو Gonave خلیج میں دانستہ زمین پر چڑھا دیا: اس نے سامان اتارا اور پھر جہاز کو ڈوبنے کے لیے چھوڑ دیا۔

انشورنس کمپنیوں نے جلدی ہی اصل معاملہ معلوم کر لیا پارکر اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا گیا۔ پارکر سزا سے تو بچ نکلا لیکن جلد ہی دیوالیہ ہو گیا اور شدید فلاکت کی حالت میں فوت ہوا۔ اس کا ایک ساتھی پاگل ہو گیا، دوسرے نے خودکشی کر لی۔ لگتا ہے کہ میری سلیسٹی کو سمندر میں لیجانے والے تمام افراد بدنصیبی کا شکار ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆

استفادہ

ENCYCLOPEDIA OF UNEXPLAINDED

REUBEN STON

حیرت انگیز واقعات کا انسائیکلوپیڈیا (ریوبین سٹون)

جنات کا پیدائشی دوست

علامہ لاہوتی پراسراری

ماہنامہ عبقری کا قسط وار سلسلہ

ایک ایسے شخص کی سچی آپ بیتی جو پیدائش سے اب تک اولیاء جنات کی سرپرستی میں ہے، اس کے دن رات جنات کے ساتھ گزر رہے ہیں، قارئین کے اصرار پر سچے حیرت انگیز اور دلچسپ انکشافات جو اب تک ماہنامہ عبقری میں قسط وار شائع ہو رہے ہیں، اب کتابی شکل میں اس کی پہلی جلد آپ کے سامنے پیش ہے۔لیکن اس پراسرار دنیا کو سمجھنے کے لیے بڑا حوصلہ اور حلم چاہیے۔

جنات کا پیدائشی دوست

پیدائش اور جنات سے دوستی

سخت سردی کے دنوں میں رمضان المبارک کی 13 تاریخ کو سحری کے وقت میری پیدائش ہوئی۔ یہ قدیمی آبائی گھر کا وہ کمرہ تھا جس کے بارے میں واضح یقین تھا کہ یہاں نیک صالح جنات کا وجود ہے جو ہر وقت ذکر، اعمال اور وظائف کرتے رہتے ہیں۔

شعور سے قبل بس اتنا یاد ہے کہ کچھ باپردہ خواتین اور صالح شکل بزرگ مجھے بہلاتے، مجھ سے کھیلتے، مجھے میٹھی اور لذیذ چیزیں کھلاتے۔ بعض اوقات والدہ مرحومہ خود حیران ہو جاتیں کہ یہ دودھ نہیں پیتا کیونکہ پیٹ پہلے سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔

بقول والدہ مرحومہ کے کئی بار ایسا ہوا کہ وہ مجھے جھولے میں سلا کر گئیں، واپس آئیں تو جھولا خالی ہوتا۔ بہت پریشان ہوتیں، کئی گھنٹوں پریشان اور رو رو کر بدحال ہو جاتیں پھر دیکھتیں کہ میں جھولے میں سو رہا ہوتا تھا اور خوشبو سے رچا بسا ہوتا۔ پہلے والا لباس بھی نہیں ہوتا، بہت خوبصورت، بیل بوٹے بنے لباس زیب تن ہوتا، اور منہ میں کوئی میٹھی چیز لگی ہوئی ہوتی جیسے کوئی میٹھی چیز کھلائی گئی ہو۔

اک معمہ ہے نہ سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا

یہ معمہ کتنے دن حل نہ ہوا۔ طرح طرح کے انوکھے واقعات آتے رہے۔ کبھی میں نے بستر پر پیشاب اور اجابت نہ کی۔ جب حاجت ہوتی تو خوب روتا یا پھر دوست جنات میری حاجت صاف کر دیتے تھے۔ اماں حیران ہوتیں کہ بچے کو کس نے غسل دیا...؟ کس نے نہایت چمکدار سرمہ لگایا...؟ کس نے خوشبو لگائی...؟ آخر یہ خدمت کس نے کی...؟

بعض اوقات میں سو رہا ہوتا اور والدہ مرحومہ کام کر رہی ہوتی تھیں۔ بھوکا ہونے کی وجہ سے جب میں روتا اور کام میں مصروف والدہ جب تھوڑی دیر میں پہنچتیں تو میرے ہونٹوں پر دودھ لگا ہوا ہوتا اور میں پھر سے پُرسکون نیند سو رہا ہوتا تھا۔

یہ تمام واقعات مختلف اوقات میں شعور میں آنے کے بعد والدہ مجھے سناتی تھیں۔ اگر کوئی بچہ مجھے مارتا تو وہ ضرور بیمار ہوتا یا پھر کوئی غیبی سزا، کم از کم تھپڑ تو ضرور مارا جاتا جس کا واضح نشان اس کے جسم پر ہوتا۔ اگر مجھے کوئی جھڑکتا، حتیٰ کہ محبت میں بھی کوئی ایسا کرتا تو اس کا کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہوتا۔ اور پھر خواب میں اس سے کہا جاتا کہ تم نے ہمارے دوست کو مارا تھا اس لیے تمہارا یہ نقصان ہوا یا تمہیں یہ سزا ملی۔

بچپن کا اک تحیر آمیز واقعہ

والدہ بتاتی ہیں کہ ایک بار ایک قریبی رشتہ دار مجھے اپنے گھر محبت سے اٹھا کر لے گئے۔ پہلے تو خوشی خوشی چلا گیا پھر رونا شروع کر دیا۔ ظاہر ہے بچے کو ماں نظر نہ آئے تو وہ ضرور روتا ہے۔ جب زیادہ رویا تو تھوڑی دیر بعد انھوں نے دیکھا کہ بچہ (میں) غائب تھا اور ان لوگوں کو نظر نہ آیا۔ اب وہ پریشان...! کہ ہم بچے کی ماں کو کیا جواب دیں گے...؟ ڈھونڈتے ڈھونڈتے پریشان ہو گئے لیکن بچہ (میں) نہ ملا...! پریشان حال میرے گھر پہنچے تو وہاں دیکھا کہ میں خوش و خرم کھیل رہا تھا...! وہ حیران کہ تین گلی دور یہ چند سالوں کا بچہ کیسے چل کر آ گیا......؟

چونکہ والدہ کو کئی بار خواب میں اور ظاہر طور پر وہ صالح جن جنہیں میں حاجی صاحب (ان کا تذکرہ آگے آ رہا ہے) کہتا تھا' بچے سے محبت اور خدمت کا بتا چکے تھے والدہ فوراً سمجھ گئیں اور بات گول کر گئیں۔ مزید بچپن کے واقعات تحریر کے دوران بتاتا رہوں گا جو کہ میں نے والدہ مرحومہ سے سنے اور بعد میں خود مجھے نظر آئے اور اب تک آ رہے ہیں۔

علامہ لاہوتی پراسراری کی ابتدائی لاہوتی پرواز

میں ابھی آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ ایک رات حاجی صاحب نے آ کر مجھے پیار سے جگایا اور فرمایا چلو میرے ساتھ۔ پھر حاجی صاحب کی نورانی شکل یکا یک بدل گئی اور وہ ایک ایسے خوبصورت پرندے کی شکل میں تبدیل ہو گئے جس کے پر اتنے لمبے شاید کسی بڑے جہاز کے پروں سے بھی بڑے۔ میں ان کی گردن پر پروں کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ حاجی صاحب نے فرمایا ڈرنا نہیں...! تمہیں ہزاروں خوفناک مناظر نظر آئیں گے۔ اب حاجی صاحب نے اڑنا شروع کر دیا...! اتنا اونچے اڑے کہ اوپر اندھیرا ہی اندھیرا تھا...! بہت دیر تک نہایت تیز رفتاری سے اڑتے رہے۔ پھر ایک جگہ بہت سے لوگوں کا اجتماع تھا' مجھے وہاں چھوڑا۔

حاجی صاحب کی وہاں بہت عزت ہوئی۔ ایسے محسوس ہوا جیسے وہ وہاں کے سردار یا بڑے ہیں۔ مجھے بہت عزت اور محبت دی گئی۔ ایک جگہ کچھ لوگ ایک مخصوص قرآنی آیت کا ورد کر رہے تھے۔ حاجی صاحب مجھے وہاں بٹھا کر چلے گئے ان لوگوں کا حلیہ کیسا تھا' میں بعد میں تحریر کروں گا جسے سن اور پڑھ کر آپ حیران اور پریشان ہو جائیں گے۔

صحابی جن بابا سے ملاقات، اور ان کی عنایات

میں بہت دیر تک اس آیت کو اس سارے مجمع کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر لذیذ کھانے کھلائے۔ آخر میں ایک بہت بڑے بزرگ کی زیارت کیلئے لے جایا گیا جنہیں صحابی بابا کہہ رہے تھے بعد میں پتہ چلا کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ جن ہیں اور اب تک بھی ان کی شفقت محبت اور فیضان مجھ پر ہے۔ انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ پھر فرمایا یہ قرآنی آیت کی تاثیر تمہیں ہدیہ کرتا ہوں۔ جب بھی مجھے بلانا ہے سانس روک کر اسے پڑھنا شروع کر دو اور تصور ہی میں اس کا ثواب

مجھے بخشو۔ میں اسی وقت حاضر ہو جاؤ نگا۔ پھر وہاں اور کئی حیرت انگیز واقعات ہوئے جو آئندہ اقساط میں بتاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

اس آیت کا پہلا تجربہ اس ملاقات کے چند دنوں کے بعد میں نے یوں کیا کہ آٹھویں جماعت کا رزلٹ آیا بورڈ کے دفتر سے گزٹ چند لوگ لائے اور رقم لے کر رزلٹ دیتے رقم کا بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ میں ایک مالدار باپ کا بیٹا تھا لیکن اتنا بڑا ہجوم تھا کہ میں صبح 9 بجے کا گیا ہوا تھا اور 3 بجے تک مجھے موقع نہ ملا۔ بھوک، پیاس اور انتظار نے مجھے نڈھال کر دیا۔

اچانک صحابی جن باباؒ کی آیت یاد آئی۔ میں نے اس ہجوم میں کھڑے ہو کر وہی آیت سانس روک کر پڑھی اور اس کا ثواب صحابی جن باباؒ کو ہدیہ کر دیا۔ بس کیا ہوا کہ میں نے دیکھا کہ سامنے صحابی باباؒ کھڑے ہیں ان کے ہاتھ میں موٹی سی ایک کتاب 'وہی گزٹ ہے اور میرا رول نمبر نکال کر مجھے دکھایا۔ تسلی دی' ماتھے پر بوسہ دیا اور 5 روپے کا نوٹ جس کی اس وقت بہت اہمیت تھی دے کر کہا کوئی چیز کھا لینا اور غائب ہو گئے۔ یہ لاہوتی دنیا میں ملاقات کے بعد پہلا واقعہ تھا اس دنیا میں صحابی جن بابا سے ملاقات کا۔ پھر اس وقت سے لے کر آج اس وقت تک نامعلوم کتنی بار صحابی جن باباؒ سے محبت، راز و نیاز اور ان کی شفقت سے فائدہ اٹھایا۔

علامہ لاہوتی پراسراری کی والدہ محترمہ کی نماز جنازہ

جس دن میری والدہ فوت ہوئیں اس دن جنازے میں صحابی جن باباؒ اور ان کے ساتھ 14 لاکھ سے زیادہ جنات تھے۔ جنہیں میں نے ایک بے پناہ ہجوم کی شکل میں جنازے میں دیکھا۔ ان کی تعداد مجھے بعد میں صحابی جن باباؒ نے بتائی۔ مزید بتایا کہ ہر جن نیک صالح ہے، اور ان جنات کی اکثریت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے آئی ہے اور ہر ایک نے 70 ہزار کلمہ پڑھ کر آپ کی والدہ اور والد کو بخشا ہے۔ انہوں نے جنازے

کو کندھا دیا اور قبرستان تک پہنچایا۔ تین دن جنات کی کثیر تعداد حاجی صاحب اور صحابی باباؒ سمیت گھر میں رہے۔ جب بھی والدین کی قبر پر جاتا ہوں تو یہ حضرات ساتھ ہوتے ہیں۔

صحابی جن باباؒ کو ایمر جنسی کال

ایک بار میں ایک قبرستان میں تھا یہ اسی سال سردیوں کی بات ہے۔ میں گھر سے کمبل لانا بھول گیا۔ قبرستان میں کھلی جگہ احساس ہوا کہ مجھے سخت سردی لگ رہی ہے۔ اتنی دور سے کمبل کیسے لے آؤں؟ آخر سوچ سوچ کر خیال آیا کہ اس سخت مجبوری میں صحابی جن باباؒ کو ہی تکلیف دیتا ہوں' وہ آیت پڑھی تو حسب معمول صحابی باباؒ کمبل لیکر تشریف لائے اور میں نے اوڑھ لیا۔

حاجی صاحب، چیف آف جنات

حاجی صاحب جو کہ جنات کے 14 بڑے قبائل (واضح رہے کہ ہر قبیلہ لاکھوں کروڑوں جنات کی تعداد سے بھی زیادہ کا ہوتا ہے) کے سردار ہیں' ان کی عمر سینکڑوں سال ہے۔ بہت زیادہ متقی اور پرہیز گار ہیں۔ خاص طور پر حلال وحرام کے بارے میں خصوصی خیال رکھتے ہیں۔ اپنے ہر اس جن کو سزا دیتے ہیں جو کسی کے گھر سے مالک کی اجازت کے بغیر کھاپی کے آجائے یا کسی کے گھر سے زیور یا رقم چوری کرلے۔

حاجی صاحب کے بیٹے کی تقریب نکاح میں شرکت

حتیٰ کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں حاجی صاحب کے ساتھ ان کے بیٹے کے نکاح کے سلسلے میں قراقرم کی سنگلاخ ہزاروں فٹ اونچی پہاڑیوں میں تھا۔ میں نے بیٹے کا نکاح پڑھانا تھا' کروڑوں جنات اکٹھے تھے۔ جن میں مرد' عورتیں' بوڑھے' بچے' جوان سب تھے۔ سنت کے مطابق نکاح تھا۔ نکاح کے وقت لڑکے کی عمر ایک سو پچاسی سال

تھی۔ ابھی جوان ہی ہوا تھا کہ انہوں نے اس کی شادی کی فکر شروع کر دی تھی۔ نکاح کیلئے اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے حاجی صاحب اوران کے بیٹے عبدالسلام جن کو بے شمار ہدیے دیئے تھے۔ صحابی باباؒ بھی ہمارے دائیں تشریف فرما تھے۔ ایک خوبصورت زیور کا سیٹ ایک پکی عمر کے جن نے لا کر دیا چونکہ حاجی صاحب ہر ہدیے پر نظر رکھے ہوئے تھے اس سونے کے بھاری سیٹ کو دیکھ کر چونک پڑے۔ ان صاحب کو بلایا اور پوچھا یہ کہاں سے لیا؟ وہ خاموش ہو گئے پھر پوچھا کہ کہاں سے لیا؟ اب ظاہر ہے وہ اپنے آقا اور سردار کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ کہنے لگا کہ میسور انڈیا کے فلاں شہر کے فلاں ہندو سیٹھ کی تجوری سے چرا کر لایا ہوں۔ چونکہ آپ کے بیٹے کی شادی تھی اور آخری بیٹا تھا اور میں خالی ہاتھ آنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے یہ غلطی کر بیٹھا۔ حاجی صاحب نے ایک نظر میری طرف دیکھا کہ جیسے پوچھ رہے ہوں کہ کیا حکم ہے؟ پھر صحابی باباؒ کی طرف دیکھا' صحابی باباؒ خاموش رہے۔ یہ ان کی اکثر عادت ہے جب میں موجود ہوں تو وہ خاموش رہتے ہیں' اس لئے نہیں کہ میں ان سے بڑا ہوں اس لئے کہ وہ مجھ پر نہایت شفقت فرماتے ہیں۔ جو عرض کر دوں اس کو حکم بنوا کر منواتے ہیں اور جو نہ مانے اس کو سخت ترین سزا دیتے ہیں۔

حاجی صاحب ایک عامل شریعت اور متبع سنت جن

میں نے حاجی صاحب سے عرض کیا کہ ساری زندگی آپ کی حلال پر گزری ہے۔ آپ نے کبھی حرام نہ خود کھایا نہ کبھی کسی کو کھانے دیا۔ حتیٰ کہ مجھے عبدالسلام کا واقعہ یاد ہے جو کہ اس کی والدہ نے سنایا کہ جب یہ ایک سو پندرہ سال کا تھا چونکہ ابھی چھوٹا تھا کہ کسی کے گھر سے تلے ہوئے دو پراٹھے لایا تھا اور کچھ لقمے کھا لئے اور باقی کھا رہا تھا تو حاجی صاحب نے دیکھ لیا' پراٹھے ہاتھ سے چھین لئے اور لوہے کی موٹی زنجیروں سے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ پھر نمک میں پانی ملوا کر بہت زیادہ پلوایا اور حلق میں انگلی مروا کر قے کروا دی تھی۔

جب یہ واقعہ میں نے بیان کیا تو حاجی صاحب نے گردن ہلائی کہ واقعی ایسا ہوا تھا اور عبدالسلام کا سر جھک گیا۔ میں نے مزید تفصیل بیان کی کہ ہندو ہو یا مسلمان جس کا بھی حق ہے اس تک واپس جانا چاہیے۔ یہ پکی عمر کے مسلمان جن ہیں انہیں سزا نہ دیں بلکہ معاف کر دیں۔ دو محافظ جن جو میرے سینکڑوں محافظوں میں سے ہیں ان کو ساتھ کر دیتے ہیں کہ جہاں سے چرائے تھے واپس وہیں رکھ آئیں۔ یہ محافظ ان کی نگرانی کریں کہ آیا واپس وہیں رکھے ہیں یا نہیں۔

حاجی صاحب کا جلال اور عمر قید کا فیصلہ

ابھی میں نے بات ختم ہی کی تھی کہ میری نظر حاجی صاحب کے چہرے پر پڑی کہ ان کے نورانی چہرے پر زبردست جلال تھا۔ میرا سالہا سال کا تجربہ ہے کہ جب ان کے چہرے پر جلال ہوتا ہے تو بہت پسینہ آتا ہے۔ اب تو اتنا پسینہ آیا کہ داڑھی سے بہہ کر نیچے گر رہا تھا۔ غصے سے کانپتی آواز میں بولے کہ یہ ابھی چھوٹا ہی تھا کہ میں نے اس کی تربیت کی آج اس کی عمر سولہ سو سال سے زیادہ ہو گئی ہے لیکن اس نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ آپ چونکہ میرے مرشد کے خلیفہ ہیں اور وصال کے وقت مرشد ہم سب قبائل کو آپ کے سپرد کر گئے تھے لہٰذا اجازت دیں کہ اس کو سزا ملنی چاہیے اور اس کی قید کا حکم ملنا چاہیے۔

میں نے جب یہ صورت دیکھی کہ اب حاجی صاحب سخت جلال میں ہیں۔ میں اگر قید کا حکم نہ مانوں حاجی صاحب مان تو جائیں گے لیکن ایک کی قید سب کروڑوں جنات کے لئے نصیحت بن جائے گی۔ تو میں نے عرض کیا کہ حاجی صاحب جیسے آپ کا مشورہ ہو، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ بندہ نے اسی وقت اپنے محافظ جنات کو حکم دیا' انہوں نے اس شخص کو اسی وقت زنجیروں میں جکڑ کر ٹھٹھہ (حیدرآباد سندھ) میں مکلی قبرستان کی بڑی جیل میں پہنچا دیا۔

اس واقعے کے بعد عبدالسلام جن کے نکاح کی تقریب میں اچھی خاصی افسردگی ہوئی لیکن صحابی باباؒ نے احادیث اور تفسیر سنا کر محفل کو پھر گرما دیا کہ اگر ہم نے انصاف کے تقاضے چھوڑ دیئے تو انصاف کہاں سے لائیں گے۔ میں نے نکاح کا خطبہ پڑھا' ایجاب و قبول ہوا اور ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں۔ پھولوں کے ہار دولہا کے گلے میں لٹکائے' ستر سو من چھوہارے جن کا انتظام پہلے سے تھا وہ سب لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

قراقرم کی برف پوش چوٹیاں اور خصوصی سوپ

رات زیادہ ہوگئی تھی اور وہاں سردی بہت سخت تھی۔ ان لوگوں کو سردی تو نہیں لگ رہی تھی لیکن باوجود کپڑے اور گرم لباس کے مجھے بہت سردی لگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں میرے لئے ایک سوپ لایا گیا' حاجی صاحب کہنے لگے حضرت یہ میری اہلیہ نے آپ کیلئے خصوصی تیار کیا ہے۔ یہاں قراقرم کی چوٹیوں میں ایک چڑیا کی مانند پرندہ ہے جو کہ حلال ہے اور اتنا تیز رفتار ہوتا ہے کہ شاہین اس کا شکار اپنی ساری زندگی میں صرف ایک دن وہ بھی قدرتی طور پر کرسکتا ہے کیونکہ جب سورج گرہن ہوتا ہے تو اس وقت اس کی آنکھیں کچھ دیر کیلئے بند ہوجاتی ہیں اور یہ اڑ نہیں سکتا پھر یہ چھپ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر موت لکھی ہو تو پھر شاہین کی اگر نظر پڑ جائے تو اس کا شکار ممکن ہوسکتا ہے۔ اس کی خوراک سونے اور جواہرات کے ذرات ہیں اور یہ اسی پرندے کا سوپ ہے۔ یہ ایک گھونٹ آپ کی سردی کو فوراً ختم کردے گا اور اگر دوسرا گھونٹ پی لیں گے تو آپ کو کبھی سردی نہیں لگے گی حتیٰ کہ آپ کے علاقے کی سخت سردی میں بھی آپ کو گرمی لگے گی اور سخت سردی میں آپ صحن میں یا چھت پر بستر بچھا کر سوئیں گے اور گرمی میں پھر آپ کا کیا حال ہوگا؟ میں نے صرف ایک گھونٹ پیا واقعی دوسرے گھونٹ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ گرم ترین لباس میں مجھے پہلے سردی لگ رہی تھی اب گرمی لگنے لگ گئی۔

باورچی جن سے ملاقات اور ان کا تعارف

پھر جنات کے ایک بڑے بوڑھے باورچی سے صحابی باباؒ نے میری ملاقات کرائی۔ نہایت بوڑھے بزرگ تھے۔ صدیوں ان کی عمر تھی۔ آنکھوں کی بھنویں ڈھلک کر آگے کو آ گئی تھیں اور اس نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا تھا۔ اب وہ خود پکاتے نہیں بلکہ نگرانی کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں حاجی صاحب نے بتایا کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے بڑے بڑے اولیاء کرام رحمہم اللہ کے دستر خوانوں کی خدمت کی ہے۔ ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ فاتح شیبانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور والے' حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کراچی والے' اس طرح بے شمار نام پکارے کہ مجھے یاد نہیں۔ ان (باورچی بابا) کے جسم پر بڑے بڑے بال تھے' موٹے کپڑے کا پرانا ہلکے پیلے رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا۔

اولیا کرام رحمہم اللہ کی مرغوب غذائیں

میں نے اس بوڑھے باورچی جن سے سوال کیا کہ تمام اولیاء کی مرغوب غذا کیا چیزیں تھیں۔ فرمانے لگے ہر درویش کا اپنا ذوق تھا جیسے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہریسہ، تازہ انگور' دیسی گھی میں بنی چوری اور بعض دفعہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے بھی مزے لے لے کر کھاتے۔ حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ مجھے سورۂ رحمٰن کی آیت " فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ "کا ورد بتایا (واقعہ میں نے بھی کیا۔ جس طرح باورچی جن کو فائدہ ہوا مجھے بھی ہوا اور کئی بار ہوا۔ انہوں نے مجھے یہ عمل بخش دیا) کہ جب کبھی بے موسم کی چیز کھانے کو دل چاہے یا لمبا سفر مختصر کرنے کو دل چاہے' یا تم چاہو کہ میں اپنے بستر پر لیٹے لیٹے دنیا کے کسی ملک یا کسی شہر کی سیر کر لوں یا تم چاہو کہ کسی با کمال درویش جو اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہو اس کی ملاقات ہو

جائے یا اس سے باقاعدہ علم حاصل کروں تو بس یہ آیت "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" اس مخصوص طریقے سے پڑھو اسی وقت نظارے دیکھو۔ باورچی جن کہنے لگے یہ انہوں نے مجھے سالہا سال کی خدمت پر دیا تھا۔ انہیں ماش کی دال کالی مرچ اور بکری کے گوشت میں پکی بہت پسند تھی۔

باورچی جن کی کہانی خود اپنی زبانی

میں نے باورچی جن سے پوچھا اپنی زندگی کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ سنائیں۔ کہنے لگے بے شمار واقعات ہیں لیکن ان میں چند واقعات سناتا ہوں۔

کہنے لگے کہ ہمارے جنات کا اصول ہے یعنی نیک، صالح اور متقی جنات کا کہ جس گھر میں قیام ہوتا ہے اگر وہ گھر والے نیکی' قرآن' نماز' ذکر' صدقات' خیرات اور گھر میں نیک صالح لوگوں کو بلانا وغیرہ کی ترتیب پر قائم رہتے ہیں تو ہم ان کی معاونت کرتے ہیں۔ ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ہر کام میں مدد کرتے ہیں' ان کے دشمن کے وار کو خود روکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر جادو ہو جائے تو اس کو ختم کرتے ہیں۔ گھر والوں کو اطلاع کرتے ہیں۔ بعض اوقات خود ہماری نسل جنات سے ایسے شریر جنات کسی بچے کو دھکا' دیتے ہیں۔ جسے عام طور پر گھر والے گرنا اور چوٹ لگنا کہتے ہیں۔ ہم ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

باورچی جن نے اپنے ہاتھوں سے اپنی لٹکی بھنوؤں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہیں چھوڑ کر پتھر کا سہارا لے کر تسلی سے بیٹھے اور پھر بولے کہ چونکہ میرا اکثر وقت شہروں اور درویشوں کی خانقاہوں اور آستانوں پر گزرتا ہے موجودہ صدی کے ایک مشہور درویش (میں ان کا نام دانستہ نہیں لکھ رہا) کے گھریلو مزاج میں تقویٰ اور استغناء تھا' کسی قسم کا لالچ نہیں تھا۔ ہم اس درویش کی ہر طرح مدد کرتے حتیٰ کہ ایک بار کچھ شریر لوگ ان کی بہت نیک لیکن نہایت حسین بیٹی کیساتھ شرارت کا پروگرام بنا چکے تھے انہیں اس چیز کی خبر نہیں تھی' ہم نے

ان شریر لوگوں کے پروگرام کو ختم کرایا اور ان کے منصوبوں کو انہی پر پلٹ دیا اور صرف اس بزرگ کو خبر کی۔ اس طرح کے بیشمار معاملات میں ان کی مدد کرتے رہتے تھے۔

لیکن ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد پیر تو بن گئی لیکن وہ نیکی والی زندگی چھوڑ کر خالص دنیاداری میں پڑ گئے۔ پھر ہم نے خواب کے ذریعے انہیں اس بزرگ کی نسبت سے سمجھانے کی کوشش کی' کئی بار سائل یا درویش کے روپ میں، میں انہیں نصیحت کر آیا لیکن مریدین کی کثرت اور مال کی آمد نے انہیں آخرت سے غافل کر دیا۔

پھر ان کی عورتوں کے سر سے دوپٹے اتر گئے' پھر انہیں سزا یہ دی کہ ان کے گھر میں بے چینی' بیماری' پریشانی' ایک مشکل سے نکلیں دوسری میں پڑ جائیں' دوسری سے نکلیں تیسری میں پڑ جائیں' نفسیاتی الجھنیں (حالانکہ وہ نفسیاتی الجھنیں نہیں تھیں وہ سزا تھی) دورے' سر میں چکر' آپس میں نفرت' کدورتیں یہ سب کچھ بڑھتا چلا گیا۔ لیکن انہوں نے ڈاکٹروں کی طرف رخ کیا' رب کی طرف رخ نہ کیا۔

ویسے بھی جس طرح انسانوں میں نیک و بد ہوتے ہیں۔ ہمارے جنات میں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہاں بد زیادہ اور نیک کم ہیں کیونکہ جنات کی آبادی انسانوں سے کھربوں زیادہ ہے۔ اس لئے نیک بھی اربوں سے کم نہیں۔

تو ہمارے شریر جنات حسین اور خوبصورت لڑکیوں کی طرف اور وہ خوبصورت لڑکیاں جو خود ننگے بدن اور ننگے سر رہتی ہوں' ننگے بدن سے مراد یہ موجودہ فیشنی لباس' باورچی جن کی آواز میں ارتعاش شروع ہو گیا۔ جیسے وہ تھک گئے ہوں' میں نے انہیں عرض کیا کہ کچھ پانی پیش کر دوں' فرمانے لگے نہیں پانی نہیں چاہیے کیونکہ مجھے پیاس نہیں' مجھے تو انسانوں پر غصہ آ رہا ہے کہ وہ ہماری شرارت کے دروازے کیوں کھولتے ہیں' بند کیوں نہیں رکھتے اور آسمان کی طرف گھورتے ہوئے بولے اس پیر صاحب اور بزرگ کے گھر کو ہم نے جی بھر کے ستایا' شاید ان کی دین اسلام کی طرف واپسی ہو

جائے لیکن انہوں نے تدبیر اختیار کی کہ کسی طرح ان سے آفات ٹل جائیں وہ کیسے ٹل سکتی ہیں..... !ان آفات کی تو ہم دن رات خودنگرانی کررہے ہیں۔ ایک بار ہم نے ان کا بچہ اٹھا کر دیوار سے مار دیا۔ اس کا سر پھٹ گیا' اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔

ایک عامل نے کہا کہ تمہارے اوپر جادو ہے اور تمہارے گھر میں جنات ہیں۔ انہوں نے گھر میں حسب ترتیب سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کردی اور آیت الکرسی کا ورد اپنے مریدین کے ذریعے کرانا شروع کردیا۔ خود پھر بھی نہ کیا۔ یہ کلام شریروں کیلئے ہے' ہم کوئی بدمعاش' شریر یا شیطان تھے جو ہم پر اثر کرے' ہمیں غصہ آیا کہ یہ خود اعمال اور رب کی طرف کیوں نہیں آتے لیکن محسوس ہوتا تھا کہ ان کے دل پر زنگ کچھ زیادہ لگ گیا تھا۔ ان کے اندر کے پردے اور دروازے بند ہوگئے تھے۔ ان کے کان صرف موسیقی سنتے تھے۔ باقی آوازوں کیلئے بند ہوگئے تھے۔ باورچی جن نے پہلو بدلا اب غصے سے ان کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے اور آواز میں تلوار کی سی تیزی بڑھ گئی تھی۔

خصوصی لاہوتی سواری کی آمد

ادھر حاجی صاحب کے بیٹے عبدالسلام جن کی دلہن کی رخصتی کی تیاری ہورہی تھی۔ میں یہ سب منظر بھی دیکھ رہا تھا اور باورچی جن کی حیرت انگیز باتیں اور تجربات بھی سن رہا تھا۔ اسی دوران ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف سفید رنگ کا دھواں اور شور چھا گیا' میں چونک پڑا مجھے باورچی جن نے اپنے سینے سے لگالیا اور تسلی دی کہ کچھ نہیں یہ دراصل دولہا اور دلہن کیلئے لاہوتی سواری آئی ہے۔ یہ اس کی آمد کی آواز ہے کہ اس کی رفتار بجلی سے زیادہ تیز اور کڑک سے زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ یہ سواری صرف جنات کے سردار استعمال کرتے ہیں یہ سواری جنات کے علاوہ ایک اور عالم ہے اسکی بھی مخلوق ہے چونکہ سرداروں کے اس عالم سے رابطے ہوتے ہیں انہوں نے حاجی صاحب کے اعزاز میں یہ سواری بھیجی ہے یہ سواری اڑتی ہے۔

خصوصی لاہوتی سواری کی سیر

پھر حاجی صاحب مجھے لے گئے میں حیران ہو گیا اس کا منظر مجھے یاد آیا کہ جیسے کوئی بہت میلوں میں پھیلا ہوا کئی منزلہ ایک محل جس کی شکل تقریباً بحری جہاز سے ملتی جلتی تھی۔ ہر طرف اس کی روشنیاں اور قمقمے اور فانوس تھے۔ خوب چہل پہل تھی، وہ محل ہلکا ہلکا ایسے ہل رہا تھا جیسے بڑی کشتی پانی میں تیرتے ہوئے ہلتی ہے۔ حاجی صاحب مجھے کہنے لگے کہ اب ہم واپس بارات لے کر اسی لاہوتی محل میں جائینگے۔

عام لاہوتی سواریوں کی ہیئت، شکل وصورت

اس سے قبل ہم جن سواریوں پر آئے تو وہ سواریاں شروع سے اب تک دیکھ رہا ہوں اور تقریباً تمام بڑے جنات وہی سواریاں استعمال کرتے ہیں۔ ان کا کچھ حلیہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ گدھ نما بڑے جانور جو کسی بڑے ہوائی جہاز سے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ جن کے بڑے بڑے سینکڑوں پر ہوتے ہیں۔ ہر پر میں ایک گھر نما کمرہ ہوتا ہے اور ایک کمرے سے دوسرے کمرے کے درمیان راستہ ہوتا ہے۔ یہ گدھ چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی، لاہوتی سواری کی رفتار کا اندازہ آپ یوں لگا سکتے ہیں کہ آپ پاکستان کے کسی شہر یا میرے شہر سے مدینہ منورہ صرف 17 منٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ میرے حاجی صاحب اور صحابی بابا ؓ کے ساتھ اس پر سینکڑوں سفر جو کئی شہروں اور خصوصاً مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کے ہوئے ہیں، یہ سب سفر لاہوتی ہوتے ہیں۔

کملی والے ﷺ کا بلاوا....!

ابھی چند ماہ پہلے کی بات ہے میں رات کو دیر سے سویا کہ میرا بچہ کان کے درد سے روتا رہا، سنت کے درجے میں دوائی ڈالی، دم کیا اسے سکون ہوا، ابھی لیٹا ہی تھا کہ مجھے

چیل کی مخصوص آواز آئی یہ دراصل اطلاع ہوتی ہے حاجی صاحب کے تشریف لانے کی' میں اٹھا اور حیران ہوا اور پوچھا خیریت تو ہے کہ اچانک اتنی رات گئے تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ کملی والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو' مجھے اور صحابی باباؒ کو مدینہ حاضری کا حکم ہوا ہے' میں اٹھا وضو کیا' کپڑے بدلے' خوشبو لگائی اور میرے پاس ایک جوتا ہے جو خالص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی طرز کا بنا ہوا ہے وہ پہنا اور ان حضرات کے ساتھ چل پڑا۔ میرے سرہانے چھوٹا کلاک پڑا ہوتا ہے وہ بھول کر جلدی میں کسی طرح جیب میں دوسرے سامان کے ساتھ آ گیا۔ جب رات کے وقت میں حرمین شریفین کی طرف سلام پڑھنے کیلئے گیا تو مجھے 18 منٹ گھر سے نکلے ہوئے ہو گئے تھے تو وہاں میں نے کچھ دیر مراقبہ کیا' لازوال مناظر دیکھے' صلوٰۃ وسلام پڑھا پھر جنت البقیع کے قبرستان گئے' تقریباً پونے دو گھنٹے وہاں رہے' پھر ہم واپس آئے۔ گھر آ کر دو نفل پڑھ کر میں لیٹ گیا۔

درود شریف اور صحابی جن باباؒ کے ذاتی مشاہدات

ایک بار صحابی باباؒ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں اس وقت جب عباسی حکومت کا دور تھا' زیارت روضہ رسول ﷺ کرنے گیا جب وہاں پہنچا اس وقت مسجد نبوی شریف کے امام شیخ واسع شریف اللہ رحمہ اللہ تھے اور مسجد مٹی کی اینٹوں سے بنی تھی اور اس پر چھت تھی' اچھی اور خوبصورت بنائی گئی تھی۔ میں انسانی شکل میں شیخ واسع شریف اللہ رحمہ اللہ سے ہمیشہ ملاقات کرتا تھا۔ شیخ واسع لمبی عمر کے بڑے بزرگ اور وقت کے امام الحدیث و القران تھے۔ ان کی قرأت بہت خوبصورت تھی۔ ان کی آواز اتنی اونچی تھی کہ جمعہ کے دن مسجد نبوی ﷺ شریف میں گورنر مدینہ اور سارے عوام یعنی دیہاتوں کے بدو بھی جمعہ پڑھنے آتے لیکن شیخ واسع کو کبھی بھی مکبر کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ان کی صاحبت کا یہ عالم تھا کہ وہ دن رات

میں یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ 70 ہزار مرتبہ پڑھ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر وقت میں برکت عطا کی تھی۔

مذکورہ درود شریف کا کمال

صحابی باباؒ مزید فرمانے لگے کہ میں نے آنکھوں سے ان کی بے شمار کرامات دیکھی ہیں۔ ایک بار ایک شخص مسجد نبوی شریف ﷺ میں نماز پڑھنے آیا' بارش ہوئی چونکہ کمرے کے علاوہ باقی صحن اور ہر جگہ مٹی کا فرش تھا کیچڑ کی وجہ سے وہ پھسلا اور اس کی ران کے ساتھ کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی' ہڈی ٹوٹنے کی آواز کئی لوگوں نے سنی' پھر کیا تھا کہ اس کی پکار' چیخیں اور فریادیں تھیں۔ ہر شخص اس کو زمین سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کا توازن برقرار نہ رہ سکا۔ وہ کوشش کرتا لیکن پھر گر جاتا' شیخ واسع رحمہ اللہ کو اطلاع دی گئی' وہ عصا ٹیکتے اپنے حجرے سے باہر آئے اور میں نے ان کے ہونٹوں کو حرکت میں دیکھا' آتے ہی پھونکا' ہاتھ بڑھایا اور فرمانے لگے اللہ کے حکم سے اُٹھ' چلاتا ہوا شخص پل بھر میں تندرست ہو گیا اور شیخ کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا' چونکہ ہڈی ٹوٹ کر گوشت کو چیرتی ہوئی باہر نکل آئی تھی اور بہت سارا خون پھیل چکا تھا' صحابی بابا نے لمبا سانس لیا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ فرمانے لگے کہ میں نے دیکھا کہ زخم مل گیا اور ہڈی جڑ گئی اور وہ شخص بالکل تندرست چلنے لگا۔ صرف اس کے کپڑوں اور زمین پر خون لگا جسے بعد میں دھو دیا گیا۔

چونکہ شیخ واسع رحمہ اللہ مجھ سے محبت کرتے تھے میں نے پوچھا کہ شیخ یہ آپ نے کیا پڑھ کر پھونکا فرمانے لگے درود شریف بیٹھا پڑھ رہا تھا' چلانے اور چیخنے کی آواز آئی' بس وہی درود پڑھ کر پھونک دیا' اسکے پھونکتے ہی اس کی ہڈی اور گوشت جڑ گیا' زخم کا نشان تک نہ رہا۔ میں نے اس درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ کو جس کیلئے اور جس مقصد کیلئے پڑھ کر دم یا دعا کی ہے وہی مقصد پورا ہو گیا۔

دل اور جگر کا عارضہ ختم......!

شیخ واسع رحمہ اللہ نے مزید فرمایا کہ گورنر مدینہ عمار بن وھب کی بیوی قریب المرگ تھی معالجین نے اسے موت کا کہہ دیا تھا کہ اس کا جگر اور دل بالکل ختم ہو گیا ۔ایک رات جب میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر بیٹھا ہوا تھا اور صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا تھا تو گورنر میرے قدموں میں گر گیا کہ کوئی عمل یا دعا فرمائیں کہ میری بیوی صحت یاب ہو جائے۔ میں نے مکمرات درود شریف پڑھ کر یہ دعا کی اور گورنر کی بیوی 3 دن میں صحت یاب ہوگئی۔

سخت قحط سالی اور شدید خشک سالی کا خاتمہ

شیخ واسع رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ ایک بار تمام مدینہ منورہ شہر کے کنویں پانی سے خشک ہو گئے' سخت قحط سالی کہ بارش بھی نہیں ہو رہی تھی' ہر طرف موت' ویرانی اور خشک سالی تھی' افراتفری یہاں تک پہنچی کہ جانور اور انسان مرنے لگے۔لوگ میرے پاس آئے کہ دعا فرمائیں' میں روضہ اطہر پر گیا اور جا کر دعا کی' جب واپس آیا تو ہر کنواں پانی سے لبریز اور خوب بارش ہوئی۔سب کچھ اس درود شریف کی برکت سے ہوا۔

صحابی باباؓ فرمانے لگے وہ قحط اور خشک سالی مجھے یاد ہے اور واقعی میں خود موجود تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے شیخ واسع رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی۔انہوں نے روضہ اطہر پر یہ درود شریف ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ'' پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

ہاتف غیبی کا محمود غزنوی کے دشمنوں کو قتل کرنا

صحابی باباؓ نے فرمایا کہ اس درود شریف کے خود میرے بے شمار تجربات ہیں۔ایک واقعہ سنایا کہ جب محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا اس وقت میں اس شخص کے ساتھ تھا کیونکہ وہ بادشاہ کم درویش زیادہ تھا وہ ہر وقت اپنے مرشد شیخ ابوالحسن خرقانی

رحمہ اللہ کا یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ پڑھتا رہتا تھا' روزانہ ہزاروں کی تعداد میں اس کا یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ پڑھا جاتا تھا۔ ایک بار ایک کافر نے نقب لگا کر اور غزنوی کے نگہبانوں سے پوشیدہ ہو کر اس کو قتل کرنا چاہا لیکن اس کے کمرے سے دور ہی وہ 3 آدمی قتل ہو گئے۔ جب ان کی لاشیں دیکھیں تو ان کے ساتھ ایک پرچہ پڑا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم اس درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ کے خادم اور غلام ہیں۔ جو اس درود شریف سے محبت کریگا ہم اس کی حفاظت کرینگے اور اس کے دشمن سے خود مقابلہ کرینگے۔ محمود غزنوی نے اس درود شریف کی برکت سے ہر جگہ فتح پائی۔

پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی ملاقات

ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ حاجی صاحب اور ان کا بیٹا عبدالسلام اور باورچی بوڑھا جن اچانک آ گئے' ملاقات ہونے پر خوش ہو گئے' حاجی صاحب اپنے ساتھ غزنی کے جنگلات کے خشک میوے بھی لائے۔ کہنے لگے ہم حضرت علی ہجویری المعروف داتا صاحب لاہور والے کے پیدائشی گھر گئے تو ہمیں وہاں کے جنات جنہوں نے بچپن میں حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کے ساتھ وقت گزارا' انہوں نے میوے دیئے ہم نے سوچا ہم بھی آپ کی محفل میں شریک ہو جائیں۔ ہم سب نے اکٹھے وہ میوے کھائے۔ صحابی باباؓ کی محبت پر حیرانی ہوئی کہ وہ چن چن کر میوے مجھے دیئے جا رہے تھے اور زیادہ کھانے پر اصرار کر رہے تھے۔

اسی دوران حاجی صاحب فرمانے لگے کیوں نہ ہم خود حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی روح کو بلالیں۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی روح حاضر ہو گئی ایک سفید ہلکی پیلی روشنی پھیل گئی اور خاص قسم کی خوشبو (یہ روشنی اور خوشبو اس وقت آتی

ہے جب حضرت ہجویری رحمہ اللہ تشریف لاتے ہیں اور میں عرصہ دراز سے اس خوشبو اور نورانی روشنی سے واقف ہوں) ہر سو بکھر گئی' گفتگو پھر درود شریف کی برکات پر شروع ہوگئی۔ میوہ جات جو شاید میں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی نہیں دیکھے اور کھائے اور نہ سنے جو کہ واقعی لذیذ اور نہایت ہی خوشبودار' خوش ذائقہ تھے۔ ہم یہ میوہ جات بھی کھا رہے تھے اور درود شریف کے واقعات بھی بیان کر رہے تھے۔

درود شریف پر باورچی جن کے مشاہدات

باورچی جن نے اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کی بھنویں اٹھائیں اور بولے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں جوان تھا تو مجھے ایک درویش جن نے جو کہ بہت بوڑھے تھے مجھے اس درود شریف کی بالکل انہی الفاظ سے شناسائی دی تھی اور میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھوڑا پڑھا لیکن اس کے پڑھتے ہی اس کی جو برکات مجھ پر کھلیں میں خود حیران ہو گیا۔ ایک بار میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا کوئی روزگار بھی نہ لگا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا میں کسی انسان کی کوئی چیز چرالوں یا کسی انسان کی جیب سے رقم یا کوئی قیمتی چیز لے لوں لیکن پھر خیال ہوا کہ کیوں نہ یہ درود شریف یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ پڑھوں۔ میں نے بکثرت یہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنی طاقت' توجہ' دھیان کہ مجھے پسند آ گیا اور جن ہونے کی وجہ سے میرے بدن سے شعلے نکلنا شروع ہو گئے۔ بس جب شعلے نکلے تو اللہ تعالیٰ کی ایسی نقد مدد آئی کہ خود میری عقل حیران تھی کہ مجھے پہلی دفعہ اپنی جوانی میں اس کا احساس ہوا کہ درود شریف میں ایسا کمال' ایسی برکات اور ایسے ثمرات ہیں آج تک میں نے اس درود شریف کو نہیں چھوڑا۔

نیشاپور کا پریشان حال صالح مسلمان

باورچی جن نے ایک واقعہ اور سنایا کہ نیشاپور میں ایک صالح مسلمان کو پریشان

حال دیکھا۔عیال دار بچے بہت زیادہ تھے' روزگار کی کمی پھر ایک شریر اور شیطان جن نے اس کے گھر کے حالات اور بگاڑے ہوئے تھے۔ میں ایک سائل بن کر اس کے دروازے پر گیا۔صدا لگائی' اس نے مجھے جو گھر میں چند کھجوریں اور آدھا درہم پڑا تھا وہ دیا میں نے اسے نصیحت کی کہ دن رات یہ درود شریف اور انہیں الفاظ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھو بلکہ سارا گھر پڑھے۔ تجھے اللہ تعالیٰ بہت رزق' عزت اور کمال عطا فرمائے گا۔وہ رو پڑے کہ اتنا بھی نہیں کہ گھر میں کچھ کھا سکیں' ہمارے بڑے بزرگ اور درویش تھے لیکن یہ حالات ہم پر آ پڑے ہیں' کسی سے اظہار خیال نہیں کر سکتے۔ میں نے وہ آدھا درہم اور کھجور واپس کر دیئے اور کہا کہ میں تو آپ خدمت کیلئے آیا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے ان کے گھر کے اندر رزق اور نعمتوں کی وہ وسعت دیکھی جو کمال سے باہر ہے۔

مذکورہ درود شریف اور سورۂ بقرہ کا خاص عمل

پھر باورچی جن سانس لینے کیلئے رکے تو عبدالسلام نے بتایا کہ مجھے عبداللطیف جن (اور اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے والد حاجی صاحب کی طرف دیکھا) انہوں نے فرمایا ہاں میں اسے جانتا ہوں تو عبدالسلام نے بتایا کہ اگر کسی صالح درویش کی قبر پر جائیں اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع اور اس کی پائنتی سورہ بقرہ کا آخری رکوع' پھر اس قبر کے دائیں بیٹھ کر یہ درود شریف نہایت کثرت سے پڑھیں تو وہاں سے انسان بہت کچھ نورانیت' کمالات بلکہ بہت کچھ لے کر (حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا ہے) اٹھتا ہے۔

کشف القبور سے ملا ایک حیرت انگیز عمل

بندہ لاہوتی پراسراری بتاتا چلے کہ میں نے بھی یہ عمل (درود شریف اور سورۂ بقرہ کے اول و آخر رکوع والا) کئی دفعہ آزمایا' ایک بار ایک قبرستان میں جا رہا تھا وہ قبرستان

لاہور کا میانی صاحب ہے۔ وہاں ایک قدیم قبر پر یہ عمل کیا تو صاحب قبر نے کشف میں بتایا کہ اگر میاں بیوی کی نفرت ہو یا گھر میں جھگڑے ہوں یا آپس میں نفرت ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ بجھانے والا عمل قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ عشاء کی دوسنتیں پڑھ کر یہ آیت 41 بار پڑھیں۔ پھر وتر پڑھیں۔ اول آخر درود شریف 7 بار پڑھیں۔ 40 دن ایسا کریں ناغہ نہ کریں۔ (قارئین اس عمل اور درود شریف کی اجازت علامہ لاہوتی پراسراری سے ضرور لیں تب فائدہ اور با کمال نفع ہوگا) پھر اس کا کمال دیکھئے' ناغہ کرنے والے کو فائدہ نہ ہوگا یا پھر کم ہوگا۔ میں نے یہ عمل پھر کئی لوگوں کو بتایا' کئی جنات کو بتایا بلکہ کئی جنات نے تو یہاں تک بتایا کہ اس عمل سے ہمارے شریر جنات کا جادو اور حملہ نہیں چلتا۔ کئی گھرانے جو اجڑنے کے قریب ہو گئے تھے یا کئی لوگ جن کو غصہ زیادہ آتا تھا یا جن کا بلڈ پریشر ہائی ہوتا تھا۔ انہوں نے 40 دن' 90 دن یا 120 دن آزمایا اور اس کا فائدہ ہوا۔

اسلام آباد کا ایک سابقہ وفاقی وزیر کہنے لگا کہ علامہ صاحب مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کوئی اس طرح کا عمل کیا ہو لیکن یہ کیا اور اس کا واضح کمال کہ میں سب ادویات چھوڑ چکا ہوں اور آج بالکل تندرست ہوں۔

یہ باتیں میری ہیں' اب پھر میں آپ کو جنات کی محفل میں لے چلتا ہوں' جہاں ہم سب میوے کھا رہے تھے اور درود شریف کی برکات بیان کر رہے تھے۔

حاجی صاحب ''جن'' کا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ

حاجی صاحب نے اپنا تجربہ درود شریف کا بیان کیا کہ ایک بار میں دوران سفر جبکہ ان دنوں میں کپڑے کا کام کرتا تھا ایک بار ایسا ہوا میرے 530 تھان کپڑے کے پڑے تھے۔ ان کو دیمک لگ گئی' میں پریشان ہوا کہ لاکھوں کا نقصان ہو گیا' یکا یک میرے دل میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ درود شریف پڑھا جائے۔ الحمدللہ میں روزانہ

70 ہزار درود شریف پڑھ لیتا ہوں۔ میں نے اور میرے گھر والوں نے بھی درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ صرف چند ہی دنوں میں ایک گاہک آیا میں نے اس کے ساتھ کپڑے کا سودا کیا لیکن پہلے بتا دیا کہ اس کو دیمک لگ گئی ہے اس نے مال دیکھنا چاہا جب مال دیکھا تو وہ تو بالکل درست اور پہلے سے زیادہ خوبصورت اور شاندار تھا میں حیران ہوا اور درود شریف کے کمالات پر عش عش کر اٹھا۔

صحابی جن بابا اور حاجی صاحب کی حاضری کے علامات

اکثر راتوں کو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی میرے چہرے اور جسم پر پھول پھیر رہا ہے پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے یہ سالہا سال سے آزمائی ہوئی اس بات کی علامت ہے کہ اب صحابی بابا اور حاجی صاحب کی آمد ہے واضح کرتا جاؤں ان کی حاضری کے کئی انداز ہیں لیکن یہ انداز بھی کبھی ہوجاتا ہے ایک انداز یہ بھی ہے کہ مجھے چیل کی آواز آتی ہے یا کبھی غرارنے کی آواز جیسے کوئی چیتا یا شیر غرار رہا ہو۔

رزق حلال اور سورۂ اخلاص کے ورد کی برکات

ایک بار میرے جنات دوست میرے پاس بیٹھے مجھے غیاث الدین بلبن مغل بادشاہ کے چشم دید واقعات سنا رہے تھے کہ وہ رعایا کے ساتھ کیسا تھا اور اس کے دن رات کیسے تھے کہنے لگے انکے دور میں ایک بزرگ تھے جن کا نام بھی غیاث الدین افرادی تھا بہت صاحب کمال پہنچے ہوئے بزرگ تھے بادشاہ ان کے پاس بھی جا کر رات گزارتا۔ کبھی دن میں چھپ چھپا کر جاتا جب بھی جاتا اسے بڑی ہستیوں کا دیدار ضرور ہوتا ایک بار بادشاہ نے پوچھا کہ مجھے دیدار کیوں ہوتا ہے یہ چیز محل میں نہیں ہوتی تو بادشاہ کو افرادی بزرگ نے بتایا دراصل ہم رزق حلال دیتے ہیں اور سارا دن سورۂ اخلاص کا ورد کرتے ہیں فرمایا جو سورۂ اخلاص کا بے شمار ورد روزانہ ہزاروں کی تعداد میں کرتا ہے تو دو سال کے بعد اس کے پاس شاہ جنات نیک صالح جنات کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں۔ جو اسکے

ساتھ بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں اور اس کے ہر کام میں اس کی خدمت کرتے ہیں حتی کہ دن رات اس کی غلامی کرتے ہیں۔

مکلی قبرستان کی یخ بستہ راتوں میں سورۂ اخلاص کا چلہ

خود میرے ساتھ ایسا ہوا کہ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے میری ڈیوٹی لگائی کہ میں ٹھٹھہ کے قبرستان مکلی میں سورۂ اخلاص مع تسمیہ طویل دنوں کے لیے بہت بڑی مقدار اور بہت قلیل خوراک کے ساتھ دن رات پڑھوں چونکہ ان کی اجازت تھی پھر دعا اور توجہ تھی تو یہ عمل میں نے کیا اور خوب محنت و دھیان اور یکسوئی سے کیا دوران عمل مجھے حیرت انگیز واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔

کمبل میں کنڈلی مار کر بیٹھا سانپ

جب میں سورۂ اخلاص کا عمل کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ کمبل جو کہ میں نے سخت سردی کی وجہ سے اوڑھی ہوئی تھی اسمیں کچھ سرسراہٹ اور حرکت محسوس کی۔ میں نے کمبل کا کونہ اٹھایا تو ایک سانپ بہت بڑا کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا میں نے اُٹھ کر اسے جھاڑا وہ بھاگ گیا میں پھر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد پھر اس طرح دوسرے کونے میں سانپ کی حرکت محسوس ہوئی اب میں اٹھا نہیں بلکہ اپنے عمل کی توجہ کو سلطان الاذکار کی شکل میں لا کر اس کی طرف توجہ کی واقعی محسوس ہوا کہ اثر شروع ہو گیا ہے۔ چند منٹ ایسا کیا ہی تھا کہ پھر دیکھا کہ ایک جلی ہوئی رسی اور اسکی راکھ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے وہ راکھ جھاڑ دی۔

سردی سے ٹھٹھرتا کتے کا پلا

پھر ایک بار عمل کر رہا تھا کہ چھوٹا سا کتے کا بچہ سردی سے ٹھٹھراتا ہوا اور کوں کوں کرتا ہوا میری موٹی کمبل میں گھس گیا میں نے اس کو کمبل میں جگہ دے دی تھوڑی دیر تو وہ کوں کوں کرتا رہا پھر وہ پُر سکون ہو گیا۔ جیسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی سردی ختم ہو گئی ہو

پھر میں نے اسے سوتے ہوئے پایا اور پُرسکون پایا اب روزانہ اس کا معمول ہو گیا حتیٰ کہ چند دنوں کے بعد میں اسکا منتظر رہنے لگا چونکہ میرے عمل میں بقیہ 23 دن رہتے تھے اور آخری دن تک وہ کتے کا بچہ میرے پاس آتا رہا۔

وہ کتا بڑھتا بڑھتا اونٹ کے برابر ہو گیا

میں عشاء کی نماز کے بعد بیٹھتا اور تہجد پڑھ کر عمل ختم کرتا اب اس ویران میلوں میں پھیلے قبرستان میں جہاں ہر طرف ہُو کا عالم تھا بالکل سناٹا ویرانی خاموشی خوف وہراس اور ہر طرف جنات کا راج لیکن اب وہ کتے کا بچہ میرا ساتھی بن گیا آخری دن جس دن وہ عمل ختم ہونا تھا وہ آیا اور حسب معمول میری کمبل میں گھس گیا میں اپنا عمل کرتا اور پڑھتا رہا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکلا اور میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور رفتہ رفتہ وہ بڑا ہونا شروع ہو گیا اتنا بڑا کہ اونٹ کے برابر نظر آنا شروع ہو گیا ادھر میرا عمل ختم ہوا۔

کتے نے کرائی ملکی کی سیر

اونٹ کی مثل کتا بولا کہ میرے اوپر بیٹھو میں اس کے اوپر بیٹھ گیا وہ مجھے لے کر چلتا گیا حتیٰ کہ سارے قبرستان کی سیر کرائی جگہ جگہ جنات کے لشکر دیکھے کئی جیلیں دیکھیں جن میں سرکش اور ڈاکو، چور، لٹیرے اور بدکار جنات کو سزائیں دی جا رہی تھیں۔ جنات کے بچے کھیل رہے تھے کوئی کھانا پکا کر بانٹ رہا تھا تو کوئی کسی اور مشغلہ میں مصروف تھا۔ اس نے ایک خاص قسم کا چھوٹا بھنا ہوا گوشت تھا مجھے بھی دیا اور کہا کہ یہ حلال ہے۔ میں نے کھایا واقعی لذیذ اور بہت ذائقہ دار تھا۔

دوران سفر ایک حیران کن تجربہ

ایک جگہ ہم گزرے تو جنات میاں بیوی کا جھگڑا ہو رہا تھا میرے مرشد رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بتایا تھا کہ جب بھی کسی کا جھگڑا ہوتے ہوئے دیکھو تو پڑھو " وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا" میں نے وہ پڑھا اور سانس روک کر پڑھا اور جب سانس ٹوٹنے

لگا تو وہ پھونک ماری بس ایک دم ان کا جھگڑا ختم ہو گیا کیونکہ اس جھگڑے کو کئی لوگ ختم کرانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ختم نہیں کرا سکے تھے اس لیے ایک شخص درمیانی عمر کا میری طرف متوجہ ہوا (لوگوں سے مراد جنات پڑوسی) اور کہا کہ تو نے کیا پڑھا ہے میں نے کہا کہ یہ آیت کہا کہ مجھے بھی اجازت دے دیں۔ میں نے کہا کہ نامعلوم تو اس کو غلط استعمال کر لے یا درست کیونکہ اس آیت کے اور بے شمار فوائد ہیں۔ کہنے لگا: میں بالکل درست استعمال کروں گا بلکہ اس کے بدلے میں آپ کو ایک اور عمل دوں گا جس کا آپ کو انوکھا فائدہ ہوگا کہ جس کی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں یا بے اولاد ہو وہ یہ عمل کرے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا اور بے اولاد کبھی محروم نہیں رہے گا اور اگر کسی کی شادی نہ ہو رہی ہو وہ یہ عمل کرے تو اس کی شادی ہو جائے گی اور بھی اسکے فوائد بتائے مسلمان تھے کہنے لگے میں نے بڑے بڑے علماء، صلحاء اور بزرگان کی خدمت کی ہے۔ ہرات افغانستان کے جید علماء بغداد کے بزرگان، اوچ شریف کے بزرگان، سندھ کے بزرگان، دہلی کے فقراء، مدینہ کے محدث بزرگوں کی بھرپور خدمت کی ہے اور ان سے لازوال موتی لیے ہیں۔ اس عمل کے بدلے وہ موتی آپ کو دوں گا کیونکہ بہت عرصے سے ان کا جھگڑا ہو رہا تھا اور وہ کہنے لگا ہمارے ہاں جھگڑا جب ہوتا ہے تو اسکی آگ ہر جگہ پھیل جاتی ہے۔

میں چونکہ ان کا پڑوسی ہوں اور خود میری عبادت اور مراقبے میں خلل ہوتا ہے میں نے اپنے عمل اور طریقے کئی آزمائے لیکن میں ناکام رہا آپ کے طریقے نے ان کا جھگڑا ختم کر دیا ہے اور نفرت کی آگ محبت میں بدل گئی ہے لہٰذا یہ عمل لینے کے لیے آپ کو سارے عمل جو میں نے صدیوں کی محنت سے حاصل کیے ہیں وہ دینے کو تیار ہوں۔

وہ کتا کون تھا......؟

اتنی دیر میں وہ اونٹ نما کتا جس پر میں سوار تھا بولا ہاں ضرور دیں میں نے پوچھا تم کون ہو کہنے لگا میں لاہوت کے عالم کی ایک مخلوق ہوں نہ انسان نہ جن ہوں سورۂ

اخلاص کا عامل ہوں اب تک تمہاری دنیا کے حساب کے مطابق میں نے 673 ارب سورۂ اخلاص پڑھ لی ہے۔ پھر وہ سورۂ اخلاص کے جو فوائد اور فضائل بتانے لگے میں خود حیران ہو گیا پھر کہا کہ میں اب سدا تمہارا خادم ہوں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گا۔ واقعی وہ ابھی تک میرا دوست ہے۔

عامل جن کے جواہرات اور انمول ہیرے

آخر کار میں نے اسے جھگڑا ختم کرنے والی آیت کی اجازت دیدی وہ بہت خوش ہوئے میرا ماتھا چوم لیا پھر وہ جواہر اور انمول ہیرے جو ان کے پاس تھے مجھے دینا شروع کیے۔ یقین جانیے جن چیزوں کو آج تک میں نے معمولی سمجھا تھا وہی میرے لیے قابل قدر بن گئیں میں سنتا جا رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا بہت دیر تک وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے مجھ سے دوستی کا عہد کیا اور ایک لفظ دیا کہ جب بھی آپ یہ لفظ سانس روک کر پڑھیں گے میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔ آج تک جب بھی ان کی ضرورت پڑی ہے میں نے وہی لفظ سانس روک کر صرف چند بار کہا تو وہ عامل جن میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

سندھی آدمی کی شکل وصورت اور سندھی آدمی کے لباس اور لہجے میں آتے ہیں وہ کام جو ناممکن ہو کلام الٰہی سے منٹوں میں سلجھا دیتے ہیں میں عامل جن کو بار بار تکلیف نہیں دیتا لیکن اس باکمال شخصیت کو یاد ضرور کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک سابقہ حکمران آئے کہ میرا فلاں کام کرا دیں میں نے اس عامل جن کو بلایا اور ان کا کام کرا دیا اب وہ حکمران فوت ہو گئے ہیں۔

عجیب وغریب کمالات کا حامل پتھر

جب میں عامل جن سے اجازت لے کر رخصت ہونے لگا تو انہوں نے مجھے ایک پتھر دیا جو چکنا، چھوٹا سا پتھر تھا بظاہر عام سا لیکن اس کے فوائد مجھے بتائے کہ آپ جب

بھی اس کو زبان لگائیں گے تو یہ پھل، کھانے یا ڈش کا ذائقہ دے گا اور اسی پھل یا ڈش سے پیٹ بھرے گا اور اس کے ذائقے کا ڈکار آئے گا میں نے سینکڑوں بار اس پتھر کو آزمایا واقعی مفید پایا آج تک وہ پتھر میرے پاس ہے۔ ایک بار ایک غریب آدمی حج پر جا رہا تھا اسے میں نے غائب ہونے والی آیت بتائی کہ وہ بغیر رقم کے چلا گیا اور پتھر دیا 82 دن وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہا اور یہی پتھر اس کی خوراک کی ساری ضروریات پوری کرتا رہا۔

تن کا غریب مگر من کا مالدار گھرانہ

اب سنیے اس جھگڑے والے خاندان کی کہانی!

میں بس یہ پتھر لے کر رخصت ہوا تو تھوڑے فاصلے پر وہ جھگڑے والا خاندان میرے تعاقب میں آیا کہنے لگا مجھے اس عامل جن نے بتایا کہ آپ نے ہمارا جھگڑا ختم کرایا اب ہم میاں بیوی بے شمار بچوں سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ہم غریب ہیں اور تو خدمت کر نہیں سکتے آپ جب بھی ٹھٹھہ کے مکلی کے قبرستان آئیں ہمارے گھر سے کھانا کھایا کریں۔ میں نے ان سے کئی بار کھانا کھایا حلال اور طبیب کھانا ہوتا ہے اور خوب لذیذ ہوتا ہے۔ جب بھی جاتا ہوں ضرور کھاتا ہوں سالہا سال سے وہ خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ایک نیا عالم ایک نیا جہاں

وہ کتا نما اونٹ جب سارے قبرستان کی سیر کرا چکا اور قدرت کے عجائبات دیکھا چکا تو اب اس نے اڑنا شروع کر دیا، اُڑتے اُڑتے ایک بہت بڑی غار میں گیا اب اس کی شکل ابابیل کی طرح ہوگئی اور اندھیرے غار میں اُڑتے اُڑتے بہت دیر کے بعد ایک نیا جہاں اور نیا عالم آ گیا وہ ایسا عالم تھا کہ میں اس عالم کو الفاظ کے نقشے میں بیان نہیں کر سکتا وہ انسان نہیں تھے وہاں جنات نہیں تھے بس کوئی اور مخلوق تھی جسے میں کبھی نہیں جانتا تھا۔

اس عالم کی ہر شے انوکھی، ہر چیز نرالی اور میں اپنے الفاظ میں اُسے سائنسی کہوں گا کہ یہاں جدید سے جدید سائنس بھی اس کے آگے ناکام اور بے حیثیت تھی۔ ہر چیز خودکار، ہر چیز لاجواب، نفرت جھگڑے اور ناچاقی نام کی چیز اس معاشرے میں نہیں تھی، کیسا معاشرہ، عالم اور دنیا تھی بس میرے پاس الفاظ نہیں میں بہت دیر وہاں رہا اور اس قدرت کے انوکھے نظام کو دیکھتا رہا وہاں ان کے خاندان کے بے شمار اور لوگ ملے۔ میں لوگ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں انہیں انسان تو کہہ نہیں سکتا کہ وہ اس عالم کے لوگ نہیں۔

سورۂ اخلاص کی برکات وثمرات

ان (انوکھی مخلوق) میں سے ایک شخص کہنے لگا آپ نے کبھی اڑن طشتریوں کا نام سنا ہے میں نے کہا ہاں اخبارات اور کتابوں میں ضرور پڑھا، کہنے لگا وہ ہمارا جہان ہے اور اس جہان سے بعض اوقات ہم تمہارے جہان میں کبھی کبھی آتے ہیں اور بغیر نظر آئے تو ہم سارے تمہارے جہان میں آتے ہیں چونکہ ملکی میں ہمارا آنا جانا بہت زیادہ ہے تو میں نے آپ کو بہت خلوص اور نور سے سورۂ اخلاص مع تسمیہ پڑھتے دیکھا تو مجھے اچھا لگا ہم نے کتے کے بچے کی شکل میں اپنا خاص آدمی بھیجا تم نے اس سے محبت کی اسے پیار دیا اسے سکون دیا، اس کا احترام کیا اگر تم اسے دھتکار دیتے تو آج اس عالم میں کبھی نہ ہوتے پھر ہم راضی ہو گئے اور آج آپ یہاں ہیں کہنے لگے اس سے قبل ہم آپ کی دنیا کے بے شمار لوگوں کو یہاں لائے ہیں پھر ان کے نام گنوائے جب وہ علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر آئے تو میں نے تصدیق کی واقعی میں نے ان کے یہ حالات کچھ پڑھے ہیں۔ کہا انسانوں کے عالم کا جو شخص بھی سورۂ اخلاص مع تسمیہ لاکھوں کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں پڑھتا ہے ایک نہ ایک دن ہم اسے اپنے عالم کی سیر ضرور کراتے ہیں ہاں اس کی پشت پر کوئی باکمال ضرور ہو۔

الحمدللہ رب العالمین کی تفسیر

میں عالم حیرت میں یہ باتیں سن رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا کہ یاالٰہی آپ نے سورۃ فاتحہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فرمایا، عالم نہیں فرمایا۔ واقعی ہمارے عالم سے ہٹ کر دوسرے عالم بھی ہیں جن کا ہمیں علم بھی نہیں۔ ان میں ایک جوان کہنے لگا آپ کی سائنس کی ترقی اگر ارب سال مزید ہو تو بھی ہماری ترقی سے آگے نہیں نکل سکتی پھر انہوں نے اپنی ترقی کے وہ کرشمات دکھائے جو میری آنکھ نے نہ کبھی دیکھے نہ کانوں نے کبھی سنے، نہ کبھی ذہن نے سوچا۔ بس وہ عالم حیرت ہی تھا جو الفاظ کیا احساسات سے بھی بالاتر تھا۔

احمد علی لاہوری کی قبر پر مراقبہ

قارئین پچھلی اقساط میں باورچی جن بابا کا تذکرہ آپ نے پڑھا' جنہوں نے عبدالسلام جن کی شادی میں تمام باراتیوں کو لذیذ کھانے کھلائے یہ اسی نومبر کا واقعہ ہے جمعہ کا دن تھا میں فاتحہ کیلئے اتباع سنت میں قبرستان گیا' جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک سفید ریش بوڑھا شخص حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بیٹھا رو رہا ہے چونکہ میں اکثر فاتحہ کیلئے جاتا رہتا ہوں میں بھی ساتھ جا کر بیٹھ گیا میں نے مراقبہ کیا تو محسوس ہوا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر میں موجود نہیں اور وہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔

حوادث، مشکلات اور پریشانیوں سے چھٹکارا

بس تھوڑی ہی دیر میں حضرت لاہوری تشریف لے آئے میں نے سلام عرض کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں بہت روحانی فیوض و برکات عطاء ہوئے' دل کی بہت سی باتیں ایسی تھیں جو میں نے ان کی خدمت عرض کرنی تھیں وہ عرض کیں۔ حضرت لاہوری نے ایک بات جو خاص طور پر زور دے کر فرمائی وہ یہ کہ سارے عالم میں حوادث' واقعات' مشکلات اور پریشانیاں روز بروز بڑھتی چلی جائیں

گی۔ بے سکونی حد سے زیادہ بڑھے گی' بے چینی گماں سے بھی زیادہ لمبی ہو جائے گی' مال نہیں ملے گا' چیزیں نہیں ملیں گی پھر مال ہوگا تو چیزیں نہیں ہوں گی' گھر گھر لڑائی جھگڑے اور مایوسی اتنی بڑھ جائے گی کہ زندگی سے موت کو ترجیح دی جائے گی' میں نے حضرت لاہوری سے عرض کیا آخر اس کا کوئی حل بھی ہوگا۔ ٹھنڈی سانس لیکر فرمانے لگے صرف 3 چیزیں 1۔ فجر کی سخت پابندی اور اہتمام کے ساتھ ساتھ بقیہ نمازوں کی بھی پابندی 2۔ آیت کریمہ اور استغفار کا کثرت سے پڑھنا' 3۔ آنکھوں کی احتیاط یعنی گناہوں سے بچنا۔

وہ بابا جی دراصل باورچی جن تھے

میں بیٹھا حضرت لاہوری کی باتیں سن رہا تھا۔ میرے ساتھ بیٹھے بابا جی مسلسل رو رہے تھے تو اسی دوران میں نے حضرت لاہوری سے پوچھا کہ یہ میرے ساتھ بیٹھے بابا جی کون ہیں جو مسلسل رو رہے ہیں۔ حضرت لاہوری فرمانے لگے خود ہی تعارف کراتے ہو اور خود ہی لاتعلق ہو جاتے ہو' میں حیران ہوا تو فرمانے لگے۔ عبدالسلام کی شادی یاد ہے اور عبدالسلام کی شادی میں جو بوڑھے باورچی جن تھے وہ یہی تھے۔ یہ اس وقت انسانی شکل میں میرے پاس ملاقات کیلئے آئے بیٹھے ہیں' جب میں عالم دنیا میں تھا تو اس وقت یہ اور ان کی نسلیں میرے پاس بہت زیادہ آیا کرتی تھیں' اچھے اور مخلص جن ہیں۔

نیک صالح جنات کی خوشی کیسے حاصل ہو؟

میں نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت میرے پاس جنات بہت زیادہ آتے ہیں کروڑوں سے زیادہ جنات میرے ہم نشین اور میرے ساتھی ہیں کونسی ایسی چیز میں اختیار کروں جس سے یہ خوش ہوں اور ان کی محبت اور زیادہ بڑھ جائے تو فرمانے لگے بس ایک چیز جس کو یہ بہت زیادہ پسند کرتے ہیں وہ خوشبو' کچا گوشت' چاولوں کو ابالتے ہوئے جو خوشبو اٹھتی ہے یا پھر جانور کو ذبح کرتے ہوئے جو پہلا خون نکلتا ہے یہ چیزیں

ان کو بہت پسند ہیں۔ میں نے مزید سوال کیا کہ کوئی اور چیز فرمائیں تو فرمانے لگے ان میں سے ہر جن اگر وہ نیک اور صالح ہے تو وہ ان چیزوں کو ضرور پسند کرے گا اور اگر وہ شریر جنات ہیں تو پھر ان کو گوبر' کوئلہ جلی ہوئی لکڑی' نیم سوختہ بچوں کی چیخ و پکار' عورتوں کے آپس میں جھگڑے' میاں اور بیوی کے جھگڑے' مردار جانور کا خون' خنزیر اور کتے بہت زیادہ پسندیدہ ہیں۔

صالح روحوں کے ساتھ صالح جنات کے لشکر

میں نے حضرت لاہوری سے ایک اور سوال کیا کہ حضرت میرے پاس روحیں مختلف شکلوں میں بہت زیادہ تشریف لاتی ہیں یا میں ان کے پاس حاضر ہوتا ہوں ایک انوکھی چیز جو میں نے اکثر دیکھی ہے کہ جب وہ تشریف لاتے ہیں تو ان کے ساتھ صالح جنات کے لشکر ضرور ہوتے ہیں ابھی پچھلے دنوں میری ملاقات حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ان کی ملاقات سے مجھے بہت زیادہ روحانی اور نورانی استفادہ ہوا یہ ہماری ملاقات کئی گھنٹے تک محیط رہی۔ تو حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی لاکھوں جنات موجود تھے۔ ان میں سے ایک جن نے ازراہ محبت مجھے خوشبو دی۔ حضرت لاہوری فرمانے لگے دراصل جنات ان کے خدام ہوتے ہیں اور یہ خدام اپنے مخدوم کے ساتھ ہی چلتے ہیں۔

پسینہ اطہر ﷺ ملی خوشبو کے کمالات

یہ وہ خوشبو ہے جس میں ایک قطرہ حضور اقدس ﷺ کے پسینہ اطہر کا ملا ہوا ہے اور اس خوشبو کے جو کمالات ہیں وہ میں بیان میں نہیں لاسکتا۔ اس کو میں نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے جب بھی میں وہ خوشبو لگاتا ہوں خوبصورت زیارتیں شروع ہو جاتی ہیں

جنات کی دعوت

مراقبے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے باو، چی جن کو اپنا تعارف کرایا اور

عبدالسلام کی شادی کا ان کو حوالہ دیا میری بات سن کر باورچی جن بہت خوش ہوئے۔ بڑے پرتپاک سے ملے۔ کہنے لگے بڑھاپا ہے' نظر کمزور ہے' یادداشت پر اثر ہے' اس لیے پہچان نہ سکا۔ میں نے اصرار کیا میری دعوت قبول فرمائیں' گھر چلیں' انہوں نے ازراہ شفقت میری دعوت قبول فرمائی اس شرط پر جو گھر میں موجود ہوگا وہ ہی کھاؤں گا تکلیف نہیں کریں گے جب میں گھر پہنچا تو جی میں آیا کہ عبدالسلام، صحابی بابا' حاجی صاحب اور ان کی فیملی کو بھی بلالوں۔ میں نے ان کے دیئے ہوئے مخصوص کوڈ سے ان کو عرض کیا فرمانے لگے اس وقت ہم عمرہ کرنے کے بعد خیبر کے اس قلعہ میں بیٹھے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کیا تھا ہم تھوڑی دیر میں پہنچ جاتے ہیں' ان کی محبت اور شفقت تھوڑی ہی دیر میں وہ 382 افراد یعنی پورا خاندان میرے گھر پہنچ گیا۔ خوب پرتکلف ان کے مزاج کی دعوت کی۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو سب ساتھیوں یعنی بوڑھے باورچی جن عبدالسلام اور دوسرے جنات کے بڑے سردار دیو اور پریوں نے صحابی باباؒ سے اصرار کیا کہ آپ ہمیں ایسا واقعہ سنائیں جو واقعی انوکھا ہو پہلے تو انہوں نے انکار کیا پھر جب میں نے عرض کیا اور ان کی خدمت میں درخواست کی تو انہوں نے ایک واقعہ سنایا جو قارئین کی نذر ہے۔

نیشاپوری کسان کی پری پیکر بیٹی

کہنے لگے یہ واقعہ خلیفہ مامون الرشید کے دور کا ہے اس کی خلافت تمام براعظم ایشیاء اور عرب تک پھیلی ہوئی تھی اس کی ایک لونڈی تھی جو واقعی حسن و جمال کا ایک پیکر اور کمال تھی۔ وہ دراصل نیشاپور کے قریب ایک گاؤں جس کا نام مارض تھا وہاں کے ایک کسان کی بیٹی تھی۔ بچپن سے رنگ روپ دیکھ کر اس کی ماں اسے چھپاتی تھی اور ابھی وہ چھوٹی ہی تھی کہ اسے گھر سے زیادہ باہر نکلنے پر پابندی لگادی گئی تھی۔ یوں جوانی کے دن رات طے ہوتے گئے۔

گاؤں کے نوجوان بلکہ ہر نوجوان کی خواہش تھی کہ اس سے شادی کرے لیکن اسکے ماں اور باپ کی خواہش تھی کہ بیٹی ایسے شخص سے بیاہی جائے جو صالح ہو چاہے غریب ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات خلیفہ کے ایک وزیر واثق عطا جودری کے ذریعے خلیفہ تک پہنچی اب جب خلیفہ نے اس کسان کے گھر مامون رشید کی اطلاع پہنچائی تو وہ حیران ہوئے کہ ہماری اتنی کیا اوقات ہے' خلیفہ تو ہم سے مقام اور مرتبے میں بڑا ہے' آخر کار انہوں نے وہ لڑکی خلیفہ کو دے دی۔ خلیفہ نے اسے اپنے حرم کا حصہ بنالیا اور سب لونڈیوں سے اونچا مقام دیا۔ وہ لڑکی خوش شکل تو تھی ہی' خوش اخلاق بھی تھی۔

خوبصورت لونڈی نے خلیفہ کی زندگی بدل دی

اس (لونڈی) نے آتے ہی خلیفہ کی زندگی میں سب سے پہلی جو تبدیلی پیدا کی وہ یہ کہ خلیفہ کی زندگی غرباء مساکین اور پسے ہوئے طبقے کے لیے وقف ہو کر رہ گئی بلکہ اس سے زیادہ خلیفہ کی زندگی میں اور تبدیلی جو آئی وہ یہ تھی کہ خلیفہ نیک اعمال کی طرف متوجہ ہوا یونہی دن رات گزرتے گئے آپس کی محبت بڑھتی گئی لیکن ایک دن عجیب واقعہ ہوا کہ خلیفہ نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ اسکے دل سے اپنی لونڈی کی محبت کم ہو رہی ہے خود اس لونڈی نے محسوس کیا کہ محبت کی جو شدت پہلے تھی وہ شدت واقعتاً کم ہو رہی ہے اب خلیفہ مامون بھی پریشان بلکہ ایک بار تو خلیفہ اس لونڈی کو کہہ بیٹھا کہ اب تیرے حرم میں میرا دل آنے کو نہیں چاہتا بعض اوقات کھچے اور دکھی دل کے ساتھ آتا ہوں۔ کیا کروں مجبور ہو کر آتا ہوں ورنہ جو پہلے دل اور محبت کی موجوں کے ساتھ آتا تھا اب معاملہ اسطرح نہیں کئی ہفتے گزر گئے۔

طاقتور عامل جن نے مامون الرشید کا گھر تباہ کرنا چاہا

خلیفہ کے دربار میں ایک درویش شیخ سعید بن ثابت المروزی رہتے تھے جو کہ خود

بہت بڑے عامل تھے ان سے تذکرہ ہوا تو انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی' 3 دن کے بعد انہوں نے انکشاف کیا کہ اس لونڈی کے حسن و جمال کی وجہ سے ایک طاقت ور عامل جن اس لونڈی کے پیچھے پڑ گیا ہے جو اسے ہر صورت میں پانا چاہتا ہے اور اس نے کالے جادو کے ذریعے لونڈی کو آہستہ آہستہ خلیفہ سے دور اور خلیفہ کو لونڈی سے دور کرنا شروع کر دیا ہے اور عنقریب ان دونوں میں نفرت ہو جائے گی اور لونڈی کو خلیفہ اپنے حرم سے نکال دے گا۔ یوں یہ اپنے گھر واپس کسان کے پاس چلی جائے گی اور اس کالے جن کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

گھریلو جھگڑے کیوں ہوتے ہیں......؟

اس درویش نے ایک اور بات یہ بھی کہی کہ گھریلو جھگڑوں میں سارا ہاتھ جنات کا ہوتا ہے اور جھگڑوں میں انکے کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں انکا مقصد عورت کو پانا ہو' انکے اور بھی کئی مقاصد ہوتے ہیں' اگر ان گھریلو جھگڑوں کا علاج کرنا ہے تو ان جنات کے دفع کرنے کا انتظام کرنا بہت ضروری ہے اسکی طرف اکثر لوگ توجہ نہیں دیتے جسکی وجہ سے کام اکثر طلاقوں' جھگڑوں' گھریلو بے سکونی کیطرف چلا جاتا ہے۔

خلیفہ پریشان، لونڈی کا بُرا حال

بالکل یہی حال خلیفہ کا ہوا اب جب خلیفہ کو یہ پتہ چلا تو وہ پریشان ہو گیا' لونڈی نے تو رو رو کر اپنا برا حال کر لیا۔ خلیفہ نے درویش کو حکم دیا کہ اب اس کیس کو حل کرا اور اس کالے جن کا جادو ختم کر' درویش نے کہا کہ اس کالے جادو میں یہ جن اکیلا نہیں بلکہ اسکے ساتھ معاونت میں جنات کی ایک بڑی جماعت ہے' اس کے مستقل حل کیلئے مجھے بھی جنات کی مدد لینی پڑے گی جب تک جنات کی مدد نہ ہو گی ہرگز ہرگز مسئلہ حل نہ ہو سکے گا اب بادشاہ اور پریشان کہ اس کا کیا حل کیا جائے۔

آخر کار یہ کیس صحابی بابا نے حل کیا

اس دور میں ایک درویش بصرہ میں رہتے تھے جن کا نام مالک بن عبید تھا بڑے اللہ والے تھے۔ دن رات سائلین کا ہجوم ان کے پاس رہتا تھا ہر شخص ان کے پاس سے اپنی مراد پا کر جاتا تھا' بہت متبع سنت اور صاحب شریعت تھے میں اس وقت ان کی محفل اور مجلس میں جایا کرتا تھا۔ خلیفہ کے درویش شیخ سعید بن ثابت ان سے ملنے آئے کہ یہ مسئلہ ہے آپ کے پاس لاتعداد جنات آتے ہیں کسی بڑے طاقت ور جن کے ذریعے یہ مسئلہ حل کرا دیں چونکہ میں (صحابی بابا) اس وقت موجود تھا اس لیے انہوں نے مجھے فرمایا کہ آپ یہ کام کر دیں میں نے تعمیل حکم میں جی کہہ دیا اور کچھ دنوں کا وقت مانگا۔ اب میری کہانی سنیں کہ میں نے کس طرح اس کالے جن کا پیچھا کیا اور کس طرح اس جادو کو ختم کیا۔ سب سے پہلے میں نے درویش کو چند اعمال کی تراکیب بتائیں اور پھر اس درویش نے خلیفہ کو یہ تراکیب بتائیں یہ اعمال اور تراکیب اب تک میں نے بے شمار لوگوں کو بتائے اور کیے جس جس کو بتایا اسی کو فائدہ ہوا۔

طاقتور جادو سے نجات کا مجرب عمل

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس عورت کے پرانے کپڑے لے کر چاہے ایک کپڑا ہو لیکن ہو زیادہ سے زیادہ استعمال کیا ہوا۔ اس کپڑے پر روزانہ سورۂ فلق مع تسمیہ 200 بار صبح اور سورۃ الناس 200 بار شام گھر کا کوئی فرد پڑھے لیکن توجہ خلوص اور دھیان کیساتھ اگر مریض خود پڑھے تو نفع زیادہ ہوگا ورنہ گھر کا کوئی فرد ہو باہر کا کوئی فرد یعنی رقم دے کر اگر پڑھایا تو ہرگز نفع نہ ہوگا۔ یہ عمل 90 دن کیا جائے 90 دن کے بعد اس کپڑے کو جلا کر اس کی راکھ صاف پانی میں بہا دی جائے۔

دوسرا سارے گھر والے یا گھر کے چند افراد یا خود مجبور افراد دن رات "یَا حَکِیْمُ یَا عَزِیْزُ یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ" بکثرت یعنی روزانہ وضو بے وضو پاک' ناپاک' ہزاروں

کی تعداد میں پڑھیں۔ ہزاروں کی تعداد سے کم نہ ہو۔ یہ عمل 90 دن کریں۔

تیسرا صدقہ جتنا زیادہ تعداد میں اور قیمتی ہوگا اتنا زیادہ نفع ہوگا۔ ورنہ جتنا ہو سکے، گائے، بکری، بکرا اور نقدی ورقم کی صورت میں ایسے غریب جو نمازی اور ذکر کرنے والے ہوں روزانہ 90 دن تک تلاش کر کے دیا جائے۔

بس یہ عمل میں نے انہیں کرائے کیونکہ جو شخص یہ تینوں عمل کرتا ہے۔ ہاں !اگر تینوں میں سے ایک عمل بھی کم ہوا یا کمزور ہوا تو سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے مؤکلات ہرگز مدد نہیں کریں گے اور جناتی سفلی چیزیں کالا جادو اور جنات ہرگز نہیں ٹوٹیں گے کیونکہ ذکر اور صدقہ دراصل ان مؤکلات کی خوراک اور مدد ہے جب تک آپ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے مؤکلات کو انکی خوراک نہیں دیں گے اس وقت تک وہ ان کالے ازلی اور گندے جنات سے نہیں لڑینگے اور انہیں ختم نہیں کر سکیں گے۔

اور پھر سب پہلے سا ہو گیا

خلیفہ کی لونڈی نے یہ سارے عمل خود کیے اور صدقات کی خلیفہ نے حد کر دی پھر خود خلیفہ نے بھی یہ ذکر کثرت سے کیا۔ اسکی وجہ سے محبت بڑھنے لگی اور دل کی جدائیوں میں مرہم بھرنے لگا۔ شکستہ دل اور دور ہوئے جسم دوبارہ قریب آنے لگے۔ 90 دن کے بعد بھی انہوں نے یہ ذکر نہ چھوڑا دن بدن ذکر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ انہوں نے کپڑا جلا کر راکھ پانی میں بہا دی۔

ادھر وہ جنات جنہوں نے اس کالے جن کی مدد کی ان کا بہت نقصان ہوا ان کے گھر جل گئے، انکے بچے مر گئے، بہت حادثات رونما ہوئے، سورتوں کے طاقت ور ترین مؤکلات نے انکا اتنا حشر کیا کہ انہیں عبرت کا نشان بنا دیا۔ صحابی باباؓ کہنے لگے اس دور میں مجھے درویش کے ذریعے خلیفہ مامون الرشید نے اشرفیوں کا بھرا ہوا ایک مشکیزہ دیا تھا۔ کہنے لگے کچھ اشرفیاں اب بھی میرے پاس ہیں۔ یہ اشرفیاں تحریر کرنے والے بندہ لاہوتی پراسراری نے بھی دیکھی ہیں۔

اس طاقتور عمل کے دیگر کرشمات کی اجازت عام

صحابی بابا نے اس سارے عمل کے فوائد اور مزید کمالات اتنے بتائے کہ میں خود حیران ہوا۔ چند فوائد لکھتا ہوں۔ اگر کسی کی اولاد نافرمان ہو وہ یہ عمل مستقل کرے' گھریلو جھگڑے' میاں بیوی کے درمیان یا اولاد کے مسائل یا آج کل عام طور پر رشتوں کی تلاش یا روزی کی بندش، قرضے اور اس جیسے مسائل کی وجہ سے اگر آپ پریشان ہوں تو پورے خلوص اعتماد توجہ اور دھیان سے یہ عمل کریں آپ کو منزل ملے گی' کمال ملے گا۔ میں نے صحابی بابا سے عرض کی کہ اگر آپ مہربانی کریں تو مجھے اس عمل کی اجازت دے دیں تاکہ یہ عمل میں جس کو بتاؤں اسکو سو فیصد نفع ہو۔ صحابی بابا نے خوشی سے اس عمل کی اجازت دے دی اور میری (علامہ لاہوتی پراسراری کی) طرف سے اس عمل کی ہر ایک کو اجازت ہے۔

خبردار.....! یہ حزب البحر کا عامل ہے

ابھی پرسوں (جولائی 2010ء) کی بات ہے' میں رات کے آخری پہر قبرستان پہنچا کیا خوب سناٹا' ہر طرف تنہائی' ہُو کا عجیب عالم تھا۔ جنات اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جنات کے بچے مجھے چھیڑنے کیلئے دوڑے کیونکہ بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں چاہے وہ انسان کے ہوں، جانور کے یا جن کے' ان کے مزاج میں شرارت ہوتی ہی ہے۔ ایک بچہ دوسرے سے کہنے لگا آؤ اسکی ٹانگ کھینچتے ہیں اور اس کو گراتے ہیں' دوسرا کہنے لگا نہیں اسکے سر میں مکا مارتے ہیں ہر بچے کو کوئی نہ کوئی شرارت سوجھ رہی تھی۔ وہ ہنستے کھیلتے' اچھلتے' کودتے' میری طرف بڑھ رہے تھے۔ دور ہی سے ایک بوڑھی جننی نے بچوں کو ڈانٹا اور کہا خیال کرو! یہ حزب البحر کا عامل ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ بچے ایسے بھاگے جیسے کوا پتھر سے بھاگتا ہے۔

حزب البحر کا عمل مشکل ترین اور ناممکن چلہ

حزب البحر کی بات چلی' تو میں نے حزب البحر کا چلہ کیا چونکہ حاجی صاحب اور صحابی بابا کی سرپرستی توجہ اور شفقت میرے ساتھ تھی۔ انہوں نے نوچندی جمعرات سے اس عمل کو شروع کرنے کا فرمایا میں نے نوچندی جمعرات کو دو کفن کی چادریں' ایک سفید ٹوپی بہت سی خوشبو بڑا سالوہے کا برتن جسمیں مکمل 18 کلو سرسوں کا تیل آجائے اور اسمیں گلاب' چنبیلی اور رات کی رانی کی تیز خوشبو ڈالی اور ساتھ ایک بڑی سی بتی ڈالی جسکی لمبائی پانچ میٹر تھی۔ پانچ فٹ گہرا پانچ فٹ چوڑا مٹی کا ایک گڑھا کھود کر اس تیل کے برتن اور بتی کا چراغ جلایا اور حالت کفن میں بیٹھ کر روزانہ حزب البحر 5555 بار پڑھنا شروع کر دیا۔ تین بہت بڑے اور موٹے سانپ میرے اردگرد ہر وقت رہتے وہ بظاہر تو سانپ تھے لیکن دراصل وہ جنات تھے جو کہ حفاظت کیلئے مقرر تھے چونکہ یہ عمل جلالی ہے پڑھتے ہوئے ساتھ بارش کا پانی مجھے چسکی چسکی اسلئے پینا تھا کہ منہ میں لعاب خشک ہو کر عمل کی حدت اور حرارت کی وجہ سے آگ پیدا ہو جاتی تھی اس آگ کو یا تو زمزم کا پانی یا پھر بارش کا پانی ختم کر سکتا ہے۔ ہاں اتنی اجازت ضرور تھی کہ اس گھڑے کی دیوار سے ٹیک لگا سکتے ہیں۔ حزب البحر میرے خیال میں اسکا عمل صرف جنات ہی کرا سکتے ہیں اگر کوئی مخلصین جنات میسر ہوں کیونکہ جن کسی عمل وغیرہ سے قابو میں نہیں آتا بلکہ جن موقع کی تلاش میں ہوتا ہے موقع ملتے ہی وہ نقصان پہنچا دیتا ہے ہاں اگر بڑوں کی برکت سے جنات سے دوستی ہو جائے یا میری طرح جسے بچپن سے جن محبوب رکھتے ہوں بلکہ مجھ پر تو جن عاشق ہیں تو ایسے شخص کیلئے عمل کرنا کبھی مشکل نہیں ہوتا کیونکہ دوران عمل چڑیلوں' دیو' جنات' پریوں اور لاہوتی' ناسوتی' ملکوتی' جبروتی' مخلوقات کے طرح طرح کے شدید حملے شروع ہو جاتے ہیں اسلئے جو لوگ حزب البحر کے عامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ پڑھ ضرور لیتے ہیں لیکن عامل ہونا

بہت دور کی بات ہے۔ مجھے اپنی مطلوبہ تعداد اس گڑھے میں حالت کفن میں پوری کرنا تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں حزب البحر کے بیشمار عمل کرنے والوں کو یا زندگی سے یا شعور سے یا پھر رزق یا اولاد سے ہاتھ دھوتے دیکھا۔ عمل کے ٹھیک ساتویں دن ایک ایسا ہولناک منظر میرے سامنے آیا اگر میرے اردگرد جنات سانپ کا پہرہ اور میری پشت پر بڑے طاقتور جنات کا ہاتھ اور سب سے بڑھ کر حفاظت الٰہی کا ساتھ نہ ہوتا تو۔ یقیناً مجھے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا۔

ہیبت ناک، ہولناک اور دہشت ناک منظر

واقعہ کچھ یوں ہوا پڑھتے پڑھتے مجھے محسوس ہوا ایک جنگل ہے۔ دو میاں بیوی ہیں' ان کے بہت سارے بچے ہیں' بچے کھیل رہے تھے' تھوڑی ہی دیر میں میاں بیوی میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ بیوی نے میاں کو کوسنا شروع کر دیا تو کماتا نہیں' ہڈحرام ہے' سارا دن گھر پڑا رہتا ہے' بچے بھوکے مر رہے ہیں' پہننے کو کپڑے نہیں' لباس نہیں' گھر کی چھت نہیں' نیچے کا فرش نہیں' اس طرح کی سخت تلخ باتیں بیوی مسلسل کہے جا رہی تھی۔ میاں پہلے تو تھوڑی دیر سنتا رہا پھر اُسے بھی غصہ آ گیا پھر اس نے بھی بولنا شروع کیا اور غلیظ اور گندی زبان استعمال کرنا شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر میں میاں نے قریبی درخت سے شاخ توڑی اور اس سے بیوی کو مارنا شروع کر دیا' اتنا مارا کہ اس کو لہولہان کر دیا پھر بچوں کو بھی مارنا شروع کر دیا بیوی بے ہوش ہو کر گر گئی۔ میاں بچوں کو بھی مار رہا تھا بچے لہولہان ہو کر مسلسل گرتے جا رہے تھے وہ مسلسل گالیاں دے رہا تھا۔ پھر اس نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔ لکڑیاں اکٹھی کیں نامعلوم کیا بلا تھی لکڑیوں کو آگ لگائی اور پھر اس نے اپنے بچوں کو ایک ایک کر کے آگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ ایک کہرام' چیخ و پکار جلنے کی سخت بدبو' ہیبت ناک منظر' جو گمان اور الفاظ سے بالاتر۔ انسانی عقل' شعور احساس و ادراک اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ جب

سارے بچے ختم ہوگئے تو پھر اس نے بیوی کو بھی اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔

اب وہ ظالم میاں اپنے بیوی بچوں کو خوشی سے جلتا ہوا دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ اس نے ان کی راکھ بنانے کیلئے جنگل کی سوکھی پتلی شاخیں اس آگ کے الاؤ کیلئے ڈالنا شروع کر دیں' اب اس نے الاؤ کے گرد چکر لگاتے ہوئے جھومنا شروع کر دیا اور وہ کسی نامعلوم آواز میں باتیں بھی کر رہا تھا اور قہقہے بھی لگا رہا تھا یہ منظر بہت طویل دیر تک جاری رہا میں منظر بھی دیکھ رہا تھا اور مسلسل حزب البحر پڑھ رہا تھا۔ مجھے میرے مخلص جنات دوستوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آپ کو ڈرانے بھگانے اور پریشان کرنے کیلئے بہت زیادہ محنت کی جائے گی اور حیرت انگیز مناظر دکھائے جائیں گے بس اپنے آپ کو اعصاب اور خیال کے اعتبار سے مضبوط رکھنا۔ اگر تھوڑا سا بھی جھٹکا لگا اور ڈر گئے تو بہت بڑا نقصان ہوسکتا ہے۔ اب میں یہ سب منظر دیکھ بھی رہا تھا اور مجھے جنات دوستوں کی ہدایات یاد آ رہی تھیں اور پھر اس وحشی کے قہقہے آگ کے الاؤ کے اردگرد اسکا جھومنا' آگ کے اندر مسلسل بیوی بچوں کے جلنے' گلنے سڑنے اور کھوپڑیوں کے سڑنے کی آوازیں۔

علامہ لاہوتی پراسراری کہاں ہے......؟

یکا یک وہ وحشی رک گیا اور متلاشی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور اُونچی آواز میں کہنے لگا سب جل گئے ابھی ایک شخص باقی ہے وہ کہاں ہے' وہ علامہ پراسراری نام لیکر مجھے تلاش کرنے لگا کبھی جنگل کے اس کونے' کبھی دوسرے کونے' پھر آگ کی طرف آتا اور لکڑیاں اکٹھی کرتا۔ میرا نام لیتا' آگ بھڑک رہی تھی' شعلے تیز ہو رہے تھے' آگ کی گرمی کی شدت اور حدت میں گڑھے میں محسوس کر رہا تھا۔

کفن کی چادریں' میرا جسم پسینہ پسینہ مٹی بھیگ گئی' پسینے کے قطرے ایسے ٹپک رہے

تھے جیسے بارش کا پانی' بہت دیر وہ مجھے تلاش کرتا رہا۔ آخر کار مجھ پر اس کی نظر پڑی اس نے وحشیانہ انداز سے قہقہہ لگایا اور مجھے دور سے پکڑنے کیلئے دوڑا اب وہ جس تیزی سے میرے قریب آ رہا تھا اس کی آنکھوں سے وحشت اس کے قہقہوں سے وحشت' اس کی چال' ڈھال' انداز سب قاتلانہ' مجھے احساس تک نہیں تھا کہ اتنا بڑا خوف آ سکتا ہے۔ لیکن ایک پل میں حاجی صاحب کی آواز میرے کانوں میں گھومی گھبرانا نہیں' ڈرنا نہیں' یہ عمل سے ہٹانا چاہتا ہے تم تک ہرگز نہیں پہنچ سکے گا اگر تھوڑا سا بھی چونک گئے تو یہ کامیاب ہو جائے گا اور تم زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

یقین جانیے اگر یہ لفظ میرے کانوں میں پڑتے ہی میں اپنے مکمل ہوش وحواس اور جوش کی مکمل طاقت کے ساتھ حزب البحر پڑھنے میں مشغول ہو گیا جب وہ میرے قریب آیا اور اس نے مجھے پکڑنا چاہا' میں مطمئن بیٹھا رہا اس کے ہاتھ میری طرف بڑھے مجھے شعوری طور پر اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا چونکہ نہ میں چونکا اور نہ ڈرا بلکہ سو فیصد مطمئن سامنے پڑے چراغ کی لو پر نظریں جمائے اپنا عمل جاری کیے ہوئے تھا کیونکہ سارا منظر میں اس چراغ کی لو میں دیکھ رہا تھا وہ وحشی پیچھے ہٹ گیا اور شکست اور ناکامی سے نیچے گر پڑا کہنے لگا ہمارا پہلا وار تجھ سے خطا گیا ٹھیک ہے تجھ سے نمٹ لیں گے۔

میں روزانہ حزب البحر کے مطلوبہ عمل کو کر رہا تھا ایسے انوکھے' انجانے' خوفزدہ کرنے والے طرح طرح کے مناظر دیکھ رہا تھا چالیس دن میں نے اس گڑھے میں گزارے ہر روز نیا تماشا' نئی کہانی' نئی داستان ہوتی تھی اگر میں آپ کو روز کی کہانیاں بتانا شروع کر دوں میرے صرف ایک چلہ پر پوری کتاب بن سکتی ہے اور باتیں بھی ایسی انوکھی ہوں گی عام قارئین تو دور کی بات بڑے بڑے وہ عامل جو شاید کبھی کوئی عمل کر کے کسی مقصد تک پہنچے ہوں یا انہیں کبھی کوئی منظر اس طرح نظر آ رہا ہو کبھی بھی میری بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ ویسے بھی جب سے میں نے اپنی زندگی کے انوکھے لاہوتی

پراسراری واقعات لکھنا شروع کیے ہیں بے شمار لوگ ایسے ہیں کہ انہیں یقین ہی نہیں آتا کہ ایسا ممکن بھی ہوسکتا ہے لیکن میں جو آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں یہ سوفیصد حقیقت بلکہ حقیقتوں میں سے بھی بڑی حقیقتیں ہیں۔ مجھے ایک بات کی خوشی ضرور ہے کہ میرے زندگی کے آزمودہ بتائے ہوئے وظائف اور تجربات سے عبقری کے لاکھوں قارئین کو بہت نفع ہورہا ہے۔

40دن میں پیش آئے چند عجیب وغریب احوال

میں نے 40 دن حزب البحر کا عمل کیا اس دوران بہت سے واقعات رونما ہوئے چند واقعات آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ایک دفعہ یوں ہوا ایک چیونٹی میرے اوپر چڑھنے کی کوشش کرتی میں انگلی سے اسے دور کرتا پھر چڑھتی پھر دور کرتا پھر چڑھتی' میں اپنی توجہ وظیفہ کی طرف کرنا چاہتا تھا باوجود توجہ کے بار بار میری توجہ ہٹ رہی تھی۔

پھر توجہ اس طرف کرتا پھر ہٹ جاتی' کوئی طاقت ایسی تھی جو مجھے عاجز کرنے کی کوشش کررہی تھی لیکن میں عاجز نہیں ہورہا تھا' تھوڑی ہی دیر میں اس کا جسم بڑھنا شروع ہوگیا لیکن اب وہ مجھ سے دور ہوگئی۔ وہ میری طرف بڑھنا چاہتی تھی لیکن درمیان میں کوئی نورانی دیوار اسے میرے قریب نہیں آنے دے رہی تھی' اب اس کا جسم اور بڑھتے بڑھتے ایک بڑی چڑیا کے برابر ہوگیا۔جسم کا بڑھنا اور اس کا میری طرف بڑھنا یہ دونوں کیفیتیں جاری رہیں۔جسم بڑھتے بڑھتے بلی کے برابر ہوگیا اس کے غرانے کی آوازیں آنے لگیں' جسم بڑھتے بڑھتے کتے کے برابر ہوگیا حتیٰ کہ جسم ایک شیر اور ببر شیر کے برابر ایسا خطرناک اور اس کے جسم سے ایسی سخت بدبو کہ ایسے محسوس ہوا کہ جیسے ابھی قے آجائے گی' طبیعت میں سخت بے زاری' بے چینی بڑھانے کی مسلسل کوشش کی جارہی تھی۔ ہر وقت بے چینی بڑھ رہی تھی اور چیونٹی سے شیر کی طرف بڑھنے والا مسلسل جسم بڑھ رہا تھا اور میری طرف لپک رہا تھا' درمیان میں نورانی

دیوار اس کو روک رہی تھی' اب میں وظیفہ بھی پڑھ رہا تھا اور دیوار کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا' یہ کونسی دیوار ہے کہ اتنی خوفناک چیز اس کی وجہ سے میری طرف بڑھنے سے رک رہی ہے۔

الصدقة رد البلاء (الحدیث)

میرے کانوں میں صحابی جن بابا کی مانوس آواز آئی' تمہیں یاد ہے۔ اس 40 دن کے عمل سے پہلے تم نے مسلسل 40 دن بہت بڑی مقدار میں مال صدقہ کیا تھا' یاد رکھو صدقہ جتنا زیادہ ہوگا' جتنا زیادہ مستحقین کو تلاش کر کے دیا جائیگا' وہی صدقہ اسی طرح کی نورانی دیوار بن کر صدقہ دینے والے کے اردگرد ہر وقت رہتا ہے اور اسی طرح کے ہر حملہ آور سے صدقہ کرنے والے کی حفاظت کرتا ہے۔

بس یہ لفظ سننے تھے' مجھے سمجھ آ گیا وہ جو میں نے 40 دن مسلسل غریب، مستحقین اور ایسے لوگوں کو جو سوال نہیں کرتے تلاش کر کے روزانہ 4300 صدقہ کیا تھا آج وہی صدقہ اس خونخوار بلا سے میری حفاظت کا ذریعہ بن رہا ہے۔

منہ سے شعلوں کا پھوٹنا

خیر وہ جسم اور بڑھ گیا حتیٰ کہ گائے تک پہنچ گیا اب اس کی آوازیں اور تیز ہوگئیں اس کے منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہوگئی پھر اس کی زمین پر گرنے والی ہر جھاگ کا قطرہ شعلہ بن کر آگ کی طرح بھڑک رہا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کے منہ سے شعلے نکلنا شروع ہوئے' اس کی حرارت میں محسوس کر رہا تھا لیکن ان شعلوں کا نقصان مجھے نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اس صدقہ کی نورانی دیوار میری حفاظت کر رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد اس کا جسم ہاتھی بلکہ اونٹ سے بھی اونچا ہوگیا' اس کا جسم میرا محتاط اندازہ یہ ہے کہ وہ 40,30 فٹ جتنا بڑا ہوگا۔ اس کی آوازیں بہت بھیانک' خوفناک اور تیز تھیں۔ مجبوراً مجھے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا پڑیں۔

آخراس نے کہنا شروع کر دیا مجھ سے بچنا ہے تو حزب البحر پڑھنا چھوڑ دو میں نے پڑھنا نہ چھوڑا' میں توجہ دھیان سے حزب البحر پڑھ رہا تھا' ادھر میں توجہ دھیان بڑھاتا' ادھر اس کا چنگاڑنا' ڈرانا آوازیں اور زیادہ بڑھ جاتیں۔

میری ماں......! پیاری ماں......!

بہت دیر یہ سلسلہ چلتا رہا' یکا یک منظر بدل گیا' میں نے دیکھا کہ دور سے میری مرحومہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا بہت خوبصورت لباس میں تشریف لا رہی ہیں اور ان کے ہاتھ میں بجلی نما چھڑی ہے' وہ جس چیز کو مارتی ہیں وہ چیز خاکستر ہو جاتی ہے' ان کی نورانی شکل اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر مجھے ان کی محبت میں بیتے وہ لمحے ایسے یاد آئے کہ میں پل میں ان کی محبت میں ایسا کھو گیا کہ بس انتظار ہی کر رہا تھا کہ میں اُٹھ جاؤں اور جا کر ان کے قدموں میں لیٹ جاؤں یا وہ میرے قریب آ جائیں۔ انہوں نے اس خونخوار بلا کو دور سے ہی چھڑی ماری' وہ خونخوار بلا وہیں راکھ ہو گئی' میری بے تابی اور بڑھ گئی اور اندر اندر ہی دل میں خیال جاں گزیں ہونے لگا کہ ماں کی ذات کتنی محبت کرنے والی ہے ان حالات میں بھی وہ میری محبت اور مجھے نہیں بھولیں۔

آہ......! سر آئینہ تیرا عکس ہے، پس آئینہ کوئی اور ہے

اسی اثناء میں والدہ محترمہ میرے قریب آئیں' میرے جی میں تھا کہ اٹھ کر ان کے قدموں میں لیٹ جاؤں لیکن دوبارہ پھر وہی آواز میرے کانوں میں گونجی خیال کرنا یہ فریب کا نیا رنگ ہے' حرکت نہیں کرنی' توجہ نہیں کرنی' بس یہی فقرے میرے کانوں میں گونجے اور میں اس فریب کی تہہ تک پہنچ گیا' میرے آنسو نکل گئے' اے کاش! یہ حقیقت ہوتی' کہانی نہ ہوتی' میں اپنی والدہ مرحومہ رحمۃ اللہ علیہا کے قدموں میں لیٹ جاتا۔ میں توجہ سے عمل کر رہا تھا۔ والدہ مرحومہ کے روپ میں وہ بلا بہت دیر تک مسکراتی مجھے دیکھتی رہی' 100 فیصد والدہ مرحومہ کی آواز میں وہ خونخوار بلا مجھے بلاتی اور پکارتی

رہی جب میں نے بالکل توجہ نہ کی تو ایک دم دھاکہ ہوا' زمین پھٹی اور وہ چیز اس کے اندر گم ہوگئی' دور ایک آواز جسے صدائے بازگشت کہتے ہیں' مجھے سنائی دی کہ تم ہمارے وار سے بچ گئے' ورنہ آج ہم تمہیں وہ سبق سکھاتے کہ تم یاد رکھتے۔ چراغ میرے سامنے مسلسل جل رہا تھا' اس کی رسی جل جاتی تو میں اونچی کر دیتا' تیل جل رہا تھا' میں مسلسل عمل پڑھ رہا تھا۔ عمل سے روکنے کیلئے انوکھی کہانیاں اور ڈراؤنے خوفناک مناظر سامنے لائے جا رہے تھے۔

حزب البحر کے مؤکلات

40 ویں دن اچانک میں نے محسوس کیا کہ مجھے چراغ کا شعلہ نظر نہیں آ رہا بلکہ صرف بتی' تیل اور برتن نظر آ رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ چراغ بجھ گیا ہے۔ میں بہت پریشان ہوا حصار سے ہٹ نہیں سکتا تھا۔ آخر کیا کرتا کہ اسی اثناء میں صحابی بابا' حاجی صاحب اور ان کا بیٹا عبدالسلام اور دوسرے بڑے بڑے طاقتور جنات اور لاکھوں کروڑوں ان کے غلام وخدام پھولوں کے ہار لیے ہوئے میرے پاس تشریف لائے' چونکہ موسم سرما کا تھا' دن ڈوبنے کے قریب تھا' مجھے صحابی بابا نے گلے سے لگایا' مبارکباد دی۔ خوش ہوئے کہ عمل مکمل ہوگیا' اس عمل کے 313 مؤکلات میرے تابع ہوگئے ہر مؤکل کے تابع 3 کروڑ تین سو 13 لاکھ جنات ہیں۔ فرمایا! اس عمل کی تاثیر زندگی بھر باقی رکھنے کیلئے تمہارے لیے گناہ کبیرہ' رزق حرام' جھوٹ سے پرہیز نگاہوں کو پاک اور تنہائیوں کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

حزب البحر کے عمل سے ناممکن، ممکن ہوجاتا ہے

پھر انہوں نے حزب البحر سے استفادہ کرنے اور اس کے کمالات جن کا میں 100 فیصد عامل بن چکا تھا' اس کے عملیات و وظائف مجھے بتائے۔ اگر کسی شخص کی پھانسی کا فیصلہ ہوگیا ہو اور وہ فیصلہ ناحق ہو تو وہ شخص خود حزب البحر یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا

شخص ہر نماز کے بعد 41 دفعہ پڑھ لے چند ہی دنوں میں وہ رہائی پائے گا۔

اسی طرح اگر کسی کی شادی میں رکاوٹ ہو اور رکاوٹ کا مسئلہ ناممکن حد تک پہنچ چکا ہو۔ وہ ہر نماز کے بعد انتہائی یقین اور توجہ کیساتھ 41 یا 91 دن تک حزب البحر پڑھیں۔ شادی کا ناممکن مسئلہ چند دنوں میں ممکن ہو جائیگا۔

ایک شخص میرے پاس آیا اتنا رویا کہ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ وہ شخص پہلے بہت مالدار تھا۔ دن بدلے' سب کچھ لٹ گیا' ہر چیز برباد ہوگئی۔ کچھ باقی نہ بچا۔ میں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے یہی عمل ہر نماز کے بعد پڑھنے کیلئے بتایا' چند دنوں میں ان کا مسئلہ حل ہو گیا۔

ایک شخص کا نسل در نسل بہت بڑا دفینہ تھا۔ انہیں علامات محسوس ہو رہی تھیں کہ ان کا خزانہ ہے انہیں اپنی علامات کی مزید تائید ایک بہت بڑے صاحب کشف سے بھی ہوئی۔ صاحب کشف بزرگ نے انہیں صدیوں سے دفن اس خزانہ کی مقدار بتائی چونکہ ہر خزانے پر جنات سانپ کی شکل میں قابض ہوتے ہیں اور کہاوت مشہور ہے وہ ایسے ہے جیسے خزانے پر سانپ بیٹھا ہوا ہے۔

وہ صاحب میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں یہی عمل دیا اور ساتھ کچھ جنات کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان جنات سے ان کا حق دلا دیں ورنہ خزانہ بھی اکثر بربادی اور پریشانی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ انہوں نے یہ عمل 123 دن کیا اور انہیں خزانہ مل گیا۔

عمل حزب البحر کے کمالات اور اجازت عام

آپ زندگی کی کسی مشکل میں مبتلا ہیں ایسی مشکل جس کے بارے میں آپ نے یا لوگوں نے سوچ لیا کہ اس کا حل صرف موت ہی ہے۔ مایوس نہ ہوں حزب البحر اسی ترتیب سے پڑھنا شروع کر دیں آپ خود محسوس کریں گے کہ مشکلات آپ سے ایسے دور ہوں گی جیسے آٹے میں سے بال، میری طرف سے سب کو حزب البحر کی عام

اجازت ہے۔ مجھے تو اس کے تجربات میں یہاں تک کمالات دیکھنے کو ملے ہیں حج کو ترسنے والے سینکڑوں ایسے خواتین وحضرات جن کیلئے حج تو کیا حج کا خواب بھی ایک خواب تھا کو بار بار حج نصیب ہوا اور اولاد چاہنے والے لاتعداد مایوس ازدواجی جوڑوں کو اولاد نرینہ کی دولت نصیب ہوئی، مفلس، تنگ دست، نادار امیر بن گئے۔ حالات کے پسے ہوئے خوشحال ہو گئے۔ ذلت میں ڈوبے ہوئے مکرم ومعظم بن گئے۔ امتحان میں کامیابی والے اعلیٰ اعلیٰ پوزیشنیں لے گئے۔ مقدمات میں ہارنے والے جیتنے والے بن گئے۔ بیماریوں میں مبتلا مایوس مریض صحت منداور صحت یاب ہو گئے۔ بے حیثیت باحیثیت ہو گئے۔ صاحب ذلت صاحب عزت بن گئے۔ بے مراد بامراد بن گئے۔ میاں یا بیوی روٹھی ہوئی ہو' جلے ہوئے گھر' خوشگوار ازدواجی زندگی سے مزین وآراستہ ہو گئے۔ نافرمان اولاد فرمانبردار بن گئی۔ عادات بد میں مبتلا افراد نیک بن گئے۔ نیکی لینے والا، تسبیح چاہنے والا کبھی اس نے حزب البحر اس ترتیب سے پڑھی ہو اور نفع نہ ہوا ہو' الغرض! مجھے اپنے روحانی سفر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا کہ جس نے مکمل توجہ اور دھیان اور 100 فیصد یقین سے یہ عمل کیا ہو اور اس کو اس کے حیران کر دینے والے مشاہدات اور لاجواب فائدے حاصل نہ ہوئے ہوں۔ قارئین! آپ بھی کر سکتے ہیں اور پا سکتے ہیں۔

علامہ لاہوتی پراسراری کا قارئین کیلئے اہم پیغام

قارئین! میں نے ایڈیٹر عبقری سے وعدہ لیا ہوا ہے کہ میری کسی سے ملاقات نہ کروائی جائے اور نہ ہی کسی کو میرا ایڈریس دیا جائے۔ بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید میں امیر لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں اور غریبوں کو نظر انداز کر دیتا ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں' ہر شخص میرے لیے قابل احترام اور ہر دکھی میرے سر کا تاج ہے۔ کوشش کرتا ہوں اپنے زندگی کے تجربات میں سے ایسی چیزیں عبقری کے

قارئین کو بتاؤں جو امیر' غریب' بادشاہ اور فقیر سب کیلئے یکساں مفید ہوں اور ایڈیٹر عبقری کے ذریعے لاکھوں لوگوں کے شکریئے مجھ تک پہنچے ہیں کہ جس جس نے بھی محنت کر کے عمل کیا اسے منزل ملی ہے۔ پریشانی دور ہوئی' مسائل اور مشکلات حل ہوئے ہیں۔

اس کا کوئی بھی عمل کامیاب نہ ہوا......کیوں؟

پچھلے دنوں میں جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد گیا' ایک صاحب نے مجھے پہچان لیا' بہت اصرار کیا' آخر وہ صاحب مجھے اپنے گھر لے آئے' کہنے لگے! مجھے جنات قابو کرنے کا بہت شوق ہے اس کیلئے میں بے شمار عمل کر چکا ہوں' میرا کوئی عمل بھی کامیاب نہیں ہوا' میں نے انہیں اپنے نانا کا ایک واقعہ سنایا کہ جن کے ذریعے میں نے روحانیت' عملیات' لاہوت' ملکوت' جبروت' ناسوت اور پراسرار علم اور پراسرار قوتوں تک رسائی پانے میں بہت مدد اور رہبری ملی۔ ہاں! مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ صحابی بابا' حاجی صاحب اور دیگر جنات جو بچپن سے میری ہر قدم پر رہبری اور رہنمائی کر رہے ہیں اور اب میں جو کچھ بھی ہوں محض اللہ جل شانہٗ کے فضل اور اولیاء جنات کے طفیل ہوں وہاں میں اپنے نانا مرحوم کی بےلوث خدمات کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

میرے نانا کا ذاتی مشاہدہ

میرے نانا فرمانے لگے۔ 1929ء کی سرد رات تھی۔ مجھے ایک عامل نے جنات تابع کرنے کا ایک مضبوط عمل دیا۔ اسے مسجد میں بیٹھ کر نماز عشاء کے بعد جب سب نمازی چلے جائیں اور مسجد خالی ہو جائے' کوئی دیکھنے والا نہ ہو اور نہ ہی کوئی جاننے والا اس وقت کرنا تھا۔ میں نے سفید کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر وہ عمل پڑھنا شروع کر دیا۔ عمل اتنا جلالی تھا کہ کچھ دیر پہلے مجھے سخت سردی محسوس ہونا شروع ہو رہی تھی لیکن چند لمحوں کے بعد میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور مجھے گرمی لگنا شروع ہو گئی میں عمل پڑھتا رہا۔

جنات نے صفوں میں لپیٹ دیا

عمل کے تھوڑی دیر میں مسجد کی صف لپٹنا شروع ہوئی اور کسی غیبی طاقت نے مجھے بھی مسجد کی صف میں لپیٹ کر مسجد کے کونے میں کھڑا کر دیا۔ لپیٹا اتنا سخت تھا کہ میں نکلنا چاہتا بھی تو نہیں نکل سکتا تھا۔ آخر بہت دیر کی سخت کوشش کے بعد میں صف سے نکلا۔ میں صف بچھا کر پھر پڑھنے بیٹھ گیا کیونکہ اس وقت مجھ پر عمل کا جنون سوار تھا مجھے اس وقت ہلکی سی خوف کی لہر محسوس ہوئی لیکن میں خوفزدہ نہ ہوا اور پھر پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور یقین کی قوت سے پڑھنے بیٹھ گیا۔

دری پھر لپٹی' پھر کسی طاقت نے مجھے پہلے سے بھی زیادہ سخت انداز میں لپیٹ کر کمرے کے کونے میں کھڑا کر دیا' ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے مجھے رسے کے ساتھ لپیٹ کر باندھ دیا ہو۔

بہت گھنٹوں کی کوشش کے بعد صف سے نکلنے میں خلاصی پائی۔ چونکہ عشق پاگل ہوتا ہے لہٰذا پھر پڑھنے بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار ایسے ہوا۔ اسی کشمکش میں سردیوں کی لمبی رات گزر گئی۔ فجر کی آذانیں ہونے لگیں فوراً مسجد کی صف کو سیدھا کیا موذن آیا اسے احساس تک نہ ہونے دیا۔ دوسری رات پھر مسجد میں پہنچ گیا۔ اب صورتحال یہ ہوئی جب میں پڑھنے کیلئے بیٹھا تو سخت آندھی چلی مسجد کے دروازے کھڑکیاں بند تھیں دھماکے سے سب کھل گئے اور مسجد کی چٹائیاں اور دریاں سب میرے اوپر ڈھیر ہو گئیں اور میں ان کے نیچے دب گیا اتنا دبا کہ میرا سانس گھٹنے لگا۔ بہت کوشش اور محنت کے بعد چونکہ جوانی کی طاقت بھی تھی ان دریوں کو ہٹایا کھڑکیاں دروازے بند کیے اور پھر پڑھنے بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکا یک سخت آندھیوں کا بگولہ آیا پھر وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا اس دفعہ تو مسجد کا منبر بھی اور قرآن پاک پڑھنے کیلئے رکھی چوکیاں بھی سب کچھ میرے اوپر ڈھیر ہو گیا اب میرے ساتھ یہ ہوا کہ میں نکلنا چاہتا تھا لیکن نکل نہیں پا رہا تھا۔

محسوس ہوا کوئی طاقت مجھے جکڑے ہوئے ہے جو میری مزاحمت کا توڑ کر رہی ہے حتیٰ کہ میری طاقت جواب دے گئی تھک ہار کر مایوس ہو کر بیٹھ گیا اب کیا کر سکتا ہوں اچانک خیال آیا آیت الکرسی پڑھوں بہت دیر تک آیت الکرسی پڑھتا رہا پھر وہ سامان ہٹایا تو آہستہ آہستہ ہٹتا گیا یوں ساری رات پھر گزر گئی مسجد کی دریاں چٹائیاں جائے نماز منبر ہر چیز کو سلیقہ دیا۔ مسجد کی صفائی کی نمازیوں کے آنے سے پہلے اسے ترتیب دیا۔ تیسری رات پھر اسی عمل میں بیٹھ گیا۔ اب ایسا ہوا کہ کالے سیاہ مکوڑے میرے اردگرد جمع ہونا شروع ہو گئے وہ میرے سر سے پاؤں تک چل پھر رہے تھے کاٹتے تو نہ تھے لیکن میں کوئی مکوڑا سر سے ہٹاتا تو بازو پر چڑھ جاتا بازو سے ہٹاتا تو کان پر ایک جگہ چھوڑتا تو دوسرے وہاں پہنچ جاتے سینکڑوں ہزاروں کے قریب یہ مخلوق مسلسل میرا پیچھا کر رہی تھی۔ کوئی پل میں چین سے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

ان مکوڑوں سے نجات ملتی تو یہ پڑھائی کرتا۔ کوئی سات آٹھ جگہیں تبدیل کیں چند لمحوں کیلئے پڑھنے بیٹھتا مکوڑے وہیں پہنچ جاتے یہ تیسری رات بھی یونہی اسی کشمکش اور پریشانی میں گزر گئی۔

1950 سالہ بوڑھے جن کی نصیحت

دوسری مساجد سے فجر کی اذانوں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں تو فوراً سب مکوڑے یکا یک غائب ہو گئے ایک پیوند لگے دراز قد سر سفید' ڈاڑھی سفید' لباس سفید' سر پر سفید پگڑی پہنے بزرگ نمودار ہوئے کہنے لگے:

> ''بیٹا تو نے تین راتوں سے ہمیں پریشان کیا ہے۔ بیٹا ہمیں قابو نہ کر یہی وقت اپنے نفس کو قابو کرنے میں لگا' اللہ کی اطاعت کر' حضور ﷺ کی زندگی اختیار کر۔ اللہ کو راضی کر لے ہم تیرے بے دام غلام بن جائیں گے ورنہ اگر ہم کسی عمل کے ذریعے تابع

ہوں گے تو یاد رکھ قیدی قیدی ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت آزاد ہونے کے سوجتن کرتا ہے تو جب بھی موقع ملتا ہے وہ اپنے آقا کا نقصان کر کے ہی آزاد ہوتا ہے اور پھر اس کی نسلوں سے انتقام لیتا ہے۔ بیٹا میری عمر 1950 سال ہے میں زندگی بھر یہی سبق سب کو دیتا آیا ہوں اور تمہیں بھی دے رہا ہوں۔''

اور وہ بابا جی غائب ہو گئے۔ میرے نانا مرحوم فرمانے لگے اس دن کے بعد میں نے کسی بھی عمل سے گریز کیا۔

قارئین! میں بندہ لاہوتی پراسراری آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ آپ بھی ان خیالات کو چھوڑ دیں کیونکہ میرے پاس بے شمار پیغامات محترم حکیم صاحب کے ذریعے جنات کو قابو کرنے کے ملتے ہیں۔ میری بات اور ہے میں تو پیدائشی طور پر جنات کا منظور نظر تھا اور اب بھی ان کی محبتیں میرے اوپر بیکراں ہیں بلکہ میری اوقات سے بڑھ کر۔

علامہ لاہوتی پراسراری کے روزانہ کے کچھ معمولات

کچھ دن پہلے بارش کی رات میرے ساتھ ایک انوکھا واقعہ پیش آیا ہوا یہ کہ میں اپنے معمولات پورے کر کے سو رہا تھا اور میرے معمولات میں درود شریف 1100 بار' استغفار 1100 بار' تیسرا کلمہ 1100 بار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اس تعداد کو آسان بنا دیا ہے اور بہت سہولت سے یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے۔ میں یہ عمل کر رہا تھا جب میں تیسرے کلمے کی تعداد پر پہنچا تو میں نے محسوس کیا کہ آج کچھ مہمان میرے پاس ضرور آئیں گے بس ایسے ہی دل میں خیال پیدا ہوا۔

مکلی قبرستان ٹھٹھہ میں جنات کی جیل

جب میں وظائف اور مراقبہ سے فارغ ہوا تو اچانک حاجی صاحب' صحابی بابا'

حاجی صاحب کے پانچ بیٹے' باورچی جن اور چند درویش جن مکلی ٹھٹھہ کے بھی ساتھ تھے یہ وہ جنات تھے جو واقعی طاقتور جنات ہیں کیونکہ میری نگرانی مکلی میں جنات کی بڑی جیل پر ہے اور وہ میرے ماتحت کام کرتے ہیں۔ میں نے شکوہ کیا کہ کئی راتوں کا تھکا ہوا ہوں مجھے سونا تھا۔ آپ اچانک کیسے آ گئے۔

سرکش جن کا مکلی جیل سے فرار ہونا

کہنے لگے بس ایک مشکل آپ کی طرف لائی ہے دراصل ایک سرکش جن جیل سے بھاگ گیا ہے کہیں خبر نہیں کہ آخر وہ کہاں ہے کس جگہ ہے' سراغ لگانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن جن قابو میں نہیں آیا۔ کئی دن سے دن رات ایک کر دیا ہے یہ ساری بات حاجی صاحب نے فرمائی۔ پھر فرمانے لگے یہ جیل کے نگران ندامت اور پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے کہہ رہے ہیں کہ ہم علامہ صاحب کو کیا منہ دکھائیں کیونکہ انہوں نے تو یہ سب کچھ ہمارے ذمے لگایا تھا انہوں نے اپنے طور پر کوشش میں کمی تو نہیں کی۔

لیکن پھر بھی ہماری کمی ہے کہ وہ جن ہم سے بھاگ گیا ہے میں نے جب یہ بات سنی ساری تکان نیند کا خمار اور آرام کی طلب کا جذبہ یکا یک ختم ہو گیا۔

بہت پریشانی ہوئی اب اس کا کیا کیا جائے میں مراقب ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا مراقبہ کیا جو وہ اکثر کرتے تھے اور جس کی وجہ سے جنات ان کے احاطہ نظر سے باہر نہیں ہو سکتے تھے۔

سرکش جن سمندر کی گہری اور اندھیری تہہ میں روپوش

بہت دیر مراقبے کے بعد اللہ کے دیئے ہوئے علم میں سے روحانی علم نے مجھے بتایا کہ وہ سرکش جن مکلی کی جیل سے نکل کر سیدھا سمندر کی طرف گیا اور سمندر کی اندھیری اور گہری تہوں میں بیٹھا ہوا ہے اب اس کو تلاش کیسے کیا جائے اس کیلئے میں

نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ ورد جوانہوں نے ایک دفعہ مجھے حالت مراقبہ میں بتایا تھا اور ویسے بھی اگر کوئی چیز گم ہوگئی ہو اس کو تلاش کرنے میں تیر بہدف ہے میں نے وہ اسم جو قرآن کریم میں بھی ہے یعنی فِی سَمِّ الْخِیَاط پڑھا لیکن لاہوتی دنیا میں جا کر پڑھا ویسے عام شخص وہ اسی عالم میں پڑھے تو بھی نفع ہوگا سب کو اجازت ہے۔ بس اسی کو بکثرت کھلا پڑھنا ہے۔

وہ سرکش جن کون تھا......؟

خیر میں نے وہ اسم لاہوتی دنیا میں بکثرت پڑھا اور خوب پڑھا کہ میرا جسم پسینہ پسینہ ہوگیا کیونکہ مجھے وہ جن مطلوب تھا اس کا جرم یہ تھا کہ وہ لوگوں کے گھروں سے چوریاں کرتا' رقم' زیور، سونا، چاندی، ہیرے جواہرات اٹھاتا تھا وہ عورتوں کے ساتھ زنا کرتا تھا حالانکہ اس کا والد میرا بہت عرصے کا جاننے والا ہے جو کہ نہایت شریف آدمی ہے۔ کپڑے کا کام کرتا ہے۔ ویسے آخری عمر میں میں نے اس کے دادا کو بھی دیکھا جو کہ ساڑھے 11 سو سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے پہلے بھی کئی بار اس نے چوری کی لیکن طرفین کے درگزر سے ہمیشہ اس کو چھوڑ دیا اور معاف کر دیا گیا اب اس نے پھر ایک بہت بڑا گناہ اور چوری کی پھر ہمارے نگران طاقت ور جنات کے ہاتھوں پکڑا گیا اس کو بہت سخت جیل میں ڈالا۔

فی سم الخیاط کے شمسی موکلات

سب حیران ہیں کہ آخر یہ چھوٹ کیسے گیا؟ بہر حال جب میں نے فی سَمِّ الْخِیَاط کو لاہوتی عالم میں وجدان سے پڑھا اور خوب پڑھا تو یکا یک اس آیت کے شمسی موکلات سامنے آئے نہایت خطرناک اور بہت ڈراؤنے چہرے تھے ہر موکل کا قد ڈیڑھ سو فٹ سے کم نہ تھا جسم 50 فٹ کے پھیلاؤ سے زیادہ تھا۔ ایک ہاتھ کی انگلی ایک میٹر سے زیادہ تھی جسم سے سخت قسم کی خاص بو نکل رہی تھی ان کے جسم سے آگ

کے شعلے نکل رہے تھے ان کی آگ اتنی سخت تھی کہ قریب کی ہر چیز جل رہی تھی چونکہ میں ہر وقت حصار سلیمانی میں رہتا ہوں اس لیے مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

وہ سب یک زبان بولے کہ ہمارے لائق کیا خدمت ہے ہم حاضر ہیں آپ نے ہمیں لاہوت سے طلب کیا ہم آپ کے غلام ہیں ہمیں آپ کی خدمت کیلئے بھیجا گیا ہے میں نے انہیں کہا کہ کڑکیل موتھن نام کا جن جیل سے نکل گیا ہے ہمارے لاہوتی پراسراری علم کے مطابق وہ سمندر کی تاریک تہہ میں چھپا ہوا ہے اسے وہاں سے کوئی پکڑ نہیں سکتا اس لیے ہمیں آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ لہٰذا اسے آپ گرفتار کر کے اور سلیمانی زنجیر میں باندھ کر لے آئیں۔ ہمارے بول پورے ہوتے ہی وہ یکا یک غائب ہو گئے۔

کڑکیل موتھن جن فرار کیسے ہوا......؟

اب میں نے صحابی جن سے عرض کیا کہ آپ بتائیں وہ اس طرح غائب کیوں ہو گیا اور نکل کیسے گیا اس جیل کی تاریخ میں آج تک ایسا واقعہ ہرگز نہیں ہوا' آخر یہ واقعہ کیسے ہو گیا۔

صحابی بابا جن فرمانے لگے میرے علم کے مطابق اسے کسی نے کوئی ورد بتایا ہے وہ اس ورد کی وجہ سے اس جیل سے نکل پایا ہے ورنہ آج تک یہاں سے کسی کے نکلنے کی جرأت نہیں ہوئی میں نے صحابی بابا سے عرض کیا کہ آپ اپنے علم کی طاقت سے معلوم کریں کہ اس نے کونسا ورد کیا ہے جبکہ وہ غیر مسلم ہے کوئی قرآنی اور روحانی ورد کیسے کر سکتا ہے؟ صحابی بابا مراقبے میں چلے گئے میں نے سب دوسرے جنات کے چہرے دیکھے بہت پریشان' غمزدہ' ندامت سے اٹے ہوئے تھے میں نے نگران جنات سے سختی کی کہ آخر آپ کے نگران جیل کے محافظ اور لاکھوں کا عملہ کہاں گیا تھا کیا سب سو رہے تھے؟ آخر ایسا کیوں ہوا؟ سب خاموش جیسے کسی کے جسم میں جان تک نہیں۔

کوئی جواب نہیں دے رہا تھا آخر کیا ہوا' کیسے ہوا' بس ہوگیا اور جو ہوا بُرا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد صحابی بابا نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اس نے جیل سے رہائی کیلئے قرآن کی آیت کا سہارا لیا ہے کہ جیل میں موجود ایک مسلمان جن محافظ نے اسے بتایا ہے۔ وہ آیت (وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ) یہ آیت اس نے دن رات پڑھی ہے حتیٰ کہ اسے پڑھنا نہیں آتا تھا اس مسلمان محافظ نے کئی دن لگا کر اسے یاد کرائی ہے۔ اس کے بدلے میں اس نے اسے بہت سا مال دیا ہے اور وہ مال اس محافظ نے فلاح بوڑھے برگد کے درخت کے تنے کے اندر چھپا دیا ہے۔ اور اب بھی وہ یہی آیت سمندر کی تہہ میں بیٹھا پڑھ رہا ہے کیونکہ اسے محسوس ہوگیا ہے کہ اسے کوئی طاقت ور طاقتیں پکڑنے کیلئے آرہی ہیں لیکن بچاؤ کیلئے وہ یہی پڑھ رہا ہے۔

یہ بات سنتے ہی میں حیران ہوگیا کیونکہ اس آیت کے کرشمات کا پہلے بھی بے شمار دفعہ تجربہ ہو چکا تھا اور لاتعداد بے گناہ قیدی انسان رہا ہوگئے تھے کہ خود پڑھا یا اس کی طرف سے ایک یا کئی آدمیوں نے پڑھا اور خوب کھلا پڑھا اور بہت کثرت سے پڑھا تو قیدی کی غیب سے رہائی ہوگئی۔ لیکن کسی غیر مسلم نے یہ آیت پڑھی ہو اور اس کی قید سے رہائی ہوگئی ہو پہلا انوکھا تجربہ ہے۔

کڑکیل موتھن جن دوبارہ گرفتار

بہر حال کچھ ہی دیر کے بعد وہ لاہوتی "فِى سَمِّ الْخِيَاطِ" کے مؤکلات اس سرکش قیدی کو پکڑ لائے' کہنے لگے ہمیں اس کے پکڑنے میں دیر لگی ہے وہ اس لیے کہ یہ کوئی وظیفہ پڑھتا تھا اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا تھا' ہم پریشان ہوئے ہم پھر اس کے قریب ہوئے اور پھر یہ وظیفہ پڑھے اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ آخر ہم نے لاہوتی دنیا میں اپنے آقا سے رجوع کیا تو انہوں نے اس کا حل بتایا کہ آپ طاقت سے اسم ذات "اللہ" پڑھیں۔ واقعی جب ہم نے اسم ذات پڑھنا

شروع کیا تو اس کی زبان بند ہوگئی اور ہم اسے گرفتار کر کے لے آئے۔ وہ سرکش جن نہایت ذلت میں ڈوبا ہوا سخت پریشان اور اسی پریشانی میں اس کے جسم سے سمندر کی تہہ کی کیچڑ جو کہ اس کے جسم میں لگی ہوئی تھی اور اس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔

لاہوتی کوڑے نے زبان کھلوادی

میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ آیت کس نے بتائی لیکن وہ خاموش تھا جب زیادہ اصرار پر بھی اس نے نہ بتایا تو پھر جیل کے نگرانوں نے محافظوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس پر تشدد کیا ایسا سخت تشدد کہ اگر وہ لاہوتی کوڑا جو اس جن پر برستا تھا کسی ایک انسان نہیں اگر دس انسانوں پر اکٹھا برس جائے تو وہ قیمہ کی طرح پس جائیں' کچھ دیر کے تشدد کے بعد وہ بولا اور وہی بولا جو پہلے صحابی بابا نے بتایا تھا۔

محافظ جن کی مجبوری

اب اس محافظ مسلمان جن کو پکڑوایا گیا تو اس نے انکشاف کیا کہ دراصل مجھے ایک عامل نے قابو کیا ہوا ہے اور وہ مجھ سے رقم اور مال منگواتا رہتا ہے میں مجبور ہوں کہ میری آمدنی اتنی نہیں کہ میں کہاں سے لے آؤں آخر ایک دن اس نے مجھ سے بڑی رقم کا مطالبہ کیا میں وہ رقم نہ دے سکا تو اس نے مجھے تکلیف دی۔ میری اولاد کو تکلیف دی' مجبوراً اس غیر مسلم جن جو کہ عرصہ سے کہہ رہا تھا کہ سنا ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے مجھے بھی کچھ بتائیں۔ 31 سال جیل میں ہوگئے ہیں اس نے مجھے بڑے مال اور دولت کا طمع دیا میں مجبور تھا میں نے اسے یہی آیت پڑھنے کیلئے دی اسے آتی نہیں تھی۔ میں نے اسے یاد کرائی کئی دن کی کوشش کے بعد اس نے یاد کر لی پھر اس نے مجھے دولت دی جو میں نے برگد کے بوڑھے درخت میں چھپا دی ہے اور چھٹی کے دن اس عامل کو وہ دولت دینے جاتا ہے حالانکہ خود میرے گھر میں غربت ہے لیکن میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں جب اس کی یہ بات سنی جو کہ میرے لاہوتی علم کے مطابق سو فیصد

درست تھی تو اس کے حال کو میں نے حاجی صاحب اور صحابی بابا کی خدمت میں پیش کیا اور ان سے عرض کیا کہ میں یہ کیس آپ کے سپرد کرتا ہوں جو سزا یا معافی آپ اس مسلمان محافظ جن کو دینا چاہتے ہیں دیں میری طرف سے ہر طرح کی اجازت ہے۔

تھوڑی دیر مشورہ کرنے کے بعد حاجی صاحب کہنے لگے اگر آپ قبول کریں تو میرا مشورہ ہے اصل مجرم وہ عامل ہے جو اس محافظ جن کو مجبور کرتا ہے۔ اس عامل کی خبر لینی چاہیے فیصلہ درست تھا طے ہوا کہ اس محافظ جن کو اس عامل کے چنگل سے چھڑایا جائے اور اس عامل کو سخت سبق بھی دیا جائے کہ کسی مجبور کو مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی مدد کی جاتی ہے جبکہ اس عامل نے تو اس محافظ عامل کو مجبور کیا اور چوری ڈاکے اور ناجائز کاموں پر مجبور کیا۔ اب اس کافر جن کو واپس کڑی جیل میں بھجوایا گیا اور حکم دیا کہ اس کی سزا سخت کر دی جائے اور اس سے اس آیت کی تاثیر واپس لے لی جائے بلکہ محافظ جنات کو یَا وَکِیْلُ کا ورد بتایا جائے کہ کوئی سرکش جن کوئی بھی عمل کر کے جیل سے نکل نہ سکے۔

قرآن ایک نعمت عجیبہ غیر مترقبہ

مجھے احساس ہوا کہ قرآن کیسی عجیب نعمت ہے اگر گنہگار اور خواہ وہ کافر ہو پڑھے تو بھی اس میں شفاء موجود ہے اور کامل شفاء موجود ہے۔ آج ہم مسلمان قرآن کی نعمت سے محروم ہیں ایک نہ پڑھنا' دوسرا یقین سے نہ پڑھنا' اس کافر جن نے ایک تو زیادہ پڑھا اور بہت زیادہ پڑھا دوسرا یقین سے پڑھا تو اس کی رہائی ہوگئی۔ ہم میں سے کوئی بھی شخص جو نفس اور شیطان کی مکاری' عیاری' مکر و فریب سے رہائی چاہتا ہو گناہوں کی زندگی سے نجات چاہتا ہو یا کسی جیل کا قیدی ہو تو وہ بھی اگر یہ پڑھے گا تو رہائی ہو جائے گی میری طرف سے سب کو اجازت ہے بس شرط یقین' اعتماد اور کثرت سے پڑھنا ہے۔ دنوں کی قید نہیں۔

شاہ جنات کی لاہوتی سواری

ایک بار میں نے باورچی جن کا تذکرہ کیا تھا جس نے عبدالسلام جن کی شادی میں بہت لذیز کھانے کھلائے اور لاجواب کباب اور بھونے ہوئے پرندے کھلائے۔ ابھی چند دن پہلے میں نے ایک غریب جن کی بیٹی کی شادی میں شرکت کی وہ اکثر آتا اور عرض کرتا کہ میری بیٹی کی شادی ہے۔ غریب ہوں' آپ نے ضرور آنا ہے۔ پھر خود ہی کہتا کہ مجھے علم ہے آپ شادیوں میں نہیں جاتے لیکن میری بیٹی کی شادی میں آپ نے ضرور شرکت کرنی ہے۔

ایک دن اس کے اصرار پر میں وعدہ کر بیٹھا پچھلے ہفتے وہ غریب جن جس کا نام سہراب ہے آیا کہنے لگا کہ بیٹی کا نکاح اگر آپ پڑھا دیں تو سعادت ہوگی اور شادی میں شرکت ضرور کریں۔ مقررہ وقت پر جنات کا لشکر مجھے لینے کیلئے آ گیا ہم نے کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ کے قریب ایک صحرائی جنگل میں ان کی شادی میں جا کر اترے۔ ایک گدھ نما کی طرح کا بڑا پرندہ تھا جس کی پشت پر ایک وسیع صحن تھا ہر طرف بالوں کی اٹھی ہوئی دیوار تھی جو باڑ کا کام دے رہی تھی تاکہ شاہی مہمان کا نقصان نہ ہو اور وہ گر نہ جائے۔ پرندے کے اردگرد اٹھے بالوں میں ایسے بال بھی تھے جو بلب قمقے اور روشنیوں کا کام دے رہے تھے اور طرح طرح کی حیرت انگیز روشنیاں ان میں سے نکل رہی تھیں۔

ایک بڑی کرسی تھی اس کے ساتھ 70 کرسیاں اور پڑی ہوئی تھیں یہ دراصل شاہ جنات کی شاہی سواری ہے حاجی صاحب جن نے میرے لیے یہ سواری بھیجی تھی میرے گھر کی چھت پر یہ سواری آ کر رکی میں نے وضو تازہ کیا دو نفل تحیۃ الوضو پڑھے خوشبو لگائی اور چھت پر چڑھ گیا تو جنات کا لشکر اس شاہی سواری کی حفاظت کیلئے ہر وقت ساتھ ہوتا ہے وہ موجود تھا انہوں نے مجھے سلام کیا پرندے کے پروں سے بنی

ہوئی نرم گداز آرام دہ سیڑھیاں تھیں ان پر چڑھ کر میں چھوٹی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن لشکر کے سپہ سالار نے عرض کیا کہ ہمیں حکم ہے کہ آپ کو شاہی کرسی پر بٹھا کر لایا جائے۔ میں شاہی کرسی جو خالص جواہر لعل موتی چاندی اور سونے کی بنی ہوئی تھی' پر بیٹھ گیا پرندہ گدھ نما اڑا اور پل بھر میں آسمان کی تاریکیوں میں گم ہو گیا بس مجھے ہلکی سی ہوا کی سرسراہٹ محسوس ہو رہی تھی اور یہ احساس تھا کہ سفر طے ہو رہا ہے پل بھر میں سواری صحرائی جنگل میں تھی ہر طرف جنات ہی جنات تھے۔

جنات کی سادہ مگر پر تکلف شادی

زرق برق لباس میں لیکن جو چیز خوشی کی تھی وہ یہ تھی کہ اس سارے مجمع میں دین دار اور باشرع جنات تھے اور سنت کے مطابق شادی سادگی سے ہو رہی تھی کیونکہ میں نے شادی سے پہلے ان سے وعدہ لیا تھا۔ وعدے کے مطابق وہ سنت کے مطابق شادی کر رہے تھے۔ شادی سے پہلے ہی میں نے باورچی بابا جن کو عرض کیا کہ آپ ہی وہاں کھانے کی نگرانی کریں میرے سامنے سادہ کھانا لایا گیا کیونکہ میں سادہ کھانے کو طبعاً پسند کرتا ہوں وہ سادہ کھانا لایا گیا تو میں نے جن بابا کو عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ بیٹھیں اور مجھ سے باتیں کریں۔ پچھلی صدیوں اور زندگی کے کچھ حالات سنائیں۔

محمد شاہ رنگیلا کا دور، باورچی جن کی زبانی

انہوں نے ایک واقعہ سنایا جو واقعی حیرت انگیز تھا کہنے لگے: محمد شاہ رنگیلا کا دور تھا۔ اس دور میں مراثیوں' بھانڈوں' طوائفوں اور شاعروں کی خوب سرپرستی کی جاتی تھی۔ دین کا نقش و نگار دھندلا پڑ گیا۔ ہر طرف عیاشی' ظلمت اور اسراف کا عالم تھا' اس دور میں میرے والد اور دادا زندہ تھے۔ میں بھرپور جوان تھا۔ ایک انوکھا واقعہ ہوا جو میرے ذہن سے ابھی تک فراموش نہیں ہوا۔

باورچی بوڑھا جن ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی ڈھلکی ہوئی آنکھوں کی جلد کو اٹھا کر مجھے دیکھا اور بولا' ہوا یہ کہ شاہی خزانہ آہستہ آہستہ خالی ہو گیا اور سارا عیاشی میں ختم ہو گیا۔ حتیٰ کہ امور حکومت میں رکاوٹ پیدا ہو گئی چونکہ مداری' شعبدہ باز کالے جادو کے عامل ہر وقت اس کے اردگرد مقام اور انعام پاتے تھے۔ وہ قسمت اور ہاتھ کی لکیروں کے پرکھنے والوں کو خوب پسند کرتا' شکار سفر و حضر میں ان کو ساتھ رکھتا۔ اب ہر طرف فاقہ اور تنگدستی نے راج کیا تو اس نے ان مداریوں کو متوجہ کیا کہ اب کیا علاج کیا جائے ہر شخص نے اپنا اپنا راگ الاپا۔

ان میں سے ایک جادوگر نے کہا کہ اس کے شاہی قلعے اور نگری میں میرے علم کے مطابق بڑے بڑے خزانے دفن ہیں اگر آپ میرے مشورے سے چلیں اور میں آپ کو بتاؤں تو آپ ان خزانوں کو نکال کر عوام کی فلاح اور بھلائی کیلئے استعمال کریں۔ یہ سنتے ہی شہنشاہ اچھل پڑا اور عمل درآمد کیلئے فوراً احکامات جاری کرنے لگا لیکن جادوگر کہنے لگا کہ پہلے مجھے اپنا عمل کرنے دیں کہ آخر کیسے اور کس طرح اس خزانے کو نکالا جائے۔ اس نے 40 دن کی مہلت مانگی کہ مجھے 40 دن کی مہلت دی جائے کہ میں اس مہلت میں خزانے تلاش کروں اور پھر مزدوروں کے ذریعے کھدائی کرائی جائے۔ باورچی جن کی آواز بھرا گئی اور کچھ پھول گئی حتیٰ کہ کھانسی شروع ہو گئی پانی کے چند گھونٹ پیئے تو سانس بحال ہوئی۔

عظیم الشان خزانے کی تلاش

باورچی جن بولا اس جادوگر نے اپنا چلہ شروع کیا اب وہ جگہ جگہ عمل کرتا کہ خزانہ کہاں ہے کہیں نہ ملا ایک جگہ جو کہ نہایت پرانا قلعہ تھا کچھ نشاندہی ہوئی لیکن اس پر جنات کا پہرا تھا کیونکہ ہر خزانے پر جنات اور طاقتور دیو کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ کوئی انسان تو ویسے ہی نہ پہنچ سکے گا لیکن کوئی جن اس کو چرا کر نہ لے جائے ہر خزانہ اپنے مالک کے

انتظار اور بطور امانت رکھا جاتا ہے کہ کتنی صدیوں یا سالوں کے بعد اس کے مالک تک اس امانت کو پہنچانا ہے۔ اس لیے ایک جناتی نظام ہے اس کے تحت بڑے بڑے طاقت ور جنات کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ اس خزانے کی بھرپور حفاظت کریں۔

اب خزانہ بہت بڑا تھا کہ 18 بادشاہوں کے خزانے بھی اس خزانے کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ جادوگر کے 28 دن ہو گئے باقی چند دن تھے ورنہ بادشاہ اسے قتل کرا دیتا کیونکہ اس نے بادشاہ سے 40 دن کا وقت مانگا تھا اب جادوگر پریشان کہ اس کا حل کیسے ہو کہ بڑے طاقت ور جنات سے وہ مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اسی پریشانی میں وہ ایک بڑے عامل سے ملا کہ مجھے یہ مشکل آپڑی ہے کہ کہیں سے اس کا حل نکالیں۔ اس عامل کے تابع جنات تھے۔ انہوں نے ان سب جنات کو بلایا ان جنات نے تین دن مانگے۔ تین دن کے بعد جنات نے افسوس سے کہا کہ ان بڑے دیو سے لڑنا ہمارے بس کا کام نہیں اور وہ خزانہ اس بادشاہ کے حصے کا نہیں ہے بلکہ وہ اس کے بعد کی چار نسلوں کے حصے کا ہے۔ ان کا حصہ ہم اس بادشاہ کو کیسے دے سکتے ہیں۔

یَافَتَّاحُ ،یَابَاسِطُ اور توبہ کا کمال

ہاں آپ کو ایک راستہ بتاتے ہیں کہ کوہساروں کے دامن میں کمیل بستی کے ایک بزرگ ہیں گوشہ نشین ہیں وہ دعا اور کوئی وظیفہ بتائیں گے اس وظیفے کی برکت سے سب مسائل حل ہو جائیں گے۔ وہ جادوگر بھاگم بھاگ ان بزرگوں کے پاس گیا انہوں نے سارے حالات سن کر پہلے جادوگر کو توبہ کرائی کہ بغیر توبہ کے اللہ کا کلام نفع نہ دے گا مرتا کیا نہ کرتا' توبہ کی پھر درویش نے فرمایا کہ بادشاہ کو توبہ کرائیں کہ رنگین زندگی سے ہی قحط اور مفلسی' مہنگائی آتی ہے۔ جادوگر بادشاہ کے دربار میں پہنچا اور ساری بات کہی۔ بادشاہ بوڑھا ہو گیا تھا۔ موت سامنے نظر آرہی تھی اس نے توبہ میں نجات سمجھی۔ اب یہ مل کر اس درویش کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے توبہ کرائی اور

فرمایا خود بھی اور رعایا بھی "یَافَتَّاحُ یَابَاسِطُ" کھلا ہر حالت میں پاک ناپاک سارا دن پڑھیں۔ غربت' قرضہ' تنگدستی اور قحط کیلئے لاجواب ہے۔ واقعی ایسا ہوا۔ باورچی جن کی آنکھوں میں آنسو آگئے کہ جب سب نے توبہ کی اور یہ لفظ پڑھے ہر طرف خوشحالی آگئی۔ بس شرط یہ ہے کہ چند ماہ یہ ضرور پڑھیں۔

عبقری قارئین سے درخواست

کچھ عرصے سے عبقری کیلئے لکھ رہا ہوں۔ قارئین نے خوب سے "خوب تر" پسند کیا اور ڈھیروں ڈاک میرے نام آتی ہے کہ میرا ایڈریس اور ملاقات دی جائے لیکن جتنا میں اپنے علم اور تجربے سے مخلوق خدا کی خدمت کرسکتا ہوں اتنی خدمت کررہا ہوں اس سے زیادہ مجھ سے اور کچھ نہ ہوسکے گا۔ میں شاید کبھی سامنے نہ آتا لیکن حضرت حکیم صاحب کے اصرار پر اپنی آپ بیتی لکھ رہا ہوں۔ اگر میری گزشتہ اقساط کے تجربات کا قارئین بغور مطالعہ کریں تو ان پر نئے نئے انکشافات نئے' حیرت کے راز اور روحانیت کی انوکھی دنیا کھلے گی۔ آج میں اپنی زندگی کے کچھ ایسے واقعات سنانا چاہوں گا جو اس سے پہلے کبھی بھی نہ بیان کیے اور نہ ہی لکھے۔

جناتی سینٹرل جیل کی سیر

میں نے ایک دفعہ حاجی صاحب کے بیٹے عبدالسلام اور عبدالرشید کو کہا کہ کبھی مجھے جنات کی سب سے بڑی جیل کی سیر کراؤ وہاں کیا ہوتا ہے؟ اور جنات کی اصلاح اور جرائم کی روک تھام کیلئے انہیں کیسی سزائیں ملتی ہیں؟ جب میں نے انہیں یہ بات کہی تو کہنے لگے اس کیلئے آپ کو ایک عمل کا چلہ کرنا پڑے گا کیونکہ وہاں ایک جناتی طلسم کیا گیا ہے کہ کوئی اس میں داخل نہ ہوسکے اور نہ ہی داخل ہوکر واپس آسکے کیونکہ وہاں خود بڑے جادوگر ہوتے ہیں اور ان کے جادو کا توڑ ہر شخص بلکہ ہر جن کیلئے ناممکن ہوتا ہے۔ کئی واقعات ہوچکے ہیں لیکن ہم عاجز آگئے آخر کار ان جنات کو قابو اور باندھنے

کیلئے صحابی بابا نے یہ خاص قرآنی عمل کر کے اس کو حصار کر دیا ہے اب یہ جیل قلعہ ہے تو چونکہ ہم جن ہیں اور باوجود جن ہونے کے ہم سب نے یہ عمل یعنی چلہ کیا ہے۔ اور اس چلے کی وجہ سے ہم اس جناتی جیل کے اندر آ جا سکتے ہیں ورنہ تو اس کے اندر جانا ممکن نہیں اگر چلے جائیں تو واپس آنا ممکن نہیں۔

جناتی سینٹرل جیل کی چابی

میں نے حامی بھر لی اس کیلئے مجھے ایک ویران قبرستان میں 11 دن کا چلہ کرنا تھا چلے کے جو لوازمات ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ دو کفن کی چادریں' ایک عدد بڑی شیشی تیز خوشبو' چار عدد تیز دھار چھریاں' ایک نئی جائے نماز' ایک سفید ٹوپی' ایک عدد کالے دھاگے کا چھوٹا بنڈل اب یہ چیزیں لے کر کسی ویران قبرستان میں ویران کونہ اور ویران قبر کے پاس جا کر رات ٹھیک بارہ بجے اپنی جگہ پر موجود ہونا ہے۔ کپڑے اتار کر کفن کی چادریں احرام کی طرح باندھ لیں خوب خوشبو لگانی تھی۔ سر پر ٹوپی اور جائے نماز بچھا کر چاروں طرف چھریاں مٹی میں گاڑ دیں اور اپنے اردگرد دھاگہ لپیٹ لیں اور صرف ایک لفظ پڑھنا تھا۔ وہ لفظ ہے ''کہف'' اسی لفظ کو بغیر تعداد کے 3 گھنٹے بیٹھ کر پڑھنا ہے۔ 3 گھنٹے کے بعد اٹھیں پہلے چھریاں ہٹائیں پھر لباس تبدیل کر کے یہ چیزیں سمیٹ لیں اور وہ کالا دھاگہ جو اپنے اوپر کے جسم پر لپیٹا تھا یعنی 11 چکر دھاگے کے دیئے تھے وہ اتار کر رکھ دیں واپس گھر آ جائیں پھر دوسری رات اسی طرح جائیں اور سابقہ رات کی طرح کریں۔ اس طرح گیارہ راتیں کریں۔

لفظ ''کھف'' کے چلے کے فوائد

کل گیارہ راتیں اگر کوئی ایسا کرے (اس کی سب کو میری طرف سے اجازت ہے) تو اس شخص کو جنات کا ہر حصار توڑنا آسان' جنات کی جیل میں آنا جانا ممکن' کوئی

طاقتور جن جنی، بدروح، دیو موکل جادو نظر بد اور بندوق کا حملہ اس پر اثر انداز کبھی نہ ہوگا پھر جب کوئی اس لفظ یعنی ''کھف'' کو صرف پڑھ لے گا چاہے تھوڑی یا زیادہ تعداد میں تو جس پر بھی دم کرے یا پانی پر دم کرے یا کوئی کھانے پینے والی چیز پر دم کرے تو فوری اثر ہوگا۔ وہ تمام عوارضات ختم ہوں گے جو اوپر بیان کیے ہیں۔

جناتی سینٹرل جیل کی طرف روانگی

خیر میں نے قبرستان میں یہ عمل کیا چونکہ میرا جناتی پیدائشی تعلق ہے کچھ انوکھا یا غیر مرئی عمل محسوس نہ ہوا گیارہ دن کے بعد میں نے عبدالسلام اور عبدالرشید کو بلایا ان کے ساتھ حاجی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ مجھے گدھ نما پروں والی سواری پر سوار کیا اور خود ساتھ ہوا بن کر پرواز کرنے لگے اس سواری پر کئی بار سفر کیا تو اس بار اس سواری میں انہوں نے میرے لیے لاجواب کھانے اور بہترین قہوے بھی رکھ لیے تھے مجھے بار ہا اصرار کر کے وہ کھلا رہے تھے۔

سفر تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا بہت لمبا اور بڑا سفر کیا جو کئی گھنٹوں پر محیط تھا۔ آخر کار مجھے ہر طرف پہاڑ اور برف ہی برف محسوس ہوئی پھر برف ختم ہوگئی اور ہر طرف خشک پہاڑ اور جنگل شروع ہوگئے اس کے درمیان ہم ٹھہر گئے۔

یعنی سواری اتری پروں سے بنی ہوئی سیڑھی سے میں اترا اور ہر طرف جنگل اور پہاڑیاں، دوسری طرف برف پوش پہاڑ تھے۔ وہاں ہر طرف جنات کی قطاریں نظر آئیں۔ چونکہ حاجی صاحب اور صحابی بابا اور میں ان کے وہاں بڑے اور مہمان خصوصی تھے۔ عبدالسلام جن نے پہلے سے اطلاع کر دی تھی۔ لہٰذا وہاں سب حضرات یعنی محافظ جنات متوجہ اور چوکنے تھے۔ جیل کیا تھی...!!!! ایک بہت بڑی پہاڑیوں کے درمیان میلوں پھیلی ہوئی وادی تھی۔ جس کے اردگرد ایک طاقت ور حصار اور جنات کی طاقت ور فوج تھی۔

نورانی فصیل اور دیگر حفاظتی انتظامات

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نورانی فصیل تھی جو آسمان تک پہنچی ہوئی تھی اس کے اردگرد ایک جناتی مخلوق تھی جو مزید پہرہ دے رہی تھی ہر طرف ایسے جنات موجود تھے جو دن رات بس پہرہ دیتے ہیں ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی کام نہیں۔

ایک پہاڑی غار جس کا دھانہ یعنی منہ بہت بڑا تھا کہ اونٹ اندر آسانی سے چلا جائے اس دھانے پر 17 ببر شیر بیٹھے تھے میں حیران ہوا تو عبدالرشید نے بتایا کہ یہ دراصل بڑے دیو ہیں جو اس شکل میں پہرہ دے رہے ہیں۔ جب ہم غار کے قریب پہنچے تو وہ شیر اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنی مخصوص آواز میں گرج دار انداز میں دھاڑنے لگے انہوں نے بتایا یہ دراصل ہم سب کا استقبال کر رہے ہیں۔

ابھی ہم داخل ہو ہی رہے تھے کہ چمگادڑیں جو شاید 10 فٹ سے بھی زیادہ لمبی ہو خطرناک آوازوں کے ساتھ اوپر مسلسل اڑ رہی تھیں۔ انہوں نے یعنی عبدالرشید جن نے بتایا یہ بھی جنات کی ایک قسم ہے جو ہوائی محافظ ہوتے ہیں اور اوپر سے قیدیوں اور بدمعاش جنات پر نظر رکھتے ہیں وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔

کچھ اور آگے گئے تو معلوم ہوا سانپوں کے ڈھیر اور بعض جگہ صرف کالے رنگ کے بڑے اژدھے کی طرز کے سانپ تھے جو مسلسل ہر جگہ چکر لگا رہے تھے بتایا یہ بھی محافظ جنات ہیں ان کا کام صرف یہاں کے ان جنات کی خبر رکھنا ہے جو جادوگر ہوں اور جادو کی وجہ سے وہ یہاں سے نکل نہ جائیں یا پھر وہ یہاں کے محافظوں پر جادو کر دیتے ہیں۔

ان میں ہر سانپ خود بہت بڑا عامل ہے ان سب کو صحابی بابا نے ایسے طاقت ور قرآنی عملیات کروائے ہوئے ہیں کہ کوئی جن ان کی طاقت اور جادو تک پہنچ نہیں سکتا۔ کیونکہ جنات کے پاس آج سے 6 ہزار سال پہلے کا علم ہے۔ وہ اس علم کے مطابق وہ کچھ کر لیتے ہیں جو عامل کیا بلکہ کامل سے کامل کے بس کا روگ نہیں۔

بڑی عمر والا بڑا کالا سانپ

ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے تو ایک بڑا کالا سانپ اپنا پھن اٹھائے چلتا ہوا میرے پاس آیا' سلام کیا کہ میں مسلمان جن ہوں۔ میری عمر بڑی ہے...! میں نے شاہ جہان بادشاہ کا دور دیکھا' جہانگیر کا دور دیکھا' رنجیت سنگھ کا دور تو کل کی بات ہے اس سے قبل میں نے لودھی خاندان کو دیکھا خاندان غلاماں کی بنیاد اور بربادی سب کچھ میرے سامنے ہے۔ میں نے اس سانپ جن سے سوال کیا آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ برباد کیسے ہوتے ہیں۔ بے ساختہ کہنے لگے اس کی وجہ ظلم ہوتی ہے یہ لوگ دراصل ظالم ہوتے ہیں اور ظلم کی وجہ سے ان سب کا نشان تک ختم ہو جاتا ہے۔

پھر انہوں نے مجھے شاہ تغلق کے دور کے باکمال درویش حضرت خواجہ سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا دیا کہ اس کرتے کی برکت یہ ہے کہ جو اس کو اپنے سرہانے رکھ کر باوضو ہو کر سو جائے تو ضرور بالضرور اس کو ایسی باکمال ہستیوں اور شخصیات کی زیارت ہوگی جو عام انسان کے بس اور گمان تک میں نہیں بلکہ یہاں تک کہ ایسی برکت کہ نسلیں بھی اس سے استفادہ کریں۔

چیف آف سانپ، جنات کا خوش آمدید

ایک سانپ جو رنگت میں نہایت کالے رنگ کا تھا وہ آتے ہی میرے پاؤں پر گر گیا اور کچھ مخصوص انداز میں باتیں کرنے لگا مجھے اس کی کسی بھی بات کی سمجھ نہ آئی کہ آخر اس کی باتیں کیا ہیں؟ یا اس کا کیا مطالبہ' کیا مقصد ہے؟ ساتھ عبدالرشید کہنے لگا کہ یہ یہاں کے سانپ جنات کا بڑا آفیسر ہے جو آپ کو یہاں خوش آمدید کہہ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ میری طرف سے انسانوں سے معذرت کرلیں کہ میں ان جنات کی نگرانی پر متعین ہوں جو انسانوں کو طرح طرح کی تکالیف دیتے ہیں ہم شرمندہ ہیں کہ یہ لوگ ہمارے قابو سے باہر ہیں اور ہمارے بس میں نہیں ہم انہیں کیسے کنٹرول کریں۔

بہرحال ہم شرمندہ ہیں جب میں نے اس آفیسر سانپ جن کی یہ بات سنی تو حیرت ہوئی کہ ان جنات کی قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے اندر احساس اور مخلوق خدا کی خدمت اور درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

منہ سے شعلے اگلتا، چیلوں کا غول

ہم آگے چلے تو ہمیں چیلوں کا غول جو دیکھنے میں تو چیل لیکن وہ کسی بڑے جہاز سے کم نہیں تھے۔ان کے منہ سے شعلے اوران کی آواز بہت گرج دار نکل رہی تھی ان کا ہجوم نہیں تھا بلکہ لشکر کے لشکر تھے جو مسلسل اُڑ رہے تھے اور ایک پریشان کن شور تھا جو ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ چیلوں کا کام سارا دن اس میلوں کے پھیلے وسیع پہاڑی رقبے پر اڑنا اور نگرانی کرنا تھا۔ وہ ہر اس جگہ پر نظر رکھتے تھے جہاں سے نکلنے کا کوئی امکان ہوسکتا تھا۔ دن رات ان کا یہی کام تھا ابھی ہم ان چیلوں کے جناتی حالات سن ہی رہے تھے کہ ہمیں احساس ہوا کہ عبدالرشید کچھ اور کہنا چاہتا ہے اس سے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں ایک اور چیز دکھانا چاہتا ہوں جو یہاں کا سب سے خطرناک پہرہ دینے والا گروپ ہے۔

خون خوار چمگادڑوں کی فوج

پھر ہمیں غار کے اندر ایک اور غار میں لے جایا گیا چلتے چلتے ایک طویل تنگ غار سے نکلے تو ایک اور میدان آگیا۔ اس میدان میں تھوڑی دیر چلنے کے بعد کیا دیکھا کہ چمگادڑ نما ایک مخلوق ہے، جس کی گردن ایسی ہے جیسے بطخ کی گردن ہوتی ہے۔ باقی سارا جسم چمگادڑ کی طرح ہے۔ وہ جگہ جگہ ایک ایک کر کے خاموش بیٹھی ہوئی۔ بالکل خاموش.....! ایسے جیسے ان میں جان نہیں۔

میں حیران ہوا ساتھ حاجی صاحب کا بیٹا عبدالسلام نے میری حیرانی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا کہ کیوں حیران ہو رہے ہیں...؟ میں نے کہا کہ حیرت کی وجہ

دراصل یہ ہے ...! ان کا کام کیا ہے ....؟ اور یہ خاموش کیوں ہیں ...؟ اتنی لاکھوں کی تعداد میں ان کو آخر کوئی تو ذمہ داری دی گئی ہوگی۔

یہ ساری باتیں حیرت اور استعجابی کیفیت میں بیان کر دیں۔ میری حیرت کو دیکھ کر عبدالسلام کہنے لگا یہی چیز تو آپ کو دکھانے کیلئے لائے تھے۔ یہ دراصل خون خوار اور پھاڑ کھانے والی مخلوق ہے جنات تو لوگوں کو تنگ کرتے ہیں یہ جنات کو تنگ کرنے میں حرف آخر ہیں۔

جنات کو دی جانے والی سزائیں

ان کا کام یہ ہے کہ جب بھی کوئی جن یہاں لڑتا ہے تو اس کو پہلے یہ ہلکی سزا دیتے ہیں پھر بڑی اور بھیانک سزا دیتے ہیں اور ان کے اندر ایک خطرناک مواد جسے انسان کی زبان یا دنیا کی تھیوری کے مطابق فاسفورس کہیں۔ پہلے آنکھوں میں پھر کانوں میں اور پھر ناک اور زبان میں بھر دیا جاتا ہے ان کو کالی زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔

وہ زنجیریں اتنی طاقت ور ہوتی ہیں جنہیں وہ نہ توڑ سکتا ہے اور نہ ہی ان زنجیروں سے جدا اور رہا ہو سکتا ہے بلکہ اگر اسی وقت ان زنجیروں کو کوئی ہاتھ لگائے تو اس کا ہاتھ جل نہیں بلکہ پگھل جاتا ہے۔ جنات کی خوفناک چیخیں اور فریادیں میں نے دور دور سے سنیں اور سوچا کہ آخر یہ کیا آوازیں ہیں تو میری حیرانگی پر عبدالسلام جن بولا کہ یہ جنات کو سزائیں دی جا رہی ہیں تاکہ انہیں سبق حاصل ہو اور انہیں احساس ہو کہ کس طرح نافرمانی پر سزا دی جاتی ہے۔

انتہائی ڈھیٹ چور جن کی سزا

پھر عبدالرشید جن خود ہی کہنے لگا میں آپ کو ان شرارتی اور باغی جنات کی سزائیں دکھاتا ہوں ہم غار کے ایک اور دھانے کی طرف چل دیئے جیسے جیسے ہم چلتے گئے غار کا دہانہ پھیلتا گیا اور اندر ہی اندر ایک آگ اور گوشت کی طرح کی جلنے کی بو آ رہی تھی

جب ہم قریب پہنچے تو احساس ہوا کہ یہ ایک جن کو سزا دی جارہی ہے جو لوگوں کے گھروں سے کچا گوشت چرا کر کھاتا تھا اور بے شمار وارداتیں اس کی اسی طرح کی ہیں اور یہ ان وارداتوں میں بے شمار دفعہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی یہ سزا پا چکا ہے لیکن ہر بار یہ سزا ختم ہونے پر اپنی سابقہ عادات پر باقی رہتا ہے۔ اس بار اس کی سزا بہت سخت اور بہت کڑی ہے تاکہ اس کو نصیحت ہو ہم آگے چلے تو اس سے بھی زیادہ سخت سزا تھی اس کو دیکھتے ہی پہلی دفعہ مجھے پسینہ آگیا اور دل میں گھبراہٹ شروع ہوگئی یا الٰہی اتنی سخت اور اتنی اذیت ناک سزا میں گمان نہیں کرسکتا۔

سزا کیا تھی کہ لوہے کی کنگھی جس کے دندانے تلوار جتنے بڑے یعنی ہر دندانہ تلوار سے بھی بڑا ہوتا تھا بڑے بڑے خطرناک دیو دور ایک پہاڑ پر چڑھ جاتے پھر وہاں سے تیز ہوا کی طرح دوڑتے ہوئے آتے وہ جن سخت طرح سے بندھا ہوا تھا اس کے اندر وہ کنگھی گاڑھ کر واپس جب کھینچتے تو سارا جسم ایسے ادھڑ جاتا جیسے ریشہ ریشہ ہوگیا ہو۔ سخت بدبو' چیخیں ہولناک آوازیں بس ایک انوکھا اور بدترین اذیتوں کا ماحول تھا جسے میں الفاظ کیا بس بیان نہیں کرسکتا اب لکھتے ہوئے میرا قلم کانپ رہا ہے اور جسم میں لرزا طاری ہورہا ہے حالانکہ میرا بچپن اور ساری زندگی جناتی دوستی اور جنات کے ساتھ پھر ان کے شادی بیاہ' خوشی اور موت ولادت سب جگہ آنا جانا ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں بے شمار واقعات طوفان اور جناتی لڑائیاں اور کارنامے دیکھے ہیں۔ آگ خون کے سمندر اور پہاڑ دیکھے میں ڈرا نہیں' کانپا نہیں' سہا نہیں لیکن یہ منظر ایسا تھا جس نے انگ انگ اور روئیں روئیں کے اندر ایک طوفانی ہلچل مچادی۔

آخر اس کا قصور کیا ہے...؟

میں نے پوچھا اس کا قصور کیا ہے...؟ آخر ایسا کونسا خطرناک اور برا کام کیا ہے...؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انسانی عورتوں سے زنا کرتا ہے...! ہر وہ جن جو عورتوں کی

عزتوں سے کھیلے...! اگر وہ پکڑا جائے تو اس کے ساتھ یہی حال ہوتا ہے اور اسے خوب سزا دی جاتی ہے۔ بعض تو اس سزا کے دوران مرجاتے ہیں اور جل کر راکھ ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ جنات اگر کوئی برائی کرتے ہیں تو اس کی سزا ہونی چاہیے کہ آخر اس سے جنات کی بہت زیادہ بدنامی ہوتی ہے۔

صحابی جن بابا، نگران اعلیٰ جناتی جیل

ہم یہی منظر دیکھ رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ اچانک صحابی جن بابا تشریف لائے۔ ہم سب ان کے ادب میں کھڑے ہوگئے۔ فرمانے لگے: میں مدینہ میں نماز پڑھ کر آرہا ہوں۔ مجھے پتہ چلا کہ علامہ صاحب آج جنات کی دنیا میں سب سے بڑی اور خطرناک جیل دیکھنے آئے ہوئے ہیں۔ میں اس جیل کا نگران ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی ایک لاجواب بات بتائی۔ فرمانے لگے ایک دن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو انہوں نے مجھے یہ دعا بتائی کہ جو شخص سخت خطرے میں ہو، پریشان ہو، دشمن کا خطرہ ہو یا جنات یا کسی حادثے کا یا لٹنے کا' یا اغوا' یا مال کے ختم ہونے کا جیسا بھی خطرہ ہو بس فوری طور پر امن مل جاتا ہے۔ وہ دعا یہ ہے: بِسۡمِ اللّٰهِ عَلٰی دِیۡنِیۡ وَنَفۡسِیۡ وَوَلَدِیۡ وَاَهۡلِیۡ وَمَالِیۡ بس سارا دن کھلا پڑھے ہر حالت یعنی وضو بے وضو۔

ایک انوکھا واقعہ

اس گیارہ ربیع الاول کی رات میں کچھ معمولات کر رہا تھا۔ اچانک ایک ایسا انوکھا واقعہ ہوا جو آج سے قبل نہیں ہوا تھا یہ بات اس لیے لکھ رہا ہوں کہ پیدائشی جنات سے دوستی' ہم کلامی' بالمشافہ ملاقات' ان کی شادی' غمی میں آنا جانا' یہ سب کچھ ہوتا ہے پھر وہاں کے مشاہدات اور حیرت انگیز واقعات ان کی دنیا کے رنگ وروپ دیکھنے کا موقع ملتا ہے جو ایک سے بڑھ کر ایک ہے لیکن آج جو واقعہ ہوا وہ اس طرح ہوا کہ میں ایک

خاص درود شریف پڑھ رہا تھا کہ مجھے اونگھ آ گئی میں نے اپنے آپ کو ایک بہت ہی بڑے سرسبز شاداب جنگل میں پایا۔ وہ جنگل کم جنت زیادہ' ہر طرف سبزہ شادابی رعنائی اور مقام حیرت ہی حیرت' ہر طرف پھول کلیاں۔ میں اسی حیرت میں گم اور مسلسل گھوم رہا ہوں کہ ایک نہایت حسین بزرگ ملے جو کہ مصلیٰ بچھا کر بڑی تسبیح پر کچھ پڑھ رہے تھے۔

میرے قدم ان کے قریب جا کر رک گئے اور میں خاموش انہیں دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہیں؟ یہ کونسی جگہ ہے اور یہ کونسا ذکر کر رہے ہیں؟ بہت دیر تک سوچتا رہا لیکن وہ درویش اپنے ذکر میں مشغول رہے۔ انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہیں کی بس خود بخود میری زبان پر سورۂ اخلاص جاری ہو گئی اور میں نے سورۂ اخلاص اُونچی اُونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دی' میرے پڑھنے سے اس جنگل کے ہر ذرہ نے یہی سورۂ پڑھنی شروع کر دی۔ ایک ایسا انداز اور کیفیت شروع ہو جاتی ہے کہ میں خود حیران کہ الٰہی یہ کیسا منظر ہے۔ میں خود ابھی تک وہ پرلطف منظر نہیں بھول سکا۔ بس میں بے ساختہ سورۂ اخلاص پڑھ رہا ہوں اور بہت تیزی سے پڑھ رہا ہوں کچھ ہی دیر کے بعد میرے منہ سے شعلے نکلنا شروع ہو گئے میں ڈر گیا کہ یہ کیا ہوا لیکن پڑھنا نہیں چھوڑا وہ شعلے نہیں تھے بلکہ نور تھا اور ہر طرف نور ہی نور بس دل چاہتا تھا کہ میں پڑھتا جاؤں۔ یکا یک وہ درویش مصلّے سے اٹھے تو ان کے اٹھتے ہی وہ طلسم ٹوٹا۔

یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں...!!

انہوں نے دعا شروع کی مختصر دعا کے بعد میں خود بخود خاموش ہو گیا وہ اٹھے مصافحہ کیا گلے ملے' میرے ماتھے کو چوما پیار کیا لیکن بات نہیں کی۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر چلنا شروع کر دیا اب وہ اور میں ہم دونوں سورۂ اخلاص پڑھ رہے تھے اس کے پڑھنے سے محسوس ہوتا تھا ہمارا فاصلہ کم ہو رہا ہے اور ہم بہت تیزی سے فاصلے منزل اور قدم طے کر رہے ہیں لیکن شاداب جنگل طے نہیں ہو رہا تھا۔

ہر قدم نئی خوبصورتیاں' نیا حسن و جمال' نیا رنگ و روپ اور نئی دنیا ملتی تھی محسوس ایسے ہو رہا تھا کہ وہ درویش مجھے وہاں کی سیر کرا رہے ہیں بس ان کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے اور ہم مسلسل سفر کر رہے ہیں۔ سفر میں سورۂ اخلاص اور قدرت کے مناظر دیکھنے میں ایسا محو تھا کہ منزل کا احساس نہیں ہوا کہ میں کہاں ہوں' کتنا فاصلہ طے کر لیا اور جانا کہاں ہے۔ بس سفر جاری تھا۔

بہت دیر کے بعد ایک محل اور بہت ہی خوبصورت محلوں پر نظر پڑی ان کے حسن و جمال کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہم دونوں اس کے اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حاجی صاحب' صحابی بابا' عبدالسلام باورچی جن اور لاتعداد بڑے جنات مسند نشین ہیں' ہر طرف خوشبو رچی بسی ہے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہمارا انتظار تھا اور بس ہم پہنچے تو محفل میں سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع ہو گئی مختلف قرأت میں سورۂ اخلاص پڑھی جا رہی تھی' آواز ایسی دلکش اور پرسوز تھی کہ ہر شخص کے آنسو رواں تھے۔ پہلے تو میں نے محسوس نہ کیا لیکن پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی درویش ہیں جو مجھے ساتھ لائے تھے یہ ان کی آواز تھی حالانکہ میرے ساتھ بیٹھے تھے لیکن سورۂ اخلاص کی آواز میں ایسی دلکشی اور سوز تھا کہ خود اپنے وجود کی خبر نہیں تھی۔ میں نے قریب ہی بیٹھے ایک جن سے پوچھا یہ درویش کون ہیں؟ وہ حیران ہو کر بولے کہ آپ نہیں جانتے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ سورۂ اخلاص کے عاشق ہیں اور ہر اس شخص سے عشق و محبت کرتے ہیں جو سورۂ اخلاص کا ورد رکھتا ہو کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام خود سارا دن سورۂ اخلاص ہی پڑھتے ہیں اور یہ خود فرماتے ہیں وہ شخص مقام ولایت تک نہیں پہنچ سکتا جو سورۂ اخلاص نہ پڑھتا ہو۔

بس یہ مختصر سی بات کر کے ہم خاموش ہو گئے اور سورۂ اخلاص کی قرأت جاری رکھی اس کی تلاوت ختم ہوئی۔ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر طرف نور ہی نور تھا۔ پھر کھانے کی دعوت شروع ہوئی اور دستر خوان وسیع تھا۔

سورہ اخلاص کی برکات اور عمل کا اذنِ عام

حضرت خضر علیہ السلام فرمار ہے تھے اور میری حیرت بڑھ رہی تھی۔ ساتھ ہی حاجی صاحب اور صحابی بابا بیٹھے یہ باتیں سن رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام نے سورۃ اخلاص کی جو برکات بتائیں وہ سب لاکھوں جنات نے قبول کیں بلکہ حضرت خضر علیہ السلام نے سب کو اجازت دی مجھے خاص الخاص اجازت عطا فرمائی اور میں ہر پڑھنے والے کو بھی اجازت دے رہا ہوں۔

کیا آپ حرمین کا مسافر بننا چاہتے ہیں؟

فرمایا اگر کوئی شخص بغیر اسباب' رقم' سواری اور پاسپورٹ کے حج اور زیارت حرمین چاہتا ہے تو وہ نوچندی (نئے چاند کی) جمعرات سے پہلے دن 1100 بار سورۃ اخلاص اول آخر 11 بار درود شریف پڑھے دوسرے دن 1000 بار تیسرے دن 900 بار اس طرح ہر دن ایک سو کم کرتا جائے آخری دن یعنی گیارہویں دن سو بار پڑھے روزانہ ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ ہوتا کہ عمل میں طاقت اور تاثیر رہے سفید لباس اور خوشبو لگا کر یہ عمل کیا جائے ہر ماہ یہ عمل اسی طرح 11 دن کیا جائے بس یہ عمل جاری رکھے ناغہ نہ کرے اگر مراد جلد پوری نہ ہو تو عمل نہ چھوڑے جاری رکھے۔ ایسا غیبی نظام چلے گا اور اس کے ساتھ ہوگا کہ یہ خود سوچ نہیں سکے گا کہ کیا ہوا اور کیسے ہو گیا بس ہو جائے گا اور خود بخود یہ حرمین کا مسافر بن جائے گا۔

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا خاص عمل

اس عمل کے بتانے کے بعد ایک عمل اور فرمایا جس قسم کا مسئلہ ہو اور کوئی بھی ناممکن مشکل ہو جو کسی طرح بھی حل نہ ہوتی ہو ہر طرف سے کوشش اور محنت کر کے تھک گئے ہوں کسی طرف سے راستہ نہ کھلتا ہو موت کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آتا ہو تو ایسی حالت

اگر آپ کو کسی وقت تنہائی ہے تو بہتر ہے، رات ایک بجے کے بعد 4 نفل اکٹھے ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھنے کی نیت کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 101 بار سورۂ اخلاص مع تسمیہ پڑھے اس طرح ہر رکعت میں پڑھے بس دھیان اور توجہ اللہ کی طرف اور خاص حضوری ہو (ہاتھ میں تسبیح لے سکتے ہیں) سلام کے بعد سر برہنہ کرلیں اور دائیں بازو سے قمیض نکال کر بازو اور کندھا ننگا کرلیں جیسے حالت احرام میں ہوتا ہے پھر 500 بار سورۂ اخلاص پڑھیں اول وآخر درود شریف 11 بار پھر جتنی دیر سارے عمل میں لگتی ہے اتنی دیر خوب گڑگڑا کر بھکاری بن کر دعا کریں رو رو کر مانگیں کہ جسم کا رواں رواں کھڑا ہو جائے بہت لمبی اور عاجزانہ دعا کر کے پھر 100 بار سورۂ اخلاص پڑھیں اور پھر سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے لیٹ جائیں۔ یہ عمل کچھ عرصہ یا کچھ دن مستقل کریں۔ اور قدرت کے کمالات اور حمایت اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھیں آپ حیران رہ جائیں گے۔

پڑھیں.... اور سچا مشاہدہ کریں

پھر ایک اور عمل فرمایا کہ کھانا کھاتے ہوئے سورۂ اخلاص پڑھتے رہیں اگر درمیان میں بات چیت ہو رہی ہو تو بھی حرج نہیں۔ کھانا کھاتے ہوئے سورۂ اخلاص پڑھنے سے رزق میں برکت' کھانے میں صحت لاعلاج امراض کا خاتمہ' گھریلو الجھنیں' جھگڑے اور مشکلات کا خاتمہ یقینی ہوتا ہے جو بھی یہ عمل کرے گا وہ پریشانیوں سے ایسے نکلے گا جیسے ہوا بادلوں کو اڑا کر لے جاتی ہے۔ کسی کو نوکری چاہیے کسی کو کھلا رزق چاہیے' کسی کو مقدمات میں کامیابی چاہیے' کسی کو اولاد چاہیے' کوئی اولاد کی تربیت سے پریشان ہے۔ قرض اتارنا چاہتا ہے خواہ دل کی جو بھی مراد ہے وہ ہر کھانے کے درمیان ہر وضو کے درمیان' مسلسل سورۂ اخلاص پڑھے' پھر قدرت ربی کا مشاہدہ کرے۔

خضر علیہ السلام سے ملاقات کا عمل

میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی ایسا عمل کہ آپ سے ملاقات ہو جایا کرے فرمایا جو شخص سورۂ اخلاص کثرت سے پڑھتا ہے میں اس شخص سے ضرور ملاقات کرتا ہوں' چاہے جس حالت میں ہو ملاقات ضرور ہوتی ہے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر تاکید سے فرمانے لگے کہ آپ کا سوا کروڑ بار پڑھا سورۂ اخلاص ہی ہے کہ میں خود تلاش کرتا ہوں جو آپ سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا اور اس کی مشکلات میں اس کا ساتھی بنوں گا کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے اور پھر حضرت خضر علیہ السلام نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مزید فرمایا جو آپ سے نفرت کرے گا اس کے نقصانات ہوں گے اور پریشانیوں سے کبھی نکل نہیں سکے گا۔

خضر علیہ السلام کا ایک اور عمل، عبقری قارئین کی نذر

ایک مختصر عمل مزید فرمایا کیونکہ انہوں نے عمل تو انوکھے فرمائے ان میں سے چند عبقری کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں کہ جو شخص کسی پرندے جانور کو دیکھ کر 3 بار سورۂ اخلاص اول آخر ایک بار درود شریف پڑھے گا اور تصور میں یہ کہے یا اللہ اس کا ثواب میں نے اس جانور کی روح کو ہدیہ کر دیا اور اس جانور کو میرے لیے دعا میں لگا دے جو ایسا کرتا رہے گا وہ ایسے ایسے سخت سے سخت حالات سے نکلے گا کہ خود دیکھنے والے حیران ہوں گے اور وہ خود حیران ہوگا کہ یا اللہ! ایسا ممکن کیسے ہوا؟ اس کی بھی آپ سب کو اجازت ہے۔

لاہور کے شاہی قلعے میں درویش کی تربت

ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے میں عبدالسلام' باورچی جن' حاجی صاحب اور صحابی بابا اور بیشمار جنات ہم سب اکٹھے ہو کر لاہور کے شاہی قلعے کے تیسرے تہہ خانے میں

ایک مشہور صاحب کمال درویش کی تربت پر بیٹھے سورۂ اخلاص پڑھ رہے تھے۔ یکایک میں نے اپنے اوپر ایک غنودگی سی محسوس کی، حالانکہ عام طور پر مجھے غنودگی محسوس نہیں ہوتی۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے اوپر کوئی چیز گر رہی ہے، لیکن گرنے کا انداز ایسے ہے، جیسے پھول کی پتیاں گرتی ہیں۔ میں بالکل بے سدھ سا ہو گیا، دل پر غنودگی نہیں تھی، لیکن جسم بے جان تھا۔ اور مجھے اس بات کا بھی احساس تھا کہ صحابی بابا کے علاوہ اور لاکھوں کی تعداد میں سارے جنات موجود ہیں۔ ویسے بھی میرے ساتھ ہر وقت جنات کے لشکر چلتے ہیں۔ ساری کیفیتوں کے بعد میں نے ایک چیز اور مزید محسوس کی اب میرے اوپر ہلکی سی پانی کی پھوار ایسے کہ جیسے گلاب کے پھولوں پر شبنم ہوتی ہے...... وہ گرنا شروع ہو گئی۔ خوشبو بڑھ گئی' کیفیات میں اضافہ ہو گیا اور میں مدہوش...! اس خوشبو کو' پتیوں کے گرنے کو اور روحانی پھوار کو مسلسل اپنے جسم پر اور اپنے دل پر محسوس کر رہا تھا۔ یہ کیفیت بہت دیر رہی...! میں بیٹھا رہا اور مسلسل سورۂ اخلاص پڑھتا رہا...! اور خوب پڑھتا رہا...!

میرا احساس کون پڑھے......؟

اچانک صحابی بابا کی آواز آئی کہ چلیں اُس وقت جا کر میں چونکا میں نے صحابی بابا اور حاجی صاحب سے اور ایک جیل کے داروغہ تھے ان سے سوال کیا کہ یہ کیا کیفیت ہے؟ باقی حضرات خاموش ہو گئے لیکن صحابی بابا مسکرا دیئے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ اور صالحین کی تربتوں پر جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے انوارات اور برکات نازل ہوتی ہیں یہ وہ چیز تھی۔ اس کی تازگی اس کی خوشبو اور اس خوشبو کا ایک انوکھا احساس ابھی یہ بیان کرتے ہوئے بھی میں محسوس کر رہا ہوں اور شاید یہ احساس مجھے کبھی نہ بھول سکے۔

قارئین! آپ نے الفاظ تو پڑھے ہی ہونگے میرا احساس کون پڑھے......اور پڑھ بھی کیسے سکتا ہے۔

روحانی دنیا کو کیسے سمجھ، پرکھ سکتے ہیں.....؟

مجھے بے شمار ملنے والے خطوط میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب واقعات دھوکہ اور فریب ہیں' وہ کہتے ہیں یہ محض ایک ڈھکوسلہ ہے لیکن اکثریت میرے اس کالم سے اور میرے ان مشاہدات سے نفع اٹھا رہی ہے۔ کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سلسلے کو بند کر دیا جائے جو حضرات یہ باتیں کہتے ہیں وہ بھی سچے ہیں ان کا برتن ہی اتنا ہے' ان کا ظرف ہی اتنا ہے۔ روحانی دنیا سے ان کو شناسائی ہے ہی نہیں۔ انہوں نے ظاہر کی دنیا کو اور مادی دنیا کو دیکھا ہے۔ اس دنیا کو کیسے سمجھ پرکھ سکتے ہیں۔ اس دنیا کو وہ کیسے پڑھ سکتے ہیں۔

نادیدہ قوت کیا تھی؟

خیر میں صحابی بابا کے اصرار پر اٹھا جبکہ اٹھنے کو میرا دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن اٹھ تو گیا چل نہیں سکا۔ میں پھر بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کوئی نادیدہ سی قوت ہے جو مجھے اٹھنے نہیں دے رہی میں کیا کروں۔ پہلے کی طرح سب خاموش لیکن صحابی بابا مسکرا رہے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ہی بتایئے کہ اس نہ اٹھنے کی وجہ کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے صاحب مزار جو کہ صاحب کمال درویش ہیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ ابھی ہمارے ساتھ اور بیٹھیں اور کچھ کہیں کچھ سنیں سورۂ اخلاص کا مزید ہدیہ دیں۔

میں بیٹھ کر مزید پڑھنا شروع ہو گیا۔ بہت دیر تک حالت سکرات میں سورۂ اخلاص پڑھتا رہا اور اللہ سے عرض کرتا رہا کہ اے اللہ اپنے اس بندے کی روح کو میری طرف سے ہدیہ پہنچا' بہت دیر کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے جسم میں جان آنا شروع ہو گئی ہے' میری ٹانگوں میں' میرے دل میں' میرے پاؤں میں جان اور حرکت پیدا ہوئی۔ میں سمجھ گیا کہ ان کی طرف سے اجازت ہے' میں سلام کر کے اٹھا' صحابی بابا اور دیگر جنات میرے منتظر تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے ان کو آپ سے محبت ہے۔ اس لیے آپ کو جانے نہیں دے رہے تھے۔

بے ذرہ اور بے حیثیت سے اتنی زیادہ محبت......!

میں نے ان سے کہا میں جب بھی حضور سرورِ کونین ﷺ کے روضہ اطہر پر جاتا ہوں وہاں بھی مجھے روک لیا جاتا ہے' ابھی نہ جاؤ۔ وہاں بھی مجھ بے حیثیت سے بہت زیادہ محبت کی جاتی ہے۔ ایک بے ذرہ اور بے حیثیت سے اتنی زیادہ محبت...... میں کیا اور میری اوقات کیا۔

سورۂ اخلاص اور درود شریف سے لاہوتی جسم پائیں

لیکن ایک چیز جو بار بار میرے تجربات اور دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ کہ جن لوگوں کو میں نے یہ چیز بتائی ہے کہ کثرت سے سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھیں! یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں بندے کو صاحب مقام بنا دیتی ہیں اور صاحب کمال بنا دیتی ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں بندے کو ایسا جسم عطا کرتی ہیں جو جسم لاہوتی ہوتا ہے۔ وہ جسم مٹی کا بنا ہوا نہیں ہوتا' وہ نورانی جسم ہو جاتا ہے۔ وہ جسم پھر سیر کرتا ہے عالم لاہوت کی' ملکوت کی' عالم جبروت کی اور ایسے عالم ہیں جن کے بارے میں قلم رک جاتا ہے۔ زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

الفاظ ٹھہر جاتے ہیں' عقل کے سانچے پگھل جاتے ہیں سوچوں کے دھارے رخ بدل لیتے ہیں' نگاہیں پتھرا جاتی ہیں اور سانسیں رک جاتی ہیں۔ کیوں؟ وہ ایسی پراسرار دنیا ہیں جس کا میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی تذکرہ کیا تھا۔ جن کو ہم عام طور پر اڑن طشتریاں کہتے ہیں وہ اس ہی دورنگی دنیا ہے اور ان کی سائنس ہم سے کہیں زیادہ اونچی ہے' ان کی دنیا ہم سے کہیں زیادہ اونچی ہے اور ان کی کائنات ہم سے زیادہ اُونچی ہے۔ ہم ان کی ترقی تک پہنچ بھی نہیں سکتے جس ترقی اور ٹیکنالوجی تک وہ پہنچ چکے ہیں۔

عالم لاہوت' عالم ملکوت' عالم جبروت

ایک دفعہ مجھے صحابی بابا اُس جہان میں لے گئے' وہاں جا کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آئے کہنے لگے کہ شیخ آپ کی خدمت میں تزکیہ نفس کیلئے آیا ہوں دل کی دنیا کو اللہ کی محبت میں ڈبونے کیلئے آیا ہوں' کچھ اللہ اللہ کے بول سیکھنے آیا ہوں۔ اگر آپ کے قدموں میں جگہ مل جائے۔ شیخ کی خدمت میں بہت عرصہ رہے' بہت عرصہ رہے۔ حضرت کی خدمت میں رہتے ہوئے زندگی کے بہت سے دن رات گزر گئے' ایک دفعہ عرض کرنے لگے کہ شیخ اللہ کی کائنات بہت وسیع ہے میں اللہ کی قدرت کے مظاہر اور مناظر دیکھنا چاہتا ہوں چونکہ صاحب استعداد ہو گئے تھے' برتن بڑا ہو گیا تھا' شیخ فرمانے لگے اچھا ٹھیک ہے۔ یہ روٹیاں لو اور جنگل میں جاؤ۔ وہاں ایک ریچھ ملے گا اس ریچھ کو یہ روٹیاں ڈال دینا۔ وہ روٹیاں منہ میں ڈال کر چلے گا تم اس کے پیچھے چلتے جانا اور پھر قدرت کے جو مظاہر و مناظر نظر آئیں وہ مجھے آ کر بتانا' انہوں نے روٹیاں لیں اور چل پڑے۔ بہت دیر چلتے رہے' آخر جنگل میں بالکل سیاہ ایک ریچھ ملا اس کو روٹیاں ڈالیں' اس نے منہ میں لیں اور بھاگنا شروع ہو گیا یہ اس کے پیچھے بھاگتے رہے' وہ ایک غار میں چلا گیا بہت لمبی غار تھی' اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ چلتے رہے چلتے رہے...... آخر اس غار کا دھانہ قریب آیا تو روشنی نظر آئی وہ ریچھ وہاں غائب ہو گیا اور یہ وہاں پہنچ گئے اور حیران ہوئے کہ یہ کونسی دنیا ہے؟ وہاں ایک شخص ملا۔

شاہ صاحب کے خادم نے اسے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ جواب دینے کے بعد اس خادم نے پوچھا آپ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے نہ ہم انسان ہیں اور نہ جنات ہیں' نہ فرشتے ہیں۔ ہم کوئی اور مخلوق ہیں اور پھر اس نے پڑھا الحمد للہ رب العالمین کہ اللہ ایک عالم کا نہیں عالمین کا رب ہے۔ یہ کوئی اور عالم ہے اس عالم کو تم

نہیں جانتے۔ جاؤ تم نے قدرت کے مناظر و مظاہر دیکھنے کی تمنا کی تھی وہ تم نے دیکھ لیے اس سے آگے مت جاؤ' یہ تم نے دیکھ لیا کہ اور عالم بھی ہیں بس یہیں سے واپس مڑ جاؤ۔ وہ خادم یہیں سے واپس ہوئے۔ واپس سفر کرتے کرتے شیخ کی خدمت میں پہنچے' حیران و پریشان تھے کہ یہ میں نے کیا دیکھ لیا۔ شیخ سے جا کر عرض کی۔ شیخ نے فوراً فرمایا الحمدللہ رب العالمین۔ ''اللہ'' عالمین کے رب ہیں عالم کے نہیں اور پھر فرمایا میری زندگی تک یہ بات کسی کو مت بتانا۔

ایک دفعہ صحابی بابا کے ساتھ میں نے ایسے ہی ایک عالم کی سیر کی کیا تھا؟ کیسے تھا؟ کس طرح تھا؟ میرے پاس نہ الفاظ ہیں' نہ واقعات ہیں' سوائے کیفیات کے۔ وہ کیفیات میں لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا۔ آپ اسے دھوکہ سمجھیں یا فریب۔ کوئی کچھ سمجھے' کوئی کچھ۔ ہاں مجھے اتنا ضرور علم ہے کہ ہر شخص اپنے برتن کے بقدر میری ان باتوں کا مطلب لے گا۔

ملکوتی اور لاہوتی لباس کے حصول کیلئے متوجہ ہوں....!

جو باتیں میں آپ تک پہنچاتا ہوں اور آج جو باتیں پہنچا رہا ہوں وہ بات سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے متعلق ہے کہ سورۂ اخلاص پڑھنے والا کوئی بھی شخص آج تک ایسا نہیں ملا جس کو ملکوتی اور لاہوتی لباس نہ ملا ہو۔ پڑھنا شرط ہے اور بہت زیادہ پڑھنا شرط ہے۔ اور نیکی کو کرنا اور گناہ سے بچنا لازم ہے۔ ورنہ نفع نہ ہو گا۔

صحابی بابا کا خاص ہدیہ، سورۂ اخلاص کا عمل

سورۂ اخلاص کا ایک عمل دیتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھیں اس کی ہر رکعت میں 101 بار سورۂ اخلاص پڑھیں دوران نفل ہاتھ میں تسبیح لے سکتے ہیں لیکن تسبیح صرف نوافل کیلئے ہے فرائض کیلئے نہیں۔ دو نفل پڑھنے کے بعد سجدے میں گر کے گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھیں پھر سجدے سے اٹھ کے گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھیں'

پھر سجدے میں گر کے گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھیں' پھر سجدے سے اٹھ کے گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ اسی طرح گیارہ سجدے کرنے ہیں اور ہر سجدے میں گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھنی ہے اور اٹھ کر بھی گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھنی ہے۔ اس کے بعد گیارہ دفعہ کوئی سا بھی استغفار پڑھنا ہے اس کے بعد گیارہ دفعہ درود ابراہیمی پڑھنا ہے اور گیارہ منٹ کم از کم انتہائی زاری کے ساتھ اپنے مقصد کیلئے دعا کرنی ہے۔

کوئی مقصد بھی ہو' دنیاوی ہو یا اُخروی' آسمانی ہو یا زمینی' فرد سے ہو یا افراد سے' ظالم سے ہو یا کافر سے' حاکم سے ہو یا محکوم سے' آقا سے ہو یا غلام سے' گھریلو ہو یا کاروباری ہو' دفتر کا ہو یا زمین کا' یعنی کسی بھی قسم کا مسئلہ ہو' اگر روزانہ کسی بھی وقت اس عمل کو کریں' گھر کے سارے افراد یا گھر کا کوئی ایک فرد اور اگر کوئی صبح وشام کرسکتا ہو تو بہت ہی بہترین ہے اس سے بڑا کوئی مشکل کشائی کا عمل میں نے کہیں کسی کائنات میں نہیں پایا۔ یہ صحابی بابا کا خاص ہدیہ ہے۔

حیرت انگیز اور نا قابلِ یقین تجربات

یہ بہت عرصہ قبل مجھے خاص ہدیہ ملا جو کہ میں اب آپ کی نذر کرتا ہوں۔ ایک شخص کو میں نے یہ چیز بتائی' اس شخص کی ٹانگ گنگرین کی وجہ سے ران تک کٹنے کے قابل ہوگئی تھی' اُس نے بیٹھے بیٹھے اشارے سے یہ نفل پڑھے اور پڑھتا رہا اور مسلسل پڑھتا رہا۔ اس کی اہلیہ نے بھی پڑھے۔ قارئین! شاید آپ یقین کریں نہ کریں صرف اکیس دن کے بعد اس کے زخم کی کیفیت بدل گئی اور اس کا زخم بھرنے لگا' اور بہت تھوڑے عرصے کے بعد اس کے کھرنڈ بن گئے اور سو فیصد صحت یاب ہوگیا۔ اُس شخص نے بیان کیا میں اب تک اس عمل کو جو گن سکا تو تقریباً 23 لوگ ہیں اور جو نہ گن سکا وہ تو بے شمار ہیں اور جس جس کو بھی دیا اس کو سو فیصد فائدہ ہوا' سو فیصد نفع ہوا۔

اس طرح کا ایک واقعہ اور ہوا ایک صاحب کا بیرون ملک کا ویزہ نہیں لگ رہا تھا' غریب تھے اور میں غریب سے محبت کرتا ہوں اور غریب کا کام کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں اور امیر سے محبت کرتا ہوں لیکن بحیثیت مسلمان کے۔لیکن غریب سے محبت اور غریب کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے مجھے دلی طمانیت اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔

ایک غریب آدمی کا جوان بیٹا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے بیرون ملک جانا ہے' کاغذات مکمل ہوتے ہوتے رک جاتے ہیں' کام بنتے بنتے رہ جاتے ہیں' کوئی نہ کوئی رکاوٹ آ ہی جاتی ہے۔ میں نے یہی نفل بتائے اور یہ بات بھی بتائی کہ جلدی بھی نہ کرنا اور بے توجہی سے بھی نہ پڑھنا۔ انشاءاللہ تمہیں اس کا سوفیصد صلہ ملے گا۔ تھا تو مایوس' لیکن پرعزم تھا' اس نے پڑھنا شروع کیا' پڑھتا ہی گیا...... پڑھتا ہی گیا۔

لاکھوں قارئین تک پہنچانے کا عزم...!

مجھے تو یاد نہ رہا کچھ عرصے اس کی بوڑھی ماں میرے پاس آئی کہنے لگی میرا فلاں بیٹا آپ کے پاس آیا تھا آپ نے یہ عمل بتایا تھا کیونکہ میں نے یہ عمل چند لوگوں کو بتایا اور اب دل میں آیا کہ اس عمل کو عبقری کے لاکھوں قارئین تک پہنچاؤں مجھے وہ جوان اور اس کا غمگین چہرہ' اُس کی غربت اور تنگدستی یاد آئی تو فوراً یاد آیا اور میں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔

کہنے لگیں کہ بیٹا باعزت روزگار میں ہے۔ بیرون ملک چلا گیا ہے' اور اس کے ساتھ والے جو چار چار سال پہلے گئے تھے وہ پریشان ہیں' اور یہ برسرروزگار ہے' اس نے وہاں سے پیغام بھیجا ہے کہ اب میں کیا پڑھوں اور کیا کروں؟ میں نے فوراً کہا کہ جس عمل کی وجہ سے اتنے باوقار ہوئے ہیں، اس عمل کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ اور اسے کہو کہ یہ عمل پڑھتا رہے' خاتون کہنے لگیں کہ بیٹیوں کی شادیوں کا مسئلہ ہے ،ان کے ہاتھ پیلے کرنے ہیں تو کیا پڑھوں...؟ کیا میں یہ عمل کرلوں؟ میں نے ان سے کہا کہ زندگی کا کوئی مسئلہ ہو گھریلو کوئی الجھن ہو' مشکلات ناممکن ہوں' اس عمل

کی آپ کو اجازت ہے اور یہ عمل کریں۔

بیٹیوں کی شادی میں مجرب عمل

اس نے وہ عمل کیا اور جب عمل کیا تو عمل کو کرتے ہوئے بہت ہی عرصہ وہ خاتون نہ ملیں اور جب ملی تو رو پڑی' اور کہنے لگی کہ میں آنہ سکی کہ اللہ کریم نے میرے اس عمل کی برکت سے بیٹیوں کی شادیاں بھی کردیں اور گھر بھی بڑا بنادیا' رزق بھی وافر ہوگیا' صحت کے مسائل بھی حل ہوگئے' مشکلات بھی دور ہوگئیں' اور میں نے اب تک بے شمار گھرانوں کو ہر مسئلے کیلئے یہ عمل بتایا ہے۔ چونکہ آپ نے اجازت دی ہے۔ اور جس کو بھی بتایا ہے اس کا کام ہوگیا ہے۔ میں نے تو اس عمل کا نام دستگیر رکھ دیا ہے۔ جس کے ہاتھ میں بھی اس عمل کا پرچہ پکڑاتی ہوں اس کا کام سو فیصد ہو جاتا ہے۔

قارئین! یہ اس عمل کی آپ سب کو اجازت ہے کچھ عرصہ مستقل کرتے رہیں' اور مسلسل کرتے رہیں جتنا خشوع اور جتنا دھیان سے پڑھیں گے اتنا زیادہ اس کی تاثیر اور طاقت ہوگی اور آپ کیلئے خوشخبری یہ ہے کہ جس کو بھی دینا چاہیں میری طرف سے اس کیلئے بھی خصوصی اجازت ہے۔

سب سے زیادہ قرآن قوم جنات پڑھتی ہے

میرا تجربہ بار بار ایک بات کی غمازی کرتا ہے کہ جتنا زیادہ قرآن قوم جنات پڑھتی ہے شاید پوری دنیا کے قاری، حافظ اور عالم پڑھتے ہوں' کیونکہ اس قوم کو قرآن پاک سے بہت زیادہ شغف ہے اور قرآن ان کے انگ انگ اور نس نس کے اندر گھلا ہوا ہے۔ ایک چیز قارئین کی معلومات کیلئے دینا چاہوں گا۔ آپ نے کبھی محسوس شاید نہیں کیا کہ پاکستان بھر میں اور دنیا بھر میں قرآن پاک سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب ہے لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ قرآن واحد کتاب ہے جو زندگی میں ایک یا دو بار گھر کیلئے لی جاتی ہے۔ کوئی اخبار یا رسالہ تو ہے نہیں کہ روزانہ یا ہفتہ وار یا مہینہ کے بعد لیا

جائے اور ویسے بھی قرآن کا ذوق' تلاوت اور صبح صبح روزانہ کا پڑھنا ختم ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود قرآن پاک مسلسل چھپ رہا ہے' ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں چھپتا ہے آخر وہ کہاں جاتا ہے؟

تو آج آپ پر یہ راز عرض کرتا ہوں کہ وہ قرآن قوم جنات پڑھتی ہے' جنات کے جہیز میں سب سے زیادہ قرآن پاک دیئے جاتے ہیں اور جنات کی بچیاں اور بچے قرآن پاک بہت پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں تو اس کا خاص اہتمام ہوتا ہے ایک رات میں پورا ختم کرنے والے' تین راتوں میں ختم کرنے والے' پانچ راتوں کو ختم کرنے والے' دس راتوں میں ختم کرنے والے تو عام سی بات ہے۔

بسلسلہ ختم قرآن، قوم جنات کے پاس جانا

اب جنات کا تقاضا یہ ہوتا کہ میں ان کے ختم قرآن میں شامل ہوں۔ ظاہر ہے میں سب میں شامل نہیں ہوسکتا لیکن کچھ ختم قرآن ایسے ہیں جن میں مجھے شامل ہونا پڑتا ہے۔ حاجی صاحب کا بیٹا عبدالسلام قرآن پاک ختم کرتا ہے' ان کے بھتیجے ختم کرتے ہیں' میرے ساتھ صحابی بابا کی خاص محبت ہے۔

بعض اوقات ان کی طرف سے تقاضا ہوتا ہے کہ میں ختم قرآن میں شامل ہوں اور قرآن پاک کے ترجمہ وتفسیر کے کچھ نکات بیان کروں' اس کیلئے مجھے سفر کرنا پڑتا ہے بلکہ بعض رمضان تو ایسے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ جس میں مجھے ختم قرآن کے سلسلے میں قوم جنات کے پاس نہ جانا پڑا ہو اور مجھے اس کیلئے بار بار جانا پڑتا ہے اور بار بار ان کے تقاضے کو پورا کرنا پڑتا ہے۔

صفوں کی شکل میں قرآن پاک سناتے ہیں بلکہ صفوں کی صفیں ان کی قرآن پاک سن رہی ہوتی ہیں' جتنا لمبا ان کا قیام ہوتا ہے شاید ہم اتنا لمبا قیام نہ کر پائیں' ہمارے جسم کی طاقت ہمارا ساتھ نہ دے سکے اور ان سے جتنا لمبا رکوع ہوتا ہے ہم انسان سوچ

بھی نہ سکیں اور جس لگن کیساتھ اور جس قرأت کے ساتھ وہ قرآن پڑھتے ہیں' محسوس ایسے ہوتا ہے کہ قرآن بول رہا ہے۔

صحابی جن بابا کی پرسوز تلاوت قرآن

تقریباً پانچ رمضان پہلے میں نے صحابی بابا سے تقاضا کیا آپ نے خود حضور اقدس ﷺ سے قرآن سنا ہے تو وہ قرآن مجھے سنائیں جو آپ نے سنا ہے تو فرمانے لگے بوڑھا ہوگیا ہوں' قرآن تو یاد ہے لیکن لمبی رکعات اور لمبے رکوع' قیام وسجود کی اب زیادہ ہمت نہیں' تو میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مختصر رکعات اور مختصر قیام میں مجھے سنائیں۔ خیر انہوں نے میری بات نہ ٹالی اور نہایت شفقت فرمائی۔ انہوں نے قرآن پاک سنایا۔

دس دن میں پورا ختم القرآن ہوا' ایسی طرز اور ایسا پڑھنے کا انداز کہ لفظ لفظ سینے میں اتر گیا۔ حرف حرف سے قرآن کی حقیقی خوشبو محسوس ہوئی اور طبیعت ایسی سرشار ہوئی کہ عقل حیران ہوگئی کہ حضور ﷺ کے دور میں کیا واقعی ایسا قرآن پڑھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے دور کا قرآن کتابوں میں پڑھا' علماء سے سنا' تفسیر نے اس کی لذت اور چاشنی کو بیان کیا۔ لیکن جب میرے کانوں نے خود سنا تو میری عقل دنگ رہ گئی اور مجھے محسوس ہوا کہ واقعی حضور ﷺ کے دور میں ایسا قرآن پڑھا جاتا تھا۔ دسویں دن حاجی صاحب کی تقریباً پون گھنٹہ رقت آمیز دعا' جنات کے لشکر تھے' آہوں اور سسکیوں کا ایک سمندر تھا' پون گھنٹے کے بعد حاجی صاحب کی دعا ختم ہوئی' حاجی صاحب نے تقاضا کیا کہ میں دعا کرواؤں' تقریباً بیس منٹ میں نے دعا کروائی اور وہ دعا کیا تھی خود مجھے محسوس نہیں ہوا کہ کیا الفاظ تھے' کیا کیفیات تھیں اور کیا آنسو بہا چکا تھا۔ اس مجمع کی جو کہ جنات کا لشکر کا لشکر آہوں کے ساتھ آمین کہہ رہا تھا' مرد بھی' عورتیں بھی' بوڑھے بھی' بچے بھی، جوان بھی وہ سب شامل تھے۔ حاجی صاحب کا ختم القرآن ہندوستان کے پہاڑی علاقے مسوری میں تھا۔

عجیب لذت' عجیب مزہ' عجیب چاشنی

حسب معمول گدھ کی شکل کی اُڑن سواری مجھے وہاں لے گئی' چند ہی لمحوں میں اس نے وہاں مجھے پہنچایا' ختم القرآن ہوا اور پھر حاجی صاحب کا ہو' کیا عجیب لذت' کیا عجیب مزہ' کیا عجیب چاشنی' میں اس وقت لکھ رہا ہوں لیکن آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ میرا قلم میرا ساتھ نہیں دے رہا اور میں رک رک جاتا ہوں اور ٹھہر ٹھہر جاتا ہوں میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں' مجھے وہ قرآن کی لذت سے آشنائی اور وہ دور جب حاجی صاحب نے خود قرآن سنایا اور صحابی بابا نے خود قرآن سنایا' آپ محسوس نہیں کر سکتے۔

ایک خاص چیز جو میں نے دیکھی کہ صحابی بابا کے قرآن پڑھنے کا انداز خالص عربی تھا جو میں نے حج کی حاضری میں وہاں کے آئمہ سے سنا وہاں کے آئمہ نے جس طرز پر قرآن پاک پڑھا بالکل وہی طرز انہی کا تھا اور بالکل وہی طرز اور وہی انداز صحابی بابا کا تھا۔

جنات کی لذیذ مٹھائی

دعا کے بعد ایک خاص قسم کی مٹھائی جو کہ قوم جنات میں بنائی جاتی ہے جس میں زعفران' تل اور خاص قسم کی چیزیں ہوتی ہیں۔ انسانوں کی دنیا کا آدمی تو ایک لڈو کے برابر شاید نہ کھا سکے جبکہ ان کے ہاں منوں من بنائی جاتی ہے' بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور لاکھوں من خوب کھائی جاتی ہے۔ میں اس مٹھائی کی لذت' ذائقہ اور چاشنی کسی اور مٹھائی سے مشابہت دیکر بیان نہیں کر سکتا کیونکہ انسانوں کے پاس وہ مٹھائی ہے ہی نہیں۔

اس مٹھائی کو جنات اپنی زبان میں ڈبی کہتے ہیں۔ ڈبی وہ مٹھائی ہے جس میں دنیا کی قیمتی چیزیں ڈالی جاتی ہیں اور یہ مہنگی مٹھائی وہ خاص مواقع پر ہی بناتے ہیں۔ چونکہ صحابی بابا کا ختم القرآن تھا اور میں بطور خاص وہاں بلایا گیا تھا اس لئے انہوں نے بہت زیادہ اہتمام کیا اور ایسا اہتمام کہ میں اور آپ سوچ نہیں سکتے۔

"تفسیر من الجنة و الناس"

ایک اور ختم القرآن میں مجھے جانا ہوا جو کہ حاجی صاحب کے بیٹے عبدالسلام جن کا تھا۔ عبدالسلام ’جن‘ بھی صحابی بابا کی طرز پر قرآن پڑھتا ہے‘ جوان ہے زیادہ عمر نہیں ہے۔ جنوں کی کم عمر بھی دو ڈھائی صدی کی ہوتی ہے لیکن ڈیڑھ صدی‘ دو صدی‘ ڈھائی صدی کا جوان ہوتا ہے۔

عبدالسلام ’جن‘ نے مجھے آیت دی کہ ختم القرآن میں سورۃ الناس کی آخری آیت ’’من الجنة و الناس‘‘ کی تفسیر بیان کروں۔ اللہ کے نام کی برکت سے جب میں وہ تفسیر بیان کرنے بیٹھا تو ایسی لذت ملی اور ایسے راز و رموز اور عقدے کھلے اور بے شمار جنات وہ باتیں لکھ رہے تھے‘ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں نے اس کے تفسیری نکات فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیے۔

بعد میں وہ سب لکھا ہوا انہوں نے مجھے دکھایا جو کہ ماشاء اللہ چھپ کر جنات کی دنیا میں کتابی شکل میں بھی آ چکا ہے۔ اس کا نام بھی انہوں نے ’’تفسیر من الجنة و الناس‘‘ رکھا ہے۔ ساڑھے تین سو صفحات کی وہ کتاب بنی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اللہ پاک نے اپنے خاص نام کی برکت سے میرا سینہ ایسے کھول دیا کہ میری عقل خود دنگ رہ گئی کہ میں حیران ہو گیا کہ کیا واقعی میں نے یہ بیان کیا؟

قوم جنات کا قرآن سننے میں عاشقانہ اور والہانہ انداز

میں نے دو نفل شکرانے کے ادا کیے کہ اللہ تیرا شکر ہے‘ واقعی تو نے جب سینہ کھولنا ہوتا ہے تو ایسے ہی کھولتا ہے اور اللہ پاک نے میرا سینہ کھولا۔ ایک بات اسی مجمع میں مجھ تک پہنچی اور وہ یہ پہنچی کہ ہمارے اکثر جنات مدارس میں پڑھتے ہیں اور اکثر جنات ختم القرآن میں کسی اچھے اور متقی قاری کی تلاوت سننے ضرور جاتے ہیں‘ نماز تراویح میں جتنا زیادہ رش انسان نمازیوں کا ہوتا ہے اس سے ہزار گنا زیادہ ہجوم جنات کی قوم کا ہوتا ہے۔

اور قوم جنات قرآن سننے میں عاشقانہ اور والہانہ انداز لیے ہوئے ہوتی ہے۔ کوئی مسجد ایسی نہیں ہوتی جس میں جنات قرآن نہ سنتے ہوں اور کوئی جگہ ایسی نہ ہوگی جہاں رمضان المبارک میں جنات قرآن نہ پڑھتے ہوں۔ وہ پڑھتے بھی بہت زیادہ ہیں' وہ سنتے بھی بہت زیادہ ہیں' وہ سمجھتے بھی بہت زیادہ ہیں۔ ان کے اندر تفسیری علوم (قرآن پاک کے متعلق) بہت زیادہ ہیں۔

انسان دوست اڑن سواری میں میرے ہمراہ

ایک رمضان میں میں اپنے ایک خاص دوست کو جنات کے ختم القرآن میں لے گیا۔ انسان دوست میرے ساتھ اس اڑن سواری میں بیٹھے' خوفزدہ تھے' ڈر رہے تھے تو میں نے ان کے اوپر سانس روک کر سات دفعہ ''وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ'' پڑھ کر دم کیا تب انہیں سکون آ گیا جب انہوں نے وہاں کے کھانے کھائے' ختم القرآن کے مناظر دیکھے' سواری کو اڑتے' سواری کو اندھیرے کے پاتال سے نکلتے اور عجیب وغریب جنات کی خوفناک شکلوں کو دیکھا چونکہ میں ساتھ بیٹھا تھا اور میرا روحانی ہاتھ تھا اس لیے انہیں ہلکا سا خوف تو ہوا لیکن زیادہ خوفزدہ نہ ہوئے' ورنہ تو عام آدمی کا ہارٹ فیل ہوسکتا ہے' اتنے زیادہ خوفناک مناظر ہیں' قلم کی دنیا میں بیان کرنا تو بڑی بات ان کیلئے قلم اٹھانا ہی بڑی بات ہے' وہ بیان سے باہر ہے۔

کسی سے تذکرہ نہ کرنا ورنہ...!!!

اور انہوں نے جب کھانے کھائے تو حیران ہو گئے کہ ایسے کھانے تو دنیا میں ہیں ہی نہیں' مجھے کہاں سے مل گئے اور وہ کھائے جاتے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ کھانا بس یہیں کھانا ہے اس کو ساتھ نہیں لے جانا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور خوب جی بھر کے کھایا' پھر میں انہیں واپس لایا اور سختی سے تاکید کی کہ کسی سے

تذکرہ نہ کرنا ورنہ تمہاری موت واقع ہو جائے گی کیونکہ اس طرح کے کئی واقعات میری آنکھوں کے سامنے آچکے ہیں اور واقعی انہوں نے کسی سے ابھی تک بیان نہیں کیا۔

یہ کائنات کا سربستہ راز ہے جو کچھ کچھ میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں' سارے بیان نہیں کر سکتا ایک تو اجازت نہیں' دوسرا میری یہی باتیں ہی بہت سے لوگوں کو ہضم نہیں ہو رہیں' برتن بہت چھوٹے ہیں' کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ اس لیے سب سے بہتر چیز خاموشی اور سکوت ہے جو کہ میرے مزاج کا حصہ ہے۔

جنات کی عید میں شرکت

رمضان کے کچھ معمولات آج کے صفحات میں میں نے آپ کے سامنے بیان کیے کہ رمضان المبارک جنات کے ہاں کیسے گزرتا ہے اور جنات رمضان المبارک سے کیسے استفادہ کرتے ہیں اور جنات رمضان المبارک کا والہانہ کیسے استقبال کرتے ہیں ان کی عید کی نماز میں بھی میں شامل ہوا' عید کیا تھی' نماز کیا تھی' واقعی ایک سماں تھا جس میں برکت' رحمت اور کرم کا دریا بہہ رہا تھا۔ ان کی نماز بہت طویل ہوتی ہے' میں اس میں شامل ہوا اور عید کے بعد ایک دوسرے کو طرح طرح کے کھانے اور میٹھی ڈشیں کھلاتے ہیں' ان کھانوں اور میٹھی ڈشوں کے اندر طرح طرح کے ذائقے اور خوشبوئیں ہوتی ہیں یہ پھر کبھی بیان کروں گا۔ اللہ پاک جل شانہٗ جنات کی طرح ہمیں بھی رمضان المبارک کا ادب اور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنات کا ختم القرآن پر آنے کیلئے اصرار

اس دفعہ رمضان المبارک میں تو واقعی ختم قرآن کے اتنے سلسلے چلے کہ خود میں تھک گیا۔ آخر میں انسان ہوں اور وہ قوم جنات' میں اپنی مصروف زندگی میں ان کا ساتھ کیسے دے سکتا ہوں۔ لیکن ہر جن کا اصرار یہی تھا کہ آپ ہمارے ختم القرآن میں آئیں۔ مجبوراً مجھے جانا پڑا۔ ادھر میں تراویح پڑھ کے جسم ٹوٹا تھکا اپنے گھر آتا پانی کے

چند گھونٹ پیتا' اُدھران کا تقاضا کہ ہمارے ہاں ختم القرآن پر چلیں۔ بعض راتیں تو ایسی تھیں کہ ایک ایک رات میں مجھے نو نو ختم القرآن کی مجالس میں حاضری دینی پڑی اور بعض اوقات سحری مجھے جنات کے پاس کرنی پڑی۔ میں جو چیز خاص طور پر آپ حضرات کو بتانا چاہوں گا وہ اُن حضرات کا قرآن سے تعلق' قرآن سے محبت اور قرآن سے الفت ہے میرا مشاہدہ اور سو فیصد مشاہدہ یہی ہے کہ جتنے بڑے بڑے قاری علماء محدثین' مفسرین اور قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے والے جنات کے پاس ہیں شاید انسانوں میں صدیوں میں بھی پیدا نہ ہوئے ہوں۔

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ"......کی تفسیر

میں ایک کم علم رکھنے والا شخص لیکن میری تقریر کو وہ ایسی دل گرفتگی اور شوق سے سنتے ہیں کہ ان پر گریہ اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات سسکیاں اور اکثر آہ و بکا کی آوازیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ ابھی تیرہ رمضان کو درس قرآن اور تقریر کے دوران میں نے جنات کے بچوں کو روتے ہوئے دیکھا پھر میرے اندر ایک خیال آیا کہ میرے اندر تو قوت تاثیر نہیں ہے بس ان حضرات کا قرآن سے لگاؤ اور محبت ہی ہے جس نے انہیں اتنا ذوق عطا کیا ہے اور یہ ذوق واقعی ان کے اندر بہت زیادہ ہے۔

اسی رمضان میں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ......کی تفسیر میں نے بیان کی بس اللہ پاک کی طرف سے مضامین کی آمد تھی اور میں بیان کرتا چلا گیا، بیان کیا تھا؟ بس اللہ کی طرف سے کچھ توجہات تھیں۔ اتنی آہ و بکا تھی اور اتنا رونا تھا کہ کئی دفعہ مجھے خاموش ہونا پڑا کہ خود میری آواز اُس رونے میں دب گئی۔ اور مجھے ان سب کو چپ کرانا پڑا۔ ایک بار تو میں نے حاجی صاحب کے بیٹے عبدالسلام کی ذمہ داری لگائی کہ وہ ان حضرات کو چپ کرائیں۔ لیکن وہ چپ ہو ہی نہیں رہے تھے۔ موت کا تذکرہ' آخرت کا تذکرہ' قبر کا تذکرہ اور خاتمہ بالخیر یہ ان حضرات کیلئے ایک جان لیوا مضمون اور منظر تھا خود مجھے

ایک ایسا احساس ہوا کہ موت کی حقیقت کو جتنا مسلمان جنات جانتے ہیں شاید ہم مسلمان انسان بھی کم جانتے ہیں۔

ساڑھے سترہ سو سالہ پجاری جن

اسی تقریر کے بعد ایک بوڑھا جن جس نے اپنی عمر ساڑھے سترہ سو سال بتائی اور ساتھ والے جنات نے اس کی تصدیق بھی کی اور انوکھی بات یہ ہے کہ ساری زندگی اس کی سومنات کے مندر کے پجاری کے طور پر گزری کوئی دوست اس کو میری تقریر سنوانے کیلئے وہاں سے لایا تھا۔ جب اس نے "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ"...... کی تفسیر اور موت جہنم قبر آخرت کا تذکرہ سنا تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔

بعد میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے ساتھ سومنات کے اور بھی کئی پجاری جنات مسلمان ہونا چاہتے ہیں میں نے ان سب کو بلوالیا ہے میں نے انہیں کلمہ شہادت پڑھایا' ایمان کی شرائط پڑھائیں اور ساتھ بیٹھے ایک عالم جن جن کا نام نعمان تھا انہیں تاکید کی کہ ان کے قبیلے میں جا کر انہیں اسلام ایمان اور اخلاق سکھائیں جس وقت میں انہیں کلمہ پڑھا رہا تھا وہ ہندو جنات کا ایک بہت بڑا گروہ تھا جب میں نے ان کی زبانوں سے کلمہ شہادت سنا میں خود بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ یا اللہ! میں اس قابل کہ صدیوں پرانے سومنات کے پجاری میرے ہاتھوں کلمہ پڑھیں اور انہیں ایمان کی دولت نصیب ہو یہ تو نے کتنی بڑی سعادت میرے ہاتھوں لکھی ہے۔

ابتدائی سبق پانچ کروڑ دفعہ کلمہ

وہ ایسا جھوم جھوم کر کلمہ پڑھ رہے تھے کہ خود میرا دل یہی چاہ رہا تھا کہ میں بھی کلمہ پڑھتا رہوں آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے اور ان کی چیخیں اور توبہ عرش الٰہی کو ہلا رہی تھیں۔ آخر میں ایک بار انہوں نے پھر دعا کا تقاضا کیا اب جو دعا ہوئی دل کی

کیفیت ہی کچھ اور تھی اور ان حضرات کی آمین...... ظاہری طور پر بھی اور دل میں بھی ایک احساس ہو رہا تھا کہ اللہ جل شانہٗ نے میری دعا کو سن لیا قبول فرمالیا' عرش الٰہی پر اٹھالیا ان میں سے ہر جن کو میں نے ابتدائی سبق پانچ کروڑ دفعہ کلمہ پڑھنے کا دیا کہ پانچ کروڑ دفعہ کلمہ پڑھ کر پھر مجھ سے آئندہ سبق لیں اور باقی اپنی دینی زندگی عالم دین نعمان صاحب سے سیکھتے رہیں۔

جب میں اٹھ رہا تھا چونکہ اتنے لاکھوں جنات سے میں مصافحہ نہیں سکتا تھا تو میں نے سب سے اجتماعی سلام کہا اور جب وعلیکم السلام کا جب میں نے جواب سنا تو دل میں ایک احساس سا ہوا کہ یااللہ! انہوں نے مجھ پر سلام بھیجا ہے اے اللہ! اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر پوری اُمت کو سلامتی پورے عالم کو سلامتی اور ہمارے ملک کو سلامتی عطا فرما۔ ویسے بھی جناتی دنیا میں سلام کرنے کا ذوق بہت زیادہ ہے۔

یَاسَلَامُ کی برکتیں اور رحمتیں

مجھے ایک بوڑھے جن نے جس کو میں نہیں جانتا لیکن وہ مجھ سے بیعت ہے۔ ایک دفعہ بتایا جس کھانے سے پہلے اکیس دفعہ "یَاسَلَامُ" پڑھ لیا جائے یا دوائی کھانے سے یا کھانا کھانے سے پہلے یا کسی سفر سے پہلے یا کسی کام سے پہلے یا کسی مہم سے پہلے یا کسی مقصد سے پہلے اکیس دفعہ یَاسَلَامُ پڑھ لیا جائے وہ کھانا شفاء اور صحت بن کر وہ دوائی شفاء وصحت حتیٰ کہ بہت جلد وہ دوائی چھوٹ کر مکمل شفاء یابی ہو جاتی ہے اور جس مہم میں جائے' جس مقصد کیلئے جائے وہاں کی تکلیفوں سے دور ہو کر خیریں اس کا مقدر ہو جاتی ہیں اور برکتیں اور رحمتیں اس کے قدم چومتی ہیں اور مزید بوڑھے جن نے بتایا کہ جو شخص گھر میں داخل ہوتے ہوئے صرف پانچ یا سات بار یَاسَلَامُ پڑھے گا گھر سے جھگڑے' تکلیفیں، بیماریاں، پریشانیاں اور مسائل ختم ہو جائیں گے' مشکلیں ختم ہو کر آسانیاں اور برکتیں اس گھر میں آجائیں گی اور واقعی میں نے جس جس کو یہ

دونوں عمل بتائے اور جس نے بھی کیے انہوں نے اس کے کمالات سو فیصد پائے بلکہ اس سے بھی زیادہ پائے۔

مکلی جیل کے قیدی جن کا ختم القرآن

اسی رمضان میں جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ رمضان المبارک کی تقاریب مسلسل بیانات' دعا اور ختم القرآن میں جانا گزشتہ رمضان کی نسبت زیادہ ہوا۔ ٹھٹھہ کی قدیمی جیل اور جنات کا عقوبت خانہ جہاں بدمعاش اور شریر جنات کو قید کیا جاتا ہے اوران کو سزا دی جاتی ہے۔ مجھے ایک دوست جن کے ذریعے پیغام موصول ہوا کہ وہاں کے ایک قیدی جن جس کا نام حافظ عبداللہ ہے نے قرآن ختم کیا ہے اس کی خواہش ہے آپ ختم القرآن میں برکت کیلئے چند الفاظ بیان کریں اور دعا کرائیں۔

ہلکی سی لغزش، اور عمر بھر کا پچھتاوا

باوجود مصروفیات کے میں 29 رمضان کی رات کو ٹھٹھہ کے میلوں پھیلے صدیوں پرانے قبرستان مکلی میں جنات کی مخصوص سواری کے ذریعے حاضر ہوا۔ حافظ عبداللہ دراصل اپنے کیے کی ایک سزا کاٹ رہا ہے اس کا جرم یہ تھا کہ ایک رات وہ اپنی خالہ کے گھر کی طرف سفر میں جارہا تھا ایک حسین خاتون اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ سوئی ہوئی تھیں چاندنی رات اس خاتون کے کھلے بال اور حسن و جمال نکھرا ہوا تھا۔ اس کی نیت میں خرابی پیدا ہوئی اس نے اس خاتون کے ساتھ نازیبا حرکات کیں۔ دل بہک گیا اور طبیعت مچل گئی دراصل وہ خاتون ایک صالح اور بہت نیک تھی اس نے اور تو کچھ نہیں کیا ''یَاقَہَّارُ'' کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا اور اتنا پڑھا کہ وجد اور وجدان سے بھی آگے نکل گئی بس اس کا کام سارا دن ''یَاقَہَّارُ'' پڑھنا تھا اور اللہ سے فریاد کرنا تھا کہ اے اللہ! یہ جن جس نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے میری پہنچ سے تو

بالاتر ہے کیا یا اللہ! تو بھی بے بس ہے؟ اے اللہ! میں اسے ہرگز معاف نہیں کرونگی اسے اپنی غیبی پکڑ میں لے اور میرا انتقام لے۔

قدرت کی ان دیکھی لاٹھی

بس پھر قدرت کی ان دیکھی لاٹھی حرکت میں آئی۔ حافظ عبداللہ کا اپنے قریبی چچازاد سے کچھ گھریلو معاملات میں جھگڑا ہو گیا اور اس کے ہاتھوں نا چاہتے ہوئے وہ چچازاد قتل ہو گیا اب یہ اسی کی سزا بھگت رہا ہے کیونکہ دل کا اچھا' اندر کا نیک ہے' پہلے عورت سے غلطی کر بیٹھا پھر اس کی بددعا نے اس انجام تک پہنچا دیا اور ویسے بھی "یَاقَهَّارُ" کا وجد کی حالت میں ہزاروں لاکھوں دفعہ پڑھنا، جنات کو ایسے قہر میں مبتلا کرتے ہیں اور جادو کی کاٹ کو ایسے انداز سے واپس پلٹاتے ہیں کہ انسان گمان نہیں کرسکتا ہاں کوئی دیوانہ وار پڑھنے والا ہو تو۔ اب حافظ عبداللہ کی قید کٹ رہی ہے وہ ایک ایک دن سوچ سوچ کر گن رہا ہے جن ہے خطا کا پتلا ہے' اس کی زندگی میں بہت زیادہ نیکیاں لیکن بعض اوقات بعض خطائیں ایسی ہوتی ہیں جو نیکیوں کے ترازو سے بڑھ کر انسان کو کسی عذاب اور بلا میں مبتلا کر دیتی ہے بالکل یہی حال حافظ عبداللہ جن کا ہوا۔

انوکھا اندازِ تلاوت

آپ یقین جانیے! جب میں نے اس کا قرآن سنا اور اس قرآن کے اندر جب آیت وعدہ یعنی جس سے مؤمنوں سے جنت' نصرت' انعامات اور اللہ کی مدد کا وعدہ ہے تو جب یہ آیت پڑھتا تو اس کے لہجے کی رعنائی اور خوشی بشاشت ایسے ٹپکتی اور ایسے واضح ہوتی کہ جیسے ابھی اللہ کی رحمت مدد اور وعدے اتر رہے ہیں اور جب آیات وعید پڑھتا یعنی جہنم عذاب یا اللہ کی مدد کا ہٹنا' دھمکی' ڈر خوف جب یہ آیات آتیں تو اس کے آنسو ہچکیاں' سسکیاں ایسی کیفیت کہ خود سننے والے بھی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

تقریب ختم قرآن کا خاص تحفہ

اس دفعہ پورے ٹھٹھہ کی جیل کو حافظ عبداللہ نے تمام مسلمان جنات کو تراویح میں قرآن سنایا۔ اور تمام جنات مستقل بیس تراویح ہی پڑھتے ہیں ختم القرآن کے موقع پر جب میں نے حافظ عبداللہ سے اس کی گرفتاری اور قید کے واقعات سنے تو دل میں اس کی ذات کیلئے ایک ہمدردی پیدا ہوئی اور ہمدردی بھی ایسی پیدا ہوئی کہ جی میں آیا کہ میں اسم یَــاقَهَّـــارُ کے کمالات برکات ثمرات اور انوکھے کرشمات بیان کروں۔ کیونکہ اسم یَــاقَهَّـــارُ ہی کی وجہ سے حافظ عبداللہ آج جیل کی سخت قید کاٹ رہا ہے اور اس کیلئے ترس اس لیے آیا کہ اے کاش یہ ایسا نہ کرتا تو آج یہ کہیں اور ہوتا۔ اتنی کڑی اور سخت جیل میں نہ ہوتا۔

اسم یَاقَهَّارُ کے کمالات اور ہندو جن کی فریاد

میرے جی میں تھا کہ اسم یَــاقَهَّـــارُ کے کمالات آج کے بیان میں جنات کے لاکھوں کے مجمع میں وضاحت سے بیان کروں لیکن اس سے پہلے ایک انوکھا واقعہ کچھ یوں ہوا کہ ایک بوڑھا قیدی جن جو کہ ہندو تھا وہ میرے قریب آیا ہاتھ ملایا بوسہ دیا اور رونے بیٹھ گیا میں نے اس سے پوچھا کیا درد آپ کے اندر۔ مجھے کہنے لگا آپ اسم یَــاقَهَّـــارُ کے کمالات انسانوں سے بیان نہ کریں۔ مجھے خبر ہے آپ عبقری رسالہ میں لکھتے ہیں اور جس سے لاکھوں لوگ فیض پاتے ہیں اگر اسم یَــاقَهَّـــارُ کے کمالات کا انسانوں کو پتہ چل گیا تو انسان جنات کو بھون کر رکھ دیں گے پھر کہنے لگے میری عمر ساری کالی دیوی کے چرنوں میں گزری ہے ایک جرم کی پاداش میں۔ میں کلکتہ کے قریب رہنے والا ہوں وہاں سے لاکر یہاں ہمیں قید کر دیا گیا ہے کیونکہ انسانوں کے درمیان ملکوں کی سرحدیں ہیں ہمارے ہاں ملکوں کی کوئی سرحدیں نہیں ہمارے لیے

پوری دنیا سارے ملک' سارے صوبے ایک ہی ملک کی مانند ہیں۔

ہمارے ایک بہت بڑے پنڈت تھے جو کہ انسان تھے اور یہ بات اس دور کی ہے جب محمد شاہ رنگیلے کا دور تھا وہ پنڈت اپنے علوم اور کمالات میں ایسا ماہر تھا کہ محمد شاہ رنگیلا بادشاہ بھی اس کی ایسی قدر کرتا تھا کہ شاید ماں کی بھی کم کرتا ہو۔

محمد شاہ رنگیلا جہاں اپنے رنگیلے کردار کی وجہ سے رنگیلا تھا لیکن اس میں ایک ایسی خوبی بھی جو کم بادشاہوں میں تھی کہ وہ صاحبِ کمال کوئی بھی شخص ہو اور کسی بھی فن کا ہو اس کا بہت قدردان تھا۔ تو ہمارے ہندو پنڈت جن کا نام پنڈت بھوگا رام تھا سے ایک دفعہ سوال کر بیٹھا کہ مہاراج کوئی ایسی چیز بتائیں کہ جو جنات اور جادو کا آخری ہتھیار ہو ننگی تلوار ہو اور جب بھی اس کو پڑھا جائے تو جادو جنات ایسے ٹوٹے جیسے میرے ہاتھ سے جام پتھر کے فرش پر ٹوٹ کر چکنا چور ہو جاتا تھا۔ پنڈت بھوگا رام اپنی جاپ میں تھا۔ سر اٹھایا۔ ان کی سرخ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ پنڈت نے کہا آپ کو ایک چیز بتاتا ہوں کیونکہ آپ مسلمان ہیں۔

ہندو پنڈت کا تحفہ

تو آپ کو ایک ایسی اسلامی چیز دیتا ہوں جو یقیناً آپ کو زندگی کے وہ کمالات دے جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو سدا اور صدیوں یاد رہے محمد شاہ رنگیلا بادشاہ ایک دم چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اپنے تاج کو اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور کانوں کو قریب لے گیا تو پنڈت بھوگا رام بولا شہنشاہ اعظم آپ کے قرآن میں ایک لفظ ہے قَهَّارُ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کو آپ یَا قَهَّارُ جب بھی پڑھیں گے یہ شریر جادوگر' بدکار' جنات اور جادوگروں پر ایک ننگی تلوار ثابت ہوگی۔ آپ کے اوپر جادو کسی نے کر دیا، آپ اس کو توڑنے پر تیار ہیں۔ کوئی جن آپ کا گھر' در اور دولت کا دشمن ہے اور آپ چاہتے ہیں اس جن سے چھٹکارا مل جائے تو ہرگز ہرگز پریشان نہ ہوں...! آپ فوراً اس اسم یَا قَهَّارُ کو اپنی

زندگی کا ساتھ بنالیں' پاک ناپاک ہر وقت اس کو وجد کی حالت میں پڑھیں' یعنی ڈوب کر پڑھیں اور بے قراری' بے چینی سے پڑھیں۔ بس جب بھی پڑھیں گے۔ آپ کو اس کا کمال ملے گا۔ تھوڑے عرصے میں یا زیادہ عرصے میں، لیکن کمال ضرور ملے گا۔

جنات پر ٹوٹا اسم یَاقَھَّارُ کا قہر

وہ ہندو بوڑھا جن کہنے لگا یہ گفتگو میں نے خود سنی اور اس کے بعد محمد شاہ رنگیلے نے اپنی بھری دربار میں یہ واقعہ سب کو سنا دیا۔ اس کے دربار میں ہندو بھی تھے' مسلمان بھی تھے اور سکھ بھی تھے بوڑھا ہندو جن رو کر کہنے لگا مجھے یاد ہے رنگیلے کے دور میں جنات پر اس اسم یَاقَھَّارُ کی وجہ سے جو قہر برسا وہ شاید پھر زندگی میں کبھی کسی پر نہ برسا اس لیے میری خواہش ہے کہ آپ جنات کے پیر و مرشد ہیں اور آپ کو علامہ لاہوتی پراسراری ایسے نہیں کہا جاتا' جنات کے قبائل در قبائل آپ کے مرید اور غلام ہیں لیکن براہ کرم اسم یَاقَھَّارُ کے کمالات انسانوں تک نہ پہنچنے دیجئے۔ اگر وہ انسانوں تک پہنچ گئے تو انسانوں نے جنات کی نسلوں کی نسلیں جلا کر رکھ دینی ہیں۔ کیونکہ شریف جنات کم اور شریر جنات بہت زیادہ ہیں۔

اسم یَاقَھَّارُ کے کمالات پر سوا تین گھنٹے کا مفصل بیان

میں نے جب بوڑھے ہندو جن کی یہ بات سنی تو میں نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مجھ ایک ایسا تاریخی واقعہ سنایا جس نے مجھے کافی تجربہ دیا لیکن میں یہ وعدہ نہیں کرتا کہ میں یہ واقعہ انسانوں تک نہ پہنچاؤں کیونکہ انسانوں کا درد میری طبیعت کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے میں یہ وعدہ نہیں کرسکتا پھر اسم یَاقَھَّارُ کے واقعات میں نے جنات کو بتائے اور ختم القرآن میں میں نے حافظ عبداللہ کو کہا میرا جی کہتا ہے کہ حافظ صاحب آپ دعا کریں ان کا اصرار تھا کہ ہم نے تو دعا کیلئے آپ کو بلایا ہے ان سے عرض کیا میرا حکم ہے حکم کو مانتے ہوئے

حافظ عبداللہ نے سوا گھنٹے کی دعا جس میں سسکیاں اب ختم ہو چکی تھیں اب تو آہ اور چیخ و پکار تھی اور ایک ہجوم انتیس رمضان کی رات کو اللہ کے سامنے اپنے جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے رو رہا تھا۔ اس کی دلدوز دعا درد بھرے الفاظ اور غم میں ڈوبی ہوئی فریادیں عرش الٰہی کو ہلا رہی تھیں' وہاں ہر طرف جنات ہی جنات تھے سوائے مجھ ایک انسان کے...... ۔اور ایک عجیب منظر تھا...... ایک عجیب سماں تھا...... اور ایک بالیقین کیفیت تھی کہ اللہ پاک جل شانہٗ نے سب دعائیں قبول فرمالیں اور ہر طرف رحمت اور مغفرت کا اعلان ہو گیا یقین بھی تھا' گمان بھی تھا اور دل کو اطمینان بھی تھا۔ میں نے ان جنات کے سامنے اسم یَاقَھَّارُ کے جو کمالات بیان کیے اور یہ گفتگو تقریباً سوا تین گھنٹے تک چلتی رہی' اس میں سے کچھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔

اسم یَاقَھَّارُ کا خاص الخاص عمل

وہ خاص الخاص عمل جو یَاقَھَّارُ کے سلسلے میں میں نے جنات کے لاکھوں ہجوم میں بیان کیے ان میں ایک یہ ہے جو شخص یَاقَھَّار کو جدا جدا حرف میں لکھے یعنی ''ی'' علیحدہ، ''ا'' علیحدہ، ''ق'' علیحدہ، ''ہ'' علیحدہ، پھر ''ا'' علیحدہ، اور ''ر'' علیحدہ اور پھر اسی طرح دوسری دفعہ یعنی کل اکتالیس دفعہ جدا جدا حروف میں لکھے اور کالی سیاہی گھلنے والی ہو جو پانی میں گھل جائے اس کو تعویذ بنا کر گلے میں بھی ڈال سکتے ہیں' پی بھی سکتے ہیں اور اپنے تکیے کے اندر بھی رکھ سکتے ہیں۔

جادو کا پرانا مارا ہوا' نظر بد کا ڈسا ہوا اور جنات کا بہت متاثر ہوا ایسے گھر جن میں جنات آگ لگا دیتے ہیں' کپڑے کاٹ دیتے ہیں' کپڑوں پر خون کے یا گندی چیزوں کے نشان پڑ جاتے ہیں یا گھروں میں جگہ جگہ پاخانہ اور پیشاب ملتا ہے یا آوازیں آتی ہیں یا گھر بھر کو سونے نہیں دیا جاتا۔ گھر میں بیماری' پریشانی ایک مشکل

سے نکلنا دوسری میں اور دوسری سے نکلنا تیسری میں...... ایسے تمام معاملات میں یَاقَھَّارُ کا اکتالیس دفعہ کا لکھا ہوا نقش نہایت مؤثر اور آزمودہ ہے۔

"یَاقَھَّارُ" پر عالم جن کے مشاہدات

آپ کیلئے ایک بات اور انوکھی ہوگی جنات بھی ایک دوسرے پر بہت جادو کرتے ہیں۔ مجھے ایک پڑھے لکھے عالم جن جو کہ سہارن پور کے ایک بڑے مدرسے میں اٹھارویں صدی میں پڑھتے تھے انہوں نے بتایا کہ یَاقَھَّارُ کا یہ نقش جب تک ہم اپنے گھروں میں لگاتے ہیں کسی جن کا جادوئی وار ہمارے اوپر اثر نہیں کرتا اور اگر ہم اتار دیں تو اس کا وار اثر کر جاتا ہے۔

لہٰذا ہم بہت اہتمام سے یَاقَھَّارُ کا نقش گھروں میں ہر جگہ لگاتے بھی ہیں اپنے بچوں کے گلے میں ڈالتے بھی ہیں اور اس کو دھو کر اس کا پانی پیتے ہیں حتیٰ کہ اپنے کھانے پینے کی ہر چیز میں یہ پانی ڈالتے ہیں اور پانی بڑھاتے چلے جاتے ہیں مہینوں یہ نقش پیتے ہیں جب نقش بوسیدہ ہو جاتا ہے مزید لکھ کر اس میں ڈال دیتے ہیں اور پانی بڑھاتے جاتے ہیں اپنے گھروں میں چھینٹے بھی مارتے ہیں۔

اسم یَاقَھَّارُ پر علامہ صاحب کا ذاتی مشاہدہ

اس عالم جن کی بات سننے کے بعد میں نے اس کو ایک بات سنائی کہ میرے پاس ایک واقعہ ایسا ہوا کہ جنات گھر میں پتھر مارتے تھے' مٹی کے ڈھیلے مارتے' گائے بھینس کا گوبر حتیٰ کہ بلی اور کتے کا پاخانہ جگہ جگہ گھر میں بکھیر دیتے' جگہ جگہ پیشاب کر دیتے گھر بھر میں ایک عجیب وغریب عفونت تھی اور غلاظت تھی اس عفونت اور غلاظت کی وجہ سے گھر میں رہنا دوبھر ہو گیا تھا۔ دنیا کا ہر علم اور اس کی کوشش کر کے دیکھ لی تھی کوئی فائدہ نہیں ہوا بہت عامل آئے کچھ تو ایسے تھے اپنا بیگ بھی چھوڑ کر بھاگ گئے جنات نے انہیں رہنے نہیں دیا اور جنات خود ان کے پیچھے پڑ گئے۔

جب یہ ہر طرف سے مایوس ہو گئے تو میں نے انہیں یَاقَھَّارُ ہر نماز کے بعد ایک سو اکیس دفعہ اول و آخر تین دفعہ درود شریف اور اس کا نقش پینے پہننے اور گھروں میں لگانے کیلئے دیا اور مزید تاکید کی کہ اس پانی کے گھر میں چھینٹے ماریں' چھڑکیں اور کھانے پینے کی ہر چیز میں اس کو شامل ضرور کریں اور ایسا ہی ہوا۔ دن اور رات چلتے رہے' ان کے گھر سے یہ مصیبتیں اور جناتی دنیا ایسی گئی کہ کہنے لگے کہ ہم نے خواب میں اب دیکھنا شروع کر دیا ہے کہ وہ چیزیں آ کر ہماری منتیں کرتی ہیں کہ آپ یہ پڑھنا چھوڑ دیں اور یہ عمل کرنا چھوڑ دیں اور اپنے گھروں سے نقش ہٹا دیں اور اپنے گلے سے نقش اتار دیں اور اس نقش کو پینا چھوڑ دیں انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا کہ جنات ایسے کہتے ہیں میں نے کہا ہرگز نہ کرنا ان کا مقصد ہے یہ ان اعمال سے خالی کر کے تمہارے اوپر کوئی بڑا حملہ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اپنے عمل میں لگے رہیں اور پہلے سے زیادہ کوشش محنت اور توجہ اور دھیان سے اس کو پڑھتے رہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ کی رحمت سے ان کے مسائل حل ہو گئے۔ آج وہ گھرانہ اُس سوسائٹی میں سب سے زیادہ پرسکون گھرانہ ہے۔

فیکٹری پر جنات کا قبضہ

ایک پلاسٹک فیکٹری کے مالک نے مجھ سے رابطہ کیا کہ میرا مال پڑا پڑا خراب ہو جاتا ہے اس میں آگ لگ جاتی ہے' مشینیں ٹوٹ جاتی ہیں' ہر وقت خراب رہتی ہیں' کام بنتے بنتے بگڑ جاتے ہیں ملازم بھاگ جاتے ہیں' فیکٹری میں ایک وحشت' خوف اور مستقل پریشانی رہتی ہے' آپس میں لڑائی جھگڑے اور یونین بن گئی ہے۔ رزق آتا ہے لیکن برکت نہیں ہے' رزق رکتا نہیں ہے۔ بعض اوقات فیکٹری میں رہنے والے ملازم طرح طرح کے انوکھے واقعے دیکھتے ہیں' کوئی بھیڑ ہے کوئی بکری ہے' کوئی کتے ہیں مستقل آپس میں کھیل رہے ہیں جب قریب جاتے ہیں تو وہ چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔

پراسرار میت پر پراسرار لوگوں کا بین کرنا

مزید کچھ لوگوں نے تو یہاں تک دیکھا کہ کوئی میت ہے اس پر بہت سے لوگ رو رہے ہیں خواتین کھلے بالوں کے ساتھ بین کر رہی ہیں ان کا رونا اس حد تک بڑھ جاتا ہے خود دیکھنے والے کو بھی رونا آ جاتا ہے وہ حقیقت کو بھول جاتا ہے یہ سب کچھ حقیقت ہے یا سچ ہے جھوٹ ہے یا دھوکہ ہے وہ روتے روتے دیوانہ ہو جاتا ہے اور جب قریب جاتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ہندو جنات کا تکالیف دینا

وہ حیران ہوتا ہے کہ دور سے قہقہوں کی آواز آتی ہے اور یہ آواز آتی ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ جاؤ یہاں بہت پہلے ہمارا مندر ہوتا تھا پھر اس کو لوگوں نے مسمار کر دیا اب اس جگہ فیکٹری بن گئی لہٰذا اب تمہاری خیر اس میں ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ ملازم بیمار ہو جاتے ہیں ان کو تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی دوا سے ٹھیک ہی نہیں ہوتیں وہ تندرست نہیں ہوتے مستقل بے چین' بے قرار رہتے ہیں شفاء یابی کوئی امید نہیں آتی اب تو یہاں تک معاملہ ہو گیا ہے جو اس فیکٹری میں کام کرتے ہیں ان کے گھر بھر بیمار ہوتے ہیں' بچے بیمار' بیوی بیمار' گھر میں جھگڑے پریشانیاں شروع ہو گئی ہیں اور سب ملازموں کے دل میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے جو یہاں رہے گا برباد رہے گا یہاں سے چھوڑ جانے میں عافیت ہے لہٰذا سب ملازم اس بات کا عزم لیے ہوئے ہیں کہ ہمیں یہاں سے چھوڑ کر چلے جانا چاہیے اور بہت سے چھوڑ گئے اور بہت چھوڑنے کی تیاریوں میں ہیں۔

اک دھماکہ ہوا، مٹی اڑی، اور چیخ و پکار شروع ہو گئی

یہ غمناک کیس جب میرے سامنے آیا تو میں نے یَا قَهَّارُ لاکھوں کی تعداد میں پڑھنے کا کہا اور پھر اس کے نقش لگانے' پینے اور پہننے کو کہے اور حتیٰ کہ ہر مشین کے اوپر

اکتالیس دفعہ کا یہ نقش چپکائیں اور جو ملازم نمازی ہیں ان سے کہیں کہ وہ یَاقَھَّارُ مسلسل پڑھیں اور جو بے نمازی ہیں ان کو نماز کی ترغیب دیں اور ان سے بھی کہیں کہ یہ پڑھیں میں نے سارے جنات کو متوجہ کر کے دعوے سے بات کہی کہ یہ عمل جب انہیں بتایا تو صرف پانچ ہفتے محنت کرنے سے فیکٹری کے اندر ایک دھماکہ ہوا اور بہت ساری مٹی اڑی اور چیخ و پکار شروع ہوئی' انہوں نے حیران ہو کر دیکھا تو کچھ تھا نہیں اور مٹی کا ایک بہت بڑا غبار دھماکے کے بعد ساری فیکٹری پر چھا گیا وہ میرے پاس پہنچے میں نے جنات کو تحقیق کیلئے بھیجا تو پتا چلا کہ وہ سب جن جل گئے اور ان میں ایک بہت بڑا دیوتھا جو ان کا سربراہ تھا یہ اس کے جلنے اور مرنے کی نشانیاں ہیں اور یہ چیخ و پکار اسی کی تھی۔

بری عادات کے عادی متوجہ ہوں....!

واقعی اس کے کمالات اور برکات اتنی زیادہ ہیں کہ میں اپنی عمر کے جتنے سال بھی بیت چکا ہوں اتنے سال اتنے مہینے اور اتنے دن جس میں ہر روز اس کی نئی کہانی اور نئی گفتگو شروع ہوتی ہے۔ جو شخص کسی بُری عادت سگریٹ' نشہ' چرس' افیون' ہیروئن یا زنا شراب' بدنظری' چھوٹا گناہ یا بڑا گناہ اس عادت سے چھٹکارا چاہتا ہو تو اسے چاہیے ہر نماز کے بعد اس کی ایک تسبیح یَاقَھَّارُ پڑھے اور وہ نقش جو میں پہلے بتا چکا ہوں اس کو مستقل لکھ کر روزانہ ایک نقش پیے چالیس دن' خود لکھے یا کوئی اسے لکھ کر دے وہ پیے اگر کوئی شخص خود پینے کو تیار نہیں تو اس کا کوئی مخلص اس کی نیت کر کے پیے تو اس کی نیت کر کے پڑھے تو بھی ضرور اثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات چالیس سے زیادہ نقش پینے سے فائدہ ہوتا ہے یعنی جتنی دل کی سیاہی ہوگی اتنا اس پر محنت کرنے پڑے گی۔ اور جتنی محنت ہوگی اتنا صلہ ملے گا۔

خوفناک چیخ سے پہاڑ اور پورا ویرانہ دہل اُٹھا

میں جنات میں یہ گفتگو کر ہی رہا تھا ایک جن کی ایک زوردار چیخ نکلی وہ اتنی اونچی

تھی کہ آسمان تک پہنچی اور اگر میں بھی حصار میں نہ ہوتا تو شاید زندہ نہ رہتا اور اس کی خوفناک چیخ سے پہاڑ اور پورا ویرانہ دہل اٹھا...! میں خاموش ہوگیا۔

وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگیا' خادم جنات اسے اٹھا کر میرے پاس لائے محسوس یہ ہوتا تھا کہ اس کی آخری سانسیں ہیں پھر میں نے اپنے ایک خاص عمل کو نہایت توجہ دیکر اس کیلئے پڑھا اور محنت کی، تھوڑی ہی دیر میں اس نے آنکھ کھولی میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگے جتنی دیر آپ یَاقَهَّارُ کے کمالات بتاتے رہے اتنی دیر میں سانس روک کر اس کو مسلسل پوری طاقت اور یقین سے پڑھتا رہا۔ پڑھتے پڑھتے مجھے احساس ہوا کہ میرے جسم کے روئے روئے سے خون نکلنا شروع ہوگیا' میں نے محسوس کیا تو واقعی ایسا ہو چکا تھا' لیکن میں پھر بھی پڑھتا رہا' بس پھر مجھے خبر نہیں کیا ہوا؟ اور میں بے ہوش ہوگیا۔

حرام مال، فتنوں کا باعث ہوتا ہے

میں نے دیکھا تو اس کا جسم جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور جسمانی حالات اس کے ناقابل بیان تھے۔ میں نے اس سے ایک سوال کیا سچ بتاؤ کیا تم نے کبھی کسی کے سود یا رشوت کے پیسے چرائے تھے۔ ٹھنڈی آہ بھر کے کہنے لگا ہاں میں نے ایک انسان کے پیسے مسلسل کئی سال چرائے ہیں۔ اس کا شبہ سود اور رشوت کا تھا میں نے کہا کلمہ پڑھو اس نے کلمہ پڑھا اور بہت اونچی آواز میں پڑھا اور زور زور سے پڑھا اور پھر بار بار کہنے لگا: یا اللہ! مجھے معاف کردے۔ یا اللہ! مجھے معاف کردے یا اللہ! مجھے معاف کردے اور چوتھی بار یا اللہ منہ سے نکلا آگے نہیں بولا اور اس کا دم ٹوٹ گیا۔ بہت افسوس زدہ خبر تھی ...... اس کی میت کو اٹھا کر خادم جنات نے ایک طرف رکھ دیا۔ میں نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور وہی گفتگو میں آپ حضرات کو بتا رہا ہوں۔

پرانے کھنڈرات میں شریر جنات کا وجود

ایک شخص میرے پاس (یہ بہت پرانی بات ہے) اپنا ایک بیٹا لے کر آیا جس کی

دونوں آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں عمر ستائیس اٹھائیس سال کے قریب تھی دن کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتا تھا رات کے اندھیرے میں اسے کچھ نہ کچھ نظر آتا تھا۔ میں نے پوری روحانی تحقیق کے بعد اس کے کیس کو چیک کیا تو محسوس ہوا کہ دراصل وہ کسی سیر و تفریح کے سلسلے میں کالج کے دوستوں کے ساتھ پرانے کھنڈرات میں گیا ان پرانے کھنڈرات میں کچھ شریر جنات کا وجود تھا ان شریر جنات نے اس کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے اس پر عاشقی اور دوستی کا اظہار کیا اور اسے کسی عیب میں مبتلا کر دیا تا کہ اس کی شادی نہ ہو سکے۔

جوان لڑکے، لڑکیوں میں ظاہری عیوب کی اصل وجہ

اور یہ بات واضح بتاتا چلوں کہ بعض لڑکیوں اور لڑکوں کو چہرے یا جسم کے کسی ظاہری حصے پر اگر کوئی عیب شروع ہو جائے تو اس کے پیچھے اصل میں ان کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ظاہر میں بیماری ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ اس کی شادی نہیں ہونے دیتے یعنی اس کو کسی دوسرے کے پہلو میں دیکھتے ہوئے ان کو غصہ آجاتا ہے۔ اس لیے اگر ان کی شادی ہو بھی جائے تو مسلسل تلخیاں ان کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

خوبصورت سی مخلوق میرے جسم، آنکھوں کو چومتی ہے

جب میں نے انہیں یہ تشخیص اور تحقیق بتائی تو اس جوان نے اعتراف کیا ہاں واقعی ایسا تھا۔ میں ایک ویرانے میں گیا تھا میں گانے بجانے میں بہت ماہر ہوں' میں نے وہاں ایک گلوکار کی غزل گائی تھی' گٹار میرے ساتھ تھا۔ اور اس کی دھن ایسی خوبصورت تھی نا معلوم کتنی اچھی تھی میں خود حیران ہوا۔ بس اسکے بعد میں نے محسوس کیا کہ میری آنکھیں آہستہ آہستہ کمزور ہو رہی ہیں۔ اور ایک چیز جو انوکھی بتائی وہ یہ بتائی کہ خواب میں اکثر میں دیکھتا ہوں کہ کچھ خوبصورت سی مخلوق ہے جو میرے جسم اور میری آنکھوں کو چومتی ہے جتنا وہ چومتی ہے اتنی میری آنکھیں بند ہوتی جاتی ہیں جب

میری آنکھیں ساری بند ہوگئیں انہوں نے چومنا بھی چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا گھبرائیں نہیں یَـاقَهَّـارُ ایک تسبیح ہر نماز کے بعد اور سارا دن کھلا ہزاروں کی تعداد میں ،اور اس کے نقش مسلسل نوے دن پئیں۔

انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور تقریباً چار پانچ مہینے کی محنت کے بعد وہ جوان بالکل تندرست ہوگیا آج اس کے پانچ بچے ہیں خود اس کا بیٹا جوان ہوگیا ہے اور وہ خوش وخرم ہے۔

قارئین! یہ بات بہت بڑی حقیقت ہے یَـاقَهَّـارُ جنات کا وظیفہ ہے اور جنات کا ورد ہے اور وہ جنات جو کسی عورت پر فریفتہ ہو جائے ان کو تو یہ وظیفہ بہت ہی زیادہ نفع دیتا ہے۔

ہارون آباد کا زمیندار، جنات کا داماد

پچھلے دنوں میرے پاس ایک آدمی آیا جس کا تعلق پنجاب کے شہر ہارون آباد سے تھا وہ ایک ایسی مصیبت میں مبتلا تھا جو ظاہر بھی نہیں کر سکتا اور چھپا بھی نہیں سکتا تھا اس نے آتے ہی مجھے ایک دستی کاغذ خط کی شکل میں پکڑا دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ:

''میرا نام فلاں ہے میں اپنے علاقے میں بڑا زمیندار ہوں بہت اچھی کپاس کی اور گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ بیٹے ہیں' بیٹیاں ہیں گھر ہے' زمینداراہ ہے زندگی بہت سکھی گزر رہی ہے لیکن ایک روگ مجھے بہت کھائے جا رہا ہے۔ جس کا میں نے کچھ لوگوں کے سامنے اظہار کیا لیکن اس کا حل نہیں ہوسکا پھر میں نے استخارے کیے مسنون دعا کسی کے کہنے پر مسلسل سارا دن پڑھنا شروع کر دی پہلے تو فوٹو کاپی کرا کر جیب میں رکھ لی پھر کچھ دنوں

کے بعد وہ یاد بھی ہوگئی پھر اللہ سے کہنا شروع کر دیا یا اللہ! مجھے اس کا کوئی حل بتا..... تو خواب میں آپ کی شکل' آپ کا نام اور آپ کا مکمل پتہ بتایا گیا۔ اب میں بڑی مشکل سے آپ تک پہنچا ہوں بات دراصل یہ ہے کہ میں ابھی جوان تھا اور شادی کو تین سال ہوئے تھے میرے گھر میری بیٹی پیدا ہوئی میرے چونکہ پہلے دو بیٹے تھے بیٹی کی پیدائش پر میں بہت خوش ہوا اور میں نے بہت سی مٹھائی بانٹی۔ لوگ آرہے تھے اور مٹھائی لے رہے تھے ایک خاتون ایک دفعہ لے گئی' دوسری دفعہ لے گئی جب تیسری دفعہ آئی تو میں نے دینے سے انکار کر دیا اس نے میرا ہاتھ تھاما کہنے لگی: میرا منہ میٹھا کر دے، تیرا جسم میٹھا کر دوں گی۔ نامعلوم اس کے اس بول میں کیا تاثیر تھی حالانکہ وہ بالکل بوڑھی اور بہت بدشکل خاتون تھی میں نے اسے ڈھیر ساری مٹھائی دے دی۔''

ہارون آباد کا زمین دار آگے لکھتا ہے:

''رات کو سویا تو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ آئے انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہنے لگے تیری شادی ہم ایک جن عورت سے کرنے لگے ہیں میں نے کہا: میں تو پہلے سے شادی شدہ ہوں۔ کہا: نہیں وہ عورت جو آج تیرے پاس مٹھائی لینے آئی تھی اس کا اصرار ہے کہ میری اس سے شادی کرواور ہمیں حکم ملا ہے۔ کیونکہ وہ عورت مالدار ہے اور ہم اس کے غلام ہیں اور اسے لے آؤ۔ مجھے اٹھا کر لے گئے' میں احتجاج کرتا رہا۔ لیکن میرے منہ سے آواز نہیں نکل

رہی تھی ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ زبان تو ہل رہے' لفظ نہیں نکل رہے وہ زندگی کا پہلا موقع تھا جب میں نے اپنے آپ کو بہت بے بس محسوس کیا۔ بہت دور لے جانے کے بعد سرسبز پہاڑیاں تھیں ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کشمیر کی پہاڑیاں ہیں' وہاں ہر طرف کھانے پک رہے تھے گہما گہمی تھی کچھ موسیقی اور شادیانے بھی بج رہے تھے ہر طرف خوشی کی آوازیں تھی مجھے ایک بہت خوبصورت لباس پہنایا گیا اور میں اس خوبصورت لباس میں دولہے کی شکل بن گیا۔''

کوہ قاف کی پری سے نئی شادی کی امنگ

ہارون آباد کا زمین دار آگے لکھتا ہے:

''میں پچھلے سارے غم بھول گیا میرے اندر بھی نئی شادی کی امنگ پیدا ہوئی پھر باقاعدہ شرعی طور پر میرا نکاح ہوا، ایجاب وقبول ہوا اور پھر مجھے اٹھا کر دلہن کے کمرے میں پہنچایا گیا۔

میری بیوی واقعی جیسا میں نے کوہ قاف کی پری کا حسن وجمال سنا تھا اتنی ہی خوبصورت اس کا سراپا، اس کا جسم، اس کی خوبصورت آنکھیں، خوبصورت گردن، گلابی ہونٹ، مہکتے رخسار، نشیلی پلکیں' دلربا آواز' خوبصورت ہاتھ اور کلائیاں جسم سارا سونے اور ہیرے جواہرات سے لدا ہوا تھا میں نے رات اس کے ساتھ شب بسری کی۔ صبح خود ہی کہنے لگی: اب میرے غلام آپ کو چھوڑ آئیں گے اپنی انسانی بیوی سے اس کا اظہار مت کرنا ورنہ وہ ناراض ہوگی۔''

دولت، مال، چیزیں اور انعامات بارش کی طرح برسے

خط میں اس نے مزید لکھا کہ

''علامہ صاحب اس کہانی کو سالہا سال ہو گئے میری جننی بیوی جس کا نام عنایتاں اور میں اسے دلربا کہتا ہوں بس میری دلربا کے ساتھ ایسی محبت بڑھی کہ اس میں سے میرے سات بچے ہیں جو کہ جن ہیں۔ ہماری کبھی لڑائی نہیں ہوئی، میں جب بہت غریب تھا جس وقت سے میری دلربا سے شادی ہوئی، دولت مال، چیزیں اور انعامات خداوندی مجھ پر بارش کی طرح برسی۔ ہمارے دن رات سالہا سال سے گزر رہے تھے۔''

اب جناتی اولاد کی فکر ہو رہی ہے.....!!!

ہارون آباد کا زمیندار آگے لکھتا ہے:

''اب مجھے جناتی اولاد کی شادیوں کی فکر ہے میں پریشان اس وجہ سے ہوں کہ جناتی اولاد کی شادیوں کا کیا کروں؟ کیسے کروں؟ جنات میرا رشتہ لینے کو تیار نہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کا باپ انسان ہے۔ یہ جن تو ہیں لیکن خالص جن نہیں میں بہت پریشان ہوں، براہ کرم میری پریشانی کا ازالہ کریں مسلسل استخارے کے بعد آپ کا پتہ، آپ کا نام اور سو فیصد آپ کا حلیہ بتایا گیا۔'' (خط ختم)

میں نے اس کی بات سنی تو مسکرا دیا میں نے کہا: یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ میں جنات سے عرض کروں گا وہ رشتوں کے معاملے میں آپ کا ساتھ دیں گے اور پھر کچھ عرصے کے

بعد اللہ کے فضل سے اس کی اولاد کی شادیاں ہو گئیں ہاں! میں نے اسے ایک چیز ضرور بتائی چونکہ جن جنات نے آپ کے رشتے ٹھکرائے تھے وہ کہیں آپ کی اولاد پر جادو نہ کر دیں تو یَا قَھَّار کا وظیفہ خود بھی انسانی بیوی بھی' جن بیوی اور اس کے بچے سب پڑھتے رہیں اور اس کے نقش بھی پیتے رہیں۔ آج وہ اتنا خوش ہے اس کی بیوی مجھ سے ملنے آئی یعنی جن بیوی...... اس نے شکریہ ادا کیا ڈھیروں ہدیے لائے' گفٹ لائے جو میں نے غریبوں میں تقسیم کر دیئے اور ضرورت مندوں کو دے دیئے۔

جنات سے شادیوں کے کیس

شادیوں کے کیس تو ویسے بہت آتے ہیں میری ابتدائی زندگی میں جب میرا جنات سے تعارف ابھی ابتدائی تھا میں ان چیزوں کو حقیقت سے بہت دور سمجھتا تھا اور حیرت بھی ہوتی تھی بلکہ بعض اوقات تو میں خود کو جھٹلا دیتا تھا کہ یہ حقیقت نہیں ہے جنات سے شادی کیسے ہو سکتی ہے؟ لیکن پھر مسلسل جنات سے دوستی کے بعد میرے ساتھ یہ حقیقت کھلنا شروع ہوئی کہ جنات سے شادیاں ہو سکتی ہیں۔

جن بیوہ جننی کی خواہشِ نکاح

ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ میرے پاس ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں تو ایک مسئلہ درپیش ہے میں نے پوچھا کیا تو کہنے لگے کہ

> "مسئلہ یہ ہے کہ میرے بیٹے پر پہلے ابتدائی طور پر دورے پڑنا شروع ہوئے اور دورے بڑھتے گئے بڑھتے گئے۔ اس کا مستقل علاج کرایا' ڈاکٹروں اور نفسیاتی ڈاکٹروں کو دکھایا پھر کچھ عاملوں کو دکھایا۔ کسی کی سمجھ میں کوئی کیس بالکل نہ آیا۔ آخر کار ایک بزرگ کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس جن کی حاضری

کرائی تو وہ جن نہیں تھا جننی تھی۔ کہنے لگی: میں مسلمان جننی ہوں' بیوہ ہوں' مجھے کسی ساتھی اور شوہر کی تلاش تھی آپ کا بیٹا نمازی ہے' ذاکر شاغل روزے دار ہے' مجھے یہ پسند آیا تو میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور اس سے اپنے ازدواجی تعلقات قائم کرنا چاہتی ہوں لیکن چونکہ میں نے پانچ حج کیے اور مجھے پتہ ہے کہ ازدواجی زندگی کیلئے نکاح ضروری ہے اور اس لیے مجھے اجازت دیں میں آپ کے بیٹے سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اس کے والدین کہنے لگے کہ ہم تو اجازت نہیں دیں گے اور نہ ہی ہماری برادری میں یہ نسلوں میں زندگی میں ایسی کوئی کہانی ہم نے سنی ہے۔''

کہنی لگی کہ میں آپ کی منت کرتی ہوں کہ آپ اجازت دیں۔ آپ کہیں تو میں آپ کی برادری کے بڑوں کے پاس جاؤں گی اور انہیں مناؤں اور ان کی منت کروں گی' میں جنات کی مخلوقات میں سے ہوں میرے پاس طاقت بھی ہے اور زور بھی ہے لیکن میں یہ طاقت اور زور استعمال نہیں کرنا چاہتی۔ آپ مہربانی کریں میرا ساتھ دیں۔ اور میں ہر حال میں اس نوجوان کو اپنا شوہر بنانا چاہتی ہوں ہم نے انکار کردیا وہ چلی گئی۔''

وہ صاحب کہتے ہیں: ''اب ہمارے بیٹے کے بقول کہ وہ کبھی کبھی آتی تھی پھر اس نے ہماری برادری کے بڑوں کے خواب

میں آنا شروع کیا پہلے تو خواب سمجھتے رہے پھر ان بڑوں نے ہم سے رجوع کیا کہ اصل بات کیا ہے؟ تو ہم نے ان سے کہا کہ اصل تو حقیقت یہی ہے کہ وہ عورت جننی شادی کرنا چاہتی ہے۔ اب ہم اس کی شادی کی اجازت کیسے دیں کہ ہم نے بیٹے کو اس کی پھوپھی کے گھر اس کی لڑکی کے ساتھ بات طے کر دی تھی برادری والے بھی حیران کہ یہ سلسلہ کیسے شروع ہوا' جادو کا زور کیا گیا لیکن وہ جن لڑکی کسی طرح بھی جانے کو تیار نہیں تھی۔''

نہایت حسین و جمیل فقیرنی

لڑکے کی ماں کہنے لگی کہ:

ایک دن ہمارے گھر میں ایک فقیر عورت نے سوال کیا۔ وہ نقاب اور برقعے میں تھی اور گھر کے اندر آ گئی۔ ہم نے اس کا سوال پورا کیا۔ کہنے لگی: مجھے پانی پلائیں۔ جب ہم نے اسے پانی پلانے کیلئے گلاس میں پانی دیا اور اس نے جب اپنا نقاب ہٹایا تو وہ جوان اور نہایت خوبصورت ایک لڑکی تھی۔ جس کے روپ نکھار اور حسن و جمال کو دیکھ کر ہم خود حیران رہ گئے۔ اس نے پانی پیا پانی پینے کی دعا پڑھی اور ہمیں دعائیں دینے لگی اور ٹھنڈا سانس بھر کر کہنے لگی کہ آپ مجھے اس گھر کی خدمت دیں گے؟ ہم کہنے لگے کہ نہیں ہمارے پاس پہلے کام کرنے والی ہے۔ وہ خوبرو لڑکی کہنے لگی: میں آپ کے گھر کی بہو بننا چاہتی ہوں۔ ہم حیران ہو گئے۔ ہم نے کہا: نہیں ہمارے لڑکے کی پہلے سے بات طے ہے۔''

وہ فقیرنی نہیں، جننی تھی

"وہ فقیرنی کہنے لگی:
نہیں...! اگر آپ مجھے اپنے گھر کی بہو بنالیں، تو میں آپ کی
بہت خدمت کروں گی۔ آپ کیلئے سارے کام کروں گی۔ حتیٰ کہ
آپ کی بخشش کیلئے اعمال کروں گی' کروڑوں کی تعداد میں کلمۂ
قرآن پڑھوں گی' میں قرآن کی حافظہ اور قاریہ ہوں' میں اکوڑہ
خٹک کے مدرسے میں بہت عرصہ پڑھتی رہی ہوں۔ اور پھر
کراچی کے ایک بڑے مدرسے میں پڑھتی رہی ہوں۔ پھر ایک
معلمہ سے میں نے قرأت اور تجوید سیکھی ہے پھر ایک اور بڑا
مدرسہ (جس کا میں نام نہیں لینا چاہتا) سے میں نے عالمہ کا کورس
کیا ہے، آپ مجھے اپنی بہو بنالیں۔"
لڑکے کی ماں کہنے لگی کہ: "ہم حیران ہوئے کہ تو کہاں کی رہنے
والی ہے...؟ کون ہے...؟ تو فوراً کہنے لگی: میں وہی ہوں، جو
آپ کی کئی عرصے سے منت کررہی تھی' ہم ایک دم ڈر گئے کہنی لگی
آپ ڈریں نہیں ...! آپ ڈریں گے تو میں یہاں سے چلی
جاؤں گی...! ہم نے کہا: چلی جا' وہ رونے لگی...! فریاد کرنے
لگی کہ مجھے قبول کرلیں۔ آپ چاہے اپنے بیٹے کی شادی کہیں
اور کرلیں، میں زبردستی بھی اس سے شادی کرسکتی ہوں' اس سے
اپنے ازدواجی تعلقات قائم کرسکتی ہوں...! لیکن میرا دین میری

شریعت مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ مجھے قبول کرلیں۔
لڑکی کی ماں کہنے لگی کہ: "وہ اتنا روئی......!! اتنا روئی......!! کہ
ہمارا دل بھر آیا......!!"
جننی کہنی لگی: "میں لاوارث ہوں' میری ماں فوت ہوگئی۔ باپ
نے آوارگی اختیار کی۔ میرے چار بھائی ہیں جو خود آزاد پرست
زندگی گزار رہے ہیں۔ میری ماں کی خواہش تھی کہ میری بیٹی اور
بیٹے نیکی کی طرف آئیں۔ گھر میں سے کوئی بھی نہ آسکا۔ بس میں
آگئی۔ میں اب نیکی ہی میں آنا چاہتی ہوں، تاکہ میری ماں کی
قبر ٹھنڈی رہے اور اس کو سکون ملتا رہے...!!"
لڑکے کی ماں کہنے لگی کہ: "وہ یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں آئندہ بھی
آپ کی منت کرتی رہوں گی۔"

خوبصورت جننی سے وقوع نکاح

لڑکے کی ماں کہنے لگی کہ:
"آخر ہم سب گھر والے سر جوڑ کر بیٹھے اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس کو
اجازت دے دی جائے اور اب ہم نے اس کو اجازت دیدی
ہے۔ گزشتہ ساڑھے چھ ماہ سے اس کی شادی ہوگئی ہے۔ شادی
کی ترتیب کچھ یوں بنی کہ قوم جنات ہمارے بیٹے کو اٹھا کر لے
گئے۔ تین دن وہ وہاں رہا لیکن تین دن مسلسل ہمارا اس سے
رابطہ رہا۔ کسی نامعلوم کال سے جس میں موبائل میں نمبر نہیں آتا
تھا فون کرتا کہ میں خیریت سے ہوں۔"

شادی کی داستان...! آپ بھی پڑھیں...!

بیٹے نے اپنی شادی کی جو داستان سنائی۔تو کہنے لگا کہ:

''میں جب وہاں پہنچا۔تو مجھے خوبصورت لباس پہنایا گیا۔جو کسی دور میں ہم مغل بادشاہوں کا لباس سنتے تھے۔جس میں خوبصورت تاج' شیروانی' شاہی جوتا' اور ہاتھوں میں ہیرے جواہرات اور سونے کے کنگن' گلے میں سونے کے ہار۔وہ لڑکی بہت مالدار ماں باپ کی بیٹی تھی۔باپ نے تو اپنا مال ضائع کیا لیکن ماں نے اس کا مال اپنا سارا ورثہ اسی کو دیا اور اس نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔اور کہا کہ بہت بڑے عالم جنات اس میں موجود تھے' بڑے بڑے ولی تھے۔انہوں نے ہمارا نکاح پڑھایا۔

نکاح کے بعد ہم ایک بہت بڑے محل میں داخل ہوئے۔جو میری عقل اور شناسائی سے بہت دور تھا۔اس محل میں ہم جب پہنچے۔تو وہاں جگہ جگہ کمرے تھے' تخت تھے' جنات عورتیں خادمائیں تھیں۔تین دن میں وہاں رہا۔تیسرے دن ہمارا ولیمہ ہوا اور ولیمے میں بہت بڑی تعداد سے دور دراز کے جنات موجود تھے۔آخر وہ مجھے میرے گھر چھوڑ گئے۔اب میری بیوی میرے پاس شب بسری کیلئے آتی ہے۔''

لڑکے کی ماں کہنے لگی کہ ''میرے بیٹے کے بقول اس کی بیوی امید سے ہے۔دعا کریں اللہ پاک بیٹا عطا فرمائے۔''

اب یہ واقعات سن سن کر میرے لیے یہ داستانیں بہت پرانی ہوگئی ہیں۔نئی نہیں ہیں۔

بیس بائیس سال عمر والی عورتوں کا اغوا

اب یہ واقعات سن سن کر میرے لیے یہ داستانیں بہت پرانی ہوگئی ہیں۔نئی نہیں ہیں۔

لیکن ایک چیز جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مجھے اکثر مشاہدے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ جنات کا عورتوں کو اٹھا کر لے جانے کے کیس بہت زیادہ ہیں اور اس میں ایسی عورتیں جو بیس بائیس سال کی عمر کے قریب ہوتی ہیں۔بعض اوقات پچیس تیس سال کی عمر اور بعض اوقات اس سے زیادہ بھی لیکن اکثر بیس بائیس سال کی عمر کی خواتین کو جنات بہت زیادہ اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

افریقہ کے گھنے جنگلات کا لاہوتی سفر

میں ایک سفر میں تھا جنات کی گدھ نما سواری پر بیٹھا ہوا تھا تاریک آسمانوں کے سفر میں اور ایک فضائے بسیط تھی ہر طرف خاموشی تھی' سناٹا تھا اور سواری مسلسل اڑ رہی تھی یہ سفر کچھ لمبا ہو گیا میں سمجھ گیا کہ آج فاصلہ کچھ بہت ہی زیادہ دور ہے......!

اُڑتے اُڑتے ہم آخر کار افریقہ کے ایک ایسے جنگل میں پہنچے جہاں' مرد اور عورتیں برہنہ رہتے ہیں' وہاں بہت بڑے بڑے درخت اتنے بڑے درخت کہ اگر پچاس انسان بھی ایک درخت کو اپنے ہاتھ پکڑ کر گھیریں تو اس درخت کا تنا نہیں پکڑا جا سکتا۔

اتنے بڑے درختوں پر جنات کا بسیرا ہے۔ان جنگلات میں جنات کا قیام ہے۔

افریقہ کے عابد سردار جن کی تعزیت

میرا جانا دراصل وہاں کچھ یوں ہوا کہ وہاں ایک فوتگی ہوگئی تھی۔میرے کچھ دوست جنات تھے جن کے رشتے دار وہاں رہتے تھے اور وہ مسلمان جنات تھے۔ان کا بہت عرصے سے اصرار تھا کہ ہمیں علامہ صاحب سے ملاقات ضرور کرائیں کئی بار مجھ سے وہاں سے ملنے بھی آئے لیکن سفر کی زیادتی کی وجہ سے میں نہ جا سکا۔اب ان کے

سردار فوت ہوگئے اب ان دوستوں کا اصرار تھا جو یہاں کے دوست جنات تھے کہنے لگے آپ ضرور چلیں وہاں ان کی تعزیت بھی کریں اور دعا بھی کریں۔ یہ سفر کچھ ایسا تھا کہ جمعرات کی رات کا یہ سفر تھا کچھ یوں ہی تھا کہ میں ساری رات سفر میں ہی رہا۔

بہت دیر کے سفر کے بعد وہاں پہنچے بہت بڑے بڑے جنات انتظار میں تھے تکیے لگے ہوئے تھے قالین بچھے ہوئے تھے ہر طرف چہل پہل تھی لیکن افسردگی تھی وہ سردار جو فوت ہوئے تھے ان کے بقول ڈیڑھ سو سال تک دن میں روزہ رکھا اور کبھی بھی ان کا ایک روزہ نہیں چوکا۔ عمر تو ان کی بہت لمبی تھی لیکن ڈیڑھ سو سال صرف روزہ رکھا اور دن اور رات میں ایک قرآن پڑھ لیتے تھے اور لاکھوں قرآن انہوں نے اب تک پڑھے۔

عابد سردار جن کی نصیحت و وصیت

اور جب ان کی زندگی کا آخری وقت آیا تو ان کے بیٹے نے مجھے بتایا کہنے لگے کہ میرے والد نے مجھے قریب بلایا کہنے لگے: بیٹا میں نے ساری زندگی بڑے بڑے علماء محدثین کی خدمت کی ہے ان کی خدمت سے میں نے ایک راز اور موتی پایا اس راز کو سدا سنبھال کر رکھنا اور کبھی بھی اس راز کو ضائع نہ کرنا اور تجھے جب بھی کوئی مشکل اور پریشانی آئے اور جب کوئی حاجت ہو اس کا تعلق زمین والوں سے ہو یا آسمان والوں سے اس راز کو پڑھنا تجھے سو فیصد مطلوب ملے گا۔

بیٹا کہنے لگا: میرے آنسو ٹپک رہے تھے اور میں والد کی کمزور آواز میں وہ راز اور نصیحت سن رہا تھا پھر میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور چوما اور کہنے لگے: دیکھ بیٹا! اگر تو ہر وقت باوضو رہے گا تجھے کبھی بھی مقدر کے دھکے نہیں لگیں گے رزق میں برکت' صحت میں برکت' عزت وجاہت شان وشوکت تجھے ڈھونڈے گی تو اس کو نہیں ڈھونڈے گا تیری زندگی راحت و برکت کا ذریعہ رہے گی۔ ہمیشہ زندگی میں سلام کرتے رہنا' سلامتی تیرے چاروں طرف رہے گی۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا نادر الوجود وظیفہ

اور جو راز میں تجھے دینا چاہتا ہوں وہ راز یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل حاجت کی نیت سے پڑھ اور اس میں ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ شروع کر جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچے اس کو بار بار دہرا اور اتنا دہرا.....!!!! اتنا دہرا.....!!! کہ تین سو، چار سو، دو ہزار، تین ہزار کی تعداد میں اس کو دہرا اگر تو کھڑا ہو کر نفل پڑھ لے تو سعادت اگر کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

اور اس عمل کو دہراتا رہ اور مسلسل دہراتا رہ اور اپنے مقصد کا تصور کر اتنا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کو دہرا کہ تیرے اندر ایک وجدان کی کیفیت پیدا ہو جائے اور تو اللہ کی محبت میں غرق ہو جائے..... اللہ کے نام میں ڈوب جائے اور مسلسل اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کو دہراتا رہ..... چاہے جتنی دیر لگ جائے..... پھر کوئی سورت ملا کر رکعت پوری کر۔ سجدہ کر پھر دوسری رکعت میں جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچے تو پھر دہراتا رہ اور بہت زیادہ دہرا.....! اپنے مطلوب اور اپنے مقصد کا بہت زیادہ تصور کر اور اپنے تصور کو مضبوط کرتا رہ.....! کرتا رہ.....! کرتا رہ.....! حتیٰ کہ تیرے دل کی اندر کی کیفیت متوجہ ہو جائے اور تیرا دل مان جائے کہ اللہ پاک نے میری چاہت کو پورا کر دیا اور پھر سلام کر کے خشوع وخضوع سے دعا کر..... وہ بزرگ جن یہ بات کہہ رہے تھے اور ان کا بیٹا سن رہا تھا اور وہی بیٹا رو رو کر مجھ سے یہ بیان کر رہا تھا کہ میرے والد نے جاتے ہوئے مجھے یہ راز دیا یہ میں نے کسی کو نہیں بتایا آپ کو دیکھا نہیں تھا لیکن آپ کا نام سنا تھا ہماری قوم جنات آپ سے عقیدت رکھتی ہے اور آپ کے ہاں ملنے جاتی ہے آج آپ میرے والد کی فوتگی کے سلسلے میں بہت دور سے سفر کر کے آئے ہیں تو جو کچھ میرا والد مجھے دے گئے ہیں وہ میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔

سخاوت دلی اور اجازت عام

قارئین! آپ جانتے ہیں کہ جو کچھ میرا ہے وہ میں عبقری کے قارئین کو دے ہی دیا کرتا ہوں اور بہت قیمتی جواہرات لٹا رہا ہوں اور اس کی مستقل اجازت عام ہے یہ عمل بھی اور اس سے پہلے جتنے بھی عمل آپ کو عبقری میں دیئے ان کی مستقل اجازت ہے آپ میں سے ہر شخص کر سکتا ہے حتیٰ کہ یَا قَهَّارُ کا عمل اور اس کا نقش اور اس کا وظیفہ آپ لکھ بھی سکتے ہیں' کسی سے لکھوا بھی سکتے ہیں اسے اپنے گلے میں لٹکا بھی سکتے ہیں' اسے دھو کر پی بھی سکتے ہیں۔ اسے گھر میں لگا بھی سکتے ہیں۔ میں نے اس جوان کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اپنے والد مرحوم کا یہ تحفہ دیا۔

جنات کے سردار کی آمد

اس وقت قوم جنات میں سے کچھ بزرگ میرے پاس آئے اور باادب کہنے لگے کہ یہاں بہت زیادہ جنات اکٹھے ہیں اور انکی چاہت اور خواہش ہے کہ آپ کچھ چیزیں ان کے سامنے بیان کر دیں...... آپ انہیں کچھ بتائیں انہیں سمجھائیں...... ان کی خواہش کے پیش نظر میں نے ان کے سامنے کچھ چیزیں بیان کیں بہت لمبی دعا ہوئی۔ ہر طرف آہ و زاری اور استغفار و آمین کی آوازیں تھیں' شور تھا کئی لوگوں نے اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کی۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ نہایت اکسیر، تیر بہدف وظیفہ

جو عمل مجھے اس مرحوم جن کے بیٹے سے ملا تھا اور جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے سورۂ فاتحہ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) کے اس عمل کو میں نے جب بھی خود آزمایا اور جس کو بھی دیا نہایت اکسیر بے خطا پایا۔ بہت کمال اور بہت برکت والا عمل ہے۔ عجیب اس کے کمالات ہیں عجیب اس کی برکات ہیں۔ ہر وہ چیز جو ناممکن ہو اس سے ممکن ہو جاتی ہے۔ ایسے ایسے واقعات سامنے آئے کہ انسان کی عقل دنگ رہ

جاتی ہے کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے؟؟ اور بعض اوقات انسان کہتا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا لیکن جب عمل شروع کرتا ہے تو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ ایسا ہو گیا ہے اور واقعی اللہ جل شانہٗ اس کی برکت سے ایسا کر دیتے ہیں، بہت تیر بہدف عمل ہے بہت پر تاثیر عمل ہے اور اپنی طاقت اور تاثیر کے اعتبار سے بہت باکمال ہے۔

کبوتر کے ذریعے جادو

چلتے ہوئے میں پچھلی اپنی گفتگو میں یَا قَهَّارُ کے کمالات عرض کر چکا ہوں وہیں بیٹھے ایک جن نے جو کہ میرے مکلی اور ٹھٹھہ کے قبرستان میں ختم القرآن کے موقع پر موجود تھا مجھ سے کہنے لگے: ابھی پچھلے تھوڑے عرصہ پہلے کی بات ہے کہ میرے اوپر ایک طاقتور جن نے ایک جادو کر دیا اور جادو یہ تھا کہ ایک کبوتر بہت عرصہ اپنے پاس رکھا اس کے اوپر کچھ کالا منتر پڑھتا رہا' پڑھتا رہا...... اور کالے منتر اور گندے خون میں کچھ دانے بھگو کر وہ اس کو کھلاتا رہا اور باقاعدہ اس نے مجھے وہ منتر بتایا اور کہنے لگا کہ میں نے کسی اور عامل جن کے ذریعے اس منتر کا پتہ کرایا وہ دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں جس نے مجھے یہ منتر بتایا لیکن اب وہ توبہ کر چکا ہے اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ کیوں منتر پڑھتا ہے...... بہت عرصہ منتر پڑھنے کے بعد اس کو کالی چیزیں اور کالا دانا کھلانے کے بعد اس نے کبوتر پر بہت طاقتور جادو کیا اور جادو کرنے کے بعد اس کبوتر کو میری طرف چھوڑ دیا...... میں نے دیکھا کہ ایک کبوتر ہے جس کے اوپر بہت طاقتور قسم کی عقاب نما چیزیں اڑ رہی ہیں لیکن وہ ان سے ڈر نہیں رہا لیکن وہ عقاب اور شاہین نما چیزیں اس کے تابع معلوم ہوتی ہیں جس طرف وہ جاتا ہے اس طرف جاتی ہیں اور ان عقاب نما چیزوں سے بجلیاں اور شرارے نکل رہے ہیں اور وہ ہمارے گھر کے اوپر منڈلا رہا ہے۔

وہ جن کہنے لگا (جو مجھے یہ واقعہ بیان کر رہا تھا) کہ میں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ جو جادو زدہ کبوتر اڑ رہا ہو اس کے ساتھ یہ نشانی ضرور ہوگی ورنہ ہر کبوتر جادو زدہ

نہیں ہوتا۔ لہٰذا مجھے جب نظر آیا تو میں نے فوراً یَاقَھَّارُ پڑھنا شروع کر دیا اور میرے گھر والوں نے بھی پڑھ پڑھ کر اس کی طرف پھونکنا شروع کر دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس کو کوئی اثر نہیں ہو رہا میں حیران ہوا کہ یَاقَھَّارُ کے اندر تو بہت طاقت ہے۔

ایک دم میرے اندر آواز آئی کہ تیرے پڑھنے کی طاقت میں کمی ہے ورنہ یَاقَھَّارُ کا قہر جب جادوگر پر برسے گا تو اس کو برباد کر دے گا میں نے اس کو زیادہ پڑھنا شروع کیا' اور سانس روک روک کر پڑھنا شروع کیا۔

جب میں نے اس کو سانس روک روک کر پڑھنا شروع کیا تو اس کی تاثیر واضح سامنے آئی اور وہ عقاب آہستہ آہستہ ہلنا شروع ہو گیا اور کبوتر غوطے لگانا شروع ہوا مجھے یقین ہو گیا کہ یَاقَھَّارُ کے اندر بہت طاقت ہے میں یَاقَھَّارُ کو سانس روک کر پڑھتا اور اس پر پھونک دیتا پھر سانس روک لیتا اور سانس روک کر لاتعداد مرتبہ اس کو پڑھتا اور خوب پڑھتا...... اور جب سانس ٹوٹتا تو میں اس پر پھونک دیتا آہستہ آہستہ وہ بلائیں ہلنا شروع ہوئیں جن کے اوپر آگ برس رہی تھی حتیٰ کہ اکیلا کبوتر رہ گیا اور کبوتر کی پریشانی شروع ہوئی محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھاگنا چاہتا ہے لیکن کوئی طاقت ہے جس نے اس کو اپنے نرغے میں لے رکھا ہے اور بھاگنے نہیں دے رہی۔ کہنے لگے: اب میری ہمت اور بڑھ گئی سارے گھر والے اپنا جینا بھول گئے اور اسی کو پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ کبوتر ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گیا اور اس کبوتر کے پروں سے خون نکل رہا تھا میرے بیٹے نے بڑھ کر اس کو پکڑنا چاہا تو میں نے چیخ کر کہا اس کو ہاتھ مت لگانا' جادو زدہ کبوتر ہے ہم پڑھتے رہے...... پڑھتے رہے...... پڑھتے رہے...... حتیٰ کہ وہ کبوتر مر گیا اور حیرت انگیز طور پر کبوتر کے مرتے ہی اس کو آگ لگی اور آگ اتنی تیز تھی کہ پل بھر کے اندر اس کبوتر کو اس نے راکھ بنا دیا اور راکھ ایک ہی پل کے اندر زمین کے اندر جذب ہو گئی اور اس کا نشان تک ختم ہو گیا۔

یَاقَھَّارُ اور جادوگر جن کی چیخیں

لیکن انوکھی بات یہ ہے کہ اس کی راکھ سے آگ کا ایک شعلہ اٹھا اور وہ آسمان کی طرف گیا اور اسی طرف گیا جس طرف سے کبوتر آیا تھا کہنے لگے کہ ہم بھی اسی طرف اس کے پیچھے بھاگے بہت دور جا کے جس شخص نے اس کو بھیجا تھا وہ اسی پر برسا اور اسی کے جسم کو جلا دیا اور اس کی چیخیں ہم سنتے واپس آئے۔ وہ جن بتانے لگے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ یَاقَھَّارُ کے اندر یہ طاقت ہے جہاں وہ جادو کو کاٹتا ہے وہاں جادو کرنے والے کو ختم بھی کرتا ہے حتیٰ کہ جادو کرنے والے کو یہ نصیحت ملتی ہے کہ کسی کو بے وجہ تنگ نہیں کرنا چاہیے مسلمان کو تکلیف دینا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف نہیں دینی چاہیے اور مجھے یقین ہو گیا۔ میں اس کا واقعہ سن کر حیران ہوا میں نے کہا: جتنے بھی جنات بیٹھے ہیں ان سب کو سناؤ۔ اس نے کھڑے ہو کر ان لاکھوں کروڑوں جنات کو جو افریقہ کے تاریخی جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے ان کیلئے یَاقَھَّارُ کی طاقت اور تاثیر انوکھی چیز تھی۔ کچھ واقعات یَاقَھَّارُ کے میں نے بھی سنائے۔ وہ سارے خاموشی سے سنتے رہے اور سب نے پوچھا کیا ہمیں اس کی اجازت ہے۔ میں نے ان سب کو اجازت دی لیکن اس کو ناجائز استعمال کرنے والے کا چونکہ نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے ان کو بھی تاکید کی کہ اس کو ناجائز ہرگز استعمال نہ کرنا اور کسی پر ناجائز بالکل نہ پڑھنا۔ انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم بالکل اس کو ناجائز نہیں پڑھیں گے اسی دوران ایک اور مشاہدہ یَاقَھَّارُ کے سلسلے میں مجھے ملا اور وہ بھی اچانک ملا۔ ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے یعنی جن...... ہمارے ہاں ایک بابا جی ہیں جو بہت بوڑھے ہو گئے ہیں آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں۔ وہ افریقہ کے بہت بڑے عامل اور جادوگر مانے جاتے ہیں جنات میں۔ میں ان کو بتاؤں گا۔ یقیناً ان کے تجربے میں یَاقَھَّار کا کوئی عمل ضرور آیا ہو گا کیا اجازت ہے۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے ان کو

بتادیں۔ ہماری روانگی ہوئی، حسب معمول ہم اسی گدھ نما سواری پر بیٹھے اور ہماری
واپسی ہوئی۔ میں گھر واپس آ گیا۔

افریقی ہیبت ناک جن کی آمد

چند دنوں کے بعد وہ افریقی جن اس بوڑھے بابے کو لیے ہوئے میرے پاس
آ گیا۔ بابا کیا تھا کوئی ہیبت ناک پہاڑ تھا اور پراسرار قوتوں کا عظیم مالک اور انسان
تھا۔ انسان سے مراد انسان نہیں...... وہ جن تھا جیسے محاورتاً کہتے ہیں۔ وہ واقعی پراسرار
قوتوں کا مالک جن تھا۔ میں نے ان کی تواضع کی ان کی مخصوص خوراک دی۔ بابا بہت
خوش ہوا کیونکہ میں نے بابے کو اس کی مخصوص خوراک گائے کا گوشت دیا۔ ساڑھے
تین من گائے کا گوشت دیا۔ میرے دوست جنات اس خدمت پر معمور ہیں...... میں
انہیں پیسے دیتا ہوں وہ قیمتاً گوشت لا کر دیتے ہیں یا وہ اپنی گائے خرید کر ذبح کرتے
ہیں۔ بابے نے بڑی رغبت سے گوشت کھایا۔ کہنے لگا: اتنا اچھا گوشت افریقہ کی گائے
کا نہیں ہوتا جو آپ کی گائے کا ہے اور بہت ہی زیادہ مسرور ہوا۔ اب ہم اپنے موضوع
پر آئے اور وہ جن جو انہیں ساتھ لائے تھے وہ کہنے لگے: جب آپ افریقہ آئے تھے اور
آپ کے جانے کے بعد میں اس بابے کے پاس گیا اور آپ کا تذکرہ کیا کہ ایسے ایسے
ایک درویش علامہ صاحب ہمارے پاس تشریف لائے تھے جن کے پاس بے شمار
جنات یہاں سے بھی آتے جاتے ہیں انہوں نے یَا قَھَّارُ کے کچھ کمالات بتائے
تھے تو ایک دم بابا چونک پڑا! کہنے لگا: اس بندے سے مجھے ملاؤ میرے پاس ایک عمل
ہے جو راز کی شکل میں ہے میں اس بندے کو دینا چاہتا ہوں جس بندے نے سارے
لاکھوں کروڑوں جنات کے مجمع کو یہ عمل بتایا ہے اور سب کا بھلا کیا ہے جو بھلا کرنا چاہتا
ہے اس کا بھلا میں کروں گا۔

اور میں اسے خود بتاؤں گا، تمہیں نہیں بتاؤں گا۔ لہٰذا یہ جادوگر جن بابا آپ کی

خدمت میں حاضر ہے آپ خود ان سے بات کر لیں۔ میں نے باباجی کا شکریہ ادا کیا
اور ان سے عرض کیا وہ راز آپ مجھے ضرور بتائیں۔ جو یَا قَھَّارُ کے سلسلے میں آپ کی
زندگی میں آیا ہے۔

ہیبت ناک جن کے انسانی عورتوں سے عشق و معاشقے

باباجی کہنے لگے بات کچھ اس طرح کہ میں ایک انسان عورت پر عاشق تھا میں نے
زندگی میں بہت گناہ کیے ہیں۔ میں ہر خوبصورت عورت کو دیکھ کر اس پر دیوانہ
اور عاشق ہو جاتا تھا اور ہر وہ عورت جس کے بال اور جسم کھلا ہوتا تھا' جوان ہوتی تھی۔
اور پھر بابے نے جو باتوں باتوں میں بات کہی جو میرے دل کو لگی کہ ہر وہ عورت جو کھلا
جسم' کھلے بال برہنہ بدن' برہنہ لباس' نماز تسبیح کی جس کو توفیق نہیں۔ میں اس پر ضرور
عاشق ہوتا تھا اور ہم سب جن اس پر عاشق ہوتے ہیں پھر ہم اس سے اپنے ازدواجی
تعلقات زبردستی قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اس کے گھر میں ہم جھگڑے
کرواتے ہیں' میاں بیوی میں ناچاقیاں کرواتے ہیں' اولاد کی نافرمانیاں پیدا کرتے
ہیں' بیماریاں پیدا کرتے ہیں' نقصان کرواتے ہیں' ہر چیز خراب کرتے ہیں۔ ان کو
الجھاتے ہیں تاکہ ان کو سکون نہ ملے اگر سکون ملے گا تو ہمارے کام کے قابل نہیں
رہے گی اور ایسی لڑکیاں اور عورتیں وہ ہمارا تر نوالہ ہوتی ہیں...... تو وہ جادوگر بابا کہنے لگا
میں نے زندگی میں بہت گناہ کیے اور میرے پاس قرآن پاک کی ایک ایسی آیت ہے
جس کو میں پڑھ کے جس پر پھونک مارتا تھا وہ عورت میری دیوانی ہو جاتی تھی اور اس
نے وہ آیت قرآن پاک کی مجھے بتائی جو میں عام طور پر نہیں بتانا چاہتا کہ لوگ اس کو
غلط استعمال کریں گے۔

ہیبت ناک جن اور مسلمان بزرگ

پھر اس کو نصیحت ہوئی اور وہ نصیحت کیسے ہوئی؟ افریقہ کے غار کے اندر ایک

مسلمان انسان بزرگ رہا کرتے تھے جو اپنی تسبیح پر ہر وقت صرف اور صرف اَللّٰہُ الصَّمَدُ
پڑھتے تھے اور بہت اونچی آواز میں پڑھتے کہ پہاڑ بھی دہل جاتے تھے اور صرف اور
صرف نماز کے اوقات میں باہر نکلتے اور چند انسان موجود ہوتے جو ان کی زیارت کیلئے
آتے نماز کی جماعت کر کے وہ بزرگ پھر غار میں چلے جاتے۔ مختصر سا کھاتے پیتے ان کا
جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ ایک دن میں ایک انسان عورت کو اٹھا کر وہاں سے گزر رہا تھا تو
ان کے اَللّٰہُ الصَّمَدُ نے مجھے آگے نہ جانے دیا مجھ پر غشی سی طاری ہو گئی۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ نے مجھے دیوانہ کر دیا

آخر کار میں وہاں رک گیا' اس عورت کو میں نے وہاں بٹھا دیا وہ بیہوش تھی' میرا اس
کے ساتھ حسب معمول گناہ کا ارادہ تھا لیکن اس بزرگ کے اَللّٰہُ الصَّمَدُ کے نعرے
اور وجدان نے مجھے دیوانہ کر دیا میں اس کو سننے بیٹھ گیا جوں جوں سنتا جاتا تھا میرا دل
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا گیا۔ تین راتیں اور چار دن میں مسلسل اسی وجدان میں بیٹھا رہا اور
اَللّٰہُ الصَّمَدُ سنتا رہا آخر مجھے ہوش آیا اور مجھے احساس ہوا کہ میں زندگی کی جن
راہوں پر چل رہا ہوں وہ راہیں بہت غلط ہیں اللہ کے نام نے اللہ کے ذکر نے اور
اللہ کے نام کی تسبیح نے میرے دل کی دنیا بدل دی' میری صبح و شام بدل گئے'
میرے دن رات بدل گئے' میں انتظار کرنے لگا کہ اس بزرگ کو کیسے اپنا دل
دکھاؤں' کیسے اپنے حال بیان کروں۔

پہلے سوچا کہ اس عورت کو واپس چھوڑ آؤں' مسلمان عورت انسان تھی' اس کو واپس
اس کے گھر چھوڑ کر اس بزرگ کی غار کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

بزرگ کی نظر سے دنیا بدل گئی

ایک دن بزرگ عصر کی نماز کے بعد غار سے باہر نکلے اور مجھ پر نظر پڑی میں نے
ان کی قدم بوسی کی۔ ہاتھ چومے پاؤں چومے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کیسے آئے میں

نے رو رو کر اپنی بات بیان کی۔ فرمانے لگے: نماز کے بعد بات کریں گے۔ میں ایک
طرف بیٹھ گیا میں نے نماز نہ پڑھی' حالانکہ میں آباؤ اجداد سے مسلمان ہوں لیکن غلط
راہوں پر بہک گیا تھا۔ انہوں نے مجھے نماز کا بھی نہ کہا' نماز کے بعد وہ مجھے غار کے
اندر لے گئے۔ ایک ٹوٹی چٹائی بچھی ہوئی تھی' ساتھ ایک پانی کا گھڑا پڑا ہوا تھا۔ اس پر
مٹی کا پیالہ تھا اور ایک بہت بوسیدہ قرآن پاک ساتھ پڑا ہوا تھا اور دو کھانا کھانے کے
لکڑی والے برتن تھے اور ایک سیاہ رنگ کی چادر تھی' بس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا'
اس غار میں اور میں نے دیکھا کہ غار میں ساتھ سانپ آ رہے تھے اور جا رہے تھے اور
ان بزرگ سے ان کو کچھ خوف نہیں تھا' میں دیکھ رہا تھا کہ ان موٹے زہریلے سانپوں کا
وہاں آنا جانا لگا ہوا تھا اور کچھ اور زہریلی چیزیں بھی تھیں' لیکن ان بزرگ کو ان سے کوئی
خوف نہیں تھا۔ ان بزرگ نے ان سے کوئی اثر تک نہ لیا۔ میں ان کے سامنے رو کر اپنی
گناہوں کی داستان بیان کرتا رہا کرتے کرتے آخر میں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔
ایمان کی تجدید کی ایمان کی تجدید کرنے کے بعد وہ مجھ سے فرمانے لگے دیکھ ایسا کرتو
سارا دن یَاقَهَّارُ پڑھا کر۔ تیرے اوپر جادو ہے' اور تیرے اوپر شیطانی چیزوں کی سخت
نظر بد ہے اور سخت اثرات ہیں۔ تو بس سارا دن یَاقَهَّارُ پڑھا کر میں نے ان سے
عرض کیا حضرت آپ مجھے اَللّٰہُ الصَّمَدُ کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں۔ یہ اجازت
ابھی میں نہیں دے سکتا تو یَاقَهَّارُ پڑھا کر۔ کہنے لگے: میں نے یَاقَهَّارُ پڑھنا شروع
کیا۔ اور یَاقَهَّارُ ایک دن کے اندر میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پڑھ لیتا تھا۔
بس اس دن کے بعد میری زندگی کے دن رات بدلنا شروع ہوئے۔ پھر میرے اوپر
یَاقَهَّارُ کے کمالات کھلے کہ ساری کائنات کو جو بھی حفاظت کا سامان ملتا وہ یَاقَهَّارُ
کی برکت سے ملتا ہے اور ساری کائنات پر جتنے بھی شرور' آفات' بلیات مختلف شکلوں
میں آتی ہیں وہ یَاقَهَّارُ کی وجہ سے ہٹتی ہیں۔ کہنے لگے یَاقَهَّارُ کے وہ کمالات آپ کو
بتا سکتا ہوں آپ گمان نہیں کر سکتے۔

بابا جن کا بتایا آزمودہ عمل

پھر اس جادوگر جن نے وہ عمل بتایا جس عمل کو بتانے کیلئے وہ میرے پاس آئے تھے۔ کہنے لگے: اگر گرمی ہے تو کچا برتن پرات یا کوئی لوہے کا تھال نما برتن لے کر۔ چارپائی پر بیٹھ کر اس میں اپنے پاؤں ڈبولیں۔ پانی ٹھنڈا ہو اور اگر سردی ہو تو گرم پانی میں پاؤں ڈبولیں پاؤں ڈبونا بہت ضروری ہے اور باوضو بیٹھ کر آپ گیارہ سو بار یَا قَهَّارُ پڑھیں اور تصور کریں جس جادو سے' جس گناہ سے' جس عیب سے' جس بدکاری سے' یا شراب اور جوئے اور نشے سے نجات آپ چاہتے ہیں یا کسی کو دلانا چاہتے ہیں۔ اپنے لیے بھی پڑھ سکتے ہیں کسی کا تصور کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ وہ پڑھنا شروع کر دیں۔ روزانہ ایک وقت مقرر ہو' قبلہ رخ بیٹھ کر' پانی روز بدلنا ہے' اس پانی کو گرا دیں۔ اس وظیفہ کو روز پڑھنا ہے' گیارہ دن' اکیس دن' اکہتر دن' اکانوے دن۔ آپ پڑھیں۔ صبح وشام پڑھنا چاہیں تو فائدہ زیادہ ہوگا ورنہ ایک وقت بھی پڑھ سکتے ہیں۔

آپ کا جادو' اثرات' بندش' کالی دنیا کالے اثرات' یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ کہنے لگے کہ میں جنات کو یہ چیزیں اکثر بتایا کرتا ہوں ایک جن میرے پاس آیا مجھ سے کہنے لگا کہ میرے اوپر کسی نے جادو کر کے میرے بدن کو سیاہ کر دیا ہے میں نے اسے یَا قَهَّارُ کا یہ پانی والا عمل بتایا اور سختی سے کہا کہ اس پانی کو استعمال نہیں کرنا اور نہ پانی کوئی گھر والا استعمال کرے۔ کیونکہ سارا جادو سر سے نکل کر پاؤں اور پاؤں سے نکل کر پانی میں چلا جاتا ہے اور اگر کوئی سخت بیمار ہے سخت مریض ہے کسی بھی مرض میں مبتلا ہے' وہ پانی میں پاؤں رکھ کر یَا قَهَّارُ کا عمل کرے اور ساری بیماری' سارے روگ ساری تکلیف جسم سے نکل کر پانی میں چلی جاتی ہے۔ جب وہ جسم سے نکل جاتی ہے تو اس پانی کو نالی میں یا کہیں پھینک دیں۔ ہر روز نیا پانی ہو۔ بعض لوگوں کے تو پانی کی رنگت تبدیلی ہوتی ہے اور یہ بھی واقعات بے شمار آئے ہیں۔ میں نے اس جادوگر جن کا

شکریہ ادا کیا اس کی مزید خدمت کی' تحائف دیئے اس جادوگر نے بہت عجیب وغریب عمل دیئے ایک ایسا عمل بھی دیا کہ جس سے جو حجاب الابصار کا عمل دیا تھا بہت مختصر آسان سا عمل تھا۔ آپ سب کو دیکھ سکیں آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے۔

کہنے لگے کہ اس عمل کو میں نے افریقہ کے بہت سے لوگوں کو دیا اور خود کرایا انہیں وہ اس عمل کی وجہ سے حج کر کے آ گئے۔ سواری میں خود جا کے بیٹھ گئے نہ ویزہ نہ ٹکٹ کچھ بھی نہیں۔ کوئی بحری جہاز کے ذریعے' کوئی ہوائی جہاز کے ذریعے' بہت سے غریب مفلس لوگ حج کر کے آئے۔

کہنے لگے کچھ لوگ تو ایسے ملے کہ کعبہ کا دروازہ کھلا اور وہ کعبے کے اندر چلے گئے اور ایک خوش قسمت نے مجھے بتایا کہ روضہ اطہر ﷺ پر جاروب کش ہیں جو کہ آقا ﷺ کے روضہ کے اندر سے جھاڑو دیتے ہیں وہ خواجہ سراہ ہیں' ایک دن انہوں نے رات کی تنہائی میں دروازہ کھولا میں مسجد نبوی ﷺ کے اندر رہ گیا میں اس کے اندر چلا گیا اور اس کے اندر کا جو نقشہ بتایا اور جو جلوے بتائے وہ بیان اور گمان سے بالاتر ہیں۔ میں نے ان جادوگر باباجی کا شکریہ ادا کیا اور میں نے چلتے ہوئے جو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا عمل میں نے پہلے بتایا تھا وہی عمل انہیں بھی بتایا کہ ہر رکعت میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تکرار کرتا ہے۔ کچھ ہدیہ پیش کیا' بہت خوش ہوئے۔ انہیں بہت پسند آیا۔ کہنے لگے کہ یہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے میرے تجربات تو ہیں لیکن اس ترتیب اور ترکیب کے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے تجربات مجھے پہلی دفعہ ملے ہیں۔

عمل کے فوائد و کرشمات

میں نے جس شخص کو بھی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا یہ عمل دیا ہے مجھے آج تک کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جس کو نفع اور فائدہ نہ ہوا ہو۔ ایسے ایسے لوگ بھی

ملے ہیں جن کی زندگیوں میں وبال، بلائیں، پریشانیاں دکھ اور الجھنوں نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ ایسی عورتوں نے کیے جن کے رشتے نہیں ہوتے تھے، جن کے بال سفید ہوگئے تھے، ایسی ماؤں نے کیے جن کی اولادیں نہیں ہوتی تھیں۔ بس اس کو مستقل کرتے رہنا ہے۔ چند دن، چند ہفتے، چند مہینے کرتے رہتا ہے جب تک کامیابی نہیں ملتی۔ مقدمات میں کامیابی، مشکلات سے دوری، مسائل کا حل، غموں سے دوری، دکھوں سے دوری، زندگی کی ہر مشکل کو دور کرنے اور پریشانی کو دور کرنے کیلئے اس سے بڑا وظیفہ شاید کہیں نہ ملا ہو۔ میری طرف سے تمام قارئین کو پھر اس کی اجازت ہے۔ اس کو جتنا کریں اتنا اس کا نفع پائیں گے اور جتنا کریں اتنا اس کا کمال پائیں گے۔

قارئین کے نام اہم پیغام....!

کبھی آئندہ آپ کو چند ایسے عبرتناک مشاہدات بھی بتاؤں گا کہ جنات کس طرح لوگوں کو بیمار کرتے ہیں اور بیماری میں ان کا کتنا دخل ہوتا ہے اور ان کی ترتیب کیا ہوتی ہے؟ کبھی میں آپ کو جنات کے قبرستان کی سیر بھی کراؤں گا اور جنات کی خوراک بھی بتاؤں گا اور جنات کہاں دفن ہوتے ہیں، ان کی میتیں اٹھتی ہیں، ان کے جنازے کیسے ہوتے ہیں کیونکہ بے شمار جنازے میں نے خود پڑھائے ہیں ان کی زندگی کیسے گزرتی ہے۔ ان کے دن رات کیسے ہوتے ہیں یہ ساری چیزیں انشاءاللہ کبھی میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔

جوان جن کی علامہ صاحب کے پاس آمد

ابھی میں نے تھوڑا پہلے افریقی بوڑھے بابے کا تذکرہ کیا تھا جس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ وہ جن نہیں تھا کوئی ہیبت کا پہاڑ تھا اور پراسرار قوتوں کا مالک تھا اور جس کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا کہ لوہے کے تھال میں پانی بھر کے اس میں پاؤں ڈبو کر عمل کیا تھا اور چلتے ہوئے میں نے انہیں ایک تحفہ بھی دیا۔ ابھی چند دن پہلے کی بات ہے کہ ان کی طرف سے مجھے ایک جن کے ذریعے ایک تحفہ کچھ کھانے

پینے کی مٹھائیاں، کچھ میوہ جات تھے اور کچھ کپڑے اور لباس تھے۔ اور ایک خوبصورت سا کنگن بھی تھا جو کہ سردار جن اپنے ہاتھوں میں ڈالتے ہیں خیر میں نے وہ ڈالا تو نہیں رکھ ضرور لیا۔ اس جن کے ذریعے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ جوان جن تھا میں نے اس سے اس کی عمر پوچھی وہ کہنے لگا کہ ایک سو ستاسی سال میری عمر ہے۔ وہ گفٹ لے کر آیا اس افریقی جادوگر جن کا میں نے اس سے اس کا حال احوال پوچھا کہ وہ کیا کرتا ہے؟ کہنے لگا: میں کپڑے کا کام کرتا ہوں ہمارے جنات کے ہاں ریشمی کپڑا پہنا جاتا ہے اور اس میں شوخ رنگ زیادہ پسند کیے جاتے ہیں اور ایسا کپڑا جس کپڑے کے اوپر ہلکے پھول بنے ہوں میں اس کپڑے کا کام کرتا ہوں اور میں اس کو انسانوں میں بھی بیچتا ہوں اور جنات میں بھی۔

جوان جن کا جادو کے ذریعے کاروبار تباہ

میں نے اس سے پوچھا کہ وہ انسانوں میں کپڑا کیسے بیچتا ہے کہنے لگا کہ میں انسانی شکل دھار لیتا ہوں اور گاؤں اور دیہاتوں میں آواز دے کر کپڑا بیچتا ہوں میں چونکہ مسلمان جن ہوں اور اس لیے جھوٹ نہیں بولتا دھوکہ نہیں دیتا اور میرا کپڑا بہت بکتا ہے کہنے لگا گزشتہ چار سال پہلے کی بات ہے میرا کاروبار مندا ہو گیا...... حالات بہت خراب ہو گئے...... رزق بہت تنگ ہو گیا، جن کے میں نے دینے تھے وہ تقاضا کر رہے تھے اور جن سے میں نے لینے تھے وہ دے نہیں رہے تھے۔ چند انسانوں نے لیکن زیادہ جنات نے میرے پیسے دینے تھے میں بہت پریشان ہوا آخر تھک ہار کر مجھے کسی نے بتایا کہ افریقہ کے فلاں جنگل میں ایک بہت بڑا جادوگر جن رہتا ہے اس کے پاس جاؤ وہ تیرا کام کر دے گا۔

میں لوگوں سے پوچھتا پوچھتا افریقہ کے دور دراز جنگل میں گیا ایک بہت بڑا ہیبت ناک جن اپنے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا آلاؤ جلائے بیٹھا تھا کچھ چھوٹے

جنات بیٹھے تھے' جو اس میں تھوڑی دیر بعد صندل اور عود کی لکڑیاں ڈالتے تھے جس سے بہت زیادہ خوشبو نکلتی تھی کیونکہ اس جادوگر جن کی غذا وہی خوشبو ہے میں نے اس کے سامنے جا کر فریاد کی کہ آپ مہربانی کریں اور آپ مجھے کوئی عمل بتائیں میرا کاروبار ٹھپ ہوگیا' رزق بند ہوگیا' زندگی مشکلات اور مسائل کا شکار ہوگئی...... ہر وقت پریشانی ہے...... میں نے بہت سے لوگوں کا قرض دینا ہے اور بہت سے لوگوں سے لینا ہے یوں میں بہت مسائل اور مشکلات کا شکار ہوں۔ مجھے بہت دیر تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے دیکھتے دیکھتے آخر وہ کہنے لگے مجھے پتہ چل گیا ہے تیرے اوپر ایک جن نے جادو کیا ہے اور بتاؤں کیسے کیا ہے؟

جن نے جادو کیسے کیا؟

پھر مجھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور واقعہ ایسے سنایا کہ ایک جگہ میں ایک جن کے ہاں کپڑا دینے گیا۔ انہوں نے مجھے باقاعدہ مکمل وہی نقشہ بتایا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ رعایت کر اور ادھار بھی کر...... میں نے کہا نہ رعایت کروں گا نہ ادھار کروں گا اس نے پھر تقاضا کیا اور میں نے نفی کی۔ کیونکہ میں نے اسے پیسے زیادہ نہیں بتائے تھے اور ادھار میرا اصول نہیں اس لیے میں اپنی بات پر جما رہا۔ اس نے مجھ سے کپڑا نہ لیا اور ساتھ یہ بات بھی کہہ دی جا تیرا کپڑا بکے گا بھی نہیں۔ میں نے اس کی بات سنی ان سنی کی اور اپنا سفر جاری رکھا اس دن میرا کپڑا بک گیا۔ لیکن اس دن کے بعد میرے کاروبار میں زوال آنا شروع ہوگیا۔ میں نے کپڑے کا کاروبار کرنا چھوڑ دیا اور آٹے کا کاروبار کرنا شروع کر دیا۔ پڑے پڑے میرے آٹے میں خود بخود کیڑے پڑ جاتے خراب ہو جاتا' بہت نقصان ہو جاتا اور آٹا اتنا کڑوا ہو جاتا کہ انسان تو انسان' جنات تو جنات' جانور بھی نہیں کھاتے تھے۔

میں بہت پریشان ہوا' یہ ساری باتیں مجھے اس جادوگر افریقی بابے نے بتائیں' کیا

تیرے ساتھ ایسا ہوتا تھا؟ تیرا کپڑا نہیں بکتا تھا؟ تیرا آٹا پڑا پڑا خراب ہو جاتا تھا۔ کسی ایسی جگہ گیا تھا جس نے تجھے رعایت اور ادھار کا کہا تھا؟ میں نے کہا: ہاں ایسے ہی ہے۔ انہوں نے کہا: بس اس شخص نے تم پر جادو کیا ہے اور اس کا مقصد ہے کہ تو بھکاری بن جائے......اور تیرے پاس کچھ بھی نہ بچے۔ لہٰذا اگر تو حصار سے نکلنا چاہتا ہے تو میرے پاس آ کے کچھ وقت گزار۔ میں تیرے اوپر اپنی روحانی نظر ڈالوں گا اور روحانی توجہ ڈالوں اور روحانی نظر اور روحانی توجہ سے تیرا جادو ختم ہو جائیگا اور اس کے بعد تجھے کچھ ایسا عمل بتاؤں گا جس سے تیری مشکلات ٹلیں گی' تیری پریشانیاں دور ہوں گی' تیرا روزگار بڑھے گا۔ میں تو ہر جگہ سے تنگ آ چکا تھا میں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے ہی کروں گا میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ سارا دن اس کی سیوہ خدمت کرتا اس کی خدمت سب سے بڑی یہی تھی کہ صفائی کرنی ہوتی یا آگ کے الاؤ کے اندر صندل اور عود کی لکڑی کو مسلسل جھونکنا پڑتا تاکہ ہر وقت خوشبو رہے۔ وہ جن صرف افریقی گائے کا گوشت کھاتا اور بہت زیادہ کھاتا ہے اور تازہ خون پیتا ہے۔

چھوٹی سی آیت سے جن کی مشکلات کا خاتمہ

میں اس کیلئے وہ چیزیں دیتا رہا' وہ میری خدمت سے خوش ہوا' جی بھر کر میں نے خدمت کی۔ خوش ہونے کے بعد اس جن نے مجھے سورۃ الضحیٰ کی آیت **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى** "بس یہ دیا اور ساتھ یہ کہنے لگا کہ دیکھ اگر تو چاہتا ہے کہ میرے سب قرضے اتر جائیں اور جن لوگوں نے میرے قرضے دینے ہیں وہ بھی دے دیں۔ مالدار بن جاؤں' عزت دار بن جاؤں' بڑا بن جاؤں' باکمال بن جاؤں' زندگی کا ہر رخ میرے لیے مکمل ہو جائے اور ناموافق حالات میرے موافق ہو جائیں تو پھر **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى** سورۃ الضحیٰ تیسویں پارے کی اس آیت کو سارا دن پڑھ اور مستقل پڑھ' اتنا اتنا پڑھ کہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں وضو بے وضو پڑھ۔ تو

میرے پاس خدمت میں رہا اور خدمت کے صلے میں میں نے تیرے جادو کو ختم کیا اور خدمت کے صلے میں میں نے تیرے اوپر کے اثرات کو ختم کیا۔ بہت عرصہ خدمت سے میں خوش ہوں اور خوش ہو کر میں تیرے لیے اس آیت کو جس آیت کو میں نے پانے کیلئے اپنے گرد بہت بڑے جن کی کئی صدیاں خدمت کی' کچھ ماہ کی خدمت سے راضی ہو کر تجھے یہ آیت دے رہا ہوں لہٰذا تو یہ آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى پڑھ۔

میں خاموشی سے اس قاصد خوبصورت جوان جن کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ ٹھنڈا سانس لے کر کہنے لگا: میں نے آیت کو پڑھنا شروع کر دیا پڑھتے پڑھتے پڑھتے...... میں ایسا دیوانہ ہو گیا کہ میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں پڑھ لیتا تھا اور دن رات مجھے اس آیت کے پڑھنے سے مزا آتا تھا۔ افریقی جادوگر بابے جن کی اجازت سے میں نے اپنے گھر والوں کو بھی یہ آیت پڑھنے کو دے دی حتیٰ کہ میرا بچہ بچہ پڑھنا شروع ہو گیا۔ میں نے محسوس کیا میری زندگی کی مشکلات حل ہونے لگیں' میرے مسائل حل ہونے لگے' پریشانیاں حل ہونے لگی' رزق بڑھنے لگا' عزت بڑھنے لگی' شان و شوکت بڑھنے لگی' وہ لوگ جو میرے دشمن تھے میرے دوست بن گئے۔

پھر اس قاصد جن نے مجھے ایک انوکھی بات کہی کہ میرے بچے اور بچیوں کی شادیاں نہیں ہوتی تھیں وہ ہونا شروع ہو گئیں' وہ آٹا جس میں کیڑے پڑ جاتے تھے وہ ٹھیک ہو گیا۔ میرا کپڑے کا کاروبار چل پڑا' میرا آٹے کا کاروبار چل پڑا۔ اب میں ان کے ہاں کبھی کبھی ملنے جاتا ہوں تو چند ہفتے جا کر ٹھہرتا ہوں مجھے ان جنگل کے غاروں میں جہاں جادوگر جن بیٹھتا ہے بہت مزا اور سکون آتا ہے۔ اس دفعہ گیا تو انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ہمارے ایک دوست ہیں علامہ لاہوتی پراسراری ان کو یہ تحفے دے آؤ اور آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا کہ کروڑوں جنات آپ کے

دوست ہیں اور آپ کے خیر خواہ ہیں اور آپ کی خدمت میں ہر وقت رہتے ہیں انہوں نے کچھ آپ کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں کہ خود مجھے آپ سے ملنے کا اشتیاق ہو گیا اور میں یہ تحائف لے کر آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ میں نے اس قاصد جن سے پوچھا کہ افریقی جادوگر جن سے کوئی اور چیز پائی ہو تو بتاؤ۔ مجھ سے کہنے لگے کہ انہوں نے مجھے ایک دفعہ سامنے بٹھا کر ایک نصیحت کی تھی وہ نصیحت میں ضرور بتانا چاہوں گا۔

افریقی جادوگر جن کی نصیحت

میں نے پوچھا ضرور بتائیں۔ کہنے لگے کہ تو ایک بہت بڑا لمبا سفر کر کے میرے پاس آیا ہے اور لمبے سفر میں تو نے بہت مشقتیں اٹھائی ہیں میں چاہتا ہوں کہ تو یہاں سے کچھ حاصل کر کے جائے۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے زندگی میں کبھی پریشانی نہ ہوں' کوئی دکھ نہ ہو' کوئی مشکل تیرے قریب نہ آئے مسائل سدا تیرے حل رہیں' پریشانیاں سدا تجھ سے دور رہیں تو بس یہی آیت جو میں نے تجھے بتائی ہے اسی کو پڑھتا رہ کبھی بھی اس وظیفے کو کسی دوسرے وظیفے میں تبدیل نہ کرنا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک وظیفے کو چھوڑ کر دوسرے کو اور دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے کی طرف توجہ مائل ہو جاتی ہے کبھی ایسا نہ کرنا بس ایک ہی وظیفے میں توجہ کرنا لہٰذا یہ نصیحت میرے لیے کسی قیمتی ہیرے سے کم نہیں۔ ویسے میں نے ان کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے وہ افریقی جادوگر جن بابا جب اَللّٰهُ الصَّمَدُ کا ذکر کرتا ہے ذکر جب اپنی انتہا تک پہنچتا ہے تو اس کے کانوں سے' اس کی آنکھوں سے' اس کی زبان سے' اس کے بولوں سے شعلے نکلتے ہیں اور وہ شعلے اتنا اونچا جاتے ہیں بعض اوقات ساتھ کے درختوں میں آگ لگ جاتی ہے اور ہمیں ان کو بجھانا پڑتا ہے اور اگر غار میں بیٹھا ہو تو غار کے پتھر آگ کی گرمائش سے سرخ ہو جاتے ہیں۔

افریقی جادوگر جن بابے کو لفظ اَللّٰهُ الصَّمَدُ سے بہت عشق ہے لیکن انہوں نے

مجھے اس کے پڑھنے سے منع کیا ہے اور مجھے صرف وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى یہی آیت پڑھنے کو بتایا ہے۔ آج اللہ کا فضل ہے کہ اس آیت کی وجہ سے میری وہ پریشانیاں ٹل گئیں' وہ مشکلات دور ہوگئیں' زندگی کے وہ مسائل حل ہوگئے کہ میں سوچ نہیں سکتا۔ میں نے اس قاصد جن کو کچھ تحائف دیئے افریقی جادوگر جن تک ہدیہ کے بدلے ہدیہ کے طور پر اور چلتے ہوئے ایک پیغام دیا کہ میں کبھی آپ کے پاس آؤں گا۔ جب وہ قاصد جادوگر جن چلا گیا۔

آیت مذکورہ کے انسانوں پر کمالات

دوسرے دن میرے پاس ایک صاحب تشریف لائے۔ کہنے لگے: ایک وقت ایسا تھا کہ لوگ مجھ سے مانگتے تھے آج وقت یہ ہے کہ میں لوگوں سے مانگتا ہوں' دولت مجھ سے روٹھ گئی' عزت میری پامال ہوگئی' رزق مجھ سے چھن گیا' عزت مجھ سے چھن گئی' راحت اور برکت مجھ سے چھن گئی' زندگی اور راحت ہر چیز مجھ سے دور ہوگئی' پریشانیوں نے گھیر لیا' ذاتی گھر بہت بڑا مجھ سے بک گیا قرضہ اب بھی نہیں اتر رہا۔ کسی نے مجھے سود کے قرضے پر لگا دیا نہ چاہتے ہوئے بھی سود کے قرضے پر چلا گیا...... زندگی نے مجھے پریشان کر دیا اب تو زندگی کی بجائے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں ہر قدم پر ناکامیاں' ہر قدم پر مشکلات' ہر قدم پر مسائل میرے ساتھی بن گئے ہیں۔ کیا کروں؟ بہت تھک گیا ہوں بہت مشکلات میں چلا گیا ہوں...... بہت پریشانیوں میں چلا گیا ہوں۔ باتیں کرتے کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ میرے جی میں آیا کہ مجھے قاصد جن نے جو آیت دی تھی کیوں نہ اس کو بتا دوں میں نے اس کو کاغذ پر لکھ کر دیا کہ قرآن پاک کے تیسویں پارے کی آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى پڑھا کر اور بہت زیادہ پڑھ توجہ سے دھیان سے مستقل مزاجی سے پڑھ اور چاہے تو اگر فائدہ زیادہ ہو تو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پڑھ۔ قرآن پاک پڑھنے کا ثواب بھی

ملے گا اور تیرے دکھ درد اور پریشانیاں اور مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور تیری زندگی راحتوں میں تبدیل ہو جائے گی اور مسائل تجھ سے دور ہو جائیں گے۔ عزت کامیابیاں تیرے قریب آجائیں گی اور میں نے اس سے کہا کہ پڑھنے کے دو مہینے کے بعد مجھے آکر پھر مل۔

دو مہینے میں حالات کی تبدیلی

آپ یقین جانیے...! جب وہ دو مہینے کے بعد واپس آیا تو اس کی زندگی ایک بہت بڑی ترقی کا راز بن چکی تھی۔ اس نے ایک عجیب قصہ سنایا وہ یہ سنایا کہ اس کے پڑھنے سے میرے ساتھ جو سب سے پہلا واقعہ ہوا وہ یہ ہوا کہ ابھی پڑھتے ہوئے سترہ دن ہوئے تھے اور میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں پڑھ رہا تھا کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا کہ آج سے اٹھارہ انیس سال پہلے کا ایک دوست تھا جو بیرون ملک چلا گیا تھا اور لوٹ کر نہیں آیا تھا دیکھتے ہی اس کو پہچان لیا خوشی سے ملا گھر بٹھایا جو گھر میں تھا اسے کھلایا پلایا...... آنے کی وجہ پوچھی...... خیریت ہے آئے؟ کہنے لگے کہ آج سے انیس سال پہلے میرے حالات بہت خراب تھے تنگدستی غربت اور فاقوں نے گھیر لیا تھا اور آپ نے میری مدد کی تھی آپ کو یاد تو ہوگا۔

مجھے اس کی بات سے کچھ یاد تو آیا لیکن یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رقم تھی اور اس وقت میرے پاس مال و دولت اور پیسے کی ریل پیل اتنی تھی کہ میں لوگوں کی ہزاروں کی مدد کر دیا کرتا تھا لیکن مجھے پتہ نہیں چلتا تھا۔ میں نے کہا: ہاں کی تو تھی لیکن مجھے یاد نہیں۔ کہنے لگا: تمہیں یاد نہ ہو لیکن دکھی وقت میں تم نے میرا ساتھ دیا تھا۔ آج مجھے اللہ نے مالا مال کر دیا۔ پاؤنڈ ہر وقت لاکھوں کی تعداد میں میرے پاس رہتے ہیں اور انکی مقدار بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ میں نے ایک دفعہ سوچا میں اتنا جو مالدار ہوا ہوں وہ آپ کی مدد سے ہوا ہوں۔ یہ سوچیں کبھی آتی تھیں کبھی چلی جاتی تھیں۔ یہ بات تو جی میں تھی کہ

آپ کے پیسے آپ کو لوٹانے ہیں لیکن زیادہ نہیں تھی۔ ابھی تقریباً ہفتہ ڈیڑھ سے یہ
جذبہ کچھ زیادہ بھڑک اٹھا ہے اور میرے اندر بے چینی بڑھتی چلی گئی اور میرے جی میں
آیا کیوں نہ میں آپ کو آپ کی رقم لوٹاؤں اور یہ کہتے ہوئے اپنی جیب سے تین لاکھ
روپے نکالے اور کہنے لگے: یہ وہ رقم ہے جو آپ نے مجھے دی تھی یہ میں آپ کی لوٹانے
آیا ہوں لیکن ایک بات اور بھی ہے اگر آپ ایک بات مان لیں تو میں کچھ اپنی طرف
سے تحفہ دینے آیا ہوں کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ میں آپ کو آپ کی رقم لوٹاؤں
اسے میرے طرف سے سود نہ سمجھئے گا میری طرف سے تحفہ ہے اور تین لاکھ مزید میرے
سامنے رکھ دیئے۔

میں اچانک اتنے پیسے دیکھ کر حیران ہوا۔ رقم میرے مطابق اس وقت بہت زیادہ
تھی میں نے زندگی میں لاکھوں کروڑوں دیکھے تھے' میں نے ان سے کہا تین لاکھ تو
مجھے یاد نہیں آپ کے مطابق میں لے لیتا ہوں لیکن یہ دوسرے تین لاکھ میں نہیں لیتا'
اس نے کہا دیکھو آپ کا جذبہ تو منافع لینے کا ہے نہیں' میرا جذبہ منافع دینے کا ہے
نہیں۔ میں آپ کو تحفہ دے رہا ہوں' دوست دوست کو تحفہ دیتا ہے اور گفٹ کی نیت
کر کے دے رہا ہوں جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے وہ رکھ لیا اور مزید اس
نے اپنا نمبر دے دیا کہ گھر کے حالات بتا رہے ہیں کہ آپ گھر پر توجہ نہیں دے رہے
اور اگر کوئی اور کام ہو تو مجھے بتایئے میں صرف پانچ دن کیلئے اپنے ملک میں آیا ہوں پھر
واپس انگلینڈ چلا جاؤں گا۔ وہ شخص رو رہا تھا اس سے پہلے اس کے آنسو غم کے تھے' دکھ
کے تھے اب وہ خوشی کے آنسو تھے اور مجھے کہنے لگا وہ چھ لاکھ سے میں نے پھر سے اپنا
کاروبار شروع کیا۔ اس کے بقول میرے پیسوں میں برکت تھی یا نہیں تھی......؟؟؟
مجھے کچھ خبر نہیں۔ مجھے تو اس کے پیسوں میں برکت نظر آئی۔ مجھے کہنے لگا کہ آپ نے
مجھے یہ آیت بتائی کتنا بڑا تحفہ ہے کیا میں کسی اور کو بتا سکتا ہوں بہت سے دکھی لوگ ایسے

ہیں جو میرے سامنے آتے ہیں آپ یقین جانیے میں اس کی باتیں سن رہا تھا اور حیرت
ناک افریقی جادوگر جس کے ساتھ میں نے دعوت کھائی تھی اس کے قاصد کے بدیئے
اس کے قاصد کی کہانی اور اس کے قاصد کا وہ سارا عمل جو مجھے دے کر گیا تھا مجھے یاد آ رہا
تھا اور میں سوچنے لگا اتنا طاقتور عمل اتنا فوری اثر عمل کہ ابھی اس نے صرف چند ماہ ہی
اس کو پڑھا کہ یہ نتائج نکلے میں نے اس سے کہا ہاں آپ کو اجازت ہے آپ جس کو دینا
چاہیں دے دیں۔

مزید حیرت انگیز کمالات و برکات

وہ صاحب چلے گئے میرے پاس دو ماہ کے بعد یا سوا دو ماہ کے بعد پھر آئے اور پھر
آئے تو اس دفعہ اس سے کہیں زیادہ خوش تھے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے
لگے: میں نے جس جس کو بتایا اللہ پاک نے اس کیلئے رحمت کے' برکت کے' شفاء کے'
عطا کے دروازے کھول دیئے' اس کی زندگی میں رزق میں برکت' اس کی زندگی میں
راحت ہوئی اس کے رزق میں راحت ہوئی' اسے شفاء ملی' اسے عطا ملی۔ خاص طور پر
جن لوگوں کی مالی مشکلات' مالی پریشانیاں' رزق کی مشکلات' رزق کی پریشانیاں تھیں
ایسی دور ہوئیں کہ وہ خود حیران تھے۔ میں نے کہا ہاں......! آپ پہلے شخص تھے جن کو
میں نے یہ عمل دیا تھا اور آپ کے بعد یہ عمل میں نے کئی لوگوں کو دیا جس جس کو دیا اس
نے دن رات ایک کر دیا اللہ پاک نے اس کیلئے غیبی رزق کے دروازے اور غیبی رزق
کے خزانے کھول دیئے شفاء کے دروازے' رزق کے دروازے' برکت کے دروازے'
عطا کے دروازے' وسعت کے دروازے ایسے کھولے کہ وہ خود حیران ہوئے۔

وظیفہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کا اذنِ عام

قارئین! اس قاصد جن کا عمل میں آپ سب کو تحفہ دیتا ہوں میری طرف سے اس
کی سب کو اجازت ہے اور یہ بھی ساتھ اجازت ہے کہ آپ کسی اور کو بھی دے سکتے ہیں

بس بات خلوص کی ہے اور سچی طلب اور تڑپ کی ہے۔ کہ جتنا خلوص للّٰہیت سے اور جتنا سچی تڑپ سے پڑھے گا اتنا پائے گا۔ میرے پاس ایک نہیں' دو نہیں' دس نہیں' بیس نہیں' سو نہیں بے شمار داستانیں ایسی ہیں جو لوگ اپنی زندگی کی بازی ہار چکے ہیں' جن کی بیٹیوں کے سر میں چاندی آ گئی تھی' ہاتھ پیلے نہیں ہو رہے تھے کہ کہاں سے لے آئیں۔ رزق نے تنگی کی انتہا کر دی تھی' دنیا کا سارا نظام ان کا مخالف بن گیا تھا' بے شمار مسائل ان کے کھڑے ہو گئے تھے جب بھی انہوں نے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کا عمل پڑھا رحمت کے دروازے کھل گئے' برکت کے دروازے کھل گئے' عطاؤں کے دروازے کھل گئے غیبی نظام ان کے موافق ہو گیا۔

بوڑھی طوائف کی درد بھری داستان

میرے پاس ایک طوائف آئی بوڑھی طوائف تھی' ساری زندگی گناہوں میں گزاری' میرا تجربہ ہے کہ بوڑھی طوائف اور بوڑھا پہلوان بہت کسمپرسی کی زندگی گزارتا ہے۔ پہلوان کا جسم بھاری ہو چکا ہوتا ہے اس کو کوئی سہارا نہیں دے سکتا اور ساری زندگی کی چوٹیں بڑھاپے میں ظاہر ہوتی ہیں اور طوائف کا حسن اور جوانی سب لٹ چکا ہوتا ہے اب وہ زندگی اور معاشرے میں بوجھ ہوتی ہے۔ مجھ سے رو رو کر اپنی داستان بیان کر رہی تھی کہ وہ لوگ جو مجھے دیکھنے کو ترستے تھے...... میری مسکراہٹ پر سینکڑوں نچھاور کر دیتے تھے' آج نظر نہیں آتے' آج میرے آنسوؤں پر ان کو ترس نہیں آتا۔ مجھے ایک بزرگ کی بات یاد ہے جب میری عمر انیس سال تھی مجھ سے کہا: بیٹا اس پیشے کو چھوڑ دے! لاکھوں آئیں گے بچے گا کچھ نہیں۔ اس وقت جوانی کے نشے میں میں نے ان کی باتوں پر توجہ نہ دی' لیکن آج بڑھاپے کی غربت اور زوال نے مجھے وہ باتیں یاد دلا دیں۔ لیکن وہ وقت میں کہاں سے کھینچ کر لے آؤں وہ وقت میں کھو بیٹھی' زندگی کے وہ لمحات میں کھو بیٹھی۔ میں کہاں سے وقت لے آؤں۔ لہٰذا میں

تھک چکی ہوں' میں نے پوچھا آپ قرآن پڑھ سکتی ہیں کہا میں نہیں پڑھ سکتی' میں نے کہا اگر میں آپ کو کوئی لفظ یاد کرانا چاہوں تو یاد کر لیں گی۔

کہنی لگی: بڑھاپا ہے اب کوئی چیز یاد نہیں ہوتی۔ میں نے کہا: اس کے بغیر گزارا نہیں آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا میں خود آپ کیلئے کروں گا آپ کی امداد بھی کروں گا لیکن ایک سبق میرا یاد رکھیے گا ساری دنیا نے آپ کو دیا لیکن آپ کی کوئی ضرورت پوری نہ ہوئی...... ساری دنیا آپ کو دینے پر آ جائے لیکن اللہ کے خزانوں میں سے آپ کو نہ ملے آپ کو کوئی دے نہیں سکتا۔ میں نے یہ آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى انہیں لکھ کر دے دی۔ چند بار دہرائی ٹوٹی پھوٹی ان کی زبان پر آ گئی۔ میں نے کہا یہ آیت آپ یاد کر لیں اور اس کو سارا دن پڑھنا شروع کر دیں اور مسلسل پڑھتی رہیں اتنا پڑھیں کہ اللہ کو ترس آ جائے۔ رو کر مجھ سے کہنے لگی مجھ بدکار کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں؟ تو میں نے اس سے کہا: اللہ کے سارے صفاتی ناموں میں جو نام "کریم" ہے ایسا نام ہے جو سب کی سنتا ہے...... سب کو دیتا ہے اور جب کریم دینے پر آتا ہے اور اس کی موج رحمت متوجہ ہوتی ہے پھر بدکار اور نیک کو نہیں دیکھتا پھر دے دیتا ہے۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ یہ ضرور کریں۔ بوڑھی طوائف اپنے دوپٹے کے دامن سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی اور اس کے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے کہ کئی کئی دن میرے پاس کھانے کو نہیں ہوتا' میرے کپڑے کوئی نہیں دھوتا۔ وہ کیا دن تھے کہ میں دن میں تین پوشاکیں تبدیل کرتی تھی' سولہ سولہ جوڑے میری جوتیوں کے ہوتے تھے' ساٹھ ستر سوٹ میرے پہننے کے ہوتے تھے' دو خادمائیں تھیں' ہر وقت مال چیزوں کی ریل پیل ہوتی تھی' مال چیزیں ایسی ہوتی تھیں کہ پڑی پڑی خراب ہو جاتیں' اب تو باسی بھی نہیں ملتی' میں نے انہیں تسلی دی کہ کوئی حرج نہیں پریشان نہ ہوں' بس یہ آیت پڑھیں اور کوشش کریں کہ کسی طرح یاد کر لیں۔ کہنے لگی

میں نے شروع میں ایک چھوٹا سا قاعدہ پڑھا تھا پھر زندگی کے رعنائیوں میں کھوگئی اب وہ بچپن کا پڑھا ہوا قاعدہ کے کچھ لفظ مجھے یاد آرہے ہیں۔اس کو تسلیاں دے کر میں نے روانہ کیا۔

کچھ دن بعد مجھے وہ طوائف بھول گئی' کچھ ہی عرصے کے بعد ایک خاتون کو دیکھا اس کے ساتھ دو خواتین اور بھی تھیں میرے سامنے آکر بیٹھ گئی مجھے کہنے لگی آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں نے کہا محسوس تو ہو رہا ہے کہ پہلے ملاقات ہوئی ہے' اس نے اپنا نام بتایا تو میں نے پہچان لیا یہ تو وہی طوائف ہے۔

لیکن اس وقت اس کی حالت بہت خستہ تھی اب تو بہت اچھی حالت ہے اس کی آنکھوں میں چمک تھی' اس کے بوڑھے چہرے پر رعنائی تھی' اس کے لباس میں تبدیلی تھی' اس کی آواز میں اعتماد تھا' اس کی زندگی کے اندر ایک عجیب کشش تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی آپ سے وہ کاغذ کی چٹ لے کر گئی جس پر قرآن کی آیت لکھی تھی میں نے جا کر اسے اپنے سرہانے رکھ دیا کہ میں نے زندگی میں کبھی نماز نہیں پڑھی' کبھی قرآن نہیں پڑھا دو تین دن میں نے نہ پڑھا' تین دن کے بعد آپ خواب میں آئے اور آپ نے سختی سے کہا: پڑھو! پڑھنا آجائے گا۔خواب کے بعد میں نے چٹ اٹھائی اور ٹوٹا پھوٹا پڑھنے کی کوشش کی لیکن نہ پڑھ سکی۔

قریب ہی ہمارے محلے میں ایک خاتون رہتی ہیں جو قرآن پڑھنا جانتی ہیں میں ان کے پاس چلی گئی میں نے کہا: میں ایسے ایسے ایک درویش کی خدمت میں گئی تھی انہوں نے یہ پڑھنے کو بتایا تھا اگر مجھے یاد کرادو۔اس نے بہت خوش دلی سے مجھے وہ یاد کرایا۔ پانچ چھ دن لگے وہ لفظ میری زبان پر چڑھ گئے۔میں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔کام تو تھا ہی نہیں سارا دن پڑھتے پڑھتے بعض اوقات حلق خشک ہو جاتا پھر چھوڑ جاتی' لیٹ جاتی' پھر اُٹھ جاتی۔زیادہ نہیں پڑھ سکی لیکن پڑھا ہے میں نے اور

اپنی حیثیت سے زیادہ پڑھا اور پڑھتے پڑھتے مجھے نیند میں اچھے خواب آنا شروع ہو گئے ایسے خواب میں نے کبھی نہیں دیکھے۔

بوڑھی طوائف کی حالت بدل گئی

کیونکہ میری زندگی کے دن رات ایسے گزرے کہ میں نے دن کے خواب بھی برے دیکھے' رات کے خواب بھی برے دیکھے۔ میں نے دن کے نقشے بھی برے دیکھے اور رات کے نقشے بھی برے دیکھے میں نے دن میں بھی جسم کی لذتیں دیکھیں اور رات کو بھی وہی دیکھا۔اب میرے خواب بڑھنا شروع ہو گئے۔اور لوگوں کے دلوں میں نامعلوم کیا ہوتا تھا کہ کوئی مجھے کیا پکا کر دے جاتا کوئی کیا پکا کر دے جاتا۔ ہمارے ساتھ ہی ایک خاتون ہے' مالدار ہے' جوان ہے' طوائف ہے۔اس نے مجھے ایک اچھا سا سوٹ سلوا کر دیا۔ کہنے لگی میرے کپڑے بھی ڈھلتے ہیں آپ کے بھی ڈھل جائیں گے۔ایک اور ہمارے پڑوسی ہیں ان کا بیٹا کہنے لگا: میں آپ کی صفائی کر جاؤں گا آبدیدہ ہو گئی کہ غیب سے میرے کام ہونا شروع ہو گئے ہیں...... پیٹ بھر کر کھاتی ہوں...... میری ٹھنڈی سانس نکل گئی میں نے کہا: اس شکر گزاری کے جذبے میں سابقہ زندگی سے توبہ کرلو اور کہہ دو کہ اے اللہ! اب میں تجھ سے دوستی کرتی ہوں۔مجھ سے کہنے لگی کہ اللہ مجھے معاف کر دے گا؟ میں نے کہا: سو فیصد، بس یہ پڑھتی رہ اور نماز پڑھ۔اور اسی خاتون سے نماز سیکھ لے جس سے وظیفہ پڑھنا سیکھا تھا۔

قارئین! آج وہی طوائف تہجد گزار ہے اللہ کے سامنے رونے والی مانگنے والی ہے...... ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى'' کا عمل بہت عجیب عمل ہے۔

لاہور کا شاہی قلعہ اور بونے جنات کی شادی

اس سے پہلے میں نے آپ کو یَا قَهَّارُ کا عمل بتایا تھا اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میں ایک باکمال درویش کے ساتھ لاہور کے شاہی قلعے میں سب سے پہلے آج سے

تقریباً بہت سال پہلے جس کو سالہا سال کہوں گا' گیا۔ لاہور کے شاہی قلعہ کے تہہ خانوں میں ایک مخلوق رہتی ہے جس کی کسی کو خبر نہیں...... اس مخلوق کی تعداد لاکھوں کروڑوں ہے...... ہزاروں نہیں' سینکڑوں نہیں۔ وہ صدیوں سے وہاں آباد ہے۔

وہ مخلوق وہاں کے بونے ہیں۔ وہ جنات ہیں جو کہ بونوں کی شکل میں وہاں رہتے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں اس باکمال درویش کے ساتھ گیا لیکن ایک واقعہ کچھ یوں ہوا کہ ایک رات میں لیٹا ہوا تھا تو اچانک مخصوص آواز جس سے مجھے اپنے دوست جنات کے آنے کا پتہ چلتا ہے وہ چپل کی آواز۔ چپل کی آواز میرے کانوں میں آئی تو میں نے دیکھا صحابی بابا! حاجی صاحب ان کا بیٹا عبدالسلام اور ایک باورچی جن اور اس کے علاوہ بہت سے جنات مجھ سے کہنے لگے: آپ کو لینے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا خیریت تو ہے؟ کہنے لگے: اس سے پہلے اطلاع نہیں کر سکے۔ شاہی قلعے کے تہہ خانوں کے جنات کی بہت بڑی شادی ہے اور ہمیں خاص طور پر مدعو کیا گیا ہے اور ان کا تقاضا ہے کہ وہ آپ کو ساتھ ضرور لائیں۔ میں فوراً تیار ہو گیا گدھ نما سواری پر ہم سب بیٹھے چند لمحوں میں اس نے ہمیں لاہور کے شاہی قلعے کے دیوان عام پر جہاں بادشاہوں کا دیوان عام تھا۔ وہاں سواری اتری...... ہم اترے۔ میں حیران ہو گیا میری نظر آج تک ادھر گئی ہی نہیں' یہ تو مجھے خبر تھی کہ شاہی قلعے میں بہت زیادہ جنات رہتے ہیں ان سے ملاقاتیں بھی بہت زیادہ ہوتی تھیں۔

تہہ خانے میں تین درویشوں کی تربت

میرا ان تہہ خانوں میں آنا جانا بہت پرانا ہے۔ ضمناً بتاتا چلوں کہ لاہور کے شاہی قلعے کے تہہ خانے میں تین درویشوں کی تربت ہے ان میں ایک درویش تو بہت صاحب کمال ہیں۔ جہاں میں اکثر مراقبہ کرتا ہوں اور بعض اوقات اگر میرے ساتھ کوئی ہوتا ہے تو ان کو باہر بھیج کر وہ صاحب کمال درویش میرے سامنے اصلی وجود میں

آ کر بیٹھتے ہیں۔ معانقہ کرتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں دل سے دل' سینے سے سینہ لگاتے ہیں۔ بہت کچھ عطا کرتے ہیں یہ تکوینی دنیا کے راز ہیں' کائنات کے پوشیدہ راز ہیں جو شاید میں آپ تک نہ پہنچا سکوں۔

بونے جنات کا شاہی قلعے میں استقبال کرنا

میں جب دیوان پر اترا تو ہر طرف جنات ہی جنات تھے لیکن وہ جنات بونوں کی شکل میں تھے چھوٹے چھوٹے قد کے۔ تین فٹ سے اُونچا کوئی نہیں تھا اندازے سے بیان کر رہا ہوں۔ لاکھوں کے قریب تھے سب نے بہت اچھا لباس پہنا ہوا تھا۔ سب استقبال کیلئے کھڑے تھے۔ ان میں اکثریت مجھے نہیں جانتی تھی' صحابی بابا اور حاجی صاحب کو بہت زیادہ جانتے تھے۔

داروغہ جنات کی بیٹی کی شادی

لیکن ان کے سردار اور بڑے مجھے جانتے تھے۔ ان کی شادی کی تقریب تھی دراصل وہ شادی شاہی قلعے کے جنات کے جو داروغہ تھے ان کی بیٹی کی شادی تھی۔ میں شامل ہوا ان کا اصرار تھا کہ نکاح میں پڑھاؤں لیکن صحابی بابا! کے ہوتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ میں ایسا نہ کروں۔ میں نے صحابی بابا سے عرض کیا کہ آپ نکاح پڑھائیں۔ صحابی بابا! نے نکاح پڑھایا۔ ایسا خطبہ مسنونہ پڑھا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا دور یاد آ گیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی جن ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود قرآن سنا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا۔ خطبہ کے بعد ایجاب وقبول ہوا۔ صحابی بابا! کا حکم ہوا میں نے دعا کروائی۔ دعا کروانے کے بعد ان کی طرف سے اصرار تھا کہ میں کچھ ان کو نصیحت کروں۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ آج میں مصروف تھا اچانک مجھے لائے ہیں...... پھر کبھی میں آؤں گا اور آپ سے کچھ باتیں کروں گا اس سے پہلے شاہی قلعے کے داروغہ

جن، جن کی بیٹی کی شادی تھی۔ لاکھوں جنات میں انہوں نے میرا تفصیلی تعارف کروایا کہ کس طرح بڑے بڑے جنات کے ہاں میری محبت ہے..... عزت افزائی ہے اور کس طرح ان کے ہاں میرا جانا ہوتا ہے ان کے جنازے پڑھاتا ہوں۔ ان کے نکاحوں میں میں شامل ہوتا ہوں' ان خوشیوں' دکھوں میں میرا آنا جانا ہے اب ان سب کا اصرار تھا کہ میں ان سے کچھ وعظ و نصیحت کروں لیکن میرا ایک ہی تقاضا تھا کہ میں آپ سے بعد میں بات کروں گا۔

بونے جنات کا دسترخوان

دعا کے بعد کھانے کیلئے دسترخوان لگے۔ کھانے کیا تھے۔ بس جنت کے مناظر یاد آئے۔ ایسے ایسے پرندے بھون کر رکھے گئے تھے جن کے نام کبھی سنے نہیں تھے۔ لیکن صحابی باباؒ نے ان کی تصدیق کی کہ یہ حلال ہیں۔ بھوننے کا انداز عجیب تھا' سونے اور چاندی کی طشتریاں تھیں' مخمل کے دسترخوان بچھے ہوئے تھے جنات غلام کھلانے والے بھی بونے..... کھانے والے بھی بونے..... ان سب جنات میں صرف میں ہی واحد انسان تھا جو اس شادی کی تقریب میں شامل تھا۔ ہر طرف کھانے کی ریل پیل تھی میں نے کھانے کی ڈشیں گنیں تیس ڈشیں تھیں۔

تیس قسم کے کھانے تھے ہر کھانا مختلف اس کھانے میں کچا گوشت بہت زیادہ رکھا ہوا تھا۔ گائے کا بھی' بھینس کا بھی' اونٹ کا بھی' بکری کا بھی۔

اس کی مثال میں آپ کو ایسے دوں گا جیسے گوشت پکاتے ہیں لیکن ہر گوشت کی مختلف ڈشیں ہوتی ہیں ہر جن کی اپنی ایک طبیعت ہے وہ گائے کا گوشت کھائے کچا' خون بھر کے رکھا ہوا تھا مختلف طشتریوں میں ذبح کرتے ہوئے ان کا جو خون نکلتا ہے اس کے علاوہ وہ کھانے بھی تھے جو ہم انسان کھاتے ہیں لیکن ہر کھانا اپنی ایک انفرادی منفرد لذت کے ساتھ..... میں نے کھانا کھایا۔

اس کے بعد زعفران کا قہوہ پلایا گیا جو صرف اور صرف کوہ قاف سے پتے لائے جاتے ہیں ان پتوں کو زعفران سے پکایا جاتا ہے سونے اور چاندی کے زنجان میں وہ قہوہ پلایا گیا۔ قہوہ کیا تھا کہ سب کھانے کو ایک منٹ میں ہضم کر دیا محسوس ہوا کہ ابھی اور بھوک لگ گئی ہے۔

شاہی قلعے کے اندر طلسماتی محل کی سیر

چلتے ہوئے شاہی قلعے کے داروغہ جن نے مجھے ایک پتھر دیا جو میرے پاس ابھی تک موجود ہے اور آگے لے جا کر ایک دیوار کی طرف اشارہ کر کے بتانے لگے یہ پتھر دراصل اس دیوار کی چابی ہے اس دیوار کے پیچھے ایک اور شاہی محل ہے جو شاہی قلعے کا اصل طلسماتی محل ہے اور وہ طلسماتی محل کیا ہے..... انہوں نے پتھر کو دیوار سے لگایا دیوار درمیان سے ہٹی اور ایسے ہٹی جیسے دروازہ ہٹتا ہے اور ہٹتے ہی وہاں ایک راستہ بنا..... شاہی قلعے کا داروغہ جن آگے بڑھا..... میں اپنے احباب حاجی صاحب اور صحابی باباؒ اور دوسروں کے ساتھ آگے بڑھا محسوس ایسے ہوتا تھا ہر چیز ابھی تازہ تازہ بنائی گئی ہے نہ بوسیدگی نہ ویرانی' وہاں کی دنیا اور تھی۔

آپ مجھے دیوانہ سمجھیں گے آپ میری باتوں کو داستانیں اور کہانیاں سمجھیں گے لیکن یاد رکھیے گا! طلسمات کی دنیا اور ہوتی ہے جو ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

وہ پتھر کوئی انوکھی سی چابی تھی

وہ پتھر کیا تھا؟ کوئی انوکھی سی چابی تھی' شاہی قلعے کے داروغہ جنات نے بس یوں پتھر لگایا اور یوں دیوار ایک طرف ہٹی اور ایک انوکھا سا خوبصورت دروازہ نکلا بہت خوبصورت شاہی دروازہ تھا' جس میں لعل جواہرات اور ہیرے جڑے ہوئے تھے اور دروازہ ایسا خوبصورت معلوم ہوتا تھا کہ اسے ابھی ابھی تازہ لگایا ہے حالانکہ وہ صدیوں پرانا تھا اندر ایک راستہ تھا جہاں چھوٹے چھوٹے بونے جنات مسلسل انتظام و

اہتمام میں لگے ہوئے تھے اور ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں پہلے سے اطلاع ہے کہ ہم نے اس کے وزٹ کیلئے آنا ہے۔ آگے داروغہ تھا اور اس کے پیچھے میں تھا اور پیچھے صحابی بابا اور دوسرے حضرات تھے جب ہم اندر گئے تو اندر ایک اور نیا محل نظر آیا جو شاید ہمارے گمان اور وجود سے بھی بالاتر تھا۔ میں بہت حیران ہوا۔

طلسماتی محل کے اندر عجیب چہل پہل

ہر بونا اپنی انفرادی توجہ اور اہتمام میں لگا ہوا تھا...... انتظامات خوب تھے......! ایک سجا ہوا محل تھا' خوبصورت قالین' زرق برق لباس' زندگی کی ایک عجیب چہل پہل تھی' زندگی کی ایک عجیب گہما گہمی تھی' جگہ جگہ خوبصورت فوارے' خوبصورت دسترخوان بچھے ہوئے تھے۔ کمروں میں مخمل کے بستر لگے ہوئے تھے اور مخمل کے لباس لگے ہوئے تھے......! خوبصورت پردے تھے......!

میں اس محل کا نقشہ کیسے کھینچوں......؟ اس کی خوبصورتی کو کیسے بیان کروں......؟ وہ ایک محل نہیں تھا طلسماتی دنیا کا انوکھا راز تھا۔ مجھے شاہی قلعے کے داروغے نے ایک ایک جگہ دکھائی ایک جگہ ایسی دکھائی کہ وہاں قدم رکھتے ہی ایک اور دروازہ کھلا اور اس دروازے کے اندر ایک اور چھوٹا سا محل نظر آیا جسے دیکھ کر عقل انسانی اور حیران رہ گئی چونکہ سفید پتھر کا بنا ہوا تھا۔

سفید پتھر کا سفید محل......!

جس میں ہر چیز سفید تھی' سفید پردے' سفید دیواریں' سفید بستر' سفید قالین' ایک عجیب چکا چوند اور چونکا دینے والا کائنات کا ایک عجیب عجوبہ تھا میں حیران اور محو حیرت تھا' داروغہ مجھے مسلسل ایک ایک چیز دکھا رہا تھا' ایک جگہ سفید شیلف پر سفید چاندی کی بنی ہوئی کچھ کتابیں تھیں جن کے اُوپر سفید انداز میں کائنات کی کچھ عجیب تعریف لکھی

ہوئی تھی میں بہت حیران ہوا یہ کیا کائنات ہے میں نے ان سے بہت سوالات کیے۔ ایک جگہ پتھر کی تختیوں پر مجھے کتابیں دکھائیں اور کتابوں پر تحریر لکھی تھی۔

سفید پتھر کی تختیاں اور تحریریں

اسی دوران انہوں نے مجھے کچھ سفید پتھر کی ایسی تختیاں دکھائیں جس پر کچھ تحریریں لکھی ہوئی تھیں۔ شاہی قلعہ کے داروغہ نے وہ تحریریں اٹھا کر میرے سامنے کیں' مجھے اس زبان کی سمجھ نہ آئی' میں ان تختیوں کو دیکھتا گیا۔

چند تختیوں کے بعد ایک تختی کے اوپر کچھ تحریریں لکھی ہوئی تھیں جس کا ترجمہ تھا:

''یہ محل جنات نے ہی بنایا تھا اور جنات ہی اس میں رہیں گے اور جنات ہی اس میں رہتے ہیں...... یہاں کوئی انسان داخل نہیں ہو سکے گا...... ہاں صرف وہی انسان داخل ہوگا جسے جنات ازلی دوست اور ازلی بزرگ مانتے ہوں گے۔ لیکن ہم اس انسان کو ایک نصیحت کریں گے کہ ہمارے یہاں کے نظام میں دخل نہ دے اور اگر وہ دخل دینا بھی چاہتا ہے تو اگلی تختی پر ہدایات پڑھے۔''

داروغہ جنات نے اگلی تختی اٹھائی جس پر لکھا ہوا تھا کہ:

''اے وہ انسان! جو نہایت خوش بخت اور خوش قسمت ہے۔ جو اس طلسماتی محل میں آیا ہے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں آپ واحد آدم زاد ہیں جو اس طلسماتی مکان میں آئے ہیں' ہمیں علم ہے آپ ان مقدس اور عظیم جنات کے دوست ہی ہو سکتے ہیں جو صدیوں سے آپ کا انتظار ہو رہا تھا ہم آپ کو ایک بار پھر خوش آمدید کہتے ہیں، آپ کا آنا مبارک ہو آپ کے آنے سے ہمیں

بہت خوشی ہوئی آپ کیلئے ایک ہدایت ہے جس کیلئے آپ کو اگلی تختی اٹھانی ہوگی۔''

داروغہ شاہی قلعہ نے تیسری تختی اٹھائی جس پر لکھا ہوا تھا کہ

''پانچ نصیحتیں ہم آپ کو کرتے ہیں......ان پانچ نصیحتوں کو آپ مان جائیں تو آپ کی نسلیں اور آپ خوشگوار ہواؤں کو لیں گے بہترین خوشبو سدا اردگرد رہے گی' رزق آپ پر چھاؤں کرے گا' برکتیں نچھاور رہیں گی' خوشیاں موجزن رہیں گی' سبز لباس سدا آپ کے تن پر رہے گا' سنہری تاج آپ کے سر کو ہمیشہ چھوتا رہے گا' آپ کے سر پر ہمیشہ بادل رہیں گے جو ہلکی پھوار میں آپ پر نورانیت اور روحانیت برساتے رہیں گے آیئے! ہم آپ کو وہ پانچ چیزیں دیتے ہیں اس کیلئے آپ کو اگلی تختی دیکھنی ہوگی۔''

داروغہ جنات نے اگلی تختی اٹھائی اس پر لکھا تھا کہ

''کیسا خوش قسمت انسان ہے جس کا صدیوں سے انتظار تھا اور صدیوں سے یہ پانچ چیزیں ہم اس کیلئے تیار کر کے بیٹھے ہوئے ہیں......آپ اس کے اہل تھے تو ہم نے آپ کو یہ پانچ چیزیں دینے کا فیصلہ کیا ہے آپ اپنی پیشانی پر ایک نور کی تجلی دیکھ رہے ہیں جو شاید آپ کو نظر نہ آئے لیکن جس نے دل کی آنکھیں روشن کر لی ہیں وہ آپ کے ماتھے پر نور کی تجلی ضرور دیکھے گا اور جس نے دل کی آنکھیں روشن کر لی ہیں وہ آپ کی تاریکی کو ہمیشہ روشن دیکھے گا وہ اس طرح کہ جہاں آپ لیٹے ہوں گے وہاں

بظاہر اندھیرا لیکن دل کی روشنی والا وہاں نور ہی نور دیکھے گا اے وہ خوش بخت انسان! جس کے ہاتھ میں یہ مرمریں تختی ہے۔''

پانچ سنہری حروف

وہ پانچ تحفے دیتے ہوئے لکھا تھا کہ

''ہم آپ کو وہ پانچ نعمتیں ضرور دیں گے جس کے واقعی آپ مستحق ہیں لیکن خیال کیجئے گا! اپنے دل کے برتن کو بیدار رکھیے گا اور اپنے دل کی دنیا کو آباد رکھیے گا اور مخلوق کی خدمت اور خیرخواہی کو کبھی نہ بھولیے گا کیا واقعی آپ پانچ چیزیں لینا چاہتے ہیں؟ تو اگلی تختی میں وہ پانچ چیزیں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔''

داروغہ جنات شاہی قلعہ نے اگلی تختی اٹھائی اس میں لکھا ہوا تھا۔

کہ وہ پانچ سنہری حروف ہیں جن کو کر کے اور جن پر عمل کر کے آپ زندگی کی خوشیاں' خوش نما برکتیں اور رعنائیاں لے سکتے ہیں۔

''آیئے! ہم آپ کو وہ پانچ چیزیں دیتے ہیں۔

1: پہلی چیز حروف تہجی کا حرف ''و'' اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ہمیشہ وضو کے ساتھ رہیں اور واضح نشانی کو پا جائیں گے واضح نشانی یہی ہے کہ اللہ نے کائنات میں جو برکتوں کے دروازے رکھے ہیں وہ آپ کیلئے واضح ہو جائیں گے۔

2: دوسرا ''الف''......آخرت کی یاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اللہ کی محبت کو پا جائیں گے۔ اور اللہ کے تعلق کو حاصل کر لیں گے۔

3: تیسرا ''م'' معرفت کو تھامے رکھیں محمد ﷺ کی محبت کو ہر طرف اپنے سینے کے قیمتی

گوشے میں رکھیں آپ قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت کو پا جائیں گے۔

4: چوتھا "ی" یقین کی دنیا کو کبھی کمزور نہ ہونے دیں آپ ہمیشہ یاسری اور حاضری اور حضوری کی نعمت سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

5: پانچواں "ف" حرف یَا فَتَّاحُ کو ہر نماز کے بعد سانس روک کر ہلکی نورانی روشنی اور نور کے تصور کے ساتھ صرف گیارہ دفعہ پڑھتے رہیں زندگی میں ہر فتح وکامیابی کا دروازہ ہر وقت کھلتا رہے گا کبھی بند نہیں ہوگا۔"

اس کی وضاحت کیلئے اگلی تختی اٹھائیں۔ داروغہ جنات نے یعنی داروغہ شاہی قلعہ نے اگلی تختی اٹھائی تو اس پر لکھا تھا......!

"ہماری بات ختم ہوئی...... یہ تختی نہیں تھی راز و نیاز کے کچھ معمے تھے جو ہم نے آپ کو دے دیئے۔ اس کو سنبھال کر رکھنا اور اپنی نسلوں تک پہنچانا یہ ہم نے آپ کے ذمے لگا دیا۔ آیئے! ہم آپ کو رخصت کرتے ہیں نیک بختی اور خوشی کی مسرتوں کی ہلکی بارش کے ساتھ آپ کا آنا مبارک آپ کا جانا مبارک...... تختیوں کا سلسلہ ختم ہوا۔"

داروغہ جنات شاہی قلعہ کی خواہش

داروغہ شاہی قلعہ کہنے لگا کہ حضور میری عمر اس وقت 736 سال ہے میرے پردادا نے ایک وصیت کی تھی کہ ایک شخص ایسا آئے گا جس میں آپ کا نام اور آپ کی شکل اور پورا حلیہ بیان کیا یہ صدیوں سے اس شخص کے انتظار میں ہے یہ اس کو دے دینا۔ میری دیرینہ خواہش تھی اب وہ وقت آن پہنچا ہے اور لمحہ آن پہنچا ہے اور آپ کو وہ روشنی کا وہ نورانی اور سنہری پیغام دیا جائے جو صدیوں سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ کہہ کر شاہی

قلعہ کے داروغہ نے میرا ہاتھ چوما اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اور جتنے داروغے تھے سب نے میرا ہاتھ چومنا شروع کر دیا اور آن ہی آن میں بے شمار داروغوں نے میرے ہاتھ چومے۔

میں خاموش کھڑا رہا' اللہ کی رحمت سے میرا سر جھک گیا اور اس کی عطا پر میری گردن سرنگوں ہوگئی کہ میں شاید اس قابل تھا یا واقعی نہیں تھا......! یہ اندر کے خیال و گمان میری سوچ میں مسلسل تڑپ رہے تھے میں اسی میں کھویا ہوا تھا کہ شاہی قلعہ کے داروغہ نے مجھے نہایت ادب سے پکارا ہمارے آقا......! آیئے ہم آپ کو ایک اور چیز دکھاتے ہیں میں اس مرمریں سفید محل کو مسلسل دیکھتا رہا۔

مرمریں سفید محل

محل ہی کیا تھا...... ایک انوکھی دنیا' ایک انوکھا نظام' ایک انوکھی دنیا کی انوکھی کیفیت تھی۔ میں جس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا وہاں جا کر کائنات کے اور راز کھلے جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر میں بیان کردوں تو کوئی مجھے مانے گا نہیں۔ یا مجھے جھوٹا کہے گا یا دیوانہ یا مجھے دکاندار کہے گا یا بازاری...... کیونکہ ان چار الفاظ کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا لفظ ہے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ اس دنیا کو جانتے ہی نہیں۔

یہ رازوں کی دنیا ہے اور یہ کائنات رازوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے یا اللہ پاک جس بندے پر یہ راز کھول دے وہی جان سکتا ہے۔ میرے من میں نامعلوم کیا ہوا، میں نے ان سے کہا نہیں واپس چلیں حالانکہ ان کا کچھ اور طلسمات دکھانے کا ارادہ تھا لیکن ان مرمریں تختیوں نے مجھے ایسا سرشار کر دیا کہ مجھے اب کائنات کی کوئی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ میرے حکم کو حکم سمجھتے ہوئے وہ بادل نخواستہ واپس ہوئے داروغہ شاہی قلعہ آگے میں ان کے پیچھے صحابی بابا اور اور دوسرے جنات اور بونے ان کے پیچھے تھے۔ دروازے تک انہوں نے مجھے رخصت کیا۔

ہم واپس اسی جناتی محل میں آ گئے اس کو پھر سے دیکھنا شروع کیا۔ عجیب وغریب نقش و نگار بنے ہوئے تھے...... جگہ جگہ ایسے طلسمات بنے ہوئے تھے جس کو ہاتھ لگانے سے کائنات کے رنگارنگ مناظر دکھائی دیتے ہیں وہ میں دیکھتا رہا اس کے بعد پھر واپس پلٹا اس راستے سے واپس ہوا اس راستے سے واپس ہوتے ہی وہ دیوار آپس میں مل گئی۔ شاہی قلعہ کے داروغہ نے مجھے وہ پتھر دیا اور عرض کیا کہ یہ پتھر یہاں کی چابی ہے آپ جب بھی اس پتھر کو اس دیوار کے ساتھ لگائیں گے یہ دروازہ کھل جائے گا۔

اس راز کی بڑے بڑے یہاں رہنے والے بادشاہوں کو بھی خبر نہیں تھی۔ صرف یہاں کے بادشاہ اورنگزیب عالمگیر دہلی سے یہاں آتے تھے اور کچھ دیر یہاں بیٹھتے تھے لیکن سفید محل میں وہ بھی نہیں گئے۔

یہ پتھر ہمیشہ یہاں کے داروغہ جنات کے پاس رہا ہے آپ چاہیں تو ہمارے پاس رکھ چھوڑیں آپ چاہیں تو اپنے ساتھ لے جائیں' میں نے پتھر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنی عباء کی جیب میں ڈال لیا۔

سورۂ فاتحہ کا عمل اور شاہی قلعہ کی موتی مسجد

واپس پلٹا تو بونوں کی دنیا اور ان کا طلسماتی نظام اور اس میں ہے نتائج اور اس کے کمالات...... تختیوں کی پانچ باتیں...... تختیوں کی مسلسل ہدایات اور ایک کا دوسری تختی کی ہدایت کی سیریز...... یہ ساری کائنات میرے اندر گھومتی چلی گئی' گھومتی چلی گئی...... میں ان ہی خیالات میں گھوم ہی رہا تھا کہ شاہی قلعے کے داروغہ نے مجھے کہا کہ آپ کو ایک مہمان ملنا چاہتے ہیں وہ ہمارے جنات میں سے ہیں۔ انہوں نے آپ کا تذکرہ سنا تھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں وہ آپ کو ملنا چاہتے ہیں میں نے ان کو جب بلایا، یہ افریقہ کے وہی جن تھے جنہوں نے اپنے والد کی فوتگی میں مجھے سورۃ الفاتحہ کا عمل دیا تھا جس کی ہر رکعت میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کی تکرار کرتا تھا

مجھے کہنے لگے مجھے پتہ چلا کہ آپ یہاں تشریف لائے یہ بونوں کی دنیا کے جنات ہمارے دوست ہیں اور پھر ان سے میرا مزید تعارف کرانے لگے۔ میں نے داروغہ جنات یعنی شاہی قلعہ کے داروغہ کو ان کی ایک خاص عطا کا بتایا، جو انہوں نے مجھے اپنے والد کے آخری دم پر سورۃ الفاتحہ کا عمل دیا تھا۔

تو شاہی قلعہ کے داروغہ نے بتایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ ان کے والد میرے دوست تھے اور میرے والد کے دوست تھے انہوں نے ایک دفعہ یہ عمل دہلی کے ایک بزرگ شیخ حفیظ برمی رحمۃ اللہ علیہ جو دہلی کی شاہی مسجد کے قریب ایک حجرے میں رہتے تھے بہت صاحب کمال اور صاحب مراقبہ درویش تھے وہ اس عمل کے عامل تھے اور ان کے پاس اگر کوئی مشکلات اور پریشانیوں میں گھرا ہوا شخص آتا تو وہ سورۃ الفاتحہ کا عمل کرواتے۔ تکرار کے ساتھ سورۃ الفاتحہ کو پڑھنا ہے اسی عمل کو وہ بعض اوقات بتاتے تھے اور یہ عمل ہر جگہ کیا جا سکتا ہے لیکن شیخ برمی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص لاہور کے شاہی قلعے کے اندر شاہی دور کی بنی ہوئی کسی بھی مسجد لیکن شرط یہ ہے کہ پرانی مسجد ہو اور پرانے دور کی بنی ہو اس میں کرے تو اس کی کوئی بھی مراد ہو پوری ہو گی۔

تو شاہی دور کے داروغہ کہنے لگے کہ میں نے اپنی زندگی میں بے شمار انسانوں کو آتے دیکھا اور یہاں سے مراد پاتے دیکھا اور وہ مراد ہر اس شخص کو ملتی تھی جو یہاں آ کر عمل کرتا تھا کسی کو پہلی دفعہ مل جاتی تھی کسی کو چند بار آنے سے وہ عورت ہو یا مرد ہو...... مراد ملتی تھی لیکن مجھے یاد نہیں کہ آج تک کوئی بھی لاہور کے شاہی قلعے کے اندر کسی بھی مسجد میں آ کے یہ عمل کیا ہو اور اس کو نفع نہ پہنچا ہو کہنے لگے کہ ایک دفعہ میں نے خود دیکھا ایک انسان دہلی سے آیا روتا سسکتا ہوا دو بوڑھی خواتین اس کے ساتھ تھیں۔ لوگوں سے پوچھ رہا تھا لوگوں بتاؤ یہاں شاہی قلعے میں کوئی مغلیہ دور کی بنی ہوئی کوئی مسجد ہو؟ اس کی صورت پر مجھے ترس آیا میں انسان کی شکل میں آ کر اس کے

سامنے آیا اور شاہی قلعے کی بنی ہوئی موتی مسجد میں نے اس کو دکھائی اور کہا کہ یہ سب سے قدیم مسجد ہے اور یہ وہ مسجد ہے جس میں اگر آپ سورۃ الفاتحہ کے عمل کی تکرار کریں گے تو آپ کی مراد پوری ہوگی۔

میں نے بابا جی اور بوڑھی خاتون کو پکڑ کر اس مسجد تک پہنچایا۔ انہیں حضرت برمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا تھا۔ جن کا آج سے بہت عرصہ پہلے انتقال ہوا اس وقت کہ ابھی پاکستان بننے کا اور ہندوستان بننے کا وجود ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ روتے رہے اور یہ عمل کرتے رہے بس ایک دفعہ ہی عمل کر کے گئے۔ مجھے جستجو ہوئی کہ ان کے اس عمل سے ان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ چند دنوں کے بعد دہلی میں ان کے گھر گیا تو ان کے گھر میں رونق خوشحالی' خیر و برکت کو میں نے پایا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ شاہی قلعے کی موتی مسجد میں دیئے ہوئے اس عمل کی برکت سے آج یہ وقار اور مقام ملا ہے۔

موتی مسجد میں ہر مراد ملے گی

داروغہ شاہی قلعہ نے مزید کہا کہ اس عمل کو جو شخص بھی شاہی قلعے کی مسجد میں آ کر کرے گا اس کی ہر مراد پوری ہوتی ہے ناممکن ممکن ہوتی ہے پریشانیاں ٹل جاتی ہیں' مسائل حل ہو جاتے ہیں' مشکلیں دور ہو جاتی ہیں۔ غم دور ہو جاتے ہیں جادو ٹوٹ جاتے ہیں بندشیں ختم ہو جاتی ہیں اجڑے گھر آباد ہو جاتے ہیں۔ ایک نہیں' سو نہیں' ہزاروں لوگوں کو میں نے اس عمل کے ذریعے سے پاتے دیکھا ہے۔ وہ جن جو مجھے ملنے آیا تھا اس دن کے بعد میں نے موتی مسجد میں جس شخص کو بھی کہا ہے کہ وہ جا کر یہ عمل کرے کوئی ایک دفعہ یا کسی نے چند دفعہ کیا اس کے دل کی مراد اس کے من کی مراد ضرور پوری ہوئی۔

میں نے شاہی قلعہ کے داروغہ سے ایک سوال کیا میں ایک بات پر حیران ہوں آخر یہ عمل لاہور کے شاہی قلعے کی موتی مسجد میں ہی کیوں چلتا ہے؟ کہنے لگا یہ عمل ہر جگہ

فائدہ دیتا ہے دنیا کے کسی کونے میں پڑھے فائدہ دے گا لیکن موتی مسجد شاہی قلعہ میں اس کی تاثیر سو گنا بڑھ جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں نیک اور صالح بوڑھے جنات ہر وقت اسی عمل کو کرتے رہتے ہیں اور جو بھی شخص یہاں آتا ہے یہ اس کے اوپر خوشبو کا چھڑکاؤ کرتے ہیں جو کہ ہر شخص کو پتا نہیں چلتا یہ لوگوں کو تکلیف نہیں دیتے بلکہ ان کے دکھ درد کو بانٹتے ہیں ان کے غموں اور تکلیفوں میں ان کے ساتھی بن جاتے ہیں اور جب کوئی شخص اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا ذکر کرتا ہے یہ بھی اس کے ساتھ اسی غم کے ساتھ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا تکرار کرتے رہتے ہیں اور اللہ سے مانگتے ہیں کہ اے اللہ! تیرا یہ بندہ اس مسجد میں آیا ہے اس کو خالی نہ بھیج اور واقعتاً وہ بندہ خالی نہیں جاتا۔

عمل کرنے کا طریقہ

قارئین! یہ ایک میرا تجربہ تھا شاہی قلعہ کے تہہ خانوں سے دوستی اور ویرانوں سے محبت میری بہت پرانی ہے۔ ویسے بھی قبرستانوں اور ویرانوں سے دوستی میرے دل کو بھاتی ہے۔ کیونکہ قبرستانوں اور ویرانوں میں روحوں کے ٹھکانے اور جنات کے ٹھکانے ہوتے ہیں اور روحوں سے تعلق اور جنات سے تعلق میرا من بھاتا دل پسند مشغلہ اور میری روح کی غذا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو اس عمل کے کرنے کی اجازت بھی دی اور بہت سے لوگوں کو اس عمل کرنے کی ترکیب بتا دی جس جس نے بھی موتی مسجد میں جا کر نفل پڑھے اور "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کا تکرار کیا اور جس کی پوری ترکیب میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں تو بہت ہی زیادہ فائدہ ہوا۔ جس جس کو بھی میں نے نفل والا عمل بتایا اس کی زندگی کے دن رات نکھر گئے' اس کی پریشانیاں دور ہو گئیں۔ مجھے ایسے ایسے لوگ بھی ملے جو کہتے ہیں کہ ہر تدبیر ناکام ہو جاتی ہے وہی تدبیر دوسرے کو بتاتے ہیں اس کو فائدہ ہوتا ہے وہی چیز ہم خود کرتے ہیں لیکن ہمیں نفع نہیں ہوتا۔

تو میں نے ان سے کہا: پھر آپ ایسا کریں ایک نئی چٹائی لے جائیں وہ چٹائی قالین کی شکل میں ہو دری کی شکل میں ہو یا کسی مصلے کی شکل میں ہو یا جائے نماز کی شکل میں ہو یا پلاسٹک کی بنی ہوئی چٹائی ہو وہ موتی مسجد میں جا کر بچھائیں وہاں خوب اچھی طرح جھاڑ دیں' صفائی کریں اور اس کے بعد یہ نفل پڑھیں اور گڑگڑا کر اللہ پاک سے دعا کریں جس نے بھی ایسا کیا اسے من کی مراد ملی' اسے دل کی مراد ملی۔

ایک بار مجھے ایک دوست جن نے ایک بات بتائی کہنے لگے کہ آپ سے سن کر میں نے یہ عمل کئی جنات کو بتایا اور بے شمار جنات نے یہ عمل کیا اور جس جن نے بھی یہ عمل کیا اس جن نے اپنی مراد کو پایا۔ جنات کے قافلے کے قافلے موتی مسجد میں پوری دنیا سے اس عمل کو کرنے آتے ہیں۔ قارئین! ایک وضاحت نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ ضروری نہیں کہ آپ اس عمل کو لاہور کے شاہی قلعے کی موتی مسجد میں کریں...... آپ دنیا کے کسی کونے میں بھی کر سکتے ہیں اس کی تاثیر اس کا فائدہ سو فیصد ملے گا لیکن موتی مسجد میں اس کے فوائد اور کمالات ان نیک اور صالح جنات کی شمولیت کی وجہ سے اس کی تاثیر اور بڑھا دیتا ہے اس میں نفع اور زیادہ ہوتا ہے۔

غریب جن کے گھر دعوت

ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک غریب اور سفید پوش جن کی دعوت میں میں اس کے گھر گیا۔

بہت عرصے سے وہ غریب جن مجھے دعوت دے رہا تھا کہہ رہا تھا کہ آپ میرے ہاں آئیں۔ وقت نہیں ملتا تھا لیکن عرصہ دراز سے دعوت اور بار بار اصرار اور اس کی دل جوئی کی خاطر آخر کار میں اس کے گھر گیا بلوچستان کے ویرانوں میں سنگلاخ پہاڑوں میں انکا قبیلہ رہتا ہے۔ ان کا وہ گھر پرانا ٹوٹا پھوٹا تھا۔ گھر تو پرانا تھا لیکن خلوص بہت زیادہ' محبت اور پیار بہت زیادہ تھا۔ میں ان کے گھر کے اندر بیٹھا تو مجھے کہنے لگے اگر

آپ اجازت دیں تو ہم آپ کو اپنے آبائی گھر لے چلیں تو میں نے پوچھا کہ یہ آپ کا آبائی گھر نہیں کہنے لگے نہیں ہمارے باپ دادا جن گھروں میں رہتے تھے وہ گھر اور ہے جن میں ہم اپنے خاص مہمانوں کو ٹھہراتے ہیں اور ہمارے خاص مہمان ہی اس میں ٹھہر سکتے ہیں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے چلیں۔ چند ہی قدم کے فاصلے پر میں گیا تو دیکھا جیسے مصر کے اہرام ہوتے ہیں ویسے ہی لکڑی کے تختوں سے بنے ہوئے گھر تھے اور باہر سے لکڑی بہت پرانی ہو چکی تھی لیکن اندر سے اس کو بہت صاف ستھرا کیا ہوا تھا جب اس کا دروازہ کھولا تو اس گھر کے اندر میں داخل ہوا وہ گھر بالکل تکون نما جس طرح اہرام مصر ہے بالکل اسی طرح بنا ہوا تھا جس میں تین انسان باآسانی سو سکتے تھے کیونکہ اپنی اصلی حالت میں وجود نہیں لیتے لیکن انسانوں میں اگر کوئی رہنا چاہے تو تین انسان باآسانی سو سکتے تھے اور پانچ انسان باآسانی بیٹھ سکتے تھے میں اس گھر کو دیکھ کر حیران ہوا میں نے ان سے پوچھا کہ گھر تو ایسے ہیں جیسے مصر کے اہرام ہوتے ہیں جو ہم نے سنے بھی ہیں اور تصاویر میں دیکھے بھی ہیں۔ کہنے لگے: دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں ہزاروں سالوں سے اس طرز کے گھر بنے ہوئے آرہے ہیں۔ ہمارے اس طرز کے گھر اہرام مصر کے بننے سے بھی پہلے کے ہیں۔

جنات کے شفائی گھر

مصر کے اہرام میں انسانوں نے جو گھر بنائے تھے وہ دراصل ہمارے جنات کے گھروں کو دیکھ کر بنائے تھے ہم جنات انہی گھروں میں صحت اور تندرستی کیلئے رہتے ہیں۔ اور جو بھی جن ان گھروں میں رہتے ہیں وہ کبھی بیمار نہیں ہوتے۔ ہم درختوں پر بھی رہتے ہیں جھونپڑیوں میں بھی رہتے ہیں' قبرستانوں' پہاڑوں ویرانوں' دریاؤں' سمندروں میں رہتے ہیں' لیکن اگر ہم میں سے اگر کوئی جن کہے گا کہ سب سے اچھا گھر کس کا تو ہم اسے شفائی گھر کہتے ہیں کیونکہ اس گھر کے اندر شفاء ہی شفاء ہے

شفائی گھر اس لیے کہتے ہیں کہ اس گھر میں جو بھی رہتا ہے شفاء پاتا ہے میں نے لکڑی کے اس گھر کو ٹھونک بجا کر دیکھا عام سادہ سی لکڑی کے تختوں کو چیر کر اس طرح بنایا گیا تھا جس طرح اہرام مصر ہوتا ہے اور ایک چھوٹی لکڑی تھی جس کو اٹھا کر انسان اندر داخل ہوا اور اس کو بند کر دیا جاتا ہے اور ہوا کے چھوٹے چھوٹے اندر روشن دان تھے اور بس۔ مجھے وہ غریب جن بتانے لگا کہ ہماری نسل اس گھر میں پلتی بڑھتی اور جوان ہوتی ہے۔ اس گھر میں رہنے والے کو کبھی کینسر نہیں ہوتا اور دنیا کی ہر آفت وبلا سے وہ بچا رہتا ہے۔ میں حیران ہوا...... میں نے پوچھا انسان تو اس گھر میں نہیں رہتے...... تو قریب بیٹھا ہوا ایک جوان جن جو کہ اس غریب جن کا بیٹا تھا کہنے لگا کہ نہیں انسان بھی رہتے ہیں۔ ایک جگہ کا نام لیکر کہنے لگے کہ وہاں کے انسان لکڑی کے تختوں کے ایسے گھر بناتے ہیں اور ان گھروں میں رہتے ہیں ان میں سے کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا۔ نہ دوائی ہے نہ ڈاکٹر ہے نہ معالج ہے نہ بیماری ہے۔ یہ گھر قدرتی طور پر ایسے ہیں ان گھروں میں رہنے والا بیمار نہیں ہوتا۔ ان گھروں کے اوپر کائنات کی ساری روحانی شفائیں' نورانیت نور اور برکت ان گھروں پر متوجہ ہو جاتی ہے اور کائنات کا شمسی اور قمری نظام اور ان کے اندر کی روحانیت اور نورانیت اور ان کے اندر کی ساری جاذبیت اس گھر میں جذب ہو جاتی ہے اور جو بھی اس گھر میں رہتا ہے وہ سو فیصد تندرست رہتا ہے کوئی بیماری اس کے قریب نہیں آتی کوئی دکھ اس کے قریب نہیں آتا۔

نفسیاتی بیماریاں' ذہنی الجھنیں' اعصابی کھچاؤ' تناؤ اس گھر میں رہنے والے کے قریب نہیں آتے۔ وہ شخص سدا خوشحال رہتا ہے' تندرست ہوتا ہے' صحت مند ہوتا ہے جو اس گھر میں رہتا ہے۔ یہ گھر نہیں خوشیوں کا ایک خزانہ ہے واقعتاً جب میں اس گھر میں بیٹھا تھا مجھے خود محسوس ہونے لگا کہ وہ گھر میرے لیے سکون کا ذریعہ بن رہا ہے' وہ گھر میرے لیے راحت اور برکت کا ذریعہ بن رہا ہے۔ میرے دل میں ایک عجیب سا

سکون محسوس ہو رہا تھا' میرا دل ایک عجیب اور انوکھی طمانیت کو محسوس کر رہا تھا۔ میں ان سے کہنے لگا کہ ایسا ممکن نہیں کہ کوئی انسان دکھائیں جو اس گھر میں رہتا ہو؟ کہنے لگا اگر آپ اجازت دیں ہم سواری پر آپ کو ابھی لے جاتے ہیں اور انسانوں سے ملاتے ہیں۔ اس دوران ہم کھانا کھا چکے تھے ان کا سادہ لیکن لذیز کھانا تھا۔ ان کی وہ ہوائی سواری فوراً آئی ہم اس پر بیٹھے بہت دیر تک چلتے چلتے وہ انوکھی انسانی آبادی میں جا پہنچے میں دیکھ کر حیران ہوا وہاں لوگوں نے اپنی گھروں کے اندر لکڑی کے شفائی گھر بنائے ہوئے تھے یعنی وہ گھر جن کی شکل بالکل اہرام مصر کی طرح تکون تھی میں ان لوگوں سے جا کر ملا ان کی زبان اردو نہیں تھی ان کی زبان کا ترجمہ اس غریب جن کے بیٹے نے کرایا۔

شفائی گھر اور انسان

اس جوان کا نام حبیب تھا۔ حبیب بتانے لگا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لکڑی کے تختے جوڑ کر یہ گھر بناتے ہیں یا پھر اپنے گھر کے کسی حصے میں یا ہال میں اس طرح کا ایک چھوٹا سا کمرہ بنا لیتے ہیں' دن کا کچھ وقت اس میں گزارتے ہیں یا صرف رات کو سو جاتے ہیں۔ وہ پھر خود ہی کہنے لگے: جو شخص رات کو اس میں سو جائے اس کو لاعلاج بیماریاں نہیں ہوں گی' اس کے قریب جنات نہیں آئیں گے' اس کے جادو ٹوٹ جائیں گے' شیطانی چیزیں اس سے دور ہو جائیں گی' وساوس ختم ہو جائیں گے' دکھ درد اس سے دور ہو جائیں گے۔ دنیا کی انوکھی اور پریشان کن بیماریاں اُس سے ایسے دور ہوں گی کہ دنیا کی کوئی بیماری شاید آج تک اس نے دیکھی نہ ہو۔ اس لکڑی سے بنے ہوئے شفائی گھر میں وہ سکون ہے کہ ہمارا کوئی بچہ اگر کوئی پیدا ہونا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش بھی اسی گھر میں کراتے ہیں' وہ رہتا بھی اسی گھر میں ہے...... زچہ و بچہ دونوں کو اسی گھر میں رکھتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس گھر میں بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ باہر کی

کاروباری مصروفیات کی وجہ سے اگر ہم دن میں اس گھر میں وقت نہ گزار سکیں تو رات میں اس گھر میں ضرور وقت گزارتے ہیں اور ساری رات اسی گھر میں سوتے ہیں صبح ہم فریش ہوتے ہیں ہماری پوری بستی میں کوئی ڈاکٹر معالج نہیں' کوئی دوا نہیں کوئی بیماری نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ ہاں! اگر کوئی کسی تکلیف میں مبتلا ہو بھی جائے تو ہم اس کو کوستے ہیں کہ تو ان شفائی گھروں سے محروم ہوتا ہے' اس میں رات نہیں گزارتا یا دن کا کوئی حصہ نہیں گزارتا ہے۔ لوگ دور دور سے اپنے مریضوں کو ہمارے گھروں میں لے آتے ہیں ان انسانوں نے جن کی زبان میں نہیں جانتا تھا اور حبیب ان کا ترجمہ مسلسل کر رہا تھا کہنے لگا کہ ہم میں سے بعض انسان ایسے ہیں کہ انہوں نے لکڑی کے گھر بنائے ہوئے ہیں اور انکے نیچے گدے بچھائے ہوئے ہیں چھوٹی سی کھڑکی رکھی جس سے ہوا کی کراسنگ ہوتی رہتی ہے انہوں نے یہ گھر کرائے پر دینے کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔ لوگ اپنے مریضوں کو لاتے ہیں کوئی ایک مہینہ' کوئی دو مہینے' کوئی چند مہینے اس گھر میں رہتے ہیں دن رات اسی گھر میں رہتا ہے وہ صحت یاب ہو کر چلا جاتا ہے۔

آپ بھی شفائی گھر بنا سکتے ہیں

آپ خود بھی چاہیں تو اس گھر کو بنا لیں۔ قارئین! میں حیران ہوا اور پھر مجھے اب پتا چلا کہ مصر کے فرعونوں نے جو اہرام بنائے تھے اور اتنے بڑے بڑے پتھر جو آج کی انسانی دنیا اور انسانی عقل حیران ہے اور آج کی طاقتور ترین لفٹیں بھی اتنا اونچا اور بڑا پتھر نہیں اٹھا سکتی۔ اب معلوم ہوا کہ اس کے بنانے میں جنات کا ہاتھ ہے اور مجھے جنات نے بتایا ہے کہ ہمارے بڑوں سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ ہم نے یہ مکان بنائے تھے اور اپنی طرز اور اپنے انداز میں بنائے تھے۔ ہم چونکہ اسی میں رہتے ہیں اور جو خاص بات انہوں نے بتائی کہ ہمارے پڑھے لکھے باشعور اور مالدار جنات ایسے گھروں میں رہیں گے اور انہی گھروں میں رہتے ہیں۔

قارئین! میں نے اس سفر کے بعد کئی لوگوں یعنی انسانوں کو یہ گھر بنانے کا مشورہ دیا اس کا نقشہ بالکل وہی جو مصر کے اہرام میں ہے اور واقعی اس کے شفائی اور قدرتی اثرات مشاہدے میں آئے جس جس نے بھی بنایا دن کا کچھ وقت یا کچھ حصہ یا رات کا قیام لکڑی کے بنے ہوئے اہرامی یا شفائی مکان میں گزارا اس کی لاعلاج بیماریاں' پریشانیاں' ذہنی بیماریاں دور ہوئیں' ڈیپریشن کے مارے ہوئے کئی لوگوں کو میں نے اہرامی مکان بنانے کا مشورہ دیا۔ لکڑی کے تختے خشک ہوں گیلے نہ ہوں' ان کو اسی طرز پر کاٹ کر کسی کاریگر سے بنوا سکتے ہیں۔ سنگل بیڈ کا بھی بنا سکتے ہیں ڈبل بیڈ کا بھی بنا سکتے ہیں۔ اس میں رہیں اور اس میں رہنے والا صحت مند سدا جوان اور تندرست رہتا ہے اور بیماری سے بالکل صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ میں نے جنات میں دیکھا اور جنات کو اس میں رہتے دیکھا جس جن نے مجھے بتایا اور اس نے مجھے انسانوں کی بستی بھی دکھائی جس کا تذکرہ میں نے تفصیل سے کیا۔ میں چاہتا ہوں آپ بھی ان گھروں کو بنائیں اور ان گھروں میں رہیں بالکل سستے بن جاتے ہیں مہنگے نہیں بنتے۔ اور ان گھروں کے اندر فرش پر روئی کا گدا بچھائیں فوم کا گدا نہ بچھائیں اور اس میں آپ روئی کے تکیے کے ساتھ رہیں' فوم کے تکیے استعمال نہ کریں تو پھر اس کے شفائی اثرات دیکھیں۔ آپ کی نسلیں صحت مند اور شاد و آباد رہیں گی۔

یَاقَھَّارُ سے شریر دنیا بہت زیادہ پریشان

جب سے میں نے اپنے مشاہدات عبقری میں دینا شروع کیے ہیں جہاں صالح اور سخی جنات میں خوشی ہوئی کہ ہمارے ذریعے سے انسانی دنیا کو خیر برکت راحت اور مشکلات کا حل مل رہا ہے وہاں شریر جنات کو بہت تکلیف پہنچی خاص طور پر یَاقَھَّارُ کے تجربات نے اور یَاقَھَّارُ کے نقش نے شریر دنیا کو بہت زیادہ پریشان کیا۔ لاکھوں سے

زیادہ متجاوز لوگوں نے عبقری کے اس عمل کو آزمایا بھی اور کیا بھی اور واقعی عجیب و
غریب کمالات ملے اور عجیب وغریب اس کے مسائل حل ہوئے کتنے بے گھروں کو گھر
ملا' کتنے جادو اور جادو سے ڈسوں ہوؤں کو زندگی کا چین اور سکون ملا کتنے ایسے تھے جن
کے ساتھ جنات بدکاری پر تلے ہوئے تھے اور سال ہا سال سے یہ سلسلہ تھا جنات کا
اس گھر اور جسم میں داخلہ بند ہو گیا۔ ایسے لوگ جن کا رزق بندھا ہوا تھا جن کے
روزگار میں بندشیں لگائی ہوئی تھیں اللہ نے ان کا رزق کھولا یہ مشاہدات تو ان لوگوں
سے پوچھیں جو یَاقَھَّارُ کے تجربات کر چکے ہیں اور یَاقَھَّارُ کے کمالات سے استفادہ
کر چکے ہیں میں آپ کو کتنے بتا سکتا ہوں۔

میرے قریب آ کر وہ شعلہ پھٹا

لیکن جو سب سے زیادہ پریشان کرنے کی ترتیب بنائی وہ شریر جنات نے بنائی کہ
میں بیٹھا ہوا تھا ایک آگ کا بہت بڑا شعلہ میری طرف آیا چونکہ میں ہر وقت اعمال کے
حصار میں رہتا ہوں میں نے وہ حصار پڑھنا شروع کر دیا جو قرآنی الفاظ سے مزین
ہے۔ پڑھتا رہا' لیکن وہ بہت بڑا شعلہ میری طرف مسلسل آ رہا تھا میں مطمئن بیٹھا ہوا
تھا قریب ہی آ کر وہ شعلہ پھٹا اور اس میں اٹھارہ جنات خطرناک حالت میں ظاہر
ہوئے جن کے جسم سے شعلے نکل رہے تھے بدبو کے بھبکے نکل رہے تھے، اور جب وہ
بولتے تو ان کے منہ سے دھواں نکلتا، ہیبت ناک جسم جس میں ایک ایک بازو کئی گز لمبا
تھا اور جسم آسمان کو چھو رہا تھا کوئی ان سے چھوٹے کوئی ان سے بڑے...... سب کہنے
لگے ہم آپ کے پاس آئے ہیں افسوس ہم آپ کا کچھ کر نہیں سکتے....!!!

شریر جنات کی فریاد....!

لیکن آخر کیوں؟ آپ قوم جنات کو مروانے اور برباد کرنے کے پیچھے پڑے

ہوئے ہیں ہم نے آخر آپ کا کیا بگاڑا ہے آپ عبقری رسالے کے ذریعے لوگوں کو عمل
بتاتے ہیں لوگ والہانہ اور عاشقانہ انداز میں یقین سے کرتے ہیں ہمارا گھر' ہماری
محفلیں' ہماری زندگی برباد ہو چکی ہے۔

ہمارے بچے ختم ہو گئے ہیں' ہمارے گھر جل گئے ہیں' ہمارے کھانے ختم ہو گئے
ہیں ہمارا پینا ختم ہو گیا ہے' جن گھروں میں ہم صدیوں سے رہ رہے تھے، نسل در نسل
آباد تھے ان گھروں سے ہمارے ٹھکانے ختم ہو گئے ہیں ہم اب کسی گھر میں کھا نہیں
سکتے' پی نہیں سکتے' ہم لوگوں سے کھیلتے تھے (یعنی انہیں تکلیف دیتے پریشان
کرتے) ہمارا کھیلنا بند ہو گیا ہے' ہم آزادانہ پھرتے تھے' آزادانہ پھرنا بند ہو گیا
یَاقَھَّارُ کی طاقت ایسی ہے کہ ہم اس سے لڑ نہیں سکتے۔ آپ سے لڑنے آئے ہیں
ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے، آپ کے گرد بہت طاقتور حصار ہے، اگر ہم اس حصار
کے اندر آتے ہیں، تو جل جاتے ہیں۔

عبقری کے اس سلسلے کو بند کیوں نہیں کرتے....؟

اب دو ہی راستے ہیں یا تو ہم آپ سے لڑیں یا پھر ہم آپ کی منت کریں۔ آپ
ہمارا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے...؟ عبقری کے اس سلسلے کو بند کیوں نہیں کرتے....؟
آپ نے ساری زندگی جنات کے ساتھ وقت گزارا ہے اور جنات نے آپ کی
خدمت کی ہے کیا اس خدمت کا یہی صلہ ہے کہ آپ جنات کی آبادیوں کی
آبادیاں برباد کر دیں...! کیا اس خدمت کا یہی صلہ ہے کہ آپ جنات کے
گھروں اور محلوں کو ویران کر دیں۔ دھاڑ دار اور شعلہ دار گفتگو جو عام آدمی اگر
تھوڑی سی بھی سن لے اس کے دل و دماغ پھٹ جائیں، منہ اور ناک سے خون
بہنے لگے اور زندگی کی بازی ہار جائے۔

میں مسلسل سن رہا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے ہم تمام جنات کی طرف سے

آپ کے پاس قاصد بن کر آئے ہیں آج کچھ حل کر کے جائیں گے۔ ورنہ ہمارا کچھ نہیں بچتا۔ میں تحمل اور بردباری سے ان کی باتیں سنتا رہا۔

بائبل کی امن، رواداری، درگزر کی تعلیمات

جب ان کی بات ختم ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا آپ مسلمان ہیں؟ کہنے لگے: نہیں! ہم عیسائی ہیں۔ میں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں امن ہے' عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یہ ہے کہ کوئی ایک تھپڑ مارے تو اس کیلئے دوسرے رخسار کو پیش کر دو' نہ لڑو' نہ مقابلہ کرو' بلکہ درگزر کرو' معاف کرو' بائبل کی ساری تعلیمات امن کی تعلیمات ہیں، رواداری کی تعلیمات ہیں، درگزر کی تعلیمات ہیں، اس موضوع پر میں نے ان سے تقریباً آدھا گھنٹہ بات کی میں بات کر رہا تھا، ان کے جسم اور چہرے کی کیفیات بدل رہی تھیں۔ ان کے شعلے کم ہو رہے تھے ان کا دھواں کم ہو رہا تھا ان کی سختی نرمی میں بدل رہی تھی ان کے جسم کی جنبش دھماکے تھرتھراہٹ میں کمی ہو رہی تھی۔ دل کی دنیا بدل رہی تھی اب میری بات کو سنتے بھی، پہلے میرے کہنے پر نہیں بیٹھ رہے تھے، پھر ان میں سے ایک بیٹھ گیا' پھر دوسرا بیٹھ گیا، پھر تمام بیٹھ گئے میں نے اپنی گفتگو جاری رکھی، پھر میں نے ان کیلئے کھانے پینے کی چیزیں منگوائیں' پھر میں نے ان سے کہا: آپ جانتے ہو کہ حکیم صاحب کا تسبیح خانہ چرچ کے بالکل قریب ہے اور دیوار کے ساتھ دیوار ہے۔ میں نے حکیم صاحب کو دیکھا ہے کہ وہ غیر مسلموں کیلئے بلکہ دنیا کے ہر مذہب کیلئے خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں۔

آخر آپ کے اندر خیر خواہی کا جذبہ کیوں نہیں ہے...؟

آپ کیوں لوگوں کے دلوں میں اپنی ذات کیلئے نفرتیں ڈالتے ہیں...؟

لوگوں کو کیوں تنگ کرتے ہو...؟

کیا یسوع مسیح کا یہی مذہب تھا...؟

ہرگز نہیں پھر قیامت کے دن کیا جواب دو گے...!؟

ٹھیک ہے...! تمہاری عمر صدیوں لمبی ہوتی ہے، لیکن موت تو ہے نا...!! موت کو منہ سے لگانا تو پڑے گا۔

خیر اسی میں ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ

میری باتیں سنتے ہوئے اک بندہ ان میں سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ دوسرے پریشان ہو کر اس کو اٹھانے لگے، میں نے انگلی سے اشارہ کیا کہ اسے پڑا رہنے دو...! باقی تمام زار و قطار رو رہے تھے۔ آخر میں نے کہا: اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ تم توبہ کرو۔ سوچو...! جب تم توبہ کر لو گے اور تم انسان کو تکلیف نہیں دو گے' ان کی عزتوں اور جان مال کے لٹیرے نہیں بنے ہو گے' چوری اور ڈاکہ زنی چھوڑ دو گے' تو کیا پھر تمہیں یہ لفظ یا اقتدار تکلیف دے گا...؟ وہ کہنے لگے: "نہیں"

پھر میں نے ان سے کہا: آپ کی خیر اسی میں ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں اور ایمان لے آئیں۔ اتنی ہی دیر میں وہ بیہوش جن بھی ہوش میں آ گیا۔ وہ سب جنات چیخ چیخ کر رونے لگے، اپنا جسم اور بال نوچنے لگے کہ ہمیں اب تک بتانے والا تھا ہی نہیں، ہم نے تو سب کچھ اسی کو سمجھا ہوا تھا، ہم نے یہی چاہا کہ اسی میں سب کچھ ہے۔ ہم برباد ہو گئے۔ وہ سینہ کوبی کر رہے تھے' وہ چیخ و پکار کر رہے تھے' وہ رو رہے تھے۔ ان کی زندگی کی مجھے شام نظر آ رہی تھی کہ وہ مر جائیں گے اور ابھی ختم ہو جائیں گے......

میں سوچ رہا' کہ اب ان کا کیا کیا جائے؟ اور انہیں مسلسل اسلام کی خوبیاں بتانا شروع کیں۔ آخر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ میرے ساتھ کچھ اولیاء جنات بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے ذمے لگایا کہ ان کو اپنے رابطے میں رکھو اور ان کو دین سکھانا شروع کرو۔

ان میں سے ایک کہنے لگا: کیا میرا خاندان اگر مسلمان ہونا چاہے تو آپ کر لیں گے، میں نے ان سے کہا: ہاں...! مگر زبردستی نہ کرنا، اگر وہ اپنی رضا سے ہونا چاہیں تو میں ضرور کرلوں گا۔ تو وہ جن کہنے لگا: ٹھیک ہے۔ دوسرے دن تمام جنات اپنے ساتھ چوالیس سوتیئس جنات مزید لے آئے مسلمان کرنے کیلئے۔

گھی، چاول، چینی ہول سیل کا بیوپاری جن

ایک جن میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور رو رہا تھا۔ بوڑھا جن تھا۔ وہ تو روتے روتے تڑپنا شروع کر دیتا' میں نے اُسے اٹھایا، اپنے سینے سے لگایا، بوسا دیا' اس کے آنسو صاف کیے' میں نے پوچھا:

آپ کی عمر کتنی ہے...؟

کہنے لگے: نوسو سال سے کچھ کم ہے۔

میں نے پوچھا: کیوں رو رہے ہیں؟

اس نے کہا: ایک اپنا گناہ یاد آیا۔

میں نے پوچھا: کیا...؟

اس نے آہستگی سے بتایا کہ

''میں گھی کا کام کرتا تھا' یعنی گھی، چاول' چینی اور اس طرح کی کھانے پینے کی چیزوں کا ہول سیل کا بیوپاری ہوں۔ میں ایک کام کرتا تھا میرے پاس انسان تاجر بھی آتے تھے میں انسان کی شکل بنا کر ان سے تجارت کرتا تھا، انہیں کبھی علم نہ ہوسکا، اور جنات میں بھی بہت بڑا میرا کاروبار تھا، میں ایک کام کرتا ہوں کہ جن لوگوں کو خاص طور پر انسانوں کو اگر میں نے گھی کے سو

ٹین دیئے، میں چپکے سے ان میں سے پانچ ٹین اٹھالیتا تھا، اس وقت جب مال ان کے گودام میں پہنچ جاتا تھا اور انہیں قطعی علم بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح ہر کھانے پینے کی چیز کے ساتھ میں ایسا کرتا تھا۔ اور سالہا سال سے میں ایسا کر رہا ہوں ساری زندگی میں نے دھوکہ فریب چوری سے اپنا گھر بھرا۔ آج پتہ چلا کہ میں تو بہت نقصان میں ہوں اور میں بہت گھاٹے میں ہوں بس وہ دن اور آج کا دن مجھے بہت بڑی ندامت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اب میں اتنے بندے کہاں سے لاؤں گا...؟ جن لوگوں کے ساتھ میں نے دھوکہ کیا مجھے تو یاد ہی نہیں، صدیوں سے میں یہ دو نمبر کام کر رہا ہوں۔ انسانوں کی نامعلوم کتنی نسلیں ختم ہوچکی ہیں اور انسانوں کی کتنی نسلوں کو میں نے دھوکہ دیا...!!!''

وہ رو رہا تھا اور مسلسل چیخ وپکار کر رہا تھا میں نے اسے تسلی دی اور کہا: حقوق العباد بہر حال حقوق العباد ہوتا ہے، جو جو آپ کو یاد ہے، ان کی لسٹ بناؤ، ان کا مال ان کو واپس لوٹاؤ، اور جو یاد نہیں ہے، ان کا جتنا مال یاد ہو، ان کی طرف سے صدقہ کردو اور مجھے ابھی پتہ چلا کہ وہ ایسا مسلسل کر رہا ہے۔

جنات کی زندگیوں میں استقبال رمضان

بیٹھے بیٹھے یاد آیا کہ قارئین کیوں نہ آپ کو جنات کے رمضان کی کچھ کیفیات، معلومات، مجاہدے، قربانیاں، مانگنا، گڑگڑانا، رونا' قرآن پڑھنا' تراویح پڑھنا' ذکر کرنا' صدقہ وخیرات کرنا' غریب پروری میں آگے آگے بڑھ کر چلنا' یہ سب معمولات واقعی آپ کو ضرور بتائیں جائیں۔

جنات کی زندگی میں رمضان کا استقبال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور جنات رمضان المبارک میں ایک ذکر بہت کثرت سے کرتے ہیں حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ، عَفُوٌّ کَرِیْمٌ۔ بہت کثرت سے کرتے ہیں۔ اتنا کرتے ہیں کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ اربوں سے زیادہ یہ ذکر کرتے ہیں، کھانے کا انتظام ان کے ہاں بہت زیادہ ہوتا ہے ہر جن کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کھلائے' پلائے' رمضان کے مہینے میں جنات کی زندگی کے معمولات دھیمے پڑ جاتے ہیں' ان کا کاروبار بہت کم رہ جاتا ہے' پورا رمضان وہ تقریباً چھٹی میں گزارتے ہیں' ہر وقت ذکر واذکار کرتے ہیں، لاکھوں قرآن پڑھے جاتے ہیں، کیونکہ حفاظ بہت زیادہ ہیں، اس لیے ان کے ہاں ہر جگہ، ہر گھر، ہر قبرستان' ہر ویرانے، ہر جنگل میں اور ہر درختوں کے جھنڈ میں اور ہر پرانی بھٹی میں اور پرانے بھٹے میں ہر پانی کے کنارے دریا اور سمندر کے قریب مصلے پڑھے جاتے ہیں۔

قرآن بہت خوبصورت پڑھتے ہیں اور نہایت عمدہ لہجے کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

جنات میں ہمیشہ قرآن سعودی طرز پر ہی پڑھا جاتا ہے یہ اس دور کی بات ہے جب ابھی شیخ شریم اور شیخ سدیس کا تعارف بھی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ جنات نے خود قرآن حضور اقدس ﷺ سے سنا صحابہ، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، محدثین، اولیاء صالحین سے خود سنا، اس لیے جنات کے ہاں ہمیشہ وہ طرز ہے، جس طرز پر سعودی عرب میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ رمضان میں میں نے بہت ختم قرآن میں جانا ہوتا ہے، تھک جاتا ہوں۔ ہر طرف سے تقاضا ہوتا ہے کہ آپ ہمارے ختم قرآن میں آئیں اور دعا کروائیں، کچھ کلمات بھی سنا دیں جن میں عظمت قرآن، تعارف قرآن اور فضائل قرآن کی بات بھی ہو جائے۔ میں بہت ختم قرآن میں جاتا ہوں، ہر جگہ مٹھائی بہت بانٹی جاتی ہے۔

اتنا سارا چھپنے والا قرآن کہاں جاتا ہے...؟

قارئین! کبھی آپ نے غور کیا...؟ کہ قرآن کیا کوئی اخبار ہے جو روزانہ آپ کے گھر آتا ہے...؟ کتنے سینکڑوں ادارے مسلسل قرآن چھاپ رہے ہیں اور ویسے بھی انسانی دنیا میں قرآن پڑھنے کا ذوق تو بالکل ختم ہوتا جارہا ہے، پھر آخر یہ اتنا سارا چھپنے والا قرآن کہاں جاتا ہے...؟ اور بک جاتا ہے۔

جنات ہمیشہ قرآن پڑھتے ہیں اور بہت زیادہ پڑھتے ہیں پھر اک دوسرے کو لے کر تحفے دیتے ہیں۔ ان کے ہاں قرآن بہت بوسیدہ ہوتے ہیں، اس لیے بہت زیادہ بکتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں، کئی قرآن مجھے جنات نے تحفۃً دیئے پھر میں ان کو اور جنات کو تحفے میں دے دیتا ہوں، رمضان کے مہینے میں ایک دن میں قرآن ختم کرنے والے' آدھا دن میں قرآن ختم کرنے والے بے شمار سے بھی بے شمار لوگ ملتے ہیں ورنہ دو یا تین دن میں قرآن ختم کرنے والے تو عموماً ملتے ہیں۔

حیرت انگیز رزلٹ، مشکلیں حل' پریشانیاں دور

روزے کا ذوق ختم قرآن کا ذوق کروڑوں دفعہ کلمہ کروڑوں بار استغفار کروڑوں بار درود شریف اور اربوں سے زیادہ حَلِیْمٌ الْکَرِیْمُ، عَفُوٌّ کَرِیْمٌ...... بہت پڑھنے والے ملتے ہیں اور ویسے بھی بقول ایک جوان جن کے جو شخص رمضان میں حَلِیْمٌ الْکَرِیْمُ، عَفُوٌّ کَرِیْمٌ پڑھے گا اس کا وہ رمضان روزہ اور قربانی اتنا قبول ہوگی کہ دنیا حیران ہو جائے گی۔ اور حیرت انگیز رزلٹ ملتے ہیں مشکلیں حل ہوتی ہیں' پریشانیاں دور ہوتی ہیں' رزق میں وسعت برکت' عزت' کامیابی' کمال برکت' کمال راحت' ہر مشکل کا حل ہر پریشانی کا حل' زندگی ایسی بن جاتی ہے کہ انسان گمان سے بالاتر ہوتا ہے۔ آپ سب کو اس عمل کی اجازت ہے۔ (جاری ہے)

جنات کا پیدائشی دوست (جلد اول)

عبقری کا مقبول عام سلسلہ" جنات کا پیدائشی دوست" ایک حیرت انگیز سچی اور منفرد آپ بیتی لیکن آسان جناتی و لاہوتی وظائف کی وجہ سے قارئین کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ترین سلسلے کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ قارئین کے بے پناہ اور مسلسل اصرار پر اب کتابی شکل میں اس کی پہلی جلد شائع کی گئی ہے۔ خاص بات یہ کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اولیاء اللہ' سلف صالحین اور بزرگان دین کا جناتی اور لاہوتی دنیا سے تعلق اور حقیقت ثابت کی گئی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی کئی اکابرین امت سے ملاقات کے احوال بھی لکھے گئے ہیں۔ سائنس اور سائیکالوجی جناتی دنیا کے بارے میں کیا حقائق بیان کرتی ہے اس کتاب میں پڑھنے کو ملیں گے۔ غرض یہ کتاب صرف ایک کہانی نہیں بلکہ زندگی کی پر اسرار حقیقتوں میں سے ایک حقیقت کا اظہار ہے اس کا ثبوت وہ ہزاروں خطوط ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں دیئے گئے لاہوتی وظائف سے فیض پایا اور گھریلو مشکلات' جادو جنات' شادیوں میں رکاوٹ اور پرسکون زندگی پائی۔ قارئین! یہ دلچسپ حیرت انگیز' وظائف اور عملیات سے بھرپور سلسلہ جاری ہے۔

آئندہ اقساط پڑھنے کیلئے ماہنامہ عبقری سے تعلق رکھیں۔

اور دوسری جلد کا انتظار کریں............!

مجالس مجذوبی (جلد اول)

مال سے نہیں اعمال سے کام بنتے ہیں' اعمال سے مسائل کیسے حل ہوتے ہیں؟ آپ بھی پڑھیں!!!

یہ سنتے آئے ہیں کہ اعمال کرنے اور نیکی کرنے سے جنت ملتی ہے لیکن کیا ان اعمال صالح سے اور نیکی سے دنیا بھی ملتی ہے؟؟؟ جی ہاں! ایسا آج کے اس پرفتن دور میں بھی ممکن ہے۔ اللہ وہی ہے' اس کی طاقت وقوت بھی وہی ہے جو صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے دور میں تھی۔ دراصل ہم نے اس یقین کو چھوڑ دیا ہے جو اولیاء وصالحین کا اللہ کے نام سے اپنے سب مسائل حل کروانے کا تھا۔ زیر نظر کتاب اسی منفرد اور اچھوتے موضوع پر مشتمل ہے کہ کیسے ہر طبقے کے افراد نے جن میں مرد بھی ہیں اور خواتین بھی' اپنے دنیاوی مسائل چھوٹے چھوٹے روحانی ٹوٹکوں سے حل کروائے۔ اس کا ہر ہر سچا واقعہ آپ کے یقین اور ایمان کیلئے جاں فزاں اور روح کیلئے بیش بہا ٹانک ہے، جو اللہ کی ذات سے ملنے کا یقین اور مال سے نہیں بلکہ اعمال سے ہونے کا یقین عطا کرتا ہے۔

مجالس مجذوبی دراصل ان واقعات ومشاہدات کا مجموعہ ہے جو درس روحانیت وامن کے بعد ہونیوالی مجالس مجذوبی میں لوگ حضرت حکیم صاحب کی موجودگی میں بتاتے ہیں۔

یقیناً یہ کتاب آج کے اس مہنگائی کے دور میں اور اس مسائل کے دور میں جب ہر شخص کسی نہ کسی روحانی یا جسمانی روگ' معاشی بدحالی' اولاد کے رشتے نہ ہونا' اولاد کا نافرمان ہونا' گھروں سے برکت وسکون کا اٹھ جانا...... جیسے مسائل میں مبتلا ہیں تو ان مسائل کا حل ان لوگوں کی زبانی پڑھیں جو خود ان حالات میں مبتلا تھے اور وہ کیا مختصر سا روحانی اور نورانی ٹوٹکہ تھا جس نے ان کا مسئلہ ختم کر کے ان کی زندگی کو راحت وچین سے بھر دیا۔ اس کتاب کی اہمیت اور قدر لفظوں میں نہیں سموئی جا سکتی اس کی حقیقت کا اندازہ چند صفحات دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے۔

اس انمول کتاب میں کیا ہے؟ آئیے! انتہائی مختصر انداز میں اس کا تعارف ملاحظہ فرمائیں!

☆ایک چھوٹے سے عمل سے کینسر کا مریض سو فیصد شفایاب ہوگیا۔میڈیکل سائنس کو سب کچھ سمجھنے والوں کیلئے ایمان افروز واقعہ۔☆ایک صاحب کا دفتر جاتے ہوئے مہینہ کا 3500 کا پیٹرول لگتا تھا۔ایک چھوٹے سے عمل کی برکت سے جسے کرتے ہوئے دو منٹ بھی نہیں لگتے ان کا وہی مقررہ فاصلہ 700 روپے ماہانہ کے پیٹرول میں طے ہونے لگا' کلام الٰہی کا ایسا واقعہ جو دل کے تاروں کو جھنجھوڑ دے۔☆ایک صاحب جو سالہا سال سے دائمی الرجی میں مبتلا تھے انہیں ایک بہت چھوٹے سے عمل سے دائمی الرجی سے شفاء کیسے ملی؟ دائمی الرجی میں مبتلا اور ہزاروں روپے خرچ کرنے والے یہ واقعہ ضرور پڑھیں۔☆ایک صاحب پھل کی ریڑھی لگاتے ہیں ایک دن بارش ہونے کی وجہ سے کوئی گاہک نہ آیا۔انہوں نے کونسی آیت پڑھی کہ کچھ ہی دیر میں ایک ہی شخص سارا پھل لے گیا۔وہ عمل کیا تھا جو پھل فروش نے ریڑھی پر بیٹھے بیٹھے کیا؟ کاروباری حضرات کیلئے ایک انوکھا راز۔☆ایک ایسی بہن کا واقعہ.....جس کے کھانے کی کوئی تعریف نہیں کرتا تھا۔پھر دعوت میں اس نے چند الفاظ پڑھ کر کھانا پکایا اور سالہا سال بعد اس کے سسرال والے اس کھانے کی لذت کی تعریف کرنے پر مجبور ہوگئے۔اس واقعہ کا اعتراف خود اس کے شوہر نے کیا۔وہ الفاظ کیا تھے؟؟ خواتین اس واقعے کو ضرور پڑھیں۔☆ایک خاتون اپنی بہن کے رشتے کیلئے پریشان تھیں انہوں نے آیت کریمہ کس خاص انداز میں پڑھی کہ صرف 2 ماہ میں شادی ہوگئی۔اولاد کے رشتے کیلئے پریشان والدین کیلئے دل کا راز۔
☆ایک صاحب کا واقعہ جو بینکوں کے سودی نظام میں بری طرح دھنس چکے تھے اور معاملہ خودکشی تک پہنچ گیا تھا، پھر انہوں نے کس آسان عمل سے سودی قرضوں سے چھٹکارا پایا؟☆ جنات پیسے چوری کرلیتے ہیں میں بیوی بچوں پر شک کرتا تھا ایک چھوٹے سے آزمودہ عمل سے اس پریشان کن صورتحال سے نجات مل گئی۔

محترم قارئین! یہ چند واقعات کا مختصر تذکرہ ہے۔یہ کتاب نہ صرف آپ کا یقین اللہ کی ذات پر بڑھائے گی بلکہ ثواب کیساتھ ساتھ دنیا کے پیچیدہ مسائل کیلئے بھی مفید رہنما ثابت ہوگی۔یہ کتاب ایسے بیشمار ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہے۔یہ واقعات قصہ کہانیاں نہیں اور نہ اولیاءاللہ کے ہیں کہ جنہیں عام آدمی نہ کرسکے بلکہ یہ مشتمل ہی ان لوگوں کے تجربات ومشاہدات پر ہے جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہیں۔خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی یہ انمول اور منفرد کتاب ہدیہ کریں۔یقیناً آپ کے تحفے کی پذیرائی کی جائے گی۔